المقاصد السنیہ

مصنف مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل القادری رحمت اللہ علیہ

مترجم مفتی محمد عبدالعلیم القادری عفی عنہ

المقاصد السنیہ

لتردید الوہابیہ

مصنف: مفتی اعظم مفتی شائستہ گل القادری۔ رحمت اللہ علیہ

مترجم: مفتی محمد عبدالعلیم القادری عفی عنہ۔

امیر: مرکزی جماعت اہلسنت کراچی سٹی

ناشر۔ مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی۔

مرکزی آفس۔

دار العلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵۔ کراچی ۲۵

0333 - 8270485 - 0333 - 2108534

نام کتاب۔ اثبات الاغراض و المقاصد السنیة

لتردید الخرافات القبیحة الوھابیة

مصنف۔ مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل۔ رحمۃ اللہ علیہ

مترجم ۔۔۔۔۔ محمد عبد العلیم القادری

کمپوزنگ ۔۔۔۔ محمد عبد العلیم القادری

امیر: مرکزی جماعت اہلسنت کراچی سٹی

پروف ریڈنگ ۔ محمد عبد العلیم القادری، مولانا مختار قادری، مولانا رحیم داد قادری،

مولانا عبد اللہ قادری، مولانا تصور حیات قادری، مولانا دوست محمد القادری

تاریخ طباعت۔ پیر ۲۶ ر ستمبر ۲۰۰۵

ہدیہ) ....

ناشر۔ مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی۔

دار العلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی ۲۵

0333-2108534 - 4603325

فہرست

انتساب

میرے شفیق و مربی

قبلہ و کعبہ

و مرشدِ کریم

والدِ محترم

دامت برکاتھم العالیہ

شمس شریعت بدر طریقت

مفتی و شیخ الحدیث باباعبدالسبحان القادری

صاحب دامت برکاتھم العالیہ

گر قبول افتد زہے عز و شرف

الفقیر الی اللہ محمد عبدالعلیم القادری عفی عنہ

قبلہ وکعبہ حضرت علامہ مفتی پیرطریقت شمس شریعت زبدۃ العارفین استادالانس و الجان والدِ محترم مفتی عبدالسبحان القادری دامت برکاتھم العالیہ ودام فیوضہ علیناوعلی کل المسلمین کی تحریرکردہ کتاب تیس سوالات اوراسکے جوابات مطبوعہ سن 20 فروری 2000ء سے کچھ اقتباسات شامل کررہاہوں تحدیث نعمت کے طورپر۔ واما بنعمت ربک فحدث

کتاب۔۔تیس سوالات کے جوابات ۔سے چنداقتباسات۔

سائل ۔محمد اسحاق قادری مصطفوی۔سیکٹر11۔جی نیو کراچی۔

سوال۔آپکے نامور خلفاء کتنے اورکون کون سے ہیں۔

جواب۔میرے نامورخلفاء کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں

(۳)برخوردارم علامہ عبدالعلیم قادری مفتی وشیخ الحدیث وناظم اعلیٰ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔

سوال۔خاندانی حالات بتائیں۔

جواب ۔چوتھا لڑکا میراالحاج محمد عبدالعلیم قادری ہے۔جسکا تذکرہ پہلے بھی ہوچکاہے جواس وقت دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کاناظم اعلیٰ

اورصدرمدرس وشیخ الحدیث بھی ہے۔

اورتذکرہ تحریک پاکستان نامی کتاب(تاریخ اشاعت۔اپریل 2000ء بمطابق محرم الحرام 1421ھ) میں حضرت قبلہ باباجان دامت برکاتھم العالیہ صفحہ نمبر21 پرتحریرفرماتے ہیں میاں محمدنوازشریف نے اسلام آبادمیں پورے پاکستان سے علماء کرام ومشائخ عظام کوکنونشن میں شرکت کی دعوت دی۔مجھے اورمیرے بیٹے مفتی عبدالعلیم قادری ناظم اعلیٰ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کوبھی کنونشن میں شرکت کی دعوت دی گئی۔فقیرعبدالسبحان القادری بقلم خود

مہتمم دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

جدِ اعلیٰ مفتی عمر دراز خان القادری رحمت اللہ علیہ

از نتیجہ فکر محمد عبدالعلیم القادری۔ منگل ۳۱ اگست ۲۰۰۴

بابائے اہلسنت حضرت عُمَرُ درازؒ
معین حق معین دیں حضرت عُمَرُ دراز

محمد علیؒ مفتی مُرشِدُ بھی طریقت کے
یہ علم کا منبع ہے تو حُلِّیُ عُمَرُ دراز

مفتیٔ سرحد ہیں مفتی شائستہ گلؒ
مفتی اِبُنِ مفتی ہیں اِبُنِ عُمَرُ دراز

مفتی عبدالسبحان ہیں اِبُنِ شائستہ گلؒ
مرشدِ اعلیٰ ہیں ، ہیں دستگیرِ کل

بابا میرے والد ہیں لاریب ہیں مرشد
آفتابِ ولایت ہیں جد اعلی عُمَرُ دراز

مفتیوں کے باغ میں بہارِ سنت ہے شہا
اہلسنت ہو مبارک بہارِ سنت بے بہا

یہ فیض ہے اس بیُت کا اے سنیوں تم پر عیاں
مفتیوں کا ہے گھرانہ اہلسنت بے گُماں
مصطفیٰؐ کے نور سے روشن ہیں یہ چہرے تمام
مقتدا ہر جا ہیں یہ اہلسنت کے امام
عبدالعلیم عَبدُ سَاجِدُ اِلٰی کَرِیمٍ
مذنب ہوں معترف ہوں رَاجِعُ الیٰ رَحِیمٍ
حجرِ اسود چوم کر ہاتھوں میں کعبے کا غلاف
چھایا رہے سایہ تیرا یا جدِ ما عُمرِ دراز

الفقیر الی اللہ الغنی رخادم العلماء والمشائخ وخادمِ دین وملت
محمد عبدالعلیم القادری ابن الشیخ مفتی عبدالسبحان القادری ابن الشیخ مفتی اعظم سرحد
مفتی شائستہ گل القادری ابن
الشیخ مفتی محمد علی القادری ابن صدر العلماء
الشیخ مفتی بابا عمر دراز خاں القادری رحمت اللہ علیہم اجمعین۔

صدائے عبدِ علیم

منقبت مفتی اعظم سرحد حضرت مفتی شائستہ گل القادری رحمت اللہ علیہ ۔ بزبانِ فارسی

ازنتیجہ فکر فقیر محمد عبدالعلیم القادری ۔ بدھ ۳ مارچ ۲۰۰۴

بوحنیفہ امام امت است ہم پیشواء کل

نور او ظاہر شدہ در صورت شائستہ گلؒ

غوث زماں عبدالغفور القادریؒ سراج کل

فیض او باھر شدہ در چہرۂ شائستہ گلؒ

جد ما اعلیٰ وارفع ہم وارث ختم الرسل

نام شما شائستہ گلؒ در وقوع شائستہ گل

الغرض از چشمۂ فیضان شاں سیراب شدم

کتب شما بحر درر در دست ما کامیاب شدم

صرف کردہ عمر در علم و عمل

قربان شوم از نام تو یا جد ما شائستہ گلؒ

مقصود مصطفیٰ ﷺ توئی مطلوب عبداللہؓ توئی

ظاہر توئی شائستہ گل باطن توئی شائستہ گلؒ

سیف ربانی توئی محبوب جیلانیؒ توئی
درسیرت زہد وعمل کامل توئی کامل توئی

صورت شما انوار کل
یاجد ماشائستہ گلؒ یاجد ماشائستہ گلؒ

من فقیرعبدالعلیم شُکرِخدائے بے نیاز
کہ از نسل ایں پاکاں ہمہ پیدا شدم پیدا شدم

دعا بکُن اے مردِ کامل درحضورِ کردگار
نسل شما پائندہ باد یاجد ماشائستہ گلؒ

رحمت اللہ علیہ وعلی ذریتہ وعلی احبابہ وتلامذتہ الی یوم الدین وفی یوم الدین. آمین یارب العٰلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

الفقیر الی اللہ، محمد عبدالعلیم القادری

خلیفہ مُجاز قبلہ والدِ محترم

و

ناظم اعلیٰ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی

کراچی

منقبت مفتی اعظم سرحدؒ، بزبان پشتو۔ از نتیجہ فکر فقیر محمد عبدالعلیم القادری

قُربَانُ دِ شَمُ دَنُومَهُ اے جَدِّ مَا اَعلٰی تَهُ ئِے

تُورَهُ دَاِسلَام تَهُ ئِے شَمعَ دَاِسلَام تَهُ ئِے

تَیَّارُ دِکړهُ ځَامَنُ هُم عَالِمَانُ وَاړهُ شَاهَانُ دِے کړهُ

پِهُ نِظَامُ دَ مُصطَفٰی دَاِسلَامُ پِهُ لَارِروَانُ دِے کړه

شَائِستَهُ گُلُ اَلقَادِرِیُ ښکُلے نُومُ دَ لَطَافَتُ لَرے

جوَنُدُ نُ دَ شُجَاعَتُ لَرے څه اَعلٰی طَاقَتُ لَرے

وَائِیُ عَبدُالعَلِیم فَقِیرُ، بَحرُ، ئِ، رَنړَا، تَهُ ئِے

قُربَانُ دِ شَمُ دَنُومَهُ اے جَدِّ مَا اَعلٰی تَهُ ئِے

ځهُ یَمَهُ قَادِرِیُ فَقِیرُ خَادِمُ دَعِلمِ دِینُ هَمِیش

عَقِیدَهُ دَسُنِّیَّتُ لَرَمُ پِیرُ جَلَالُ الدِّینُ هَمِیش

دُنیَادَارُ غُودِ کَهُ دَهُ کلُونَه پکښِ هُم شتَهُ دِے

سرُدَارُ دَدِے کلُونُو اے جَدِّمَا اَعلٰی تَهُ ئِے

اے ځمَادَ کلِے خَاورِے نِن ډیرَهُ خُوشُ نَصِیبَهُ ئِے

رَاغُونډ دِے عُلمَاءُ کړلُو دشهداؤ ته حبیبه ئِے

رُوضَهُ دَبَابَاجِیُ هُم کَاکَاجِیُ صَاحِبُ مَدفُونُ دلتَهُ

شَهِیدُ عَبدُالهَادِیُ مرحُومُ صَاحِبُ هَغَهُ مَغفُورُ دلتَهُ

عَبدُالعَلِیم شَاکِرُ دَرَبُ، زَائِرُ دِے دَکَعبے شَرِیف

عُلمَاءُ دَدِینُ بِسیَارُ دِے نِنُ، خُو جَدِّمَا اَعلٰی تَهُ ئِے

الفقیر الی اللہ/ محمد عبدالعلیم القادری ﴿چیرمین﴾

مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی کراچی

مرکزی آفس۔ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی ۲۵ پاکستان، فون:0333-2108534

پیش لفظ

از قلم ۔ محمد عبدالعلیم القادری

مذہب حنفی دارم ملت حضرت خلیل دوست دارم چار یار تابع اولاد علی

حضرت علامہ حجۃ الاسلام والمسلمین امام المتکلمین مفسر کلام رب العٰلمین ومبین احادیث رحمۃ للعٰلمین زبدۃ العارفین صدر علماء الشرق والغرب حافظ الملت والدین استاد الکل (فی عصرہ) مفتی شائستہ گل القادری (الشہیر مفتی اعظم سرحد) رحمۃ اللہ علیہ بن علامہ شمس شریعت بدر طریقت عالم خفی وجلی (باذن اللہ) مفتی محمد علی القادری رحمۃ اللہ علیہ بن صدر الشریعۃ مولانا مفتی عمردراز خاں القادری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ونور اللہ مراقدھم۔

بمقام متہ لنڈی شاہ/کاٹلنگ ضلع مردان (صوبہ سرحد پاکستان) میں پیدا ہوئے، آپ زہد وتقویٰ میں بلند مقام رکھتے تھے، حدیث وفقہ میں ماہرانہ حیثیت کے مالک تھے، منطق و فلسفہ صرف ونحو، علم فرائض، وتوقیت، مناظرہ، رسم الافتاء، اصول فقہ، اصول حدیث تفسیر، اصول تفسیر، عقائد وکلام، تصوف، واخلاق، قرات ومعانی، وتجوید، وبیان، لغت، وسلوک، وسِیَرُ، وشمائل، اسماء الرجال، تاریخ وفن تاریخ، عروض، وقوافی، میں مہارت تامہ رکھتے تھے ہیات، وحساب، طب و اشتقاق وتکسیر، نظم و نثر، عربی و فارسی حکمت، مثلثات، ومربع۔ فراست، قیافہ، طبیعات ودیگر بہت سارے علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ قضا وتدریس، وتقریر و تحریر میں سلطان کامل تھے۔

حصول علومِ دینیہ کا سفر نہایت طویل ہے طوالت کے خوف سے یہاں ذکر نہیں کرسکتا انشاء اللہ تعالیٰ میری کتاب (بنام) حیات مفتی اعظم سرحد جلد منظر عام پر آنے والی ہے، اس سفر کا تفصیلا تذکرہ موجود ہے۔

آپ نے دینی علوم کی خدمات سرانجام دینے مسلمانوں کے قلوب کو علم دین سے روشناس کرانے کیلئے دارالعلوم محمدیہ حنفیہ سنیہ کی بنیاد متہ لنڈی شاہ کاٹلنگ ضلع مردان میں رکھی، مدرسہ کے بانی ومہتمم ہونے کیساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے درس حدیث وفقہ اوردیگر کئی فنون کا درس دیتے رہے، ادارہ ہذا میں تدریس کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے کئی مدرسین کا

تقرر کیا گیا۔ اس ادارہ کے مدرسین میں

(۱) حضرت علامہ مفتی عبدالحنان القادری (تایاجان) رحمۃ اللہ علیہ ونوراللہ مرقدہ۔

(۲) حضرت علامہ مفتی عبدالسبحان القادری (والدمحترم دامت برکاتھم العالیہ ناظم اعلیٰ ادارہ ہذا)

(۳) حضرت علامہ بحرالعلیم القادری دامت برکاتھم العالیہ، مدرس

(۴) مولانا عبدالمستعان القادری صاحب دامت برکاتھم العالیہ، مدرس۔۔۔

کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں

اور بحمدہ تعالیٰ وہ عظیم ادارہ آج بھی قائم ودائم ہے جسے حضرت علامہ فضل اللہ نقشبندی بن مفتی عبدالحنان القادری احسن طریقے سے چلارہے ہیں بلکہ کافی توسیع وجدید خطوط پر ازسرنو تعمیراتی کام جاری وساری ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید کامیابی عطافرمائے (مخیّر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اس ادارہ کی تعمیروترقی میں حضرت علامہ برادرم عزیز مولانا فضل اللہ صاحب کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں تاکہ مسلک اہل سنت کا یہ عظیم ادارہ اورآگے بڑھے اور مسلک کی مزید خدمت وسیع پیمانے پرسرانجام دی جاسکے)

﴿مفتی اعظم سرحد رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس فقہ حنفی﴾

مفتی اعظم سرحد نے مجلس فقہ حنفی بنام جمعیت العلماء الاحناف تپہ بائیزے مردان (متحدہ ہندوستان) قبل ازقیام پاکستان سن ۱۳۶۲ھ بتاریخ 16 اکتوبر 1943ء بروز ہفتہ بمقام جامع مسجد (مفتی باباجی عبدالجلیل القادری) رحمہ اللہ علیہ کاٹلنگ مردان) تشکیل دی

یہ مجلس ابتدائی طورپر دس علماء پر مشتمل تھی بعد میں توسیع ہوتی رہی۔

مجلس کے ابتدائی اراکین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت علامہ مفتی شائستہ گل القادری (رحمت اللہ علیہ)	لنڈی شاہ متہ مردان
حضرت علامہ مفتی عبدالجلیل القادری (رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ مطیع الحق صاحب رحمت اللہ علیہ	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ عبدالحق صاحب رحمت اللہ علیہ	ڈھیری مردان
حضرت علامہ فضل رحیم صاحب رحمت اللہ علیہ	ڈھیری مردان
حضرت علامہ فضل کریم صاحب رحمت اللہ علیہ	ڈھیری مردان
حضرت علامہ مزمل صاحب رحمت اللہ علیہ	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ عبدالحنان القادری صاحب رحمت اللہ علیہ	لنڈی شاہ متہ مردان
حضرت علامہ بحرالعلیم القادری صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ مردان
محترم سعیدخان صاحب رحمت اللہ علیہ	کاٹلنگ مردان

ابتدائی مجلس میں مجلس کا نام تجویز کیا گیا۔متفقہ طور پر اس مجلس کا نام جمعیت العلماء الاحناف تپہ بائیزے مردان رکھا گیا۔

پھر اراکین کا مختلف عہدوں پر شورائی وجمہوری نظام کے تحت با قاعدہ تقرر عمل میں لایا گیا حضرت علامہ مفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ کو متفقہ طور پر جمعیت العلماء الاحناف کا سرپرست اعلیٰ وچیرمین مقرر کیا گیا۔

علامہ مطیع الحق صاحب نے جمعیت العلماء الاحناف کی صدارت کے لئے حضرت علامہ باباجی صاحب مفتی عبدالجلیل صاحب القادریؒ کا نام پیش کیا جسے متفقہ طور پر منظور کیا گیا حضرت باباجی مفتی شائستہ گل صاحب رحمت اللہ علیہ نے نظامت (سکیرٹری جنرل) کیلئے علامہ عبدالحق صاحب آف ڈھیری مردان کا نام پیش کیا۔شرکاء مجلس کی تائید سے علامہ عبدالحق صاحب ناظم مقرر ہوئے۔

جمعیت العلماء الاحناف کا باقاعدہ منشور ودستور بنایا گیا،جسکا ریکارڈ بحمدہٖ تعالیٰ فقیر (کاتب الحروف) کے پاس موجود ہے۔

یہ مجلس بنام جمعیت العلماء الاحناف تپہ بائیزے مردان ۔مسلمانانِ ہند،کودرپیش دینی مسائل کومذہبِ حنفی کی روشنی میں حل کرنے کیلئے بنائی گئی تھی۔جمعیت کے اجلاس مفتی صاحب کی وفات تک باقاعدہ منعقد ہوتے رہے۔اس مجلس میں مسائل پیش کئے جاتے اور تمام علماء ومفتیان کرام اس پر بحث فرماتے۔طویل بحث وتمحیص وکتب کی چھان بین کے بعد وہ مسئلہ حضرت علامہ مفتی شائستہ گل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا،حضرت فقہ حنفی کی روشنی میں اپنا فیصلہ صادر فرماتے اسی فیصلہ پر سب متفق ہوجاتے،اور تمام علماء کرام دستخط فرماتے۔

فہم وفراست میں شہباز لامکانی ❁ سیادت وقیادت میں تُو عالم حقانی

شُورُشُولُوغوُغاشُوَہ پَہ کُورُکِبِنْ دَوَابَیَانُوْ

فُوُحُوْنَہ چِہ رَاپُورُتَہ شُوہَرخَائے کِبنْ دَسُنِیَانُوْ

سَالَارُ دَقَافِلِےوُو مُفْتِیُ شَایِسْتَہ گُلْ

یَاجَدِّ مَا شَائِستہ گُلْ یَاجَدِّ مَاشَائِستہ گُلْ

قاضی و مفتی

۱۳۶۲ھ بتاریخ 16 اکتوبر 1943ء بروز ہفتہ ۔تپہ بائیزے مردان کے تمام علماء نے اتفاق رائے سے داداجان رحمۃ اللہ علیہ کو سرحد کے مسلمانوں کے لئے قاضی و مفتی متعین کیا پیر آف مانکی شریف، حضرت امین الحسنات رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو مفتی اعظم سرحد کے لقب سے نوازا موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر شمس الامین القادری نے مفتی اعظم ایشیا کا لقب دیا۔

ابتدائی اجلاس۔ ۱۳۶۲ھ بتاریخ 16 اکتوبر 1943ء بروز ہفتہ

اختتامی اجلاس، بمقام لنڈی شاہ متہ ۲۸ ذی الحجۃ ۱۳۸۵ھ بروز بدھ بوقت ظہر منعقد ہوا

اختصار کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے مجالسِ معدودہ کی کاروائی پیش خدمت ہے

جمعیت علماءِ احناف تپہ بائیزے مردان کا گیارھواں اجلاس زیر صدارت حضرت باباعبدالجلیل القادری (رحمت اللہ علیہ) بمقام مسجد دربند کاٹلنگ مردان میں بتاریخ یکم محرم ۱۳۶۶ھ ----- بمطابق 30.12.1946 کو منعقد ہوا، اس اجلاس میں بیس (20) علماء کرام شریک ہوئے جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت علامہ مفتی شائستہ گل القادری	(رحمت اللہ علیہ)	لنڈی شاہ کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ عبدالجلیل القادری	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ عبدالودود صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ چکیسر صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ امام صاحب ولید کورونہ	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ، مردان
حضرت علامہ فضل غنی صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ رانزو مولانا صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ حافظ مدار صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ مطیع الحق صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ صوفی محمد صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
علامہ پشاوری مولانا صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ بحرالعلیم صاحب القادری	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ گل رحمان صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ حکیم خان صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ شاہ صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	گنڈیری رسالپور نوشہرہ
حضرت علامہ حسن گل صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان

حضرت علامہ حافظ محمد اسماعیل صاحب	دامت برکاتھم العالیہ	پیپل ۔مردان
حضرت علامہ حافظ عبدالحلیم صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ حافظ سلطان صاحب	دامت برکاتھم العالیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ امام صاحب فتح خیل	دامت برکاتھم العالیہ)	کاٹلنگ مردان

مندرجہ بالا اجلاس میں جو تجاویز (مسائل دینیہ) پر بحث ہوئی اور متفقہ طور پر منظور ہوئیں

(۱) اہل سنت وجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ فرض وواجبات وسنن مؤکدہ کے علاوہ اعمال حسنہ مثلاً۔ نفلی روزہ، نفلی نماز، ختم قرآن، وغیرہ کا ثواب انبیاء کرام علیھم السلام، واولیاء کرام وشہداء کو بخشنا جائز ہے

(۲) مندرجہ بالا مسائل کے صحیح ہونے پر قرآن کریم کی آیات بینات اور احادیث مشہورہ دال ہیں

(۳) معتزلہ، وہابیہ اسکے رد میں نو دلائل لاتے ہیں اسکے جوابات دیئے گئے، اور تحریر کئے گئے

جمعیت علماء احناف تپہ بائیزی مردان کا بارھواں اجلاس

یہ اجلاس بروز بدھ بعد نماز ظہر۔ بتاریخ ۔۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۶ ھ بمقام دربند کاٹلنگ زیر سرپرستی جناب مفتی شائستہ گل (رحمتہ اللہ علیہ) وزیر صدارت علامہ باباجی حضرت عبدالجلیل القادری صاحب مبارک (رحمۃ اللہ علیہ) منعقد ہوا جس میں 36 علماء کرام نے شرکت فرمائی.

علامہ مفتی شائستہ گل صاحب دامت برکاتھم العالیہ	لنڈی شاہ ۔مردان
علامہ باباجی عبدالجلیل القادریؒ صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ مردان
علامہ پیش امام اوستی صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ مردان
علامہ فضل رحیم صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ ۔مردان
علامہ قاضی صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ ۔مردان
علامہ سید عثمان صاحب دامت برکاتھم العالیہ	لنڈی شاہ مردان
علامہ بحرالعلیم القادری صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ مردان
علامہ حافظ محمد صدیق صاحب دامت برکاتھم العالیہ	لنڈی شاہ مردان
علامہ مسکین صاحب دامت برکاتھم العالیہ	ڈھیری لکپانی مردان
علامہ پشاور استاد صاحب دامت برکاتھم العالیہ	پشاور۔
علامہ مصلح الدین صاحب دامت برکاتھم العالیہ	جمعہ گل کورونہ
علامہ انیس صاحب دامت برکاتھم العالیہ	پایان
علامہ پیش امام شموزئی صاحب دامت برکاتھم العالیہ	شموزئی ۔مردان
علامہ حضرت علی صاحب دامت برکاتھم العالیہ	ڈھیری لکپانی مردان
علامہ پیش امام گنج صاحب دامت برکاتھم العالیہ	اجاخیل گنج مردان

علامہ حکیم صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ۔مردان
علامہ مفتی عبدالحنان صاحب دامت برکاتھم العالیہ	چیچاڑ۔کاٹلنگ مردان
علامہ مفتی عبدالسبحان القادری صاحب دامت برکاتھم العالیہ	لنڈی شاہ کاٹلنگ مردان
علامہ پیش امام بانڈہ متہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ	متہ۔مردان
علامہ عبدالجلال صاحب دامت برکاتھم العالیہ	بلندی کاٹلنگ۔مردان
علامہ حافظ سلطان صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ۔مردان
علامہ پیش امام کنج بانڈہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کنج بانڈہ مردان
علامہ پیش امام صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کٹی گڑھی مردان
علامہ پیش امام جمعہ گل کورونہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ	جمعہ کورونہ مردان
علامہ پیش امام دربند صاحب دامت برکاتھم العالیہ	دربندپایان کاٹلنگ مردان
علامہ محمد خان صاحب دامت برکاتھم العالیہ	ڈھیری لکپانی مردان

پورے نام اصل کتاب الاجوبۃ العلیہ۔لتجاویز الجلیہ میں موجود ہیں۔

اس اجلاس میں متفقہ طور پر جو تجاویز شرعیہ منظور ہوئیں۔مندرجہ ذیل ہیں۔

﴿تجاویز شرعیہ منظور شدہ﴾

(۱) اثبات الحیات الجسدانیۃ للانبیاء والاولیاء والعلماء والشھداء بثمانیۃ آیات واحادیث صحیحہ .والاجماع .واقوال اھل السنۃ والجماعۃ.

انبیاء کرام علیہم السلام علماء شہداء اولیاء کرام رحمت اللہ علیہم اجمعین اپنی قبور میں زندہ وحیات ہیں

(2) واجوبہ دلائل المخالفین. وہابیوں کے دلائل کارد۔

﴿اکیسویں سال کا دوسرا اجلاس﴾

یہ اجلاس بتاریخ ۷ صفر ۱۳۸۵ھ بروز بدھ بعدنماز ظہر بمقام مسجداوڈیگرام کاٹلنگ منعقد ہوا جس میں تین مسائل پر بحث ہوئی اور متفقہ طور پر منظور ہوئے۔ اور شرکاء اجلاس نے دستخط فرمائے تجاویز مندرجہ ذیل ہیں کل اکتیس (۳۱) علماء کرام شریک ہوئے۔

﴿تجاویز شرعیہ منظور شدہ﴾

(۱) غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں شریف کرنا جائز ہے.

(2) غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت و وفات پر جلسوں کا انعقاد.

(3) میلاد اورگیارھویں شریف کی تاریخ متعین کرنا جائزبھی ہے اور مفیدبھی ہے.

﴿عبدالعلیم القادری 10 سال کی عمر میں﴾

کاتب الحروف (محمد عبدالعلیم القادری) جمعیت علماء الاحناف تپہ بائیزے کا بتاریخ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ بروز ہفتہ بعد نماز ظہر باقاعدہ رکن بنا اور مفتی اعظم سرحد نے موصوف کو اجلاس کی کاروائی میں شریک کر کے علماء کے اسماء گرامی کے ساتھ موصوف کا نام ان الفاظ کیساتھ اپنے قلم مبارک سے خود تحریر فرمایا۔

(۱۹) مولانا عبدالعلیم ،لنڈی شاہ،اوردورہ اسقاط کے منظورشدہ متفقہ فیصلہ پر دستخط کروائے یہ اجلاس ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ بروز ہفتہ بعد نماز ظہر،بمقام لنڈی شاہ متہ منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کل ۲۴ علماء کرام شریک ہوئے،اس اجلاس میں قبلہ وکعبہ والد محترم حضرت علامہ مفتی پیرطریقت ومرشدما باباعبدالسبحان القادری دامت برکاتھم العالیہ کا نام مبارک نمبر ۱۸ پر موجود ہے۔

دیکھئے داداجان کی قلمی کتاب الاجوبة العلیه.لتجاویز الجلیه

ایں سعادت بزور بازو نیست۔ بحمدہ تعالیٰ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے فخر نہیں۔

انما فخرنا بالعلم والادب ❁ ما کنت مفتخرا بالمال والنسب

سگ درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربانی۔ کہ بر شیرا ل شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

مَادَعَصَبِیَّتُ پَهٔ دَامُ کِښِں گُورَهٔ بَنْدِ یُوَانُ نَکړِیِی.

شَاهِینُ دَحَنَفِیَّتُ یَمْ دَنجَدَ یَانُ خَبرِی مَهٔ کَوَهٔ

﴿مفتی اعظمؒ سرحد کا سفر مدینہ منورہ وسفر حج﴾

سترہ شوال بروز ۔ہفتہ ۔۱۳۸۰ھ عازم حج ہوئے

درس وتدریس‘ تقریر‘ تحریر‘ پندونصیحت‘ فتویٰ نویسی‘ مناظرہ ومباحثہ‘ مہمان نوازی‘ گھریلو ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے پوراکرنے والا ‘جرگوں میں فیصلے ‘حقوق اقارب واجانب کی ادائیگی‘ جائدادواداروں کی نگرانی ‘اللہ جل جلالہ کی عبادت ریاضت ومجاہدے ‘شغل ذکرو فکرومراقبہ مناظروں وعظ ونصیحت کے لئے دور ودراز کا سفر ‘اکثر پیدل ‘سفر میں قلم دوات وبستۂ کتب ساتھ ‘ گھر میں نظر آئیں تو درخت کے سائے تلے سادہ سی چارپائی پر بیٹھے ہوئے لکھنے میں مشغول ‘نہایت پُررعب چہرۂ مبارک،دراز قد،کم گو،مصلحِ قوم وملت ‘راہ چلتے نیچی نگاہیں ‘ ہاتھ میں عصا، نہایت سادے اورسنت کے مطابق سفید لباس میں ملبوس ‘سر پر سفید عمامہ

مبارک سجائے ہوئے، شانوں پر سفید چادر، پیروں میں بزرگوں والا پائیزار، شہنشاہ علماء، سلطان فقہاء عصر، سنت رسول ﷺ کا پاسبان مسلک حق، مسلک اہلسنت کے تاجدار، آسمان ولایت کا درخشندہ ستارہ، روشن ضمیر، زعماء سیاست کے امیر، تحریک خلافت کے اہم رکن، نے جب سنا کہ پاکستان کے نام سے قائداعظم محمد علی جناح نے آواز بلند کی تو آپ تحریک پاکستان کے صف اول کے مجاہد نظر آتے ہیں۔ آیئے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات بوقت تحریک پاکستان وحصول پاکستان اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں

❁

﴿تحریک پاکستان ومفتی اعظمؒ سرحد﴾

سرزمین ہند پر احسان تیرا سرزمین پاک پر سب کچھ ہی ہے قربان تیرا

آپ نے لوندخوڑ کے مقام پر تحریک خلافت سے استعفٰی دیا، آپکی ایماء پر یدی خان آف ہاتھیان (نام علاقہ) اور جناب خان غلام محمد خان آف لوندخوڑ (نام علاقہ) نے بھی استعفٰی پیش کیا، مانکی شریف تشریف لیجا کر حضرت پیر طریقت شمس شریعت پیر امین الحسنات القادری صاحب (رحمت اللہ علیہ) کو مسلم لیگ میں شمولیت پر آمادہ کیا۔ مانکی شریف کی سرزمین پر سنی کانفرس کے انعقاد پر اتفاق ہوا اور پھر حضرت پیر صاحب کی اجازت سے مفتی اعظم سرحد نے پورے ہندوستان کے علماء ومشائخ کو مانکی شریف میں جمع کرنے کے لئے دعوت نامے چھپوائے۔ اور علماء ومشائخ کو دعوت دینے خود پورے ہندوستان کا چار مہینے دس دن مکمل دورہ کیا۔

﴿سنی کانفرس مانکی شریف﴾

1945ء

آگئے بابا ہمارے جب سے اس میدان میں
لہرا گیا جھنڈا ہلالی ملک پاکستان میں
سرحد کے ہوں پنجاب کے یا بلوچستان کے
سندھی ہو یا کشمیر کے لوگ معترف ہر آن میں

نور سے روشن یہ چہرہ محترم شائستہ گلؒ ❁ رہنما شائستہ گل ہاں رہنما شائستہ گلؒ

پیر آف مانکی شریف شمس العارفین حضرت امین الحسنات القادری رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں حضرت مفتی شائستہ گل القادری رحمۃ اللہ علیہ کی شب وروز محنتوں سے یہ عظیم الشان سنی کانفرس مانکی

شریف نوشہرہ میں نہایت شان وشوکت سے جنوری 1945ء میں منعقد ہوئی آل انڈیا
کے جید علماء ومشائخ جنکی تعداد پانچ سو (500) تھی،شریک ہوئے۔

☆-----چنداشہر علماء کرام ومشائخ اہل سنت کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں

☆---------مرادآباد --سے حضرت علامہ سیدنعیم الدین مرادآبادی۔رحمت اللہ علیہ

☆-----حضرت علامہ مولاناعبدالحامدبدایونی۔رحمت اللہ علیہ ازبدایون

☆--یارحسین شریف--سے حضرت پیرطریقت باباعبدالحنان صاحب القادری رحمت اللہ علیہ

☆--حضرت باباجلال الدین صاحب مبارک القادری رحمت اللہ علیہ جلال اولیاء نواں کلی شریف

☆-------سیال شریف --سے حضرت پیرطریقت باباقمرالدین سیالوی رحمت اللہ علیہ

☆----سیالکوٹ --سے حضرت پیرطریقت سید جماعت علی شاہ صاحب مبارک ضلع نارووال

☆----------حضرت علامہ مفتی محمدعمرنعیمی صاحب(رحمۃ اللہ علیہ)

☆-----حضرت پیرطریقت حاجی گل باباجی صاحب رحمت اللہ علیہ آف لنڈی کوتل

☆-----حضرت پیرطریقت محمودالرحمٰن صاحب رحمت اللہ علیہ آف چوہر شریف ہزارہ

☆------حضرت علامہ مولاناعبدالستارخاں نیازی رحمت اللہ علیہ آف میانوالی

☆-----جناب پیرصاحب رحمت اللہ علیہ آف کربوغہ شریف

☆----حضرت علامہ بادشاہ گل صاحب رحمت اللہ علیہ مہتمم جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک

☆---سندھ سے حافظ الملۃ والدین حافظ محمدصدیق صاحب مبارک رحمت اللہ علیہ
پیرآف بھرچونڈی شریف سندھ۔

☆-----پیرصاحب گولڑہ شریف(رحمت اللہ علیھم اجمعین)

☆---حضرت علامہ پیرطریقت شمس شریعت مفتی عبدالسبحان القادری(قبلہ والدمحترم صاحب
دامت برکاتھم العالیہ)ودیگرعلماء ومشائخ

اسی اجتماع میں ۔جمعیت الاصفیاء آل انڈیا کے نام سے تنظیم بنائی گئی ۔
شرکاء نے حضرت پیرطریقت حضرت امین الحسنات القادری رحمت اللہ علیہ کو۔صدر۔
اورمفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ کو جمعیت الاصفیاء آل انڈیا کا سکیرٹری جنرل منتخب کیا۔
شرائط وقواعدتحریرمیں لائے گئے ۔
کانفرس کے چندروز بعد حضرت مفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ،مولاناشاکر اللہ،خان مکرم

خان نے جناب محمد علی جناح صاحب سے انکی قیام گاہ (کراچی) میں ملاقات کی، مسلم لیگ میں شمولیت اور تحریک پاکستان کے سلسلہ میں گفت و شنید و نفاذ اسلام اور جمیع شرائط پیش کیئے، جب وہ تمام شرائط قائداعظم صاحب نے تسلیم کیئے

تو داداجان مفتی اعظم سرحد نے قائداعظم محمد علی جناح صاحب کو سرحد کا دورہ کرنے مانکی شریف و کمپنی باغ پشاور میں خطاب کرنے کی دعوت دی جو محمد علی جناح صاحب نے قبول کی۔ قائداعظم، عبدالرب نشتر جناب لیاقت علی خان مرحوم نے داداجان اور پیر آف مانکی شریف سے مسلسل رابطہ رکھا بمبئی، کراچی، سے کئی خطوط ٹیلی گرام ارسال کیئے جو مانکی شریف میں اب بھی موجود ہیں۔

﴿قائد اعظم محمد علی جناح کا دورہ سرحد﴾

آج 24 نومبر 1945ء کا سورج بڑے آب وتاب کے ساتھ اپنی کرنوں سے مانکی شریف کی فضاؤں کو منور کررہا ہے جگہ جگہ استقبالی گیٹ بنے ہوئے ہیں۔ ہر طرف چھوٹے بڑے رنگ برنگے جھنڈے لہرارہے ہیں، کہیں مفتی اعظم سرحد ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے نظر آرہے ہیں، کہیں ایک نوجوان بالکل سبز لباس زیب تن کئے ہوئے، پاکستان سے محبت کا اظہار کررہاہے اتنا پیار۔ اتنی محبت کہ پیزار مبارک کو بھی سبز رنگ دیا ہوا ہے، اور نوجوانوں کو تربیت دیتے ہوئے خود ہاتھ میں بڑا سا جھنڈا لئے مسکراتا چہرہ نہایت ہشاش بشاش خوش وخرم، یہ کون ہیں؟ جی ہاں یہ باباجان مفتی عبدالسبحان القادری (والدمحترم دامت برکاتھم العالیہ) ہیں۔ اسی اثناء میں زوردار نعرے بلند ہوتے ہیں، ایسے زوردار جس سے مانکی شریف کی فضائیں گونج اٹھیں، نعرہ تکبیر اللہ اکبر. نعرہ رسالت یارسول اللہ ﷺ۔

پاکستان زندہ باد جناح صاحب زندہ باد پیر صاحب زندہ باد، پیر صاحب زندہ باد، مفتی اعظم زندہ باد، مفتی اعظم زندہ باد۔

دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا کہ مانکی شریف کے پیر صاحب کے مریدین و متعلقین اور مفتی اعظم سرحد کے تلامذہ و محبین اور سینوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا عظیم سمندر مانکی شریف کی مقدس سرزمین پر اپنے محبوب قائد کے استقبال کے لئے موجود ہے، قائداعظم محمد علی جناح کی سواری مانکی شریف کے حدود میں داخل ہوئی قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ ایک طرف جناب محترم لیاقت علی خان دوسری طرف زعماء ملک و ملت ہیں۔

حضرت پیرطریقت امین الحسنات القادری و مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل (رحمۃ اللہ علیہما) مہمانوں کااستقبال کرتے ہیں دونوں بزرگ قائد اعظم محمد علی جناح صاحب وقائد ملت ہمونہ عجز وانکساری ملنسار ہنس مکھ معتمد ساتھی جناب محترم لیاقت علی خان صاحب سے بغل گیر ہوئے جناب محمد علی جناح اور جناب لیاقت علی خان صاحب کو مانکی شریف کی فضااور پیرصاحب کی مہمان نوازی مفتی اعظم سرحد کی ایثاروقربانی بیحد پسند آئی جی ہاں یہ مہمان نوازی ومحبت وخلوص ایثاروقربانی محمد علی جناح صاحب اورلیاقت علی خان صاحب کواتنی پسند آئی کہ پھر تین دن اورتین راتیں مسلسل آستانہ مانکی شریف میں ہی گذارے رات کوکمپنی باغ پشاور میں تقریر ہوتی اوردن بھر سرحد کے زعماء سے ملاقاتیں۔محمد علی جناح صاحب اورمحبتوں کاپیکراخوت وبھائی چارے کادرس دینے والا، پیرصاحب ومفتی اعظم سرحدکامعتمد ساتھی جناب محترم لیاقت علی خان صاحب رحمت اللہ علیہ مسلسل تین دن ورات نمازیں مانکی شریف کے آستانہ عالیہ قادریہ کی جامع مسجد میں اداء فرماتے ہیں، بالآخرعلماء اہلسنت ومشائخ اہلسنت کی قربانیاں رنگ لائیں اور پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔پاکستان عطیۃ المنان جل جلا لہ اوراولیاء اللہ رحمت اللہ علیھم اجمعین کافیضان ہے۔

5رمضان المبارک 1401ھ کو بروزبدھ(125)سال کی عمر میں اس عظیم بطل حریت مفتی اعظم سرحدداداجان رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کولبیک کہا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون آپکامزاراقدس لنڈی شاہ متہ کاٹلنگ ضلع وتحصیل مردان پشاور میں واقع و مرجع خلائق ہے۔**اللھم نورقبرہ یارب العٰلمین بجاہ رحمۃللعٰلمین**

اس عظیم بزرگ یعنی داداجان مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل القادری رحمت اللہ علیہ کی کتاب بنام(**اثبات والاغراض والمقاصدالسنیہ فی تردید الخرافات القبیحۃ الوھابیہ**) کااردوترجمہ بحمدہ تعالیٰ آج سے چندماہ قبل شروع کیاجوآج جمعہ۲۴ر ستمبر۲۰۰۴ء رات بارہ بجے اختتام پذیرہوا،ان ایام میں داداجان رحمت اللہ علیہ

کی کتاب رحمت اللہ المنان شرح قصیدۃ النعمان کاترجمہ بھی لکھ رہاتھا،ساتھ،ساتھ اس کتاب کاترجمہ وکمپوزنگ بھی کرتارہا،بلکہ اکثرایام تویوں گذرے کہ درس سے فراغت کے بعدلکھنے بیٹھا تومصلی کرسی کیساتھ ہی بچھا کرنمازیں وہیں اداء کرتارہاپھرلکھنے میں مشغول ہوجاتاحتیٰ کہ فجر کی آذان ہوجاتی،نمازفجر پڑھکرچائے پی کرپھر پڑھانے کیلئے دارالعلوم چلاجاتااوربحمدہ

تعالیٰ طلبہ کو پڑھاناشروع کر دیتااس دوراں طلبہ کرام پر کبھی ظاہر نہ ہونے دیتا کہ میں پوری رات کا جاگا ہوا ہوں، بلکہ بحمدہ تعالیٰ دوسرے ایام سے بڑھ کر مزید محنت اور لگن سے طلبہ کو پڑھانے میں مشغول ہوجاتا، یہ میرے اللہ کا خاص کرم ہے اور پیارے حبیب ﷺ کا صدقہ اور عنایت، والدِ محترم کا نظرِ کرم کہ اتنے مشاغل کے باوجود اس سال طلبہ کرام کو دیگر فنون کیساتھ ساتھ قرآنِ کریم کا مکمل ترجمہ اور جلالین شریف ختم کرایا، نورالایضاح وقدوری، وکنزالدقائق کے اسباق پڑھادیئے، نحومیر، شرح مائۃ عامل ترجمہ بمع ترکیب پڑھادی، ہدایۃ النحو کے کئی فصل پڑھادیئے علم صرف کے کچھ کتب ختم کروائے، احادیث میں احادیث المبشرات (جوفقیر کی مرتب کردہ ہے) پڑھادی، اور مشکواۃ شریف کے کئی ابواب مکمل ہوگئے، علم ادب کی بحمدہ تعالیٰ کئی کتب طلبہ کرام کو ختم بھی کروائے زبانی یاد بھی کروائے آج الحمدللہ وہ طلبہ کرام عربی زبان بولنے اور لکھنے پر عبور رکھتے ہیں۔

مجھ فقیر میں اتنی ہمت کہاں۔ کہ صبح 8 تا12/30 طلبہ کو درس دینا پھر 2 تا4/30 طالبات کو درس

دینا، اس سال بحمدہ تعالیٰ کئی طالبات نے بھی کراچی بورڈ سے ادیب عربی، عالم عربی، فاضل عربی، عامہ، خاصہ، عالیہ، اور عالمیہ فی علوم العربیہ والاسلامیہ، تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے تحت امتحانات دیکر کامیاب ہوئیں، بحمدہ تعالیٰ ہماری طالبات میں کچھ طالبات نے تنظیم المدارس کے امتحانات میں الحمدللہ ممتاز (اے گریڈ) حاصل کیا، اور ادیب عربی، کراچی بورڈ کے امتحانات میں ہماری کچھ طالبات (اے گریڈ) آئیں، اور کچھ طالبات نے عالم عربی میں (اے گریڈ) حاصل کیا، اور کچھ طالبات نے فاضل عربی میں (اے گریڈ) حاصل کیا، جسکا پورا ریکارڈ بحمدہ تعالیٰ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ میں موجود ہے تعلیمی مصروفیات، گھریلو مصروفیات، مختلف سوالات کے جوابات، اکثر راتوں کو جلسوں سے خطاب، سنی علماء کونسل گلستان جوہر کی میٹنگز، احباب کے ہاں غم وخوشیوں واعراس میں شمولیت، سکھر میں مفتی محمد رفیق صاحب رحمت اللہ علیہ کے چہلم میں شمولیت سہون شریف، میں یارسول اللہ ﷺ کانفرس کی تیاریاں مختلف مقامات پر میٹنگز میں شمولیت، یارسول اللہ ﷺ کانفرس میں شمولیت کیلئے احباب، علماء، ومشائخ اہلسنت کو دعوت نامے اور پھر یارسول اللہ ﷺ کانفرس میں شمولیت، لاہور، میں صدرِ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، مفتی اعظم عبدالقیوم ہزاروی رحمت اللہ علیہ کے جنازہ اور چہلم میں شرکت،

مولانا عبدالغفور کی رسم دستار بندی میں شمولیت کیلئے جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ کا سفر،صوبہ سرحد،وکراچی میں عزیزواقارب کے غم وخوشیوں میں شمولیت،ودیگر دورودراز علاقوں کے سفر، ودیگر مصروفیات،جویقیناً تھکادینے والی مصروفیات ہیں اوراتنابارگراں اوریہ ناتواں ہستی۔مگرہمت نہ ہاری اوربحمدہ تعالیٰ یہ مرحلہ بھی نہایت اطمینان صبروتحمل کیساتھ بخیروخوبی آج بروزجمعہ ۲۴رستمبر۲۰۰۴ء رات بارہ بجے اختتام پذیرہوا

حقیقت یہ ہے کہ حضرت قبلہ والدِمحترم کے حکم کے مطابق داداجان رحمت اللہ علیہ کی کئی کتابوں (۱)انجکشن مفسدِروزہ ہے(۲)دعابعدنمازِجنازہ(۳)ثبوتِ بیعت وشرائطِ مرشد (۴)رحمت المنان شرح قصیدہ النعمان) کااردوزبان میں ترجمہ کرکے سعادت حاصل کی مگرشائدیہ کاوشیں محنتیں کچھ احباب کونہ بھائیں،احقرکی ناتواں ہستی پرہرطرف سے پے درپے عجیب وغریب طرح کے مصائب وآلام کے پہاڑگرائے گئے،جن مصائب وآلام نے میری زندگی کانظام بالکل درھم برھم کیا،حالات ایسے پیداہوئے اورحوادث اس قسم کے پیش آئے،کہ ان حوادث زمانی نے زندگی اجیرن کردی،پھرساری قوتیں،دماغی صلاحیتیں صرف مدرسے کوسنبھالنے درس وتدریس،داداجان کی قلمی کتب کاترجمہ،اورحالات کامقابلہ کرنے میں صرف ھوتی رہیں،

یقیناًان پیداکردہ حالات سے روحانی اورجسمانی تازگی وتوانائی،پریشانیوں الم واضطراب کی نذرہوگئی،زمانہ یہ تماشادیکھتارہااورفاتحانہ اندازسے مسکراہٹیں لیکرگذرتارہا،ایسے حالات میں یہ کلمات وردزبان ہوتے،اِنَّمَااَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ ط

لیکن باوجودان تمام حوادث،وموانع کے دل کے نہانخانہ میں عشقِ مطفوی ﷺ کاچراغ جل رہاتھا،اورعظیم مقصددل ودماغ میں تصورات وتفکرات میں موجودتھا،اوروہ یہ کہ قبلہ باباجان نے داداجان مفتی اعظم سرحدرحمت اللہ علیہ کی کتاب مقاصدسنیہ لتردیدالوہابیہ کااردوترجمہ کاحکم صادرفرمایاہے"سو"اسے انشاء اللہ تعالیٰ پوراکرناہے۔ان شدیدترین صعوبتوں کوجھیل لینے اورہرقسم کی تحقیروتوہین کوبرداشت کرنے کڑوے کڑوے گھونٹ پینے کااللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقے حوصلہ دیاسہاراملا،احقرنے ہمت باندھی،بحمدہ تعالیٰ ومنہ وکرمہ آج یہ مدلل کتاب برائے مطالعہ آپکے ہاتھوں میں ہے،یہ سب اللہ

تعالی کا خاص فضل وکرم، سرکارِدوعالم ﷺ کا صدقہ اورقبلہ والدِمحترم کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ورنہ ناچیز کہاں اوراتنافضل وکرم کہاں۔

یہ فضل میرے رب کا یوں نزول ہودائم

قیام ہو راتوں کا فی النھار ہوصائم

قائم رہے یوں فضل تاابدالآباد

دعاہے یہ اللہ سے میں نہ رہوں نائم

عبدالعلیم مذنب معترف اذناب ہے خدایا

اب بخش دے خدایااب بخش دے خدایا

واسطہ تجھے خدایا،محبوب دوعالمؐ کا

بن جاؤں میں مغفورتیرے دین کا خادم

بچادے اس عذاب سے جوقبرمیں اشہر

محبوب دوعالمؐ ہیں شافع ، یوم حشر

عبدالعلیم خادم مفرح فی الدارین ہے یارو

ساتھی ہیں وہ اقطاب جولاریب ہیں قادم

ربنااتنافی الدنیاحسنة وفی الآخرة حسنة وقناعذاب النارoفاغفرلی واغفرللمؤمنین والمؤمنات وبدل سیاٰتنا بالحسنات انک مجیب الدعوات.آمین یارب السمٰوٰت بجاہ سیدالسادات ﷺ

دعائیہ کلمات۔ ہفتہ۲۵رستمبر۲۰۰۴ء،رات ایک بجکر۲ منٹ،

خطوط

پیر صاحبؒ کے نام محمد علی جناح کے خطوط

مرکزی دفتر
آل انڈیا مسلم لیگ دریا گنج دہلی کیمپ دہلی
۱۸۔ نومبر ۱۹۴۵ء
پیارے سجادہ نشین صاحب

مجھے آپ کا ۱۲۔ نومبر ۱۹۴۵ء کا لکھا ہوا خط ملا۔ جس پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ اس کے بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ کیونکہ آل انڈیا مسلم لیگ کو آپ کا تعاون حاصل رہا ہے۔ جو پاکستان کے قیام کے لیئے ضروری ہے اور جو اسلام کا نظریہ بھی ہے اور یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس خطرناک موڑ پر ہماری قومی تنظیم مسلم لیگ کی مدد کریں، اور لیگ کے اُمیدواروں کی مدد کریں، پاکستان کے لیئے مسلم انڈیا کی رائے حاصل کریں۔ دنیا کی آنکھیں مسلم انڈیا پر منعکس ہیں اور فرنٹر کو پاکستان کے تیر کی نوک کی حیثیت حاصل ہوگی۔

میرے علم میں ہے کہ آپ کی تنظیم ان اشخاص میں سے ہے جن کے باپ دادا نے اسلام کی خاطر جانی اور مالی خدمت کی ہے اور آپ اس خطرناک موڑ پر مسلم انڈیا اور مسلم لیگ کی مدد اور تعاون کے لیئے بجا طور پر آگے بڑھے ہیں، جو مسلمانوں کی واحد با اختیار اور نمائیندہ تنظیم ہے۔

آپ کے اظہار جذبات کی یقین دہانی نے مجھے بڑا حوصلہ بخشا کہ آپ بغیر کسی دنیاوی فائدے اور لالچ کے (اور خُدا کا فضل ہے نہ آپ کو اس کی ضرورت ہے) ملک و قوم کا کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیئے وہ کام اور خدمت کریں جو کہ ملت اسلام اور دس کروڑ مسلمانان ہند کی زندگی اور موت کا باعث ہے۔ چند نقاط کے متعلق نوٹ جو آپ نے مہربانی کر کے مجھے بھیجا ہے، میں نے اپنے دوست قاضی عبدالحکیم خٹک کو جو مہربانی کر کے مجھے دیکھنے آیا تھا، پوری وضاحت کی ہے۔ وہ آپ کی تبادلہ خیالات کا نچوڑ بتا دے گا۔

آپ کے اس نوٹ جو پانچ نقاط کا ماخذ ہے، کے متعلق میں آپ کو بتاؤں کہ پاکستان کے قیام کا ابتدائی سوال جب حل ہو جانا ہے تو پھر صرف

مسلم لیگ آئین نہیں بنائیگا۔ بلکہ باشندگان پاکستان، جس میں ۷۵٪ مسلمان ہونگے

اس لیئے آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مسلم حکومت ہوگی اور یہ پھر پاکستان کے

لوگوں پر منحصر ہوگا کہ وہ آئین بنائیں جس کے تحت پاکستان وجود میں آئے گا

اور کام چلائے گا۔ اس خطرے کو محسوس کرنے کی ضرورت ہی نہیں کہ وہ آئین ساز

ادارہ جس میں خاصی مسلم اکثریت سے ہوگی۔ وہ پاکستان کے لیئے اسلامی

تصوّر کے خلاف آئین بنا سکیں گے اور نہ ہی حکومت پاکستان جب

بھی وجود میں آجائے، اسلامی تصوّر اور اصولوں کے خلاف کام کرسکتی

ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ میں ۲۰ تاریخ کو پشاور انشاء اللہ فرنٹیر کانفرنس

میں شمولیت کے لیئے پہنچ رہا ہوں اور میں عزت اور مسرّت سمجھتا ہوں

کہ آپ سے ملنے اور بات کرنے کی سعادت حاصل ہو۔

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ مالابار ہلز بمبئی

۲۰۔ نومبر ۱۹۴۵ء

پیارے سجادہ نشین صاحب!

آپ کے ۲۰۔ نومبر کا خط مجھے ملا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ دیگر مصروفیات کی وجہ سے نہیں آسکے۔ میں ۲۴۔ نومبر کو مردان جا رہا ہوں مجھے خوشی ہوگی کہ راستے میں مانکی شریف بھی جاؤں اور کچھ دیر ٹھہروں میرا خیال ہے کہ یہاں سے گیارہ بجے روانہ ہو جاؤں اور آپ کے ساتھ آدھ گھنٹہ کے لیئے ٹھہر جاؤں اور آپ سے ملنے کی سعادت حاصل کروں۔ میں دوپہر کے کھانے پر پہلے سے مدعو ہوں اس لیئے میں ساڑھے گیارہ اور بارہ بجے کے درمیان مانکی شریف میں ہونگا۔ شکریہ

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

ممدوٹ ویلہ ڈیوس روڈ لاہور
۱۷۔ جنوری ۱۹۴۶ء

پیارے فقیر صاحب

آپ کے ۱۴۔ جنوری کا خط جو آج بدست فتح محمد خان مجھے ملا۔ میں نے اس کے ساتھ معاملے پر پوری بات چیت کی ہے۔ آپ نے جو اطلاعات اور تجاویز پیش کی ہیں، میں اس پر آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ ان میں سے کچھ پر عمل درآمد ہو چکا ہے۔ جبکہ بقایا معاملہ میرے زیر غور ہے۔ فی الحال ہمارے تنظیم میں نئی تبدیلیاں ممکن نہیں، اگرچہ آپ کے تجاویز مفید ثابت ہوں گے۔ اب صرف چار پانچ ہفتے باقی ہیں اور جو کچھ (مسودہ) قبل ازیں تیار ہو چکا ہے۔ ہمیں اس سے مستفید ہونا ضروری ہے۔ صرف ایک طریقہ ہے کہ اس کام کو کامیابی سے چلائیں وہ یہ ہے کہ ہر فرد ذاتی اور اجتماعی طور پر گروہوں میں اظہار رائے کے ذریعے حصول پاکستان کی خاطر اپنی پوری کوشش کریں۔

یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ نیز جہاں چاہ وہاں راہ۔ اگر ہم میں قوت ارادی یگانگت اور اتحاد نہ ہو تو یہ ممکن ہے کہ مکمل مشینری اور آئین

کارآمد ثابت نہ ہوں۔ ہماری موجودہ مشینری تیار ہو چکی ہے۔ ہمارے
چند سالوں کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ ہو سکتا ہے یہ اتنا قابل اور تسلی بخش
نہ ہو جتنا بعض اصحاب کی خواہش ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کا ارادہ اور جذبہ
اتحاد اور دوستی اور خود اعتمادی کے متحمل ہیں وہ موجودہ مشینری سے
حیران کن کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اسلئے میری آپ سے اور ہر مسلمان سے
یہ استدعا ہے کہ پوری دل لگی کے ساتھ کوشش کریں۔ مجھے یقین ہے کہ
صوبہ سرحد میں کامیابی ہمارے قدم چھومے گی۔

میں آپ کا اور فتح محمد کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے لاہور آنے
کی زحمت اُٹھائی۔ جس سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ وہ آپ کو وہی
سب کچھ تفصیلاً بتادیگا جو باتیں اس کے اور میرے مابین زیر بحث آئیں۔

آپ کا معتمد

محمد علی جناح

۱۰۔ اورنگ زیب روڈ نئی دہلی

۳۰۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء

عزیزم پیر صاحب!

اخبارات میں پڑھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ آپ تہہ دل سے مسلم لیگ
کے لیئے کام کرتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بہترین اور سب سے
اہم اشخاص سامنے آئیں اور بے لوث کام کریں۔ جیساکہ مجھے یقین ہے
کہ آپ نے جان لیا ہے کہ پاکستان کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیئے
ایک بہت بڑی کوشش ہمارے سامنے ہے۔ خواہ کسی بھی فرقہ سے تعلق
رکھتا ہو۔ یہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ کام کریں اور ہمارے لوگوں کو
منظم کریں اور آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے متحد ہو جائیں۔

امید ہے آپ بخیریت ہونگے۔ نہایت ادب کے ساتھ۔

دستخط

محمد علی جناح

New Delhi.
November [illegible], 1945.

My dear Sajjada N[illegible],

I am in receipt of your letter of the [illegible]th November 1945 and I thank you very [illegible] for it. I need hardly say that I am most grateful to you for the powerful support which you have been pleased to give to the All India Muslim League [illegible] for the establishment of Pakistan and all that [illegible] is for. [illegible] It is the duty of every Musalman at this most critical juncture to help our National Organisation the Muslim League and support the official League candidates and get the verdict of Muslim India for Pakistan. The eye of the world is fixed on Muslim India and the Frontier will be the spear head of Pakistan. I note that your organisation is of those whose forefathers [illegible] have served the cause of Islam with blood and money and that you have [illegible]tly come forward at this critical juncture to the support of Muslim India and the Muslim League which is the only authoritative and representative Organisation of the Muslims. I am all the more encouraged to note your expression of sentiments that you wish to work for the Millet without the slightest consideration for any wordly gain nor thank God you are in need of it. Therefore work and serve the cause which is a matter of life and death for 100 million of Muslims of India and the cause of Islam and the Millet.

With regard to some of the points of which you have been good enough to send me a note I have fully explained to our friend Qazi Abdul Hakim Khattak who was good enough to come and see me and he will explain to you fully the result of the discussion. As regards your note which raises five points may I point out to you that when the preliminary question of Pakistan being established is settled it will not be the Muslim League that will frame the constitution of Pakistan but the inhabitants of Pakistan in which 75% will be Musalmans and therefore you will understand that it will be a Muslim Government and it will be for the people of Pakistan to frame the constitution under which the Pakistan Government will come into being and function. Therefore there need be no apprehension that the Constitution making Body which will be composed of overwhelming majority of Muslims can ever establish any constitution for Pakistan other than one based on Islamic ideals, or can the Government of Pakistan when comes into being act contrary to Islamic ideals and principles.

You know that I am reaching Peshawar on the [illegible] to attend [illegible] the Frontier Conference and I am looking forward to meet you [illegible] and have the pleasure and the honour of a t[illegible] with you.

Yours sincer[illegible],

[illegible]

Sajjadha Nashin Sahib of
Manki Sharif, N.W.F.P.

MOUNT PLEASANT ROAD
MALABAR HILL
BOMBAY

PESHAWAR,
20th November,1945.

My dear Sajjada Nashin Sahib,

I am in receipt of your letter of November 20th, and I am sorry that you cannot come on the 22nd owing to your other engagement.

I am going to Mardan on the 24th November, and on my way I shall be glad to go to Manki Sharif. I propose to start from here at 11 a.m. and break my journey and spend at least half-an-hour with you and have the pleasure of meeting you. I am already booked for lunch at Mardan, and therefore I I shall be at Manki Sharif between 11-30 and 12 o'clock.

Thanking you,

Yours sincerely,

M. A. Jinnah

Sajjadha Nashin Sahib
of Manki Sharif,
Nowshera, N.W.F.P.

10 AURANGZEB ROAD
NEW DELHI

30th October 1946.

My dear Pir Sahib,

I was very pleased to read in the newspapers that you have now been whole-heartedly working for the Muslim League. We want our best and most prominent men to come forward and work self-lessly, as, I am sure, you ~~have~~ already realized that there is a very great struggle in front of us to achieve our goal of Pakistan.

It is now up to every Muslim, to whatever class he may belong, to work and organize our people and stand united under the banner of the All-India Muslim League.

Hoping you are well and with very kind regards,

Yours sincerely,

M.A. Jinnah

Hazrat Mohammad
Aminul-Hasnat,
Pir Sahib of Manki Sharif,
MANKI.

GOVERNMENT HOUSE,
PESHAWAR,
N.W.F.P.

No. 29-GG(P).

Governor-General's Camp,
Peshawar.

16th April 48.

Dear Pir Sahib,

I have received your letter of the 14th of April, and I regret very much that my programme is completely full now and hence I cannot possibly arrange to meet the tribal Pirs during my present short visit, as suggested by you.

Will you please convey my thanks to them for the help and the support they gave us, as you say, during the Referendum etc.

Yours sincerely,

M. A. Jinnah

Pir Sahib of Manki Sharif,
Sajjadha Nashin's House,
Manki Sharif,
Nowshera, N.W.F.P.

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

عبدالرب نشتر

A.R. NISHTAR

دہلی
9/1/47

مکرمی السلام علیکم صاحب

گرامی نامہ ملا۔ دلی شکریہ۔ میرا غریب خانہ تو آپ کا مکان ہے اور آپ کی جو مدارات ہونی چاہئیں وہ تو ہم نہیں کرسکے یوں ہی آپ شرمندہ فرما رہے ہیں۔

میں کراچی گیا تھا۔ قائد اعظم سے مفصل گفتگو ہوئی۔ آپ کے جو مشورے تھے ان کا ذکر بھی آیا۔ اس امر کے متعلق بھی فیصلہ کر آیا ہوں۔ آپ 21 یا 22 کو ضرور دہلی تشریف لے آئیں۔ میں نے ٹیلیفون پر بھی جواب بھجوا دیا ہے۔ امید ہے پہنچ گیا ہو گا۔ صرف ایک دو دن آپ کو یہاں ٹھہرنا پڑے گا۔ باقی خیریت۔ عزیزم عبدالمجید، عبداللہ و محمد صادق آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔

تمام احباب کو سلام علیکم۔

احقر العباد

نشتر

نوٹ: جس تاریخ دورہ جس جگہ کا ہو اس سے پیشتر آپ مطلع کر دیں۔
آپ کو دو گھنٹے ہی ٹھہرنا ہو گا۔

نشتر

ص

FINANCIAL ... R OF COUNCIL

"گل رعنا"
نئی دہلی

۳۰ دسمبر ۱۹۴۶ء

مخدومی و مکرمی جناب پیر صاحب -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - امید ہے آپ بخیروعافیت
ہونگے -

مجھکو نہایت افسوس ہے کہ آپ کے گذشتہ دوران قیام
دہلی میں آپ سے نیاز حاصل نہ ہو سکا - جو خدمت
آپ اسوقت مسلمانان ہند اور اسلام کی انجام
دے رہے ہیں اسکا اثر ہر مسلمان کے قلب پر ہے
خداوند کریم آپ کی کوششوں کو کامیاب کرے
اور اسلام کا علم بلند رہے -

ض

PRIME MINISTER
PAKISTAN

کراچی
۹ فروری ۱۹۴۹ء

مخدومی و مکرمی پیر صاحب

السلام علیکم۔

آپکا محبت نامہ موصول ہوا۔ اس میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ فرنٹیئر صوبہ میں اس چیز کا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ میرے فرنٹیئر کے قیام کے دوران میں آپ نے وزیر بننے کی خواہش ظاہر کی۔ یہ پروپیگنڈا بالکل بے بنیاد ہے اور ان لوگوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے جو پاکستان کے دوست نہیں کہے جا سکتے۔

آپکو معلوم ہے کہ جب وزارت بنائی جا رہی تھی تو آپ سے درخواست کی گئی تھی کہ آپ اس میں شریک ہوں اور وزارت کے عہدے کو قبول کریں۔ آپ نے اسوقت اپنی معذوری کا اظہار کیا تھا۔ اس مرتبہ جب میں آپ سے فرنٹیئر میں ملا تو میں نے پھر اسی امر کا آپ سے ذکر کیا تھا۔ مگر آپ نے حسب سابق اپنی معذوری کا اظہار کیا۔ ان حالات میں کسی شخص کا اس قسم کا غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈا کرنا سخت قابل افسوس ہے۔

آپکو اسکا خیال نہیں کرنا چاہیے۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنے ذاتی مقاصد کیلئے ہر طرح کا پروپیگنڈا کرنے میں بھی گریز نہیں کرتے۔

آپ قوم کی اور اسلام کی خدمت بغیر کسی لالچ کے کر رہے ہیں۔ اور ہر شخص آپکی دیانتداری اور حقیقی خدمت سے واقف ہے۔ آپ جیسے مخلص کام کرنے والے قوم کیلئے باعث فخر ہیں۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

لیاقت علی خان

خدمت شریف جناب پیر صاحب مانکی شریف۔

Prime Minister's Office
Government of Pakistan
CAMP LAHORE

مکرمی و محترمی جناب پیر صاحب مانکی شریف

وعلیکم السلام۔ آپ کے خط اور یاد دہانی کا شکریہ۔ مجھے بہت مسرت ہوگی اگر آپ کل بروز ہفتہ ۹ جنوری کو پانچ بجے شام میرے ساتھ آ کر چائے نوش فرمادیں۔ پھر آپ سے مانکی شریف کی دعوت کے متعلق بھی کچھ طے کر لیں گے۔ فقط والسلام۔

خاکسار
لیاقت علیخاں

پیر صاحب کے نام سابق صدر محمد ایوب خان کا خط

حکومت پاکستان
وزارتِ دفاع کراچی
۲۷۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء

عزیزم پیر صاحب

وزیر دفاع بننے کی مبارکباد کا پیغام بھیجنے پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ اگرچہ یہ میں نے اپنی مرضی کے خلاف اس آرزو پر قبول کیا ہے کہ میں ملک اور ملک کے لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لیئے کچھ کام کروں۔ میں اُمید کرتا ہوں اور میری دُعا ہے کہ میں ان کی خدمت کر سکوں۔

آپ کا مخلص
دستخط
ایم ایوب خان

GOVERNMENT OF PAKISTAN
Ministry of Defence
KARACHI.
27 October, 1954.

My dear Pir Sahib

Thank you very much indeed for your kind message of congratulation on my appointment as Defence Minister. Though against my liking, I have accepted this position in the hope that I may be of some assistance to the country and its people in solving their very intricate problems. I hope and pray that I shall be of some assistance to them.

Yours Sincerely
M Ayub Khan

(M. Ayub Khan)
General.

ق

﴿شمہ و مرثیہ درذکرخیر﴾

حضرت علامہ فقیہ بے عدیل ومحدث اعظم پاکستان **بقیة السلف فی الصورة والسیرة**
حضرت مولاناومولی الکل مفتی اعظم مفتی شائستہ گل صاحب القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ازقلم :: مولانا حکیم عبدالغفور صاحب ڈھیری لکپانی مردان

آہ ایں دنیائے فانی آہ دورروزگار — شد جداا ز ما محدث ہم فقیہ نا مدار
مسندتدریس شد محروم از فیضان او — حلقہ ارشاد ہم از ذکر وآثار وخیار
درعلوم جملہ خواہ عقلی وخواہ نقلی کہ بود — گوے سبقت مراوراحاصل بدہ ازکردگار
صرف کردہ عمردردرس روایات فقہی — اتباع سنت خیرالوریٰ لیل ونہار
محودرحب نبی ﷺ طرز صحابہ درنظر — انہماک تام مقصد در رضائے کردگار
صورت وسیرت ہویدا بود برطرزسلف — برتوکل بود کارش نے بہ دنیاانتظار
توشۂ علمی بدستش بود میراث نبی ﷺ — علم دین مقصودِ کامل نے بدولت افتخار
ذکرقال اللہ وہم قال الرسول اشغال او — ذکروفکرقلب شغلش ہرزماں تقویٰ شعار
الغرض چوں چشمہ آب حیاتش بود فیض — تشنگاں از ہرطرف بودہ قطاراندر قطار
مثل کوہ علم بودہ باوقارش زندگی — در نکات فقہ و سنت بحر ناپیدا کنار
ناگہاں آمد اجل کہ حی الی دارالبقاء — شد مجیب دعوت رب او بعزو افتخار
چشم گریاں سینہ بریاں ہرطرف احباب اند — اضطراب عالماں در فرقتش شدحال زار
چہارفرزنداں کہ ازوے ماندہ اندازفضل رب — ہریکے درعلم وتقویٰ کردہ راہش اختیار
برطریق کارایشاں آفریں صد آفریں — کزازیشاں زندہ شد مرحوم ہم خوش کردگار
ربنا فاغفر لہ و ارحم علیہ رحمۃ — آتہ من فضلہ روضاً من الفردوس دار
چہاردہ صدسال بایک بودائے احباب ما — **پنجمیں** رمضان المبارک بود روز احتضار
فقرۂ وصلش توجی مغفور ۱۴۰۱ھ بیں — **یؤتہ اللہ نعیماًثم فی دار التراز**
در دعاہا روز و شب گویا حزیں عبدالغفور — ربنا نورلہ مثواہ فی اعلیٰ الدیار

حضرت علامہ مولاناعبدالغفور ڈھیروی مرحوم حضرت قبلہ داداجان رحمۃ اللہ علیہ کیلئے تعریفی کلمات بصورت مرثیہ فارسی زبان میں تحریرکیاجسکافقیر نے اردومیں ترجمہ کیاجوآپکی خدمت میں حاضر ہے،مولاناعبدالغفورڈھیروی لکھتے ہیں ۔

﴿مرثیہ کا ترجمہ حاضر خدمت ہے﴾

آپ (مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ) علوم عقلیہ ونقلیہ وجملہ علوم کے ماہر وسبقت لیجانے والے تھے آپ نے درس و تدریس فقہی روایات بیان کرتے اور سنت رسول ﷺ کے عین مطابق پوری زندگی بسر فرمائی آپ ہمیشہ محبت رسول ﷺ میں مستغرق رہتے تھے، بلکہ آپکی زندگی صحابہ کرام واسلاف کا نمونہ تھی متوکلانہ ودرویشانہ زندگی اختیار کئے ہوئے تھے وہ حقیقت میں نبی کریم ﷺ کے وارث تھے آپکی زبان ہمیشہ قال اللہ وقال رسول ﷺ سے تر رہتی۔ تعریف وتوصیفِ محبوب ﷺ میں ہمیشہ رطبُ اللسان رہتے، ذکرلسانی وفکرقلبی میں مشغول رہتے۔ خصوصاً تقویٰ انکا شعار تھا آپکے چشمۂ علمی کا جب چارسو چرچہ ہواتو علم کے پیاسے اپنے سینوں کوعصیرِ علم سے سیراب کرنے قطاردرقطار آنے لگے علم کے بلند ترین پہاڑ تھے باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ علم کے گہرے سمندر سے سنت اور فقہ حنفی کے موتیوں کو چن چن کرنکالنے کا سلیقہ تھا۔ علم کے گہرے سمندروں کے غواص تھے

☆ ۔۔اچانک موت نے پکارا، آؤ، آؤ، دار بقاء کی طرف لوٹ آؤ (ینتقلون من دار الفناء الی دار البقاء) اللہ تعالیٰ کے اولیاء فانی گھر چھوڑکر باقی رہنے والے گھر کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے زندہ ہیں۔

أخو العلم حی خالد بعد موته
وأوصاله تحت التراب رمیم

صاحبانِ علم وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اگرچہ بظاہر انکے اجسام مٹی سے پیوست ہوجائیں (مترجم)
(جب داعی اجل نے پکارا) تو مفتی صاحب نے داعی اجل کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے (۱۲۵سال کی عمر میں) دار فانی سے ۱۴۰۱ھ پانچ رمضان المبارک بروز بدھ رحلت فرمائی آپکے چار فرزند ہیں ۔

(۱) حضرت علامہ شیخ القرآن والحدیث محقق صاحب تصانیف مفتی عبدالحنان القادری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ (جوڈاکٹر مسعود صاحب کراچی کے استاذ تھے جنکا مزارشریف مرجع خلائق ہے۔ مترجم)

(۲) حضرت علامہ شمس شریعت بدر طریقت مفتی وشیخ الحدیث مناظر اسلام سیف ربانی شیخ القرآن لاثانی ۔مزین بانوار جیلانی زبدۃ السالکین استادالانس والجان صاحب تصانیف

الشیخ فی سلاسل اربعہ مفتی عبدالسبحان القادری دامت برکاتھم العالیہ

(۳) حضرت مولانا عبدالدیان القادری حفظ اللہ لہ

(۴) حضرت علامہ مفتی و شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل فضل سبحان القادری صاحب دامت فیوضھم۔بحمدہ تعالی چاروں علم وفضل تقویٰ وورع کے انوار وبرکات سے مزین ہیں۔اللہ تعالیٰ مفتی صاحب مرحوم کو قبر میں اور بروز حشر اپنی نعمتوں سے نوازے۔آمین بندہ ناچیز آپکے فراق کا غم لئے ہوئے غم کا مارا عبدالغفور شب وروز آپکی مغفرت وبلند درجات کی دُعائیں کرتا ہے۔

یا اللہ مفتی صاحب رحمت اللہ علیہ کی قبر کو نور سے معمور فرما۔آمین ثم آمین ۔یارب العلمین

مغموم درفراق شما ۔

مولانا حکیم عبدالغفور عفی عنہ ۔

ڈھیری لکپانی ۔مردان ۔۵ رمضان المبارک ۱۴۰۱

تأثرات

حضرت علامہ مفتی پیرطریقت شمس شریعت استادالانس والجان مفتی عبدالسبحان القادری قبلہ وکعبہ والدِ محترم ومرشدِ مادامت برکاتھم العالیہ، مہتمم دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کراچی

نحمده ونصلي على رسوله الكريم ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صاحب تصنیف کی تعریف پیش کرتے ہوئے فقیرحقیرکوفرزندہونے کی حیثیت سے کچھ زیب نہیں دیتا،لیکن حقیقت حال کااظہارکئے بغیربھی چارہ نہیں،حضرت قبلہ وکعبہ والد ماجد علامہ الحاج مولاناشائستہ گل (مفتی اعظم سرحد)بن علامہ مولانامحمدعلی بن حضرت عمردرازخان رحمت اللہ علیھم بمقام متہ لنڈی شاہ ڈاکخانہ کاٹلنگ ضلع مردان صوبہ سرحد پاکستان میں پیداہوئے،آپ نے ایکسوپچیس (125)سال کی عمرمیں وصال فرمایا،اورآپکا مزارشریف لنڈی شاہ میں ہرخاص وعام کیلئے مرجع خلائق بناہواہے،آپ کی دینی وملی خدمات بے شمارہیں،جن کااحاطہ یہاں ممکن نہیں،آپ نے کل چھ سوپچاس کتابیں(650)تصنیف فرمائیں،جن میں سے طبع شدہ کتابوں کی تعدادتقریباً ترانوے(93)ہے،باقی غیرطبع تصانیف کی اشاعت کیلئے مخیّر حضرات اپنادینی ومذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے اگراس کارخیراورصدقہ جاریہ میں تعاون فرمائیں توبڑادینی وعلمی خزانہ منظرِعام پرآسکتاہے،ملک میں آپ کے بے شمارشاگردہیں،اورآپ نے تحریک پاکستان میں بھی پیرصاحب مانکی شریف حضرت امین الحسنات رحمت اللہ علیہ کے دوش بدوش بڑھ چڑھ کرکام کیا ہے،جس کاذکرتذکرہ علماء ومشائخ سرحدنامی کتاب میں جلدنمبر(۱)صفحہ نمبر(۲۳۰)پرموجودہے،نیزعلماء اہل سنت پاکستان نامی کتاب میں بھی موجودہے، زیرنظرکتاب''المقاصدالسنیۃ لتردیدالوھابیۃ'' کے اردوترجمہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ہرخاص وعام آپ کی تصانیف سے فیض یاب ہوسکے،کیونکہ، وھابیہ''پنجپیریہ''

دیوبندیہ۔نجدیہ

باطل فرقے طرح طرح کے بھیس بدل کرنئے نئے روپ دھارکرجعلی وخودساختہ نام نہاد''سوادعظم''اہلِ سنت وجماعت کابورڈلگاکرسیدھے سادھے صحیح العقیدہ مسلمانوں کودھوکہ دے

کراپنے جال میں پھانس رہے ہیں،اورناواقف عوامِ اہلسنت ، وہابیہ کواپنا سمجھ کران کے دامِ فریب میں پھنس رہے ہیں،اوروھابیہ نے کچھ عرصہ سے اپنے آپ کو(نام نہاد)اہلسنت وجماعت کہنا شروع کردیاہے،اب تواپنے آپ کووھابی کہتے ہوئے بھی شرماتے ہیں،کیونکہ پاکستان میں خود کواہل سنت ظاہرکئے بغیروھابیہ کی دال بھی نہیں گلتی،اورووٹ بھی نہیں ملتا،حالیہ انتخابات ۱۹۸۵ء میں ان کے نام نہادسوادِاعظم اہل سنت وجماعت ہونے کی اچھی طرح قلعی کھل گئی ہے،اورعوام نے جان لیاہے کہ اصل حقیقی سوادِاعظم اہلِ سنت وجماعت کون ہے،اورنقلی وجعلی نام نہاد سواداعظم اہل سنت جماعت کون ہے

آیئے ذراایمانیات وعقائد کی روشنی میں موازنہ کرکے دیکھیں کہ حقیقتاً سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کون ہے،

◉ جن کا یہ عقیدہ ہوکہ خداتعالیٰ کذب یعنی جھوٹ بولنے اورتمام عیوب سے پاک ہے وہ سنی؟یاجن کاعقیدہ یہ ہوکہ''خداتعالیٰ کذب یعنی جھوٹ بولنے پرقادرہے وہ سنی؟ (بحوالہ براھین قاطعہ صفحہ نمبر4)(العیاذباللہ من ھذہ الخرفات)

◉ جورسول اللہ ﷺ کے حیاتِ جسمانی برزخی کے قائل ہیں وہ سنی ؟یاجویہ کہیں کہ''آپ مرکرمٹی میں ملنے والے اب وہ مٹی میں مل گئے اسے آپ کاقول کہا وہ سنی؟ بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ نمبر(36)

◉ جورسول اللہ ﷺ کواحمدمختارمانیں وہ سنی؟یاجونبی کیلئے یہ کہیں کہ ''جس کانام محمد،یاعلی ہے وہ کسی چیزکامختارنہیں،وہ سنی؟(بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ نمبر(36)

◉ جو صلوٰۃ وسلام میں یانبی سلام علیک پڑھیں وہ سنی ؟یاجواس کی مخالفت کریں اوراسے کفروشرک کہیں وہ سنی؟

◉ جو'' یارسول اللہ ﷺ ''یا علی'''''یاغوث الاعظم'''''یاداتا''''یاخواجہ غریب نواز'' کانعرہ لگائے وہ سنی؟یاجویارسول اللہ ﷺ کانعرہ لگانے والے کوقتل کرڈالے وہ سنی؟

◉ جوبارویں،گیارویں،سترویں،چھٹی شریف،کوفاتحہ شریف،نذرونیازکااہتمام کریں وہ سنی؟ یاسب کی مخالفت کریں اورکفروشرک کے فتوے لگائیں وہ سنی؟

اس طرح بہت سے عقائد ہیں جن پرموازنہ نہ کیاجاسکتا ہے،اورجواہل سنت وجماعت کے قدیم حق وصحیح بنیادی عقائد کی مخالفت کرے وہ اہل سنت توکیا مسلمان بھی نہیں ہوسکتے وہ پکے دھوکے بازپھڈے باز وھابیہ ہیں بلکہ خوارج ہیں

﴿قارئین کرام﴾

خود غور وفکر کر کے ایمان کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ کہ ایمانیات کے ضمن میں جو حق وصحیح ہے وہ ہی بات ایمان اور عینِ ایمان ہے اور جو اس کے مقابل غلط ہے وہ ایمان کے متضاد وبرعکس ہے یعنی ''کفر'' ''اور سراپا کفر'' ''اور برملا کفر ہے''۔ جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ مسلک حق اہلسنت وجماعت کے دفاع اور وہابیت کی تردید میں قرآن اور احادیث شریفہ کی روشنی میں بڑی معلوماتی مستند اور مدلل کتاب لکھی گئی ہے، جس کا مطالعہ اپنے مذہب ومسلک اور عقائد اور حفاظت کے لئے اور وہابیت کے پرفریب جال سے بچنے کیلئے انشاء اللہ وتعالیٰ بے حد مفید ثابت ہوگا! آخر میں اپنے سنی مسلمان بھائیوں سے التماس کرتا ہوں کہ وہ علماءِ کرام سے رابطہ قائم رکھا کریں

دیوبندی اور وہابیہ

کی تصانیف کے قریب بھی نہ جائیں، اور اپنے مذہب ومسلکِ حق اہل سنت وجماعت کے عقائد پر پہاڑ کی مانند قائم ودائم رہیں، اللہ تعالیٰ حضور پرنور ﷺ کے صدقے میں ہم سب کو اپنے مذہب ومسلک پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین، بحق سید المرسلین ﷺ ۔

فقیر عبدالسبحان القادری

مہتمم دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله الذی جعلنا علی عقیدةاهل السنة والجماعة وحفظنا من عقیدة الوهابیة الکفرة الفجرة الضالة. والصلوٰة والسلام علی سیدنامحمدن الذی حکم علی الوهابیة بالشقاوة وعلی آله واصحابه الذین حکموا علی الوهابیة بشرار الخلق الضالة. امابعد.

ترجمۂ خطبہ،تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں اہلسنت وجماعت کا عقیدہ عطافرمایا اوروہابیوں کے عقائد جوکفرِ صریح ہیں اورگمراہی ہے سے بچایا،درودوسلام ہو ہمارے سردار جناب سیدنامحمد ﷺ پرجس نے وہابیوں پرشدت وسختی کرنے کافیصلہ سنایا،اورانکی آل پرجنہوں نے وہابیوں پرشرارخلق تمام مخلوق میں بری مخلوق اوروہابیوں کے گمراہ ہونے کاحکم صادر فرمایا،امابعد

(حضرت علامہ حجة الاسلام والمسلمین مفتی اعظم سرحد) مفتی شائستہ گل القادری بن صدر الشریعة مفتی محمد علی القادری رحمة الله علیهما (فرماتے ہیں) کہ جب صوبہ سرحدمیں فرقہ وہابیہ ظاہرہوا۔توعلاقہ بائزی ضلع مردان کے علماء کرام نے کاٹلنگ مردان میں 26ذیقعدہ1376ھ ایک جمعیت تشکیل دی جس کا نام (جمعیت العلماء اہلسنت والجماعت) وضع کیاگیا۔ان علماء کرام نے اہل سنت والجماعت کے چند اغراض ومقاصد(بحثیت استفتاء) تحریرکرکے میرے حوالہ کیئے۔ میں نے جوابات کے تحریروترتیب کے وقت ضروری مسائل کامزید اضافہ کیا۔ان جوابات سے باقاعدہ ایک ضخیم کتاب بن گئی ،سومیں نے اسے کتابی صورت دیکر اس کا نام ۔

اثبات الاغراض والمقاصد السنیة لتردید الخرافات القبیحة الوهابیة، رکھا

بتوفیق الله تعالیٰ عزوجل وبمنه وکرمه.

ذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم .

﴿ تقلید کا ثبوت قرآن کریم کی روشنی میں ﴾

بحث اول تقلید کے اثبات میں ہے اوراس میں چارانواع ہیں۔نوع اول میں قرآن کریم کی آیتوں سے ثابت کرونگا۔کہ تقلید ازروئے قرآن ثابت ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

وَمَآاَرۡسَلۡنَاقَبۡلَکَ اِلَّارِجَالاً نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ فَاسۡئَلُوۡۤااَهۡلَ الذِّکۡرِاِنۡ کُنۡتُمۡ لَاتَعۡلَمُوۡنَo

اورہم نے نہیں بھیجاکسی نبی کو آپ سے پہلے مگر مرد،ہم انکووحی کرتے تھے،سو(اے لوگو اگر تمہیں کسی مسئلہ) کاعلم نہ ہوتواہل ذکر(یعنی علماء) سے پوچھو۔سورۃ انبیاء.آیت(7)

وجہ استدلال یہ ہے۔کہ

(۱)الاصل فی هذالباب قوله تعالی، فَاسۡئَلُوۡااَهۡلَ الذِّکۡرِاِنۡ کُنۡتُمۡ لَاتَعۡلَمُوۡنَo فاوجب السوال علی من لم یعلم وذلک تقلید للعالم

آیتِ مذکورہ بالا میں اللہ تعالیٰ نے فرمایااگرتمہیں علم نہ ہوتواہلِ علم سے مسئلہ دریافت کرو،سو جنہیں علم نہ ہواللہ تعالیٰ نے ان پرعلماء سے مسئلہ معلوم کرنا واجب کردیاہے، سوعالمِ دین سے معلوم کرنا(ہی)اس کی تقلید ہے۔اتحاف المرید.وحاشیه الامیر.۱۱۵.وفتح القدیروتفسیراحمدی والجلپی فصل البیر۱۵

(۲)اَهۡلَ الذِّکۡرِ،هم المجتهدون .و تقلید هم عین اطاعة الله تعالیٰ ورسوله ﷺ و المنع من تقلید هم خلاف هذه الآیة المتلوة .الفتح المبین .۲۹.۴۸۴.واطایب الصیب.۹

اہل ذکرکون ہیں؟ کی توضیح کرتے ہوئے صاحبِ فتح مبین فرماتے ہیں،اہل ذکرسے مرادمجتہدینِ مطلق ہیں،اورانکی تقلید بعینہ اللہ اوررسول ﷺ کی اطاعت ہے،مسلمانوں کوتقلید سے روکنا نیز تقلیدکی مخالفت کرنا آیتِ مذکورہ کی مخالفت ہے۔

میں(مفتی شائستہ گل) کہتاہوں،کہ آیتِ مذکورہ میں(فَـاسۡـئَلُوۡا)کاصیغہ ہے،جوجمع کا صیغہ ہے، سومأمور عام ہواخاص نہیں۔دوسرایہ کہ وہ مأمور(اِنۡ کُنۡتُمۡ لَاتَعۡلَمُوۡن) کا مفسر ہے،لہذا مجتہدفی المذہب منتسب الی المذہب،مجتهدفی المسئله،اصحاب تخریج،اصحاب ترجیح،اصحاب تمیز،حاطب اللیل، سب اس میں داخل ہیں،کیونکہ شریعت کے جن اسرارکومجتہدِ مطلق جانتاہے،افرادمذکورہ اسے نہیں جانتے

علامہ ابن الھمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ۔فتح القدیرشرح ھدایہ۔میں فرماتے ہیں۔

غیرالمجتهد المطلق یلزمه التقلیدوان کان مجتهدافی بعض مسائل الفقه او بعض العلوم کاالفرائض علی القول بتجزی الاجتهاد وهو الحق.فیقلد غیره فیما لایقدر علیه. وقیل فی العالم انمایلزمه التقلید بشرط تبین صحتهمستندالمجتهد.والالم یجزله تقلیده

جوشخص مجتہدِ مطلق نہ ہو،اس پرلازم ہے، کہ وہ مجتہدکی تقلیدکرے،اوراگروہ شخص اجتہاد کے،تجزی کوصحیح مانتاہو(کیونکہ اجتھادکی تجزی حق ہے)اوربعض مسائل فقہیہ اوربعض علوم جیسے میراث وغیرہ علوم کوجانتاہو،تووہ ان مسائل میں خود مجتہدہے،مگرجن مسائل و علوم کووہ نہیں جانتا، ان میں وہ تقلیدکریگا۔ اوربعض نے عالم کے بارے میں کہاہے کہ عالم اس وقت کسی مجتہدکی تقلیدکرے گا،جب اس پرمجتہدِ مطلق،کی دلیل کی صحت ظاہرہوجائے اگر مجتہدِ مطلق کی دلیل کی صحت اس پرظاہرنہ ہو،تواس عالم کو تقلیدکرناجائزنہیں،ابن ہمام فرماتے ہیں،پہلاقول جمہورعلماء کاہے۔جبکہ قول ثانی معتزلہ کاہے۔فتح القدیرشرح هدایه.

﴿امام زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ بحرالرائق میں﴾

ان لوگوں کاحال بیان کرتے ہیں،جومجتہد مطلق کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

منسوب الی المطلق کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)عوامُ الناس ہیں،جومحض مقلدہوتے ہیں۔

(۲)دوسرے وہ علماء ہیں،جوخودبھی مجتہد ہوتے ہیں،اگران کااجتہادامام کے موافق ہو۔ توکوئی حرج نہیں،اوراگران کااجتہادامام کے اجتہادکے خلاف ہو،تویہ اپنے اجتہادپرعمل کرینگے۔مثلا،امام محمد۔

امام ابویوسف،امام زفرامام طحاوی،علامہ ابوبکرجصاص،قاضی خان،علامہ ابن ھمام رحمت الله تعالیٰ علیهم اجمعین

(۳) تیسری قسم ان علماء کی ہے۔جوغیرمنصوص مسائل کومنصوص مسائل پرقیاس کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں لیکن رتبہ اجتہادپرفائزنہیں ہوتے،اگرکسی حکم کے بارے میں امام کی نص صریح ہوتویہ اس حکم کی علت کااستنباط کرتے ہیں،اورکہتے ہیں کہ امام کے مذہب کے مطابق یہ حکم اس طرح ہے۔اوراگرامام کی نص نہ ہو،تواس کے مشابہ حکم سے تخریج کرتے ہیں

سوال۔اس آیت سے تقلیدِ مطلق ثابت ہوتی ہے۔نہ کہ تقلیدِ شخصی؟

جواب، یہ ہے، کہ مطلق کا ماننا مقید شخصی کا ماننا ہے، اس لئے کہ مطلق کا وجود بعینہ مقید کا وجود ہے۔

سوال۔یہ آیت توان علماء کے حق میں نازل ہوئی ہے جو اہلِ کتاب ہیں۔نہ کہ علماء اسلام تو پھر آیتِ مذکورہ سے علماء اسلام کس طرح مراد لئے جاسکتے ہیں؟

جواب۔میں (مفتی شائستہ گل) کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں۔**بفضل الله تعالیٰ عزوجل.**

﴿وجہ اول یہ ہے﴾

کہ اس آیت (فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ ۝) میں **(فَاسْئَلُوْا)** عموم پر دلالت کرتا ہے۔کیونکہ قرآن کریم جامع الکلم ہے۔ان الفاظ کی عمومیت پر بحث کرتے ہوئے علماء اسلام فرماتے ہیں۔

العبرة بعموم اللفظ لا لخصوص المورد

اعتبارآیت کے عموم الفاظ۔کاہوتاہے۔نہ کہ خاص اس صورت کا جس کے لئے آیت نازل ہوتی ہے۔تو ثابت ہوا۔کہ مأمور۔ومسئول۔کاعموم۔علماء اسلام کوبھی شامل ہے۔

﴿وجہ دوم یہ ہے﴾

حضرت علامہ ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی علیہ الرحمۃ والرضوان آیت مذکورہ کے ذیل میں تحریرفرماتے ہیں۔

وقیل اراد بالذکر القرآن ای فاسئلوا المؤمنین العالمین من اھل القرآن. خازن جلد ۳ . ۲۵۴ .

کہ (**اھل الذکر**) سے مرادوہ مسلمان علماء کرام ہیں۔جوقرآن کریم (کی آیتوں میں سے ناسخ ومنسوخ۔محکمات۔ومتشابہات) کاعلم رکھتے ہوں۔سوآیت کامعنیٰ یہ ہوا۔جب تمہیں کسی مسئلہ کاعلم نہ ہوتومسلمان علماء سے دریافت کرو۔جوقرآن کریم کاعلم رکھتے ہوں۔

﴿وجہ سوم یہ ہے﴾

صاحب تفسیرالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اهل الذکرای اشرف من علماء الامم الفرق لقصور نظر کم. تبصیر الرحمن جلد ۲. ۲۸
کہ اہل ذکر سے مراد تمام امم کے علماء ہیں، کیونکہ جو وہ جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے (علماء امم) علماء اسلام کو بھی شامل ہے۔

﴿وجہ چہارم یہ ہے﴾

علامہ آلوسی رحمت اللہ تعالی علیہ تفسیر روح المعانی جلد ۱۴۔ص ۱۴۸ سورۃ النحل، میں آیت مذکورہ (اهل الذکر) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ اگر میں مان لوں، کہ یہ آیت علماء اہل کتاب، کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جیسا کہ مدارک، خازن، معالم، بیضاوی میں ہے۔
☆۔تو میں ( ) کہتا ہوں، کہ بیشک سوال کا وجوب اہل کتاب سے ہے، لیکن ان سے پوچھنے کی علت۔علم ہی تو ہے اور وہی علت (یعنی علم) علماء اسلام میں بھی موجود ہے تو پھر علماء اسلام کیوں مراد نہیں لئے جاسکتے جب کہ وہی علت علماء اسلام میں موجود ہے، تو سوال کا وجوب علماءِ اسلام سے بھی پایا گیا۔ط

﴿آیت نمبر دوم یہ ہے﴾

وَاِذَاجَآءَ هُمْ اَمْرٌمِّنَ الْاَ مْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْابِهٖ ط وَلَوْرَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُوْلِى الْاَمْرِمِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ط وَلَوْ لَافَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَا تَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّاقَلِيْلًا۝ سورہ نساء آیت (83) اور جب انکے پاس، کوئی بات اطمینان یاڈر کی آتی ہے تو اسکا چرچا کرتے ہیں اور اگر اسمیں رسول (ﷺ) اور ذی اختیار (مجتهدین) لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور معلوم کر لیتے اس امرکو، وہ لوگ جواجتہاد کرسکتے ہیں، اور اگر تم پر اللہ، کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی، تو ضرور تم شیطان کی اتباع کرتے مگر تھوڑے۔
اس آیتِ مبارکہ سے وجہ استدلال ان حضرات علماء کرام کی تصریحات ہیں

﴿حضرت علامہ ملاجیون رقمطراز ہیں﴾

(۱) قال العلامة الملاجیون رحمة الله علیه امر الجاهلین باطاعة العلماء و امر العلماء بـاطاعة المجتهدین لقوله تعالی. وَلَوْرَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُوْلِى الْاَمْرِمِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ. اه. تفسیر احمدی. وبمعناه المدارک والخازن.
علامہ فرماتے ہیں، کہ عام مسلمان پر لازم ہے، کہ وہ علماء اسلام کی اطاعت کریں، اور علماء

کیلئے ضروری ہے کہ وہ مجتہدین کی اطاعت کریں۔اسکی دلیل اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے وَلَوْرَدُّوْہُ۔الیٰ آخرہ۔

﴿صاحب تفسیر معالم لکھتے ہیں﴾

(۲) وفی آیت دلیل علی جواز القیاس وان من العلم مایدرک بالتلاوة والروایة و هو النص ومنه مایدرک بالاستنباط و هو القیاس علی المعانی المودعة فی النصوص .۱۵.معالم التنزیل.

کہ اس آیت مبارکہ میں،جوازِ قیاس کی،دلیل موجود ہے،اور یہ بات بھی علوم وفنون (کے قواعد سے ہے) کہ جو بات۔تلاوت۔اورروایت کے ذریعے پائی جائے،سووہ نص ہے،اور جوبات استنباط(اجتہاد) کے ذریعہ پائی جائے،وہ قیاس ہے۔

ثابت ہوا کہ اولوالامر۔سے مرادمجتہدین ہیں۔لہذاتقلید ثابت ہوگئی۔

﴿ تیسری آیت جواجتہاد پردلالت کرتی ہے ﴾

(۳)یٰۤاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْااَطِیْعُوااللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِمِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا○ پارہ۔۵۔سورۃ نساء آیت (59)

اے ایمان والو،حکم مانو،اللہ کا،اور حکم مانورسول(ﷺ) کا،اورانکاجوتم میں اُولِی الْاَمْر ہوں (مجتہدین) پھراگرتم میں کسی بات کا جھگڑااٹھے،تواسے اللہ اوررسول کی طرف لوٹاؤ،اگراللہ اورقیامت پرایمان رکھتے ہو،یہ بہتر ہے۔اوراسکاانجام اچھاہے۔

﴿وجہ استدلال یہ ہے﴾

(۱) کہ اُولِی الْاَمْرسے۔مجتہدین مطلق مرادہیں۔جیساکہ پہلے بیان ہوچکاہے۔اورآگے بھی انشاء اللہ وتعالیٰ آئیگا،ان مجتہدین کی تقلیداس لئے فرض ہے،کہ لفظ(وَاَطِیْعُوا/ الرَّسُوْلَ) اور(اُولِی الْاَمْر)دونوں کی طرف متوجہ ہے،لہذاجس طرح رسول اکرم ﷺ کی اطاعت واجب ہے۔اسی طرح اُولِی الْاَمْر کی اطاعت بھی واجب ہے۔دلائل ملاحظہ ہوں۔

حضرت علامہ مفسرقرآن علی بن محمدخازن اُولِی الْاَمْر کی تفسیرکرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۲)اولی الامر،هم الفقهاء والعلماء الذین یعلمون الناس معالم دینهم قاله من الصحابة

ابن عباس وجابر رضی الله عنهم ومن التابعین الحسن والضحاک ومجاهد رضی الله عنهم .اخرجه ابن ابی حاتم کذافی الاکلیل والخازن والعینی.

اُولِی الْاَمْرِ سے مرادفقہاء علماء(مجتھدین مطلق ہیں فقہاء علماء وہ لوگ ہیں جودین کے احکام (میں سے شرعی اجتہادی تعلیم لوگوں کو)سکھاتے ہیں،صحابہ کرام میں سے سیدناعبداللہ بن عباس وجابر رضی الله تعالیٰ عنهم تابعین میں سے حضرت حسن وضحاک ومجاهد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ علامہ ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُولِی الْاَمْرِ کی تفسیر سے،علماء مجتہدین،مراد لینے کی تائیدمیں لکھتے ہیں۔

وقوله تعالیٰ.عقیب ذلک.فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْ ءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ.یدل علی ان اولی الامرهم الفقهاء.لانه امرسائرالناس بطاعتهم ثم قال.فان تنازعتم (الخ) فامراولی الامر بردالمتنازع فیه الی کتاب الله وسنة نبیه ﷺ اذکانت العامة ومن لیس من اهل العلم لیست هذه منزلتهم .لانهم لایعرفون کیفیت الردالی کتاب الله و السنة .ووجوه دلائلهاعلی احکام الحوادث فثبت انه خطاب للعلماء....احکام القرآن .جلد ۲.ص.۲۵۷.

ترجمہ۔اوراُولِی الْاَمْرِ کی اطاعت کاحکم دینے کے فوراًبعداللہ جل جلالہ کایہ فرمانا،کہ اگرکسی معاملہ میں تمہارے درمیان اختلاف پیداہوجائے،تواس اختلاف کواللہ اوراسکے رسول کی طرف لوٹاؤ،یہ اس بات کی دلیل ہے،کہ اُولِی الْاَمْرِ سے علماء مجتہدین مرادہیں،کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کوان کی اطاعت کاحکم فرمایا،پھرفان تنازعتم،فرماکر،اُولِی الْاَمْرِ،کوحکم دیاکہ جس معاملے میں ان کے درمیاں اختلاف ہو،اسکوکتاب اللہ،اورحدیث رسول ﷺ،کی طرف لوٹادو،یہ حکم فقہاء(علماء مجتہدین)ہی کوہوسکتاہے،کیونکہ عوام الناس،اورحاطب اللیل کایہ مقام نہیں، اس لئے کہ وہ اس بات سے واقف نہیں ہوتے،کہ کتاب اللہ،اور سنت رسول ﷺ کی طرف کسی معاملہ کو لوٹانے کے کیاطرق ہیں اورنہ عوام الناس کو،مسائل کے استنباط واستخراج، کے دلائل کے طریقوں کاعلم ہوتاہے، لہذاثابت ہواکہ یہ خطاب علماء (مجتہدین) سے ہے۔

﴿(۵)حضرت علامہ فقیہ اعظم شیخ محمدبن علی۔صاحب درمختارفرماتے ہیں﴾

ولهذاقال الفقهاء المرادباولی الامر العلماء فی اصح الاقوال والمطاع شرعاً مقدم. زیلعی الکنزج۲قبیل الفرائض ۲۲۹.وعینی الکنز ج ۴ . ۲۷۵ ودرمختار وردالمختارج۵مسائل شتیٰ ۴۴۱.

کہ فقہاء کرام کے نزدیک، اُولِی الْاَمْرِ سے علماء (مجتہدین مطلق) مراد ہیں، اور شریعت کے احکام میں جسکا حکم مانا جائے وہ شرعاً مقدم ہے۔

﴿حضرت علامہ ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ دلائل مذکورہ کی روشنی میں لکھتے ہیں﴾

فثبت بھاوجوب التقلید لعلماء الاسلام. الفتح المبین . ۲ ۰ ۵ . واحمدی . ۱ ۹ ۲ .

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ علماء اسلام کی تقلید واجب ہے۔

سوال۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے مطابق۔ اُولِی الْاَمْرِ سے مراد۔ امراء اور حکام ہیں۔ علماء نہیں۔

جواب ۔اس اعتراض میرے پاس چار جواب ہیں-

(۱) پہلا جواب یہ ہے

کہ اُولِی الْاَمْرِ۔ کی تفسیر میں جب دو اقوال ثابت ہیں۔

(۱) امراء وحکام (۲) علماءِ اعلام۔ سو جس قول میں اُولِی الْاَمْرِ سے مراد۔ علماء مجتہدین ہیں تو یہ قول اختیار کرنا زیادہ ارجح اور بہتر ہے۔

﴿(۲) دوسرا جواب یہ ہے﴾

لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ

ان الفاظ مبارکہ سے مراد علماء مجتہدین ہیں، یہ نص ہے، اور سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث، خبر واحد ہے، جو نص، اور دلائل بالا، کے پیش نظر غیر مقبول ہوجاتی ہے، کیونکہ علم اصول کا قاعدہ ہے، کہ نص کے مقابلہ میں اگر خبر واحد آجائے، تو دیکھنا ہوگا کہ نص اور خبر واحد میں تطبیق ممکن ہے یا نہیں، اگر تطبیق ممکن ہو فبہا (یعنی دونوں میں اگر تطبیق ممکن ہو تو تطبیق کرکے عمل کرینگے) ورنہ خبر واحد کو ترک (یعنی چھوڑ) کر نص قرآن پر عمل کرینگے۔ کتب اصول۔

﴿تیسرا جواب یہ ہے﴾

کہ اگر بقول سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُولِی الْاَمْرِ سے مراد۔ امراء حکام لئے جائیں، تو اس سے مراد یہ ہوگا، کہ ملکی سماجی سیاسی معاملات میں ان حکام اسلامی کا حکم مانا جائے میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں، کہ یہ بھی حقیقتاً علماء مجتہدین کی اتباع ہوگی، کیونکہ ممالک اسلامیہ میں حکام علماء کے تابع ہوتے ہیں، تو انکی اتباع درحقیقت ان مجتہدین کی اتباع

ہوگی، بشرطیکہ ممالک اسلامیہ کے حکام مسلمان ہوں۔ پابند صوم وصلوٰۃ ہوں، احکام شرعیہ کے تابع ہوں، قرآن وحدیث کے احکام نافذ کرنے والے ہوں، ظاہر ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی ایسے امراء وحکام مراد ہیں، نہ کہ فاسق وفاجر حکمراں۔
لہٰذا ان تینوں جوابات سے ثابت ہوا، کہ اُولِی الْاَمْر سے مراد علماء مجتہدین ہیں۔

﴿ جواب چہارم یہ ہے ﴾

جواب چہارم یہ ہے۔ کہ جب اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمت اللہ علیہم اجمعین لفظ (اُولِی الْاَمْر) سے مرادعلماء مجتہدین لے رہے ہیں تو پھر صرف خبر واحد پراعتماد کرنا کہاں کی فقاہت ہے پس ثابت ہوا کہ اُولِی الْاَمْر سے علماء مجتہدین مراد لیناہی اصح ہے۔ اور یہی راجح ہے۔ اوراصح ترین قول ہے۔
☆۔۔ میں (مفتی شائستہ گل) نے اثبات تقلید کے لئے ان ہی تین آیات کریمہ پراکتفاء کیا۔ اگرچہ تقلید کے اثبات میں اوربھی بہت ساری آیات کریمہ موجود ہیں۔

﴿ بحث دوم تقلید کا ثبوت احادیث صحیحہ کی روشنی میں ﴾

(۱) عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال خرجنا فی سفر فاصاب رجلامنا حجر فشجه فی رأسه فاحتلم فسأل اصحابه هل تجدون لی رخصة فی التیمم قالوا مانجد لک رخصة وانت تقدرعلی الماء فاغتسل فمات فلماقدمناعلی النبی ﷺ فاخبر بذلک فقال قتلوه قتلهم الله الاّسألوااذلم یعلموا فانما شفاء العی السوال. رواه ابوداود. وابن ماجه عن ابن عباس. ومشکوٰة. تیمم. فصل ۲. ۷۷ وتیسیر الطهارة باب. ۷. ۲۹۳

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک ساتھی کے سر میں پتھر آکر لگا۔ تو اسکا سر شدید زخمی ہوا۔ سر میں شدید چوٹ لگنے سے وہ جنبی ہوگیا (اسے احتلام ہوا) اس نے ساتھیوں سے پوچھا، کیا میرے لیے شریعت میں تیمّم کی اجازت نظرآتی ہے (کیا میں اس حال میں تیمّم کرسکتا ہوں آپ احباب کی رائے کیا ہے) انہوں نے کہا۔ کہ ہمارے نزدیک آپ تیمّم نہیں کرسکتے۔
☆۔۔ کیونکہ آپ پانی پر قادر ہیں سو اس نے غسل کیا (وہ پانی زخموں میں سرایت کرگیا حتی کہ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وفات پاگئے۔ جب ہم نبی کریم سَرورِعالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ تو آپ ﷺ

نے فرمایااللہ تمہیں مارے تم نے اسے قتل کیا جب تمہیں معلوم نہ تھا۔تو مسئلہ کیوں نہ پوچھا کیونکہ لاعلمی (بے خبری) کاعلاج پوچھنا ہے۔

(۲)عن مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ لمابعثه الی الیمن
قال کیف تقضی اِذَاعَرَضَ لَکَ قضاءٌ
قال اقضی بکتاب اللہ تعالیٰ.
قال فان لم تجدفی کتاب اللہ تعالیٰ
قال فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .
قال فان لم تَجِدُ فِیْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
قال اَجْتَهِدُ رَائی.وَ "لا" الُو.
قال فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی صَدْرِهٖ
وَقَالَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ .رسولِ اللّٰهِ ﷺ لـمایرضی به رسول اللہ ﷺ
.ر واہ الترمذی .وابودادو .والدارمی .مشکوٰةقضاء324

نبی کریم ﷺ نے جب مُـعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ کویمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا توارشادفرمایا۔
(مُعَاذ) جب تمہارے پاس مقدمہ پیش ہوگا تو کیسے فیصلہ کروگے؟
(حضرت مُعَاذ نے)عرض کا(یارسول اللہ ﷺ سب سے پہلے)کتاب اللہ سے فیصلہ کرونگا
رحمت عالم ﷺ نے فرمایا (مُعَاذ)اگرتم(اس مقدمہ کافیصلہ)اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ توپھر؟
عرض گذار ہوئے۔کہ اللہ تعالٰی کے رسول ﷺ کی سنت کے ساتھ(آپکے فرمودات کے مطابق فیصلہ کرونگا)

پھرحضور ﷺ نے فرمایا(مُعاذ)اگرتم رسول اللہ(ﷺ) کی سنت میں(بھی)نہ پاؤ۔
عرض کی(یارسول اللہ ﷺ)پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔اورحقیقت تک پہنچنے میں کوتاہی نہ کروں گا۔

پس(عَـالِم مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ ﷺ)نے انکے سینے کو تھپکی دی۔اورفرمایا۔اللہ کاشکرہے۔جس نے رسول اللہ(ﷺ)کے قاصد(معاذؓبن جبل)کواس بات کی توفیق دی،جس(بات نے)اللہ جل جلالہ کے رسول(ﷺ)کو خوش کیا(اوریہ کہ رسول اکرم ﷺبھی یہی چاہتے تھے اگرقرآن وحدیث میں تمام مسائل کاحل نہ ملے تواپنی رائے سے فیصلہ کرنا۔یہی بات معاذؓبن جبل نے

عرض کی، دونوں کا منشاء ایک ہوا موافقت پائی گئی تو حضور پرنور ﷺ نے نہایت خوشی کا اظہار فرمایا)

﴿وجہ استدلال یہ ہے﴾

(**کیف تقضی**) کے الفاظ حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے قاضی یمن بننے پر دلالت کرتے ہیں۔ سواس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن پر۔ تقلیدِ شخصی واجب فرمادی، نیز نبی کریم ﷺ حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی (اجتہاد والی) بات سے خوش ہوئے، اور موافقت پر اللہ جل جلالہ کی حمد وثنا بیان کی نیز رحمت عالم ﷺ نے حضرت مُعاذ بن جبل، کے اجتہاد ورائے، کوحق وصواب (درست) فرمایا، سیدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ جلیل القدر فقیہ صحابی تھے، جنکے بارے میں حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا کہ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ حلال وحرام کو جاننے والا مُعاذ بن جبل ہیں۔ نیز فرمایا انکو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائیگا کہ یہ علماء سے (مرتبہ میں) اتنے آگے ہوں گے جتنی دور تک ایک تیر جاتا ہے۔ حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یمن پہنچے تو اہل یمن نے انکی صرف گورنری وقاضی ہونا قبول نہ کیا بلکہ ہر مسئلہ میں مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی تقلید کی، اہل یمن نے حضرتؓ کے گورنری کیساتھ ساتھ اُنکی تقلید شخصی کو بھی قبول کیا۔

﴿دلائل ملاحظہ ہوں﴾

(۱) عن الاسود بن يزيد قال أتانا مُعاذ بن جبل باليمن معلما و اميراً فسألناه عن رجل توفى وترك ابنته واخته فاعطى الابنة النصف والاخت النصف . رواه البخارى باب الميراث البنات .

حضرت اسودؒ بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت مُعاذ بن جبل ہمارے پاس یمن آئے۔ وہ ہمارے امیر بھی تھے۔ اور معلم بھی ہم نے ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا۔ جس نے ورثاء میں ایک بہن اور ایک بیٹی چھوڑی تھی (کہ ان میں ترکہ کیسے تقسیم ہوگا) تو حضرت مُعاذ بن جبل نے بیٹی کو نصف اور بہن کو نصف (میراث دی، جبکہ یہ انکی اپنی رائے تھی) جب حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن آئے تو قبیلہ خولان کی ایک عورت معاذ بن جبل کے پاس آئی سلام کے بعد کہنے لگی، اے (مُعاذ بن جبل) آپکو کس نے بھیجا۔ سیدنا مُعاذ بن جبل نے فرمایا

مجھے رسول اکرم ﷺ نے بھیجا ہے۔وہ عورت کہنے لگی(جب) آپکو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے اور آپ، اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ کے قاصد ہیں۔تو کیا آپ مجھے (شریعت کے مسائل) نہیں بتائیں گے،مُعاذبن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا(کیوں نہیں)جو چاہو مجھ سے سوال کرو "پوچھو" میں (بتاؤں گا)مسنداما م احمد.معجم الطبرانی الھیثمی فی مجمع الزوائد.باب حق الزوج علی المرأة.

(۳)حدیث مذکورہ بالا سے

اولاً۔ادلۃ ثلاثہ کی ترتیب معلوم ہوتی ہے۔کہ سب سے مقدم کلام الٰھی ہے۔پھر سنت رسول ﷺ اسکے بعد اجماع وقیاس ہے۔

ثانیاً۔یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام مسائل کا حل ہمیں قرآن کریم سے تفصیلاً نہیں مل سکتا۔

ثالثاً۔یہ بھی معلوم ہوا کہ سنت رسول ﷺ اگرچہ کلام الٰہی کی شرح ہے،لیکن تمام مسائل کا حل تصریحاً وتفصیلاً یہاں بھی نہ مل سکیں گے۔بلکہ بعض عنوانات پراحادیث آپس میں ٹکراتی (متضاد) ہوئی بھی ملیں گی۔

ایسے مواقع پراجماع صحابہ کی روشنی میں دیکھا جائیگا جن مسائل کا حل ہمیں کتاب وسنت میں تصریحاً وتفصیلاً نہ ملے۔ان میں آئمہ مجتہدین کی تقلید کیجائیگی۔کیونکہ آیات واحادیث اور اجماع صحابہ کی روشنی میں جوفیصلے مجتہدین عظام نے فرمائے ہیں۔وہ آج تک کوئی دوسرا نہیں کرسکا اورنہ یہ ممکن ہے کہ میدان اجتہادمیں ان بزرگوں کی کوئی ہمسری کرسکے اس امت میں ان حضرات کاوجود نبی کریم رحمت عالم ﷺ کا علمی معجزہ ہے۔

﴿ آئمہ مجتہدین چار ہیں ﴾

(۱)سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ179ھ المتوفی۔767ء

(۲)سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔179.ھ المتوفی 795ء

(۳)سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔متوفی۔204ھ۔719ء

(۴)سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔متوفی۔241ھ۔855ء

اہل حق کے یہی آئمہ مجتہدین ہیں۔جنکے اجتہادی مذاہب مدون ومنضبط ہیں۔لہذا اجتہادی مسائل میں ان چاروں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا ضروری ہے۔جوان چاروں میں سے

کسی کی تقلید نہ کرے بلکہ محقق بن کراجتہادی مسائل کو قرآن وحدیث سے خودحل کرے۔
وہ گمراہ، بدمذہب ،بے دین،اوراجماع امت کامخالف ہے۔
مقام غور ہے۔کہ ان بزرگوں کے بعد بھی امت مصطفوی ﷺ میں لاکھوں ایسی عظیم ہستیاں گذری ہیں جن میں سے ہرایک علم وعرفاں کے بحر بیکراں تھے،اسکے باوجودوہ حضرات بھی آئمہ مجتہدین کی تقلید سے بے نیاز نہ رہ سکے۔تو آج کل کے محقق بننے والے اور آئمہ مجتہدین کے منہ آنے والے مدعیانِ خام کس گنتی میں شمارہوتے ہیں۔بعض گمراہ گر اس پُرفتن دورمیں اجتہادوتحقیق کے بڑے اونچے دعوے کرتے ہیں۔العیاذ باللہ۔

﴿امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

عن شريح .ان عمربن الخطاب كتب اليه.ان جاء ک شئ فى كتاب الله فاقض به.ولايلتفتک عنه الرجال .فان جاء ک ماليس فى كتاب الله. فانظر سنة رسول الله ﷺ فاقض بها.فان جاء ک ماليس فى كتاب الله و لم يكن فيه سنة رسول الله ﷺ فانظرمااجتمع عليه الناس.فخذبه.فان جاء ک ما ليس فى كتاب الله ولم يكن فى سنة رسول الله ﷺ ولم يتكلم فيه احد قبلک.فاخترای الامرين شئت.ان تجتهدالرأيک ثم.فتقدم وان شئت ان تتأخر.فتأخر.ولاأرى التأخر الاخير لک.حجة الله البالغه.

امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت شریح ؒ نے فرمایا کہ حضرت عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے لکھا اگرتمہارے پاس کوئی ایسامسئلہ آئے جس کاجواب کتاب اللہ میں موجودہوتواسکے مطابق فیصلہ کرو،اور ایسانہ ہوکہ لوگ تجھے کتاب اللہ سے بازرکھیں اوراگرتمہارے پاس کوئی ایسا مسئلہ آئے جسکاجواب نہ کتاب اللہ میں موجود ہواورنہ رسول اللہ ﷺ کی سنت میں تو ایسی بات تلاش کروجس پر پچھلے لوگ متفق ہوں سواس پرعمل کرواور اگر تمہارے پاس ایسامسئلہ آئے،جو قرآن وسنت میں نہ ہو اورگذرے ہوئے کسی فقیہ صحابی نے بھی اس میں کلام نہ فرمایاہو۔تودو(۲) باتوں میں سے جسے چاہو،اختیار کر لو،اگر اپنی رائے سے اجتہاد،کرکے فیصلہ کرناچاہو توکرلو،اور اگرچاہو،تواجتہاد میں تاُخیر کرو،اورمیں تمہارے لئے تاُخیر کو بہترسمجھتا ہوں۔

﴿تیسری حدیث تقلید کے ثبوت میں﴾

عن علی رضیؓ قال بعثنی رسول اللہ ﷺ الی الیمن قاضیافقلت یارسول اللہ ﷺ ترسلنی و انا حدیث السن ولاعلم لی بالقضاء فقال ان اللہ تعالیٰ سیھدی قلبک ویثبت لسانک اذا تقاضی الیک رجلان فلا تقض لاول حتیٰ تسمع کلام الآخر فانہ احری ان یتبین لک القضاء قال فما شککت فی قضاء بعد ۔الترمذی وابوداؤدوابن ماجۃ۔مشکوٰۃ۔قضاء324

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قاضی یمن بنا کریمن کیطرف بھیجنے لگے،میں عرض گذارہوایارسول اللہ ﷺ آپ مجھے (یمن کا قاضی بنا کریمن) بھیج رہے ہیں حالانکہ میں کم سن ہوں اور (فریقین میں) فیصلہ کرنے کا مجھے علم بھی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے دل کواس کاراستہ دکھا دیگا اور تمہاری زبان کواس پرقائم کردیگا جب فریقین تمہارے سامنے بیٹھ جائیں تو جلدیٔ فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات نہ سن لوجیسے تم نے پہلے کی باتیں سنیں یہ طریقہ کار تمہارے فیصلہ کوواضح کردیگا (حضرت علی فرماتے ہیں) کہ اسکے بعدفیصلہ کرنے میں مجھ سے لغزش نہیں ہوئی۔اور مجھے کبھی کسی فیصلہ میں شک واقع نہ ہوا۔

﴿حدیث چہارم ثبوتِ تقلید میں﴾

عن عمربن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول سئلت ربی عن اختلا ف اصحابی بعدی فاوحیٰ الی یامحمد(ﷺ) ان اصحابک عندی. بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھم اقویٰ من بعض ولکل نورفمن اخذ بشیٔ مماھم علیہ من اختلافھم فھوعندی علی ھدیٰ قال قال رسول اللہ ﷺ اصحابی کالنجوم فبایھم اقتد یتم اھتد یتم

سیدناعمررضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،میں نے رحمت للعٰلمین ﷺ سے سنا حضور پرنور ﷺ نے فرمایامیں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلافات کے بارے میں پوچھا تواللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی۔

اے محمد ﷺ میرے نزدیک آپکے صحابہ آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے بعض بعض سے مضبوط ہیں اور ان میں سے ہرایک کیلئے نورہے اور جس (شخص) نے ان میں سے

جس کی اقتداء کی وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے حضرت عمرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا،میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کروگے،ہدایت پاؤ گے۔

﴿اس حدیث سے وجہ استدلال﴾

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ دوصیغے(اَخَـذَ)اوردوسرا(اِقْتَـدَيْتُمْ ہیں۔یہ عینِ تقلید شخصی پردلالت کرتے ہیں۔بلکہ بعینہ **دَلِيْلِ تَقْلِيْدِ** شخصی ہے۔

﴿حدیث پنجم ثبوت تقلید میں﴾

عن عبدالله بن عمرو وابی هريرة رضی الله عنهما قالا قال رسول الله ﷺ اذا حكم الحاكم فاجتهد واصاب فله اجران واذاحكم فاجتهد واخطاء فله اجرواحد

متفق علیہ۔ مشکوٰۃ قضاء فصل اول 324۔

حضرت عبداللہ بن عمرواورحضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاجب حاکم (یعنی حاکم مجتہدمطلق)اجتہادسے فیصلہ کرے،اوروہ فیصلہ (عند الله) صحیح ہوتواس کودواجرملتے ہیں،اور اگر وہ اجتہادسے فیصلہ کرے،اوروہ(عند اللہ)غلط ہو،تواس کوایک اجرملتاہے۔

﴿حضرت علامہ ملاعلی قاری رحمت اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں﴾

قال علی القاری هذالحديث دليل ان المجتهد يصيب ويخطی والكل مأجور.

یہ حدیث مبارک اس بات کی دلیل ہے کہ مجتہدمُصِيْبٌ(صحیح فیصلہ تک پہنچنے والا،اور مُخْطِی (باوجودمحنت شاقہ کے فیصلہ کی اصلِ حق تک نہ پہنچنے والا)بھی ہوتاہے(اللہ تعالٰی)دونوں کواجرعطافرماتاہے،اوردونوں قسموں(مُصِيْبٌ وَمُخْطِی)کے مجتہدین کوان کے اجتہادپرثواب ملتا ہے،اگرچہ درجہ اورمرتبہ میں فرق ہے۔مرقات قضاء ۳۱۶

﴿علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

الاجماع(قال النووی)قال العلماء اجمع المسلمون علی ان هذاالحديث فی حاكم عالم اهل للحكم فان اصاب فله اجران اجرباجتهاده واجرباصابته و ان اخطأ فله اجر باجتهاده وفی الحديث محذوف تقديره اذا اراد الحاكم فاجتهدقالوافامامن ليس باهل للحكم فلايحل له الحكم فان حكم فلااجرله بل آثم ولاينفذحكمه سواء وافق

الحق ام لاوھی مردودۃ کلھاولا یعذرفی شئ من ذلک ۔ نووی المسلم ۔ اقضیہ ۔۷۶

تمام مسلمانوں کااس بات پراجماع ہے، کہ یہ حدیث اس حاکم کے متعلق ہے، جوعالم ہواور فیصلہ کرنیکی صلاحیت رکھتا ہو،اگراس کافیصلہ صحیح ہے تواس کودواجر ملیں گے،ایک اجراس کے اجتہادکا ہوگااورایک اجراس کی اصابت رائے(صحیح فیصلہ) کا،اوراگراس کافیصلہ(باوجود حقِ اجتہادکے پھر بھی)غلط ہو،تب بھی اسکو اجتہادکا اجر ملے گا(تقدیرہ) کہکر علامہ نووی رحمت اللہ علیہ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ حدیث مذکورہ میں کچھ عبارۃ محذوف ہے(جویہ ہے) کہ جب حاکم (یعنی مجتہد مطلق)اجتہادسے فیصلہ کرے اوراسکافیصلہ صحیح ہوتو اس کو دواجرملیں گے(فقہاء نے کہاہے) کہ جو شخص اجتہادکی اہلیت نہ رکھتا ہو اس کے لئے فیصلہ کرناجائزنہیں ہے،اوراگر کسی نااہل شخص نے فیصلہ کیاتواسے اجرنہیں ملے گا، بلکہ وہ گنہگار ہوگااوراسکا فیصلہ نافذ نہ ہوگا،خواہ اس کافیصلہ صحیح ہویاغلط کیونکہ اس کے فیصلہ کاصحیح ہونا اتفاقی ہے،اوراس کافیصلہ کسی دلیل شرعی پرمبنی نہیں ہے،اسلئے وہ اپنے تمام فیصلوں میں گنہگار ہوگا،خواہ وہ صحیح ہویانہ ہو،اوراسکومعذورقرارنہ دیاجائیگا،اثباتِ تقلیدمیں بہت ساری احادیث واردہیں، میں ان ہی پانچ احادیث مبارکہ پراکتفاء کرتاہوں۔

﴿تیسری بحث تقلید کاثبوت باجماع امت﴾

علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ مصنف تفسیراحمدی فرماتے ہیں۔

(۱)قد وقع اجماع علی ان الاتباع انما یجوز للائمۃ الاربعۃ ۔تفسیراحمدی ۵۲۶

اس بات پراجماع ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید واتباع جائز ہے۔

علامہ ابن العابدین بن ابراہیم النخعیؒ مصنف اشباہ فرماتے ہیں

ماخالف الائمۃ الاربعۃ فھومخالف للاجماع فقدصرح فی التحریر ان الاجماع قد انعقدعلی عدم العمل بمذھب مخالف للائمۃ الاربعۃ ۔ اشباہ

جوچیزائمہ اربعہ کے نزدیک خلاف شریعت ہو۔وہ شئ اجماع امت کے نزدیک بھی خلافِ شریعت ہے اورابن الھمامؒ نے اپنی کتاب میں تصریح فرمائی ہے کہ جوحکم چاروں ائمہ کے مذاہب کے خلاف ہواس پرعمل نہ کیاجائے۔

﴿شیخ ابن عابدین بن محمد امین بن عمر رحمۃ اللہ علیہ﴾

فتاویٰ شامیہ میں فرماتے ہیں۔

(۳) لایجوز احداث قول خارج عن المذاهب الاربعة۔اھ۔شامی جلد ا۔قبیل رسم المفتی ۳۴

جوحکم مذاہبِ اربعہ کے مطابق نہ ہو اس پر عمل کرنا جائز نہیں

﴿حضرت علامہ ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۴) اهل کل مذهب یقولون بحقیقة المذاهب الاربعة۔تفسیر احمدی۔۵۲۴

تمام اہل مذاہب کااس بات پراتفاق ہے کہ مذاہب اربعہ حق ہیں۔

﴿علامہ شیخ عبدالسلام فرماتے ہیں﴾

(۵)قال العلامة الشیخ عبدالسلام قد انعقد الاجماع علی ان من قلد فی الفروع ومسائل الاجتهاد واحدا من هؤلاء الائمة الاربعة بعد (لانه فی الزمان الماضی)تحقق ضبط مذهبه بتوفر الشروط وانتفاء الموانع بریٔ من عهدة التکلیف فیماقلد فیه

اس بات پراجماع ہوچکاہے،کہ جس نے مسائل شرعیہ میں ائمہ اربعہ کی تقلید کی،سو وہ تکلیف دیئے جانے سے آزاد ہوا۔کیونکہ زمانہ ماضی میں ائمہ اربعہ کااجتہاد محقق ہوچکاہے، اوران مجتہدین کے اجتہادکوتسلیم کیا گیاہے،کیونکہ ان حضرات کااجتہاد شرائط کے عین مطابق ہے۔ اتحاف المرید شرح جوھرة التوحید ۱۱۵

﴿اجتہاد کی تعریف﴾

قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی منہاج الوصول میں اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

استفراغ الجهد فی درك الاحكا م الشرعية.(منهاج الوصول ج ٣...٢٨٤)

احکام شرعیہ کوحاصل کرنے میں تمام علمی صلاحیت صرف کرنا (اجتہاد) ہے

﴿علامہ جمال الدین اسنوی نہایت السؤل میں رقمطراز ہیں﴾

الاجتهاد استفراغ الفقيه الوسع لتحصيل ظن بحكم شرعی۔

کسی حکم شرعی کے ظن کوحاصل کرنے کیلئے (مجتہد) کااپنی تمام علمی صلاحیتوں کوصرف کرنا اجتہاد ہے۔نہایت السؤل جلد٣۔٢٨٦

﴿حضرت علامہ کمال الدین ابن ہمام اجتہادکی تعریف لکھتے ہیں﴾

الاجتهاد لغة بذل الطاقة فی تحصيل ذی كلفة واصلاحا ذلک من الفقيه فی تحصيل حكم شرعی ظنی. التحریرجلد٣۔٢٩١

اجتہادکالغوی معنیٰ ہے،کسی مشقت طلب کام کوحاصل کرنے کیلئے طاقت صرف کرنا،اور اصطلاحی معنیٰ ہے،کسی حکم شرعی ظنی کوحاصل کرنے کیلئے فقیہ کااپنی علمی صلاحیتوں کوصرف کرنا

﴿فقہاء احناف کے نزدیک اہلیتِ اجتہاد کی شرائط﴾

علامہ ابوالحسن مرغینانی ۔صاحب ہدایہ اجتہاد کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان يكون صاحب حديث له معرفة الفقه.اوصاحب فقه له معرفة بالحديث مثلايشتغل بالقياس فی المنصوص عليه وقيل ان يكون مع ذلک صاحب قريحة يعرف بهاعادات الناس لان من الاحكام مايبتنی عليها.

یہ کہ وہ شخص حدیث میں ماہرہو۔اور اس کوفقہ کی معرفت ہویاوہ شخص فقہ میں ماہر ہو اور اسکوحدیث کی معرفت ہوتاکہ منصوص مسائل میں قیاس نہ کرے اورایک قول یہ ہے کہ وہ ذہین اورطبّاع ہولوگوں کے عرف اور عادات کو پہچانتاہوکیونکہ بہت سے احکام عرف پرمبنی ہوتے ہیں۔

علامہ کمال الدین ابن ھمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

کہ اجتہاد میں حدیث اورفقہ دونوں میں مہارت کی ضرورت ہے،تاکہ اسکاقیاس **نصّ حدیث** کے معارض ہونہ اقاویل فقہاء کے خلاف ہو،خلاصہ یہ ہے،کہ مجتہدوہ شخص ہے،جوکتاب اورسنت کی،عبارت النص.اشارت النص.دلالت النص.اوراقتضا النص ،کاعالم ہواورکتاب کے ناسخ ومنسوخ کوجاننے والاہواورشرائطِ قیاس اورمسائلِ اجتماعیہ اوراقوال صحابہ کوجاننے والاہوتاکہ وہ اقوال صحابہ یااجماع پرقیاس کومقدم نہ کرے اوراسکے ساتھ ساتھ وہ ذہین اورطباع ہواورلوگوں کے عرف وعادات کو جانتا ہوجوشخص ان تمام شرائط کاجامع ہووہ اجتہاد کرنے کااہل ہے اوراس پرلازم ہے،کہ وہ اپنے اجتہادپرعمل کرے(پھراجتہاد کی تعریف میں لکھتے ہیں)ان مذکورالصدر دلائل سے کسی حکم شرعی کوحاصل کرنے کیلئے کوشش سے غور وفکرکرناحتیٰ کہ اس حکم پرغلبہ ہو جائے۔

﴿علامہ زین الدین بن نجیم حنفیؒ نے اجتہاد کی چودہ شرائط بیان کی ہیں﴾

(۱) اسلام (۲) بلوغ (۳) عقل

(۴)فقیہ النفس ہونا(یعنی طباع اورذہین ہونیزاسے استدلال واستنباط کا ملکہ تامہ حاصل ہو)

(۵)لغت عربیہ کاعلم ہو (۶)علم صرف کاعالم ہو (۷) علم نحوکاعالم ہو

(۸)علم معانی کاعالم ہو (۹)علم بیان کاعالم ہو (۱۰)وجوہِ قیاس کا علم ہو

(۱۱)احکام سے متعلق کتاب اللہ کی آیات کاعلم ہو

(۱۲)احکام سے متعلق احادیث کامتناً اورسنداً علم ہواورکتاب اورسنت کے ناسخ ومنسوخ کوجانتاہو

(۱۳) اجماع کی معرفت تامہ ہو (۱۴)لوگوں کے عرف اورعادت کوجانتاہو۔

﴿حضرت علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

قال العلامة ولی الله الدهلوی هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قداجتمعت الامة علی جوازتقلیدهاالی یومناهذ۔الحجة البالغة

کہ یہ مذاہب اربعہ جومدون ہیں اورجن کے مسائل ضبط تحریرمیں لائے جاچکے ہیں۔ ان کے احکام کی تقلید پرآج ،ن تک امت کااجماع ہے۔

﴿شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں﴾

وقال ولی الله الدهلوی ان الامة قداجتمعت علی ان یعتمدواعلی السلف فی معرفة الشریعة فالتابعون اعتمدواعلی الصحابة وتبع التابعین اعتمدواعلی التابعین واعتمدالعلماء فی کل طبقة علی من قبلهم. الحجۃ البالغۃ مجموعۃ ۔الفتاویٰ عبدالحی جلد ا۔۲۴

تمام امت مصطفوی(ﷺ) نے شریعت مطہرہ کوپہچاننے میں سلف صالحین پراعتماد کیاہے یعنی ہر زمانے کے مسلمانوں نے اپنے زمانے کے علماء سے شریعت لی اورعلماء نے گذرے ہوئے علماء سے،ان متقدمین علماء نے تبع تابعین سے اورتبع تابعین نے،تابعین سے،اورتابعین نے صحابہ کرام سے،اور مذکورہ،طبقہ نے اپنے ماقبل طبقہ پراعتماد کیاہے۔

﴿اطائب الطیب کے مصنف لکھتے ہیں﴾

لان الشریعة عبارة عن هذه المذاهب الاربعة فحسب وهی فیهاقدانحصرت فان هذالمذاهب قددونت وقواعدهاقدضبطت واصولهابالنصوص قدانطبقت وبفضله تعالیٰ احکامهاوفروعهافی جمیع الجهات انتشرت فبحارهدایتهافی قلوب المؤمنین انفجرت ودررهاالمکنونة فی صدورالمؤمنین قداستقرت....

فنفوس المقلدین بضوء هاتجلت فرئیت بهامارأیت وحصلت بهاماحصلت وعرفت بهاماعرفت فلذلک تری ان الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة والجماعة فیهاقداجتمعت لان الشریعة من غیرالمذاهب الاربعة فی الدنیاماوجدت

واطاعة احکام الشریعة للناس قدفرضت فان لم یحتسب هذالمذاهب الاربعة للشریعة معتبرة فالشریعت عن الدنیاعدمت لان ماسواهامن المذاهب لیست مثلهافیضبط القواعد

والاصول وفی ربطة العلة والمعلول بل کلهاقداندرست فکیف تکون هی الشریعة التی من الشارع شرعت فما اعتبرت احکامهاالمنتشرة وماحسبت فلامحالة ان هذه المذاهب الاربعة لاجراء احکام الشریعة قد بقیت لانهامن التغیرات قد حفظت لما من الدلائل التی قد ذکرت

واماختلافات التی بین المذاهب الاربعة فمن رحمة الله للعلمین من خالق الثقلین

خلقت فامامن خارجا من هذاالزمان فهومن البدعة والنارومتبع الشيطان فالحذرالحذر فان الدين اعزما يوثر.وان المبتدع (الوهابی) لايوقروان الضلال اهم مايحذر.١٥.اطائب الطيب علی ارض الطيب .١٠..١١

ترجمہ۔کیونکہ شریعت مطہرہ ان مذاہب اربعہ سے عبارت ہے۔اور یہ کافی ہے اور بیشک شریعت کاانحصار ان مذاہب اربعہ پرہے۔کیونکہ یہ چاروں مذاہب مدون ہیں اوراسکے قواعدوضوابط ضبط میں لائے جاچکے ہیں نیزاسکے اصول نصوص کے ساتھ مطابق ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کے احکام دُنیاکے تمام اطراف میں پھیل گئے ہیں اسکی ہدایت کے سمندر مؤمنوں کے دلوں میں موجزن ہیں۔

نیزاسکی چمکتی ہوئی موتیاں مسلمانوں کے سینوں میں قرارپاچکیں ہیں اورمقلدین کے نفوس ہدایت کے ان چمکتے ہوئے موتیوں سے روشن ہیں،میں نے ان چمکتے ہوئے موتیوں کے ذریعہ اسلام کی جو(بہاریں دیکھنی تھی)دیکھ چکاجوکچھ میں نے حاصل کرناتھا(بحمدہ تعالیٰ) حاصل کرچکا،

آپ نے دیکھاکہ فرقہ ناجیہ(جنتی گروہ)اہل السنۃوالجماعت ان ہی چارمذاہب پرجمع (متفق) ہیں اوربحمدہ تعالیٰ دنیامیں ان چارمذاہب کے علاوہ اورکوئی مذہب اس شان سے موجودنہیں، احکام شریعت کی اطاعت لوگوں پرفرض کی گئی ہے،سواگرمذاہب اربعہ شریعت مطہرہ کے لئے معتبرنہ ہوں توپھرشریعت دنیاسے معدوم ہوگئی ہوتی،جبکہ(بحمدہ تعالیٰ)شریعت مطہرہ اپنی آب وتاب کیساتھ موجودہے،اوررہے گی(ایک وجہ یہ بھی ہے)کہ مذاہب اربعہ کے اصول وقواعد وضوابط،رابطہ علت ومعلول ایسے قوی ہیں کہ اسکے مثل کسی اورمذہب میں اتنے ٹھوس قواعدوضوابط رابطہ علت ومعلول نہیں پائے جاتے،بلکہ(بحمدہ تعالیٰ)انکے علاوہ (تمام باطل مذہب)مٹ گئے،سوکیسے ہوسکتاہے،کہ وہ شریعت مطہرہ جسے شارع علیہ السلام ﷺ نے قائم فرمایااورپھربھی معتبرنہ ہو،اور(ائمہ مجتہدین نے)اسکے احکام کی اشاعت کی ہو، پھربھی کسی شمارمیں نہ ہو۔

سولازم ٹھہراکہ مذاہب اربعہ احکام شریعت کے اجراء کے لئے باقی ہیں،نیزچاروں مذاہب بربناء دلائل مذکورہ (بحمدہ تعالیٰ)تغیروتبدل سے محفوظ ہیں(اگرکسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ پھرمذاہب اربعہ میں)(فروعی)اختلافات کیوں۔

(سواسکاجواب یہ ہے) کہ یہ (فروعی اختلاف) خالق الثقلین (دونوں جہانوں کو پیدا کرنے والا اللہ جل جلالہ) کی طرف سے رحمت ہے، نیز یہ اختلاف فروعی ہے، اصولی نہیں (کیونکہ اصول میں سب متفق ہیں) سو جو شخص موجودہ زمانے میں ان چار مذاہب سے خارج (باہر) ہو، وہ بدعتی اور ناری ہے، نیز وہ شخص شیطان کا پیروکار ہے، لہذا ان (بدعتیوں ناریوں) سے بچو (یاد رکھو کہ) جو بدعتی (وہابی، ائمہ اربعہ کی تقلید نہ کرنے والا) ہے، اسکی عزت واحترام نہ کی جائے۔ (وھابیوں بد عتیوں) کی گمراہی سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

﴿بحث چہارم﴾

غیر مجتہد کو اجتہاد کرنے سے منع کرنے کا ثبوت

(۱) عن عروۃ قال سمعت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ یقول ان اللہ تعالیٰ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من الناس و لکن یقبض بقبض العلماء حتی اذالم یترک عالما اتخذالناس رؤسا جھالاً فسئلوا فافتؤا بغیر علم فضلوا .واضلوا.رواہ المسلم جلد ۲ . ۳۷۰

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (یوں ہی) علم نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں میں (بالکل) علم نہ رہے (اور صدور سے نکال دے) بلکہ علماء کو اٹھالیا جائیگا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہیگا تو لوگ اپنے مسائل (ومعاملات) جاہل سرداروں سے طے کرائیں گے، لوگ (ان جاہل سرداروں) سے مسائل دریافت کرینگے، اوروہ بغیر علم کے فتویٰ دینگے، سووہ خود بھی گمراہ ہونگے اوردوسروں کو بھی گمراہ کرینگے

اس حدیث سے وجہ استدلال اس حدیث کا آخری جملہ (فأفتوابغیرعلم) ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

(۲) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من افتئ بغیرعلم کان اثمہ علی من افتاہ .. رواہ ابوداود۔اہ۔مشکوٰۃ فصل ۲۔۲۷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی کو بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ غلط فتویٰ دینے والے پر ہے۔

اس حدیث سے وجہ استدلال بالکل واضح ہے، کہ جو فتویٰ دینے کا اہل نہ ہو اور فتویٰ دیا، گنہگار ہے

﴿حضرت جابر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے﴾

(۳)عن جابر رضی و ابن عباس رضی الله عنهما (الی قولهما) قال رسول الله ﷺ قتلوه قتلهم الله .الیٰ اخره الحدیث

(ایک شخص جسے غلط فتویٰ دیا گیا تھا) انتقال کر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کو (غلط فتوی دینے والوں) نے قتل کیا، اللہ تعالیٰ انہیں قتل کرے۔

﴿استدلال کی وجہ اس حدیث شریف سے قَتَلُوہُ کا جملہ ہے﴾

(ا)عن عمرو بن العاص و ابی هريرة رضی الله عنهما قالا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ

خلاصہ :یہ حدیث مبارک احادیث کے باب میں مفصل گزر چکی ہے علامہ نووی نے اس حدیث شریف کی تشریح میں، نااہل حاکم کے بارے میں فرمایا کہ **(لَایَحِلُّ لَهُ الْحُکْمُ)** یعنی نااہل حاکم کے لئے کسی کو حکم دینا جائز نہیں، اور یہ بھی فرمایا، کہ **(لَایَنْفُذُ حُکْمُهُ)** نااہل حاکم کا حکم نافذ نہیں ہوتا۔

نیز۔نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

فهو عاص فی جمیع احکامه وهی مردودة ولا یعذر فی شئ من ذالک .

وہ نااہل حاکم اپنے تمام صادر کردہ احکام میں گنہگار ہے، اور اسکے تمام کے تمام نافذ کردہ احکام مردود ہیں، اور اس نااہل حاکم کو ان احکام میں ذرہ بھر بھی معذور نہ سمجھا جائے گا،

حدیث پنجم

حضرت شعبی۔عدی بن حاتم سے روایت کرتے ہیں (جب یہ آیت نازل ہوئی)

(کلوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر)

سورۃ بقرۃ آیت (۱۸۷)

ترجمہ،کھاؤاورپیو،یہاں تک کہ تمہارے واسطے ظاہرہوجائے،سفیدی کاڈورا،سیاہی کے ڈورے سے،پو پھٹ کر،پھررات آنے تک روزے پورے کرو،

(۵)عن عدی بن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اخذعقالاابیض وعقالااسودحتیٰ کان بعض اللیل نظر فلم یستبینا لہ فلمااصبح قال لرسول اللہ ﷺجعلت تحت وسادتی خیطا ابیض و خیطااسود قال رسول اللہ ﷺ ان وسادتک لعریض انکان الخیط الابیض والخیط الاسود تحت وسادتک۔ اخرجہ البخاری جلد۲۔کتاب التفسیر۔۶۴۷ثم تیسرالتفسیربقرۃ ۴۲۔

توحضرت عدی نے دوڈورے لئے،ایک سفیداورایک کالا،دونوں ڈوروں کولیکراپنے تکیہ کے نیچے رکھ لئے، (رات کاکچھ حصہ گذرا)توحضرت عدیؓ نے دونوں ڈوروں کو دیکھا(مگررات کے اندھیرے میں ڈورے نظرنہ آئے)جناب عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تومیں جناب رسول اللہ ﷺکی خدمتِ اقدس میں حاضرہوا۔اوررات کاواقعہ بیان کیاتورحمۃ للعلمین ﷺ نے (بطور خوش طبعی)فرمایا(اے عدی)اگرکالااور سفید ڈورا،تیرے تکئے کے نیچے ہوں پھرتو تیرا تکیہ" بہت لمبا چوڑا" ہوگا(پھرفرمایابات اس طرح نہیں)بلکہ کالے ڈورے سے مراد رات کی تاریکی اورسفید ڈورے سے مرادوہ روشنی ہے(جوفجرصادق کے طلوع ہوتے وقت آسمان کے کناروں پرنظرآتی ہے)اس سے سیاہ وسفیدڈورے مراد نہیں۔

اس حدیث شریف سے وجہ استدلال یہ ہے۔کہ عدی بن حاتم اگرچہ عربی ہیں نیزمادری زبان بھی عربی ہے،نیز آپ کوصاحبِ قرآن جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺکی صحبت کاشرف بھی حاصل تھا،پھربھی آپ مجتہد نہ تھے،اسی لئے نبی کریم ﷺنے انہیں نہایت لطیف اشارے کے ذریعے مسائل دینیہ کے استخراج سے منع فرمایا،اورانکے اجتہادکوروکا،تاکہ وہ سمجھ جائیں (کہ میں صحابی رسول ﷺ ضرورہوں مگرمجتہد نہیں ہوں)دیکھئے مجتہد وغیرمجتہد میں کتنافرق ہے علماء کرام نے فرمایاہے۔

کہ غیرمجتہد کااجتہادکرناممنوع ہے،اوروہ(شخص جومجتھدنہ ہواوراجتہادکرے)**واجب التعزیر** ہے

﴿دلائل ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱)قال الامام العلامۃالغذی التمرتاشی وعزر کل مرتکب منکرا .۵۱.درمختار

امام تمرتاشی فرماتے ہیں،کہ ہرگنہگار واجب التعزیرہے(تعزیراً۔سزادینا)

﴿حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۲)قال العلامة ابن العابدين وذكر فى البحران الحاصل وجوبه باجماع الامة لكل مرتكب معصية .شامی ج۳. التعزیر ۱۸۲.

نیز بحرالرائق میں بھی مذکور ہے کہ ہر مرتکبِ گناہ بِالْاِجْمَاعْ واجب التعزیر ہے۔ سومعلوم ہوا کہ غیر مجتہد کا اجتہاد کرنا گناہ ہے اور گنہگار واجب التعزیر ہوتا ہے۔ سووہ(شخص جو اجتہاد کا اہل نہ ہو اوراجتہاد کر بیٹھے تو وہ) واجب التعزیر ہے۔

﴿قابلِ اجتہاد کو اجتہاد کا حکم وناا ہل کو اجتہاد سے منع کرنے کی دلیل﴾

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ۝ سورہ الحشر،آیت 2 اے مجتہدین اجتہاد کرو

آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے (جواجتہاد کے لائق واہل ہوں) کواجتہاد کرنے کا حکم فرمایا (نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جولائق واہلِ اجتہادنہ ہو،کواجتہاد کرنے سے منع فرمایا گیا)اسی آیت مبارکہ کی بناء پرحضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردوں(امام ابویوسف وامام محمد رحمت الله عليهما) کواجتہاد کرنے کا اختیار دیا(کہ وہ اس قابل تھے)

﴿شیخ علاوالدین حصفکیؒ درمختار میں لکھتے ہیں﴾

(۳)وقيل الحكمة فى مخالفة تلامذته له انه راى صبيا يلعب فى الطين فحذره الامام من السقوط فاجابه بان احذرانت من السقوط فان فى سقوط العالم سقوط العَالَم فحينئذ قال لاصحابه ان توجه لكم دليل فقولوابه فكان كل يأخذ بروا ية عنه و يرجحها

اھ۔درمختار جلد۱۔قبیل رسم المفتی ۴۵

بعض مسائل میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کا اختلاف حکمت سے خالی نہیں،ایک مرتبہ امام اعظم نے ایک بچے کو کیچڑ میں کھیلتے ہوئے دیکھا،توفرمایااے فرزند ہوشیار رہنا کہیں پھسل کر گرنہ جاؤ،بچے نے عرض کیا،حضورآپ گرنے سے بچیں کیونکہ عَالِم کا گرنا پورے عَالَم کا گرنا ہے۔اس وقت سیدناامام اعظم نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی دلیل آجائے تب اس(دلیل کے مطابق) حکم دینا،اس کے بعدامام اعظم کے تلامذہ آپکے اقوال لیتے اورانکو ترجیح دیتے۔

﴿علامہ شامی لکھتے ہیں﴾

کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

(اذاصح الحدیث فھو مذھبی) (ترجمہ۔حدیثِ صحیح ہی میرا مذہب ہے)

علامہ شامی فرماتے ہیں،امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول مخصوص ہے مجتہد کیساتھ، آگے لکھتے ہیں۔

ولایخفی ان ذلک لمن کان اھلا للنظر فی النصوص ومحکمھا من منسوخھا

.اہ.شامی جلد(۱) قبیل رسم المفتی .۴٦

اور یہ بات اظہرمن الشّمس ہے،کہ امام اعظم کا مذکورہ قول ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے جوصاحب بصیرت ہوں نیز وہ محکم نصوص کوجانتے ہوں(نص قرآن ونص حدیث)

(۱) عبارت النص(۲)اشارت النص(۳) دلالت النص(۴)اوراقتضاء النص. کوجانتے ہوں)

نیز وہ محکم نصوص کومنسوخ نصوص سے ممتاز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

علامہ شامی لکھتے ہیں اسی وجہ سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایاہے کہ(لایحل لاحد ان یفتیٰ بقولناحتیٰ یعلم من این قلنا) کسی کے لئے یہ بات جائزنہیں کہ وہ ہمارے قول سے فتویٰ دے جب تک اسے یہ معلوم نہ ہوکہ میں نے یہ مسئلہ (قرآن کریم کی کس آیت یاکس حدیث سے لیاہے،یعنی جب تک کسی کوہمارے قول کے مأخذ کاعلم نہ ہواس وقت تک ہمارے قول پرفتویٰ نہ دے)

علامہ شامی آگے لکھتے ہیں،

کہ امام صاحب کا یہ قول صرف مفتی مجتہد کیساتھ خاص ہے،نہ کہ مقلد محض کیساتھ۔

شامی کی عبارت یہ ہے۔

ولاشک انہ خاص بالمفتی المجتھد دون المقلد المحض.

اس میں شک نہیں کہ (امام صاحب کا یہ قول) مفتی مجتہد کے ساتھ خاص ہے۔نہ مقلد محض کے ساتھ(کیونکہ مقلد محض، تواپنے امام کی تقلید ہی کریگا)رسائل الشامی رسالہ شرح عقودرسم المفتی جلد۱۔۲۹

﴿امام غزالی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

فامامن لیس له رتبة الاجتهاد(وهو الحكم كل اهل ا لعصر)يفتىٰ بمذ هبه فلوظهرله ضعف مذ هبه لم يجزله ان يتر كه ومايشكل من الاية او الحديث يلزمه ان يقول لعل عند صاحب مذ هبى جوابا عن هذافانى لست مستقلابالاجتهادِفى اصل الشرع۔

احیاء العلوم کتاب العلم مناظرہ ۲۸۔بمعناہ حامدیۃ۔۳۳۸۔وجواہرالفتاویٰ ۵۰۔ومجموعۃ رسائل الشامی وقف ۲۳۔وقاضی خان رسم المفتی ۲۔

یہ حکم ہرزمانے والوں کے لئے ہے،کہ جس شخص کودرجہ اجتہادحاصل نہ ہو،وہ اپنے مذہب کے مطابق فتویٰ دے،اوراگراپنے مسلک ومذہب کاکسی مسئلہ میں ضعف ظاہرہوجائے،تب بھی اسے اپنا مذہب چھوڑناجائز نہیں،نیزاگرکسی آیت یاحدیث کے سمجھنے میں مشکلات پیش آئیں تواس کے لئے یہ کہنالازم ہے کہ میں جس امام کامقلدہوں(وہ اسے خوب جانتے اورسمجھتے ہیں،لہذامیرے لئے اتناہی کافی ہے کہ اسے میرے امام نے اپنے مذہب کے دلائل میں اختیار کیاہے)اورمیرے امام کے پاس اسکاجواب موجودہے۔کیونکہ میں اصولِ شریعت میں اجتہادکے قابل نہیں ہوں۔

میں(مفتی شائستہ گل)نے قرآن کریم ،احادیث اورتصریحات علماء کرام سے ثابت کیاکہ تقلیدِشخصی صرف جائزہی نہیں بلکہ ضروری ہے،خصوصااس پُرفتن دورمیں تو واجب ہے۔ سوجوشخص تقلید کامنکرہے وہ قرآن وحدیث کامنکراورگمراہ ہے۔

﴿پانچویں بحث اہل سنت وجماعت کی اتباع کرنے کا ثبوت﴾

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

واما الفرقة الناجية فهى اهل السنة والجماعة۔ اھ۔غنیۃ الطالبین ۵۲

کہ فرقہ ناجیہ صرف اہلسنت وجماعت ہے۔

(۲)وتسمىٰ هذه الفرقة الناجية۔الخ ۔غنیۃ الطالبین جلداول ۵۹

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ دوسرے مقام پرتحریرفرماتے ہیں۔کہ اس فرقہ (اہل سنت وجماعت) کوفرقہ ناجیہ کہتے ہیں۔

﴿غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تیسرے مقام پرفرماتے ہیں﴾

(۳) فعلى المؤمن اتباع السنة والجماعة والسنت ما سنه رسول الله ﷺ والجماعت مااتفق عليه اصحاب رسول الله ﷺ فى خلافت الائمة الاربعة الخلافاء الراشدين المهديين. غنية الطالبين جلداول عقائد اهل السنة والجماعت۔ص۔۵۵

مسلمانوں پراہلسنت وجماعت کی پیروی اتباع کرنالازمی ہے(سیدنا غوث اعظمؒ اہل سنت کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ اہلسنت کواہل سنت وجماعت اس لئے کہتے ہیں،کہ یہ اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ کی سنتوں اورصحابہ کرام کے تعامل پرعمل کرتے ہیں)سنت وہ ہے جوکام حضور ﷺ نے کیاہو(ماواظب عليه النبى ﷺ وتركه مرة اومرتين .تعليق.مترجم) اورجماعت سے مراد وہ عمل ہے جس پرخلفاء راشدین کے ہدایت یافتہ دورمیں صحابہ کرام کااجماع ہواہو۔

﴿عارف باللہ تعالیٰ شیخ احمدالصاوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ﴾

آیت مبارکہ ولاتکونوا کالذین تفرقوا کے تحت لکھتے ہیں ۔

(۴)واحدة ناجية والباقون فى النار. صاوی جلد۱ .آل عمران پارہ ۴. ۷۱

ایک ہی فرقہ ناجیہ (نجات پانے والی)ہے،باقی سب داخل جہنم ہونگے۔

حضرت شیخ احمدؒ الصاوی ولوشاء ربك لجعل الناس امة واحدة. کے تحت لکھتے ہیں۔

(۵)اثنان وسبعون فى النارو واحدة فى الجنة والمرادبالفرقة الواحدة اهل السنة والجماعة(الیٰ آخرہ) .صاوی جلد۲ .ھودرکوع ۱۰/۱۰ .پارہ ۱۱ .ص. ۲۳۲.

حضور پرُنور ﷺ نے فرمایاہے، بہتر ۷۲ فرقے جہنم میں ہونگے،اورایک فرقہ جنتی ہوگا۔
علامہ فرماتے ہیں،اس جنتی فرقہ سے مراد اہل سنت والجماعت ہے۔
حضرت شیخ احمد الصاویؒ ۔**اِنَّ الَّذِ یْنَ فَرَّقُوْ ادِیْنَهُمْ** ۔ کے تحت لکھتے ہیں۔
(٦)ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ۔
حضور پرُنور ﷺ نے فرمایاہے۔کہ بہتر ۷۲ فرقے جہنم میں ہونگے،اورایک فرقہ جنتی ہوگا،
اوروہ اہل سنت وجماعت ہیں(یعنی مذاہب اربعہ کے پیروکارنہ کہ وہابی) ۔صاوی۔ج۲پارہ ۸۔انعام 20/7۔ص۔۵۹۔

﴿طریقہ محمدیہ کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۷) الفصل الاول فی تصحیح الاعتقادوتطبیقه لمذاھب اھل السنة والجماعة۔
کہ یہ پہلی فصل،تصحیح اعتقادات اورانکا منطبق ہونا،اوراہل سنت وجماعت کے مذاہب (اربعہ) کی تطبیق میں۔الطریقة المحمدیة۔جلد۱۔۶۱۔
سیدناغوث الثقلین محبوب سبحانی سیدناعبدالقادرالجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرقہ ناجیہ کی توضیح فرماتے ہیں۔
(۸)اماالفرقة الناجیة فھی اھل السنة والجماعة وتسمیٰ ھذه الفرقة ناجیة.
فرقہ ناجیہ،اہل سنت وجماعت ہے،اوراسی فرقہ(اہل سنت وجماعت)کوفرقہ ناجیہ کہتے ہیں
غنیۃ الطالبین ۔جلد۱۔بیان عقائد اہل السنۃ والجماعۃ ۔۵۹۔۔

﴿حضرت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۹)قال العلامة الطحطاوی علی الدرالمختار فعلیکم یامعشر المؤمنین اتباع الفرقة الناجیة المسماة باھل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالیٰ وحفظه وتوفیقه فی موافقھم.و خذلانه وسخطه ومقطه فی مخالفتھم وھذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی المذاھب الاربعة وھم المالکیون والحنفیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجامن ھذه المذاھب الاربعة فی ذلک الزمان فھومن اھل البدعة والنار۔حاشیہ الدرالمختار۔المسماۃ بالطحطاوی کتاب الذبائح ثم الفتح المبین فی کشف مکائد غیرالمقلدین ۳۵۱۔۵۷۔
اے مسلمانوں تم پراہل سنت وجماعت کی اتباع واجب ہے(کیونکہ)یہی فرقہ ناجیہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ،کی مدد اور مصیبتوں سے نجات تب ہی حاصل ہوگی،جب مسلمان

ان چار اماموں کی اتباع کرے گا، اور جو شخص انکی مخالفت کریگا، سواللہ تعالیٰ جل جلالہ اس پرسخت ناراض ہوگا، نیزاس پراپنا قہروغضب نازل فرماتاہے، اور (مخالفت کرنے والے کیلئے) ذلت اوررسوائی ہے، اورفرقہ ناجیہ بلاشبہ تمام کے تمام مذاہب اربعہ (چاروں مذاہب) پرجمع ہوچکے ہیں، وہ چارمذاہب یہ ہیں

(۱) مالکی (۲) حنفی (۳) شافعی (۴) حنبلی۔

علامہ طحطاوی لکھتے ہیں، جو مذاہبِ اَربَعَۃ سے خارج ہووہ بدعتی (وہابی) اورجہنمی ہے

﴿ نیزصاحبِ فتح المبین رقم طراز ہیں ﴾

(۱۰) فلذلک تریٰ ان الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فى المذاهب الاربعة قد اجتمعت لان الشريعة من غيرهذه المذاهب فى الد نيا ما وُجدت واطاعة احكام الشريعة للناس قد فرضت فان لم يحتسب هذه المذاهب الاربعة للشريعة معتبرة فالشريعة فى الدنياعدمت ـ الفتح المبين . فى كشف مكائد غير المقلدين. ۵۰۵

علامہ لکھتے ہیں، اسی وجہ سے تمام مسلمان انہی مذاہب (اربعہ) کواختیارکئے ہوئے ہیں (کیونکہ اہل سنت وجماعت ہی نجات والی جماعت ہے) شریعت مطہرہ ان مذاہب اربعہ کے علاوہ پائی ہی نہیں جاتی۔ (مسلمان یاتوحنفی ہیں یامالکی یاشافعی یاحنبلی) چونکہ شریعت اسلامیہ کی اطاعت مسلمانوں پرفرض ہے (اطاعت کے لئے ضروری تھاکہ ایسے مجتہدین کوتلاش کیا جائے جنہوں نے اجتہادکرکے شریعت کی راہیں متعین کی ہوں جن مجتہدین نے اجتہاد کرکے شریعت کی راہیں متعین کیں ہیں وہ مجتہدین چارہی ہیں، امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل. رضوان الله عليهم اجمعين) اگر مذاہب اربعہ (حنفی شافعی مالکی حنبلی) کو اخذِ شریعت میں معتبرنہ ماناجائے، تودنیاسے شریعت مطہرہ معدوم ہوجائے گی۔

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں، کہ قرآن کریم کی آیتوں اوراحادیث کے دلائل، اورامت مصطفوی (ﷺ) کے اجماع، سے یہ بات ثابت ہوگئی۔کہ مذاہب اربعہ حق ہیں، یہ تصور، کہ مذاہب اربعہ حق پرنہیں (العیاذباللہ) قرآن وحدیث واجماع امت کے دلائل سے یہ تصورباطل ہے، لہذا یہ کہ دنیا سے شریعت معدوم ہو، باطل ہے (یعنی ہوہی نہیں سکتاکہ شریعت معدوم ہوجائے)

(داداجان مفتی اعظم سرحد رحمت اللہ علیہ ایک قاعدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔مترجم)

کہ نمبرایک شریعت اور(۲) شریعت کا موجودہونا۔آپس میں لَازِمُ وَمَلْزُومُ ھیں.
لہذا مذاهب اربعة کے باطل ہونے کاتصور،ایک (لازم)ہے،اوریہ لازم باطل ہے، تواسکا ملزوم (شریعت کامعدوم ہونا)بھی باطل ہے،لازم(شریعت)ثابت، تواسکا(ملزوم) شریعت کا موجودہونابھی ثابت۔

(داداجان مفتی اعظم سرحدرحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔مترجم)

نتیجہ یہ نکلا،کہ شریعت محمدیہ ،علی صاحبها علیه الصلوۃ والسلام،یہی چاروں مذاہب ہی ہیں (ان چارمذاہب کے علاوہ تمام مذاہب باطل ہیں) خصوصا وہابیوں کا مذہب باطل ہے۔

اہل سنت وجماعت کی اتباع واجب ہے

سیدنا عبداللہ بن عمرضی اللہ تعالیٰ عنھمافرماتے ہیں

(۱۱) عن عبدالله بن عمررضی الله تعالیٰ عنها قال قال رسول الله ﷺ ستفرق امتی علی ثلاث وسبعین فرقة کلهم فی النارالاوحدة قالوامن هی یارسول الله ﷺ قال ماانا علیه و اصحابی ۔ رواہ الترمذی ثم مشکوۃ ۔اعتصام فصل دوم ص۔۳۲۔وشرح عقائدالجلالی جلدا۔۱۹

رسول اللہ ﷺ نے فرمایاعنقریب میری امت تہترفرقوں میں تقسیم ہوگی۔سب کے سب فرقے جہنم میں داخل ہونگے سوائے ایک کے۔صحابہ کرام رضوان الله علیهم اجمعین نے عرض کیایارسول االلہ ﷺ وہ ایک فرقہ (ناجیہ) کونساہے نبی کریم ﷺ نے فرمایاوہ(لوگ) جومیرے اورمیرے صحابہ کے عقیدہ وعمل پرہیں۔

میں(مفتی شائستہ گل) کہتاہوں۔کہ حدیث مذکورہ بالاسے یہ بات ثابت ہوگئی۔کہ فرقہ ناجیہ کی نجات کاسبب۔انکاعقیدہ وعمل ہے۔الحمدللہ ۔فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔جورسول اکرم ﷺاورآپکے صحابہ کرام کے عقیدہ کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں اور عمل کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

سیدناوسندناقطب ربانی محبوب سبحانی سیدناعبدالقادرالجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کی تصریح فرمائی جوگذشتہ اوراق میں آپ نے ملاحظہ فرمالی ہے۔

سیدناامام احمداورابوداود، حضرت سیدنامعاویۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

(۱۲)وفی احمد وابی داؤد.وعن معاویة ثنتان وسبعون فی النارو واحدة فی الجنة وهی الجماعة۔اھ۔مشکوۃ۔اعتصام فصل ۲۔ص۔۳۲

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا) بہتر فرقے جہنمی ہیں اور ایک جنتی وہ ایک فرقہ (ناجیہ جو جنتی ہے) (اہلسنت) وجماعت ہے۔

سوال۔یہاں تو صرف لفظ جماعت کاذکر ہے پھراس سے اہل سنت وجماعت کیسے مراد لیا گیا۔

جواب۔چونکہ جماعت کالفظ متعدداحادیث میں اہل سنت وجماعت کیلئے آیاہے، اورکسی فرقے کے لئے جماعت کالفظ استعمال نہیں ہوا، اس لئے جماعت کے لفظ سے اہل سنت وجماعت کو متعین کرنا، بالکل درست ہے۔دیکھئے علماء کرام اس لفظ کی مزید تصریح فرماتے ہیں۔

۞

﴿مفسر قرآن علامہ شیخ احمد الصاوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۱۳)وستفرقون ثلاثاوسبعون فرقة ثنتان وسبعون فی النارو واحدة فی الجنة والمراد بالفرقة الواحدة اهل السنة والجماعة.اه. صاوی.جلد2.پارہ 12.ھود.رکوع11/10ص.231

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا)عنقریب تم تہتر فرقوں میں بٹ جاؤگے، بہتر داخل جہنم ہونگے مگرایک فرقہ جنتی ہوگا، اس (ایک فرقہ جو جنتی ہوگا) سے اہل سنت وجماعت مراد ہے

۞

☆۔۔۔۔۔۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتاہوں۔کہ حدیث وعبارت مذکورہ بالاسے یہ امر متعین ہوگیاکہ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔اوروہ مذاہب اربعہ پر مشتمل ہے

۞

یہی شیخ احمدالصاوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر صاوی جلد۳۔پارہ ۱۷۔سورۃ انبیاء رکوع 6/6ص79 آیت۔**وتقطعوا امرهم بينهم** . کے تحت لکھتے ہیں

(۱۴) وهذه الامة افترقت ثلاثا وسبعين فرقة اثنان وسبعون فی النارو واحدة ناجية كمافی الحديث۔صاوی۔

(حضور پرنور ﷺ نے فرمایا) یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی، بہتر فرقے جہنمی ہیں، اورایک فرقہ نجات والا ہے۔اسی تفسیر صاوی جلد۱۔پارہ ۴۔سورۃ آل عمران رکوع11/2-171

آیت۔**واعتصموابحبل الله جميعا** . کے تحت لکھتے ہیں۔

(۱۵)واخبرالنبی ﷺ ان هذه الامة ستفرق ثلاثاوسبعين فرقة واحدة ناجية والباقون فی النار.صاوی

غیب کے جاننے والے ﷺ نے خبردی ہے کہ عنقریب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی

ایک فرقہ ان میں سے نجات والا (جنتی) ہے باقی تمام کے تمام جہنمی ہیں۔

علامہ صاوی اسی صفحہ پرفرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کی بقاء پرقرآن کریم کی آیت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(١٦) لاتنقطع الفرقة الناجية مادام القرآن موجوداً قال الله تعالىٰ. اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثَ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ . پارہ 23 سورہ زمر آیت (23)

فلولا ان اهل القرآن الذين يتدبرونه موجودون مابقى القرآن ۔صاوی جلد ا۔

جب تک اللہ کاقرآن باقی ہے، فرقہ ناجیہ (اہل سنت وجماعت بھی) باقی رہے گی (وجودِبقاء کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے) اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب، کہ اول سے آخرتک ایک سی ہے، دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں انکے بدن پرجواپنے رب سے ڈرتے ہیں پھرانکی کھالیں اوردل نرم پڑتے ہیں۔یادِخدا کی طرف رغبت میں یہ اللہ کی ہدایت ہے (اللہ) راہ دکھائے اُسے جسے چاہے اوراللہ جسے چاہے گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں ۔الآیۃ۔

علامہ فرماتے ہیں فرقہ ناجیہ (اہلسنت وجماعت) جو قرآن کریم (کے معانی واسرارسے واقف ہیں اور قرآن کریم کی آیات محکمات،متشابھات،ناسخ ومنسوخ میں) غوروفکر کرتے ہیں اگر یہ فرقہ ناجیہ نہ ہوتی تو قرآن کریم بھی (اس دنیا) میں باقی نہ رہتا۔

برادران اسلام اس عالم دنیا میں قرآن کریم کا موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ بحمدہ تعالیٰ فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت موجود ہے اور اہلسنت ہی اہل قرآن ہیں کیونکہ یہی وہ جماعت ہے جو قرآن میں تدبرکرتے ہیں۔

﴿سیدناثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے﴾

(١٧) عن ثوبان رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ لايزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق لايضرهم من خذلهم الله تعالىٰ حتى يأتى امرالله وهم كذالك.

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہیگااور جنہیں اللہ نے ذلیل وگمراہ کیا ہے وہ اس گروہ کوکچھ ضررنہ پہنچاسکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا امر (قیامت) آجائے اور وہ گروہ اسی طرح باقی رہیگا۔مسلم جلد ٢ ص ١٤٣

﴿چھٹی بحث وہابیوں کے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں﴾

اخوند شیخ ص ۹۲ پر لکھتے ہیں۔

(۱)**ابن تیمیه من المجسمة ومن قال بانه تعالیٰ جسم فهو فی غایة الجهالة و السفاهة فلم یعتد بقول امثاله فکیف یکون قوله مقویا بکلام شخص.** اخوند شیخ جلد ۱ ص۹۲

ابن تیمیہ (رئیس وہابیہ) اس فرقہ ضالہ میں سے ہے جو فرقہ اللہ جل جلالہ کے لئے جسم کا قائل ہے، سو یہ عقیدہ رکھنا انتہائی درجہ کی جہالت وگمراہی ہے (ایسا عقیدہ کفر ہے) لہٰذا ایسے لوگوں کے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں پھر جب ان کا قول ہی ضعیف قابلِ اعتبار نہ ہوگا تو دوسروں کیلئے کس طرح موجبِ قوت و وجہ استدلال ہوگا۔

﴿دوسری دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

﴿علامہ یحیی بن شرف الدین النووی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۲)**ولا اعتداد بقول النظام ومن وافقه من الخوارج واهل البدع لانه یجوز کون الامام من غیر قریش.** نووی المسلم جلد ۲ امارة ص ۱۱۹

کہ نظام، معتزلی، خوارج، اور اہل بدعت نے یہ کہا ہے کہ غیر قریشی کو بھی خلیفہ بنانا جائز ہے (نظام) کا یہ قول باطل ہے اور اجماع مسلمین کے خلاف ہے.

جبکہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ہے

عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه بن سمرة قال قال رسول الله ﷺ یکون من بعدی اثنا عشر امیرا ثم تکلم بشئ لم افهمه فسألت الذی یلینی فقال قال کلهم من قریش هذا حدیث حسن۔ جامع الترمذی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد بارہ امیر ہونگے، پھر آپ ﷺ نے کچھ فرمایا۔ جس کو میں سمجھ نہ سکا، میں نے اپنے قریب والے شخص سے پوچھا، اس نے کہا، آپ ﷺ نے فرمایا، وہ سب قریش سے ہونگے، یہ حدیث حسن وصحیح ہے۔

☆ اس ضمن میں اور بھی بہت ساری احادیث موجود ہیں، میں صرف اسی پر اکتفا کرتا ہوں خلیفہ، یا امام کا قریشی ہونا مشہور احادیث اور اجماعِ قطعی۔ جو تمام صحابہ کرام (کا منصوص ہے)

سے ثابت ہے، مگر نظام معتزلی بدعتی (وہابی) نے انکار کیا ہے، اس بنا پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ اس بدعتی (وہابی) کے قول کا کوئی اعتبار نہیں، معلوم ہوا، کہ وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں ہیں۔

﴿تیسری دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

(۳) لاعبرة لكلام ابن حزم لكونه من اهل الظاهر لامن اهل السنة والجماعة بدليل انه انكر القياس فى كتابه المحلى وصرح النووى فى فصول مقدمة شرح المسلم انه ظاهرى وفى تعليقات البخارى. ولم يصب ابن الظاهرى. اھ قمر الاقمار۔ اجماع۔۲۲۳

☆۔۔ابن حزم، کا کلام معتبر نہیں، کیونکہ وہ اہلِ ظاہر (گمراہ) فرقہ سے ہے، اور اہل سنت وجماعت سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔اس نے اپنی کتاب (محلی) میں قیاس سے انکار کیا ہے علامہ نووی نے مسلم کی شرح (فصول مقدمہ) میں فرمایا ہے، کہ ابن حزم ظاہری ہے اور تعلیقاتِ بخاری میں ہے کہ ابن حزم حق پر نہیں۔

﴿چوتھی دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

(۴) ولايعتبر قول ابن تيمية بقدم العرش. ۱۵۔حاشیہ النبراس۔۱۷۹

ابن تیمیہ (وہابی) کا قول معتبر نہیں۔(اس لئے کہ اسکاعقیدہ تھا) کہ عرش قدیم ہے

﴿پانچویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

حضرت امام اہل سنت سیدنا اشعری وقاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں، کہ ابن تیمیہ **(خذله الله تعالیٰ)** کا قول (قطعاً) معتبر نہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے جسم کا قائل تھا **(العياذبالله تعالیٰ)** حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جسم جسمانیت سے پاک و منزہ و مبرہ ہے

ان دونوں بزرگ علماء اہل سنت **علیهماالرحمة** نے فرمایا۔

(۵) قال الاشعرى والقاضى من اعتقدان الله جسم فليس بعارف وهو كافر۔

نسیم الریاض جلد۴۔۱۲۶۔۵۱۹۔سطر۱۲

جسکا یہ عقیدہ ہوکہ اللہ تعالیٰ کیلئے جسم ہے (العیاذباللہ)

سووہ بڑا جاہل ہے، اور کافر ہے

﴿چھٹی دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

سنیوں پرواجب ہے کہ وہ وہابیوں کی باتیں ہرگز نہ مانیں، کیونکہ یہ گمراہوں کاٹولہ ہے

(٦) ومن كان من الفريق الثانى (اى الوهابية) وجب القاء اقواله ظهريا. لانه لعصيانه وعدم امتثاله الاوامر. واجتنابه النواهى. ضلوا واضلوا ۔اھ۔تطہیر الفواد من دنس الاعتقاد۔صفحہ۔۸

(۱) یہ لوگ اوامر پرعمل نہیں کرتے (۲) اوروہ باتیں، اوراعمال (کام) کرتے ہیں، جن سے شریعتِ مطہرہ نے منع فرمایاہے۔

(۳) یہ لوگ اللہ تعالیٰ اوررسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

(۴) یہ لوگ (وہابیہ) گمراہ ہیں، اوردوسروں کوگمراہ کرنے والے ہیں

قاضی عیاضؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''شفاء''میں لکھاہے کہ ظاہریہ گمراہوں کاٹولہ ہے یہ داؤدظاہری گمراہ کے عقیدہ ومذہب پرہیں

﴿ساتویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

(۷)(واشاربعض الظاهرية) وهم قوم على مذهب داؤدالظاهرى الذى يرى الاخذ بظاهر الحديث والنصوص من غير تأويل (وهومحمدعلى بن احمدالفارسى) المعروف بابن حزم الظاهرى (الى الخلاف فى تكفير المستخف به ﷺ)وهوقول مردود عليه (المعروف ماقدمناه)من تكفيره وفيه اشارة الىٰ عدم الاعتداد باقوال الظاهرية النافين. وفيه خلاف هل يجوزالعمل بقولهم ام لا. والصحيح عدم الجواز ۔ شفاء۔لقاضی عیاض۔ونسیم الریاض۔جلد۴۔۳۷۳

ان گمراہوں کاکہناہے، کہ جوشخص سیدنا محمدرسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے توکافر نہیں (نعوذباللہ) حالانکہ اَصَحُ قول یہ ہے، کہ جوشخص رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب ہوا، وہ بالاتفاق کافرہے، ظاہریہ کی اس بدعقیدگی کیوجہ سے اسکے اقوال کاکوئی اعتبار نہیں

﴿حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ﴾

فرقہ ظاہریہ کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ فرقہ ظاہریہ داودظاہری کے مذہب پرہیں اور داودظاہری وہ (گمراہ) شخص ہے جوآیات واحادیث کے ظاہرپرعمل کرتا رہا، اوراس کاعقیدہ تھا۔ کہ قرآن وحدیث کے ظاہرپرعمل کرناچاہئے، جن الفاظ کے معانی میں تأویل کی ضرورت

ہے(یہ کہتا ہے)وہاں تأویل نہ کی جائے،نیزان(کے اقوال میں)اس طرف اشارہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے وہ کافرنہیں،سوجوشخص ایسے شخص کے کافرہونے کی نفی کرے وہ بھی ان ہی میں سے ہے اورفرقہ ظاہریہ میں شامل ہے۔سو وہ شخص جونبی کریم ﷺ کی گستاخ کی تکفیر کا قائل نہ ہو،ایسے شخص کے اقوال واعمال کا کوئی اعتبارنہیں (یعنی اسکے اقوال عندالناس معتبرنہیں قابل التفات نہیں اوراسکے اعمال عنداللہ قبول نہیں)(جب اسکے اعمال،جیسے نماز وغیرہ عنداللہ قبول نہیں توہماری نمازیں انکی اقتداء میں کیسے جائزہونگی) بعض علماء کرام نے سوال کیاکہ آیاانکے اقوال(تدریس وتقریروعظ ونصیحت)پرعمل کرناجائز ہے یانہیں؟ علامہؒ لکھتے ہیں،صحیح (قول) یہ ہے کہ انکے اقوال پرعمل کرناجائزنہیں۔

﴿آٹھویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبرنہیں﴾

حضرت علامہ شیخ ابن حجرعسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ(وہابی) کی خطاؤں کاذکر۔ کرنے کے بعداسکے حالات بیان کرتے ہوئے اپنی رائے کااظہارکیاہے۔لکھتے ہیں۔

(۸)انالانعتقدفیه عصمة بل انانخالفه فی مسائل اصلیة وفرعیة وقال الذهبی فی التاریخ فهوبشرله ذنوب وخطایا ۔ وقال الیافعی زیادة علیه فی کتابه عبرة الیقظان۔

ہم ابن تیمیہ(وہابی)کومعصوم نہیں سمجھتے،بلکہ ہم اصولی مسائل میں ابن تیمیہ کی مخالفت کرتے ہیں (جیسے ابن تیمیہ نے کہاہے کہ رات کے وقت حالت جنابت میں نمازپڑھنا جائزہے (نعوذباللہ)

فتاوی حدیثیہ ص ۱۰۰۔وفوائد جامع۔شاہ عبدالعزیزمحدث دہلوی۲۴۸۔

حالانکہ قصداًارادتاً بغیرطہارت کے نمازپڑھناکفرہے)ہم فروعی مسائل میں بھی ابن تیمیہ کی مخالفت کرتے ہیں(فروعی مسائل جیسے وسیلہ بذوات فاضلہ،جبکہ ابن تیمیہ انبیاء واولیاء کیساتھ وسیلہ لیناکفربتاتاہے،اورجومسلمان رسول اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کاارادہ کرکے مدینۃ منورہ جائے، توابن تیمیہ اسے مشرک کہتاہے ،نعوذبالله من شرورهم)

علامہ ذہبی رحمت اللہ علیہ نے تاریخ میں لکھاہے،کہ ابن تیمیہ ایسا (بَشَرٌ)ہے کہ جوسرتاپا (سرسے پیروں تک)مکمل گناہوں میں اورخطاؤں میں غرق تھا(خصوصا علامہ یافعی نے توکما ل کردیا)

علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (عبرۃ الیقظان) میں ابن تیمیہ(وہابی علیہ ماعلیہ

کے بارے میں)اس سے بھی زیادہ(وہ گستاخیاں جوابن تیمیہ نے اللہ جل جلالہ اور نبی محترم ﷺ کے بارے میں کی ہیں)کوبیان کیاہے،اورانکے بارے میں شدیدالفاظ استعمال فرمائے ہیں

(اللھم احفظنا من شرور الوھابیین الضالین المضلین الدجالین ومن عقائدھم الفاسدة ومن اعمالھم القبیحة الغیر المقبولة بل المردودة. مترجم)

﴿تفسیروجیز کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ (وہابی علیہ ما علیہ)کے بارے میں﴾

اس آیت مبارکہ(ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات،)کے تحت لکھاہے کہ ابن تیمیہ(وہابی علیہ ماعلیہ نے ایسے عظیم گناہ)کئے ہیں،کہ اگرابن تیمیہ (وہابی) کو (سات)سمندروں میں بھی نہلایاجائے،تووہ(وہابی)پھربھی پاک نہیں ہوگا،کیونکہ ابن تیمیہ (وہابی علیہ ماعلیہ نے) اللہ جل جلالہ وجدمجدہ کے لئے ہاتھ پاؤں ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے(نعوذباللہ) تفسیروجیز۔۲۵۰

☆۔علامہ سبکی نے ابن تیمیہ (علیہ ماعلیہ)کے بارے میں لکھاہے۔کہ ابن تیمیہ علیه مایستحقه کاعلم اسکی عقل سے زیادہ تھا،سوجس شخص نے ابن تیمیہ حرانی کواسلام کاشیخ کہا،تووہ شخص کافرہے۔ مستحسن علی النبر اس۔۱۱۶۔۔۔

☆۔۔ابن تیمیہ حرانی(وہابی)کے کچھ عقائد مشہورہ مندرجہ ذیل ہیں

(۱) وکل صلوة ترکت عمدافقضاء ھالیس بلازم جونمازجان بوجھ کرچھوڑدی جائے اسکی قضاء نہیں

(۲) ویجوز للجنب ان یصلی النافلة فیٓ اللیل. رات کوحالتِ جنب(جسے احتلام ہواہو یااپنی زوجہ سے ملاقاتِ وصل کیا ہو)ایسی حالت میں(غسل کئے بغیربھی نوافل پڑھنا) جائز ہیں۔العیاذباللہ۔

(۳) ان الطلاق الحائض لایقع ۔اگرکوئی شخص اپنی بیوی کوحالت حیض میں طلاق دے تووہ طلاق واقع نہیں ہوتی(لاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم)

(۴) ان الرب تعالیٰ علی مقدارالعرش لااصغر ولااکبر. اللہ تعالیٰ عرش جتناہے۔نہ

اس سے بڑا ہے نہ چھوٹا۔(نعوذ باللہ)
اللھم احفظنامن اقوال الوھابیین الضالین المضلین . آمین یارب العٰلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ
ان تمام عبارات وحوالہ جات سے معلوم ہواکہ ابن تیمیہ فرقہ مجسمہ وہابی ہے،سوا سکے اقوال معتبرنہیں۔نیزابن تیمیہ وہابی کوسیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نہایت درجے کابغض وعنادتھا۔بحوالہ.عشرہ مبشرہ.. .مولاناحبیب اللہ.
محمد بن عبدالوہاب نے بھی اس بات کا اقرارواظہارکیاہے۔اوراپنی کتاب ،کتاب التوحید کے آخرمیں لکھاہے،کہ(و کفانافی ذالک قدوتنا و امامنا بن التیمیۃ) ابن تیمیہ ہمارے برگزیدہ امام ہیں،سو معلوم ہواکہ ابن عبدالوہاب بھی پکاخارجی وہابی ہے،کیونکہ ابن تیمیہ جب اسکاامام ٹھہراتویہ مأموم ہوا،لہذاجوحکم امام کا،وہی حکم مأموم کا۔

﴿نویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبرنہیں﴾

(۹)ولاعبرۃ لمخالفۃ اھل الھویٰ ای فی انعقادالاجماع.اھ۔حسامی ومولوی اجماع ۴۷۰۔ والمنارونورالانوار۔کتاباجماع۔۲۲۳۔وغایۃ التحقیق۔
اورخواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرنے والوں(وہابیہ)کے اجماع کاکوئی اعتبارنہیں(کیونکہ وہ اہل حق کی مخالفت کرتے ہیں)

﴿دسویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبرنہیں﴾

(۱۰) فمن کان ذاھویٰ ای بدعۃ (الوھابیۃ) فرأیہ مذموم عنداللہ تعالیٰ ورسولہ ﷺ ولایعتدبرأیہ وانماالعبرۃ للرأی المحمود اھ۔قمرالاقماراجماع ۔۲۲۳
سوجوصاحب ھوٰی(وہابی)ہو،توانکی رائے واجتہاد،اللہ جل جلالہ واسکے رسول ﷺ کے نزدیک قابلِ اعتمادنہیں،کیونکہ اعتبارتو نیک اوراچھی رائے کیلئے ہے

﴿گیارویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبرنہیں﴾

علامہ ابن عابدین محمدامین بن عمرفتاویٰ شامی جلدا صفحہ ۳۷۴میں لکھتے ہیں۔
(۱۱)لااعتدادبقول الروافض لانھم اھل البدعۃ یتبعون اھوائھم لایعولون علی کتاب ولاسنۃ وینکرون الاحادیث الصحیحۃ۔اھ۔شامی جلدا۔۳۷۴
روافض کے قول کا،کوئی اعتبارنہیں،اس لئے کہ وہ بدعتی(وہابی)ہیں،خواہشات نفسانیہ کے تابع ہیں،اورقرآن وحدیث پراعتمادنہیں کرتے(نیز)احادیث صحیحہ کے منکرہیں۔

﴿بارویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

علامہ سعدالدین تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ شرح عقائد میں لکھتے ہیں

(۱۲)**والخوارج خوارج عما انعقد علیہ الاجماع فلا اعتداد بھم**۔شرح العقائد النسفیۃ ۸۵

اورخوارج (وہابیہ)خوارج ہیں۔کیونکہ انکے خارجی ہونے پرتمام علماء کااجماع ہوچکاہے سو۔انکے اقوال معتبرنہیں۔

☆۔۔میں(مفتی شائستہ گل)نے کئی دلائل سے ثابت کیا۔کہ وہابیہ خوارج ہیں،اورانکے اقوال واعمال عنداللہ معتبرنہیں،تومسلمانوں کیلئے کس طرح معتبرہونگے۔

وماعلینا الاالبلاغ۔

﴿ساتویں بحث وہابیوں کی کتابوں کاحکم﴾

(۱)وہابیہ کی کتابوں کاپڑھنااورمطالعہ کرنامنع ہے ان سے بچنا فرض ہے۔

(۲)انکی کتابوں کامطالعہ کرناان لوگوں کے لئے جوانکاصحیح جواب نہیں دے سکتے ہیں۔حرام ہے

(۳)انکی کتابوں کوفوائدِ دینیہ کیلئے جلادینا بہترہے

(۴)وہابیوں کی کتابوں کارکھناان لوگوں کیلئے جوصحیح جواب نہیں دے سکتے حرام ہے یہ احکام شواہد الحق،کشف العقائد،وتصانیف قاضی عیاض،وتذکرۃ الابراروالاشرارسے لئے گئے ہیں۔

﴿علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۱)**یجب علیک الحذرالتام من کتب ابن تیمیۃ وجماعۃ (الوھابیۃ)المتعلقۃ بالعقائد (الباطلۃ)لئلاتھوی فی مھوات الضلال ولاینفعک الندم بعدذلک بحال من الاحوال** .اہ۔شواہدالحق۔۱۰۵

(برادران اسلام)آپ پرلازم ہے کہ ابن تیمیہ اورانکے ہم مسلک(وہابیوں)کی کتابوں سے مکمل طورپربچو،تاکہ گمراہیوں کے گہرے گڑوں میں گرنے سے بچ سکو کیونکہ انکے عقائد غلط باطل(ومردود)ہیں

﴿صاحبِ کشف العقائد وہابیوں کاپردہ چاک کرتے ہوئے لکھتے ہیں﴾

(۲)**وفی کشف العقائد لابدان یعرف طالب العلم عقائد المصنفین فیعتمد باھل السنۃ والجماعۃ ویحترز عن اھل البدعۃ(الوھابیۃ)فکم للفلاسفۃ من تصانیف موسومۃ**

باسم التوحيد مملوة من الشرک والنفاق (کماھو عادة الوهابية) وکم للمبتدعة من المعتزلة والحشوية (ونحوهم کالوهابية) من تصانیف موسومة باسم السنة اونحو ذلک وکلها محرمة الامساک لایحل النظر فیها لئلا یحدث منها الشکوک و یوهن لاعتقادات ولئلا ینسب ممسکها الی البدعة فالحکم فی هذه الکتب کلها اذهاب اعیانها حتیٰ وجدت بالحریق بالنار او الغسل بالماء حتیٰ یمحو اثر الکتابة لما فی ذلک من المصلحة فی الدین بمحو العقائد المضلة الی آخره وجزم القاضی عیاض بانهم غسلوها ثم حرقوها مبالغة فی ذهاب اثرها. الخ. تذکرة الابرار والاشرار. ص. ۴۰.

طلبہ پرلازم ہے کہ کتابوں کے مصنفین کے عقائد کو پہچانیں اور (دیکھنا چاہیے کہ کتاب کا مصنف کون ہے، اہل سنت والجماعت سے ہے، یعنی سنی ہے یاوہابی) اگر کتاب کا مصنف سنی ہے پھر (تواس کتاب کو پڑھیں) اور اس (کے مسائل اور تحقیق) پراعتماد کریں اوراگر مصنف وہابی ہے تواس (کتاب کے پڑھنے) اوراس (کے مسائل) سے بچیں (نہ پڑھیں نہ اس پراعتماد کریں) کیونکہ بہت سارے فلاسفہ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی کتابوں کانام کتاب التوحید رکھا (جیسے ابن عبدالوہاب نجدی نے اپنی کتاب کانام کتاب التوحید رکھاہے) لیکن وہ شرک اور منافقت سے پُر ہے (جیسے عام وہابیہ کی عادت ہے) اسی طرح بہت سارے معتزلہ اورفرقہ حشویہ (اورانکے مثل وہابیہ) کی بہت ساری تصانیف موجود ہیں۔ جنکے نام انہوں نے کتاب السنۃ رکھا (مگرحقیقت میں سنت رسول ﷺ کے خلاف ہیں) لہٰذاایسی کتابوں کااپنے پاس رکھنا اورانہیں دیکھنا حرام ہے (انکوپاس رکھنے، دیکھنے، پڑھنے سے بچو) تاکہ انکی وجہ سے تیرے دل میں (اللہ جل جلالہ کی وحدانیت اوررسول للہ ﷺ کی رسالت ومعجزات وکرامات اولیاء) کے بارے میں شکوک وشبہات پیدانہ ہوں نیز کہیں تیراعقیدہ برباد نہ ہواورکہیں (ان وہابیوں کی کتابیں تمہیں) بدعات کی طرف نہ لے جائیں (جیسے ابن تیمیہ نے نئی بدعت ایجاد کی اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کیا۔ (العیاذباللہ)

دوسری بدعت یہ ایجادکی کہ بغیرطہارت کے حالتِ جنب میں رات کونوافل پڑھناجائز کہا

۳۔ اللہ تعالیٰ عرش سے نہ بڑاہے نہ چھوٹا۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ اوراولیاء کرام کاوسیلہ شرک ۔

یہ تمام بدعتیں ابن تیمیہ نے ایجاد کیں سوائے طالب علم تو انکی کتابوں سے بچ جا۔تا کہ تیر اشماران بدعتیوں میں نہ ہوجائے) اوراگر کسی شخص کو علم ہوا(کہ یہ کتاب وہابیوں کی ہے اوراسکا صحیح جواب دینے پر قادرنہ ہواور پھر بھی اسے پڑھتاہو) تووہ شخص (بھی) بدعتی ہے (خلاصہ کلام یہ ہے) وہابیوں کی کتابوں کا حکم یہ ہے، کہ انہیں ضائع کردیاجائے خواہ جلا کر یا پانی میں غرق کردیں۔علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے یوں اضافہ کیاکہ ان کتب کے حروف کو پانی سے مٹا کر پھر جلادو۔تا کہ دین میں (کسی طرح فساد) اورگمراہی نہ رہے

﴿وہابیوں کو استاذ بنانا حرام ہے﴾

آٹھویں بحث وہابیہ کو استاذ بنانا اور انکا حکم ماننا جائز نہیں ہے.

(۱)عن بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان ھذاالعلم دین فانظروا عمن تأخذون دینکم .رواہ مسلم جلد ۱ علم ص ۱۱ ثم مشکوۃ علم فصل ۳ ص ۲۹

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک یہ علم دین ہے پس خوب دیکھ لو کہ تم کس سے دین لیتے ہو،مرادیہ ہے کہ شاگرد کو اپنے استاذ کے عقائد اور اعمال کی تحقیق کرکے علوم دینیہ حاصل کرنے چاہئیں اگراستادبدعتی ہویاعقائد اہلسنت وجماعت سے منحرف ہو تو اسے استاذ نہ بنایا جائے

﴿سیدناابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔﴾

(۲)عن ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لم یکونوا یسئلون عن الاسناد (اساتذہ) فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اھل السنة فیوخذ حدیثھم وینظر الی اھل البدع فلایوخذ حدیثھم .رواہ مسلم جلد ۱ علم ص ۱۱

کہ پہلے زمانے کے لوگ(اساتذہ) میں تحقیق نہیں کرتے تھے(کیونکہ اس زمانے میں فتنے ظاہرنہیں ہوئے تھے) مگرجب فتنے ظاہر ہوئے،تو (طلبہ نے) اپنے اساتذہ سے کہا، کہ ہمیں اپنے اساتذہ کے نام بتادو(تاکہ ہمیں معلوم ہوکہ آپ عقیدتاً کون ہیں) حضرت ابن سرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسے اساتذہ کوتلاش کیاجائے،جواہل سنت ہوں،سوانکی بیان کردہ حدیث قبول کی جائے (انہیں استاذ بناؤاوران سے پڑھو،انکی بیان کردہ حدیث قبول کرکے اس پرعمل کرو) اوردیکھاجائے کہ اگراستاذ اہل بدعت (وہابیہ) میں سے ہو تواسکی

حدیث قبول نہ کی جائے (نہ اسے استاد بنایا جائے اورنہ اسکی بیان کردہ حدیث قبول کی جائے نیزانکی بیان کردہ کسی بات پرعمل نہ کیا جائے)

سیدناابن سرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول مبارک سے خوب واضح ہوا،کہ اہل بدعت وہابیہ وروافض کواستادنہ بناؤاورانکی بات ہرگزنہ مانو)

﴿سیدناعبداللہ ابن عمررضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں﴾

(۳)عن بن عمررضی الله تعالیٰ عنهما قال ذکرالنبی ﷺ اللهم بارک لنا فی شامنا. اللهم بارک لنافی یمنناقالوا یارسول الله ﷺ وفی نجد نافقال رسول الله ﷺ اللهم بارک لنافی شا منا اللهم بارک لنافی یمننا قالوا یارسول الله ﷺ وفی نجد نا فاظنه قال فی الثانیة اوفی الثالثة هناک الزلازل والفتن وبهایطلع قرن الشیطٰن۔

رواہ البخاری والعینی جلدا۱۔۳۵۳۔۔حضرت عبداللہ بن عمررضی اللہ عنھما فرماتے ہیں،

(ایک روزحضورپُرنور ﷺ دعافرمارہے تھے تویوں دعافرمائی) یااللہ شام اوریمن میں برکت فرمالوگ عرض گذارہوئے،یارسول اللہ ﷺ ہمارے نجدکیلئے بھی(برکت کی دعا کیجئے) رسول اللہ ﷺ نے(دوبارہ دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں یوں عرض گذار ہوئے)یااللہ ہمارے شام ویمن میں برکت فرما لوگ(پھر)عرض گذارہوئے،یارسول اللہ ﷺ اورہمارے نجدمیں راوی کہتاہے(دوسری یاتیسری)مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایاکہ وہاں(نجدمیں) زلزلے اورفتنے ہونگے اور(نجد)سے شیطان کاسینگ نکلے گا۔۔

سرزمین نجد کی قباحتوں کاذکرکرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی ایک اورحدیث مبارک جوسیدناسالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

(۴)عن سالم عن ابیه رضی الله عنه عن النبی ﷺ انه قام الی جنب المنبرفقال الفتنة من هٰهنا من حیث یطلع قرن الشیطٰن ۔رواہ البخاری والعینی جلدا۱۔۲۴۵۔حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والدسے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ منبرکے قریب کھڑے ہوئے پھر(نجد کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے)فرمایافتنہ اس جگہ سے اٹھے گاجہاں سے شیطٰن کاسینگ نکلے گا۔

(مسلمانوں۔نجد کی قباحت اوربدقسمتی کااندازہ لگائیں،کہ اللہ جل جلالہ کے نبی جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ وہاں زلزلے اورشیطان کاسینگ ظاہرہوگا،یہاں زلزلوں اور شیطان کے سینگ سے نجدیوں،وہابیوں کی کفریات،مرادہیں،جیسے کہ نجدیوں، وہابیوں، نے

مکة المکرمة۔اورمدینة المنورہ میں سنی مسلمانوں کوشہید کیا،اور انہی نجدیوں نے مکہ شریف میں جنة المعلیٰ قبرستان میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اورسیدہ اسماء بنت ابی بکررضی اللہ عنہا و دیگراجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزاراتِ مقدسہ پربلڈوزرچلائے۔اورمزارات مقدسہ کی بیحرمتی کی نیزاولاد رسول ﷺ،سیدناطیب وطاہررضی اللہ عنہما،سیدناعثمان۔سیدناامام مالک۔حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ،و دیگر لاکھوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات مقدسہ کی بیحرمتی اس انداز سے کی گئی،کہ ایک کلمہ گومسلمان اس حالت کودیکھ کرزاروقطارروتا ہے،تمام وہابی ٹولہ اس فعلِ شنیع (برے کام) پر نادم نہیں بلکہ بہت خوش ہیں،کہ یہودیوں کی ایماء پرہم نے جوکام کیابہت اچھا کیا(نعوذ باللہ) آج بھی وہابی ان نجدیوں کے اقوال وکردار کے گُن گاتے ہیں،ابن عبدالوہاب نجدی جوبدعتی ہے،جیسے آپ نے اوراقِ گذشتہ میں پڑھا،کہ یہ بھی وہی عقیدۂ خبیثہ رکھتاتھا،جوابن تیمیہ کے عقائدِ خبیثہ تھے،نیز وہابیوں کے عقائدِ خبیثہ میں سے یہ بھی ہیں،

(۱) کہ اللہ جھوٹ بولنے پرقادر ہے(نعوذباللہ)

(۲) نبی (ﷺ) کودیوار کے پیچھے (کیاہے) کاعلم نہیں۔(نعوذباللہ)

(۳) نبی (ﷺ) پل صراط سے گرے میں نے بچایا۔(نعوذباللہ) بلغة الحیران ص ۸

(وہابیہ کے ایسے بہت سارے عقائدِ کفریہ موجود ہیں۔کہ نقل کرتے ہوئے بھی دل کانپتا ہے لہذاان گستاخوں کواپنااستادنہ بناؤ۔ورنہ کل بروزحشرمعلمِ انسانیت ﷺکوکیامنہ دکھاؤگے مترجم۔فقیرعبدالعلیم)

﴿نویں بحث بحکم قرآن وحدیث۔ وہابیوں سے اجتناب واجب ہے﴾

علامہ شیخ احمدالصاوی رحمت اللہ علیہ (سامری) کے واقعہ سے دلیل اخذکرتے ہوئے لکھتے ہیں

(۱)(قال)موسیٰ للسامری (فاذھب) من بیننا(فان لک فی الحیوٰة ان تقول) لمن رأیته (لامساس)ای لاتقربنی فکان یھیم فی البریة واذامس أحدا اومسه احد حُمَّاجَمِیْعًا .اھ .جلالین .

والمعنیٰ ان ھذاالقول ثابت لک مادمت حیا.لاینفک فکان یصیح فی البریة لا مساس.

وحرم موسیٰ علیه السلام علیهم مکالمته ومواجهته ومبایعته ویقال ان قومه باقیة فیهم تلک الحالة الی الآن وهذه الآیة اصل فی نفی اهل البدع والمعاصی وهجرانهم وعدم مخالطتهم ۔اھ۔صاوی۔جلد۳۔طٰہ۔رکوع۔۱۴/۵۔۹۳

علامہ جلال الدین سیوطی نے۔آیت قال فاذهب فان لک۔الیٰ آخرہ ۔کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے، کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا تھا۔کہ ہمارے درمیان سے نکل جا۔زندگی میں تیرے لئے یہ عذاب ہے) کہ جو شخص تمہیں دیکھے گا۔ **تو** اسے کہے گا کہ میرے قریب نہ آ، (سیدناجلال الدین سیوطی لکھتے ہیں اسکے بعد سامری کی یہ حالت تھی) کہ سامری صحراؤں میں مارامارا پھرتا تھاجب بھی سامری کسی کومس کرتا (چھوتا) سواسے بخار ہوجاتا۔اورکبھی دونوں کو بخار ہوجایا کرتا۔

(علامہ صاوی فرماتے ہیں) کہ اسکامعنٰی یہ ہواکہ (اے سامری) توجب تک زندہ رہیگاتیرے ساتھ یہ بات (کہ زندگی میں تیرے لئے یہ عذاب ہے، کہ توجسے بھی دیکھے گا،اس سے کہے گا میرے قریب نہ آ) توجب تک زندہ رہیگا تیری حالت ایسی ہی رہے گی"سو"سامری جنگل وبیابانوں میں چیختا چلاتا ہوا پھرتا تھااور پکار پکارکر کہتا تھا،میرے قریب نہ آؤ (ادھر) سیدناموسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کومنع کردیاتھاکہ سامری سے نہ ملنا،نہ ان سے (مصافحہ) کرنا نہ اس سے خریدوفروخت کرنا۔

روایات میں آتاہے۔کہ سامری کی قوم آج تک اسی حالت میں موجودہے۔

(علامہ احمدالمالکی الصاوی لکھتے ہیں) اس آیت اور (اس واقعہ) سے معلوم ہوا۔کہ (اہل سنت وجماعت) اہل بدع (وہابیوں) کواپنی محافل سے نکال باہرکریں۔اوران سے تعلق نہ رکھیں۔ نہ انہیں اپنے قریب آنے دیں۔

مفسرقرآن حضرت علامہ ابوالسعود محمدبن محمدعماری سکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۲) وحرم علیهم ملاقاته ومواجهته ومکالمته ومبایعته وغیرهامما یعتاد جریانه فیما بینهم من المعاملات وصاربین الناس اوحش من القاتل الاجئ الیٰ الحرم ومن الوحش النافرفی البرویقال ان قومه باق فیهم تلک الحالة الی الیوم تفسیرابی السعود جلد۶۔نور۔۲۵۳

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر(سامری) سے ملاقات کرنا حرام کردیا تھا۔ یہاں تک کہ سامری کے سامنے آنے اور گفتگو کرنے اوراسکے ساتھ خرید و فروخت میل جول رکھنا سب کچھ منع فرمایا (سو)سامری لوگوں کے سامنے آنے سے ایسا ڈرتا تھا۔جس طرح کوئی وحشی قاتل لوگوں کے سامنے آنے سے کتراتا ہے۔اِلّایہ کہ وہ(قاتل اپنے آپکو قتل سے بچانے کیلئے حرم شریف میں پناہ لے اورقتل ہونے سے بچ جائے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔من دخلہ کان اٰمنا ترجمہ۔جوحرم میں داخل ہواتوامن میں آگیا۔جب تک وہ قاتل حرم شریف میں ہوحرم شریف کے احترام کی وجہ سے اسے کچھ نہیں کہاجائیگا)یالوگ(سامری سے اس طرح خوفزدہ رہنے لگے)جس طرح بپھرے ہوئے جنگلی جانورسے(خائف رہتے ہیں اوراس جانورسے بچنے کی کوشش کرتے ہیں)

وہابیہ فرقہ ظاہریہ میں سے ہیں۔لہذاان سے اجتناب لازمی ہے۔

﴿علامہ شیخ احمد تفسیرصاوی میں آیت(ھوالذی انزل علیک الکتاب)کے تحت لکھتے ہیں﴾

(۳) ھوالذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب واُخر متشابھات.فاماالذین فی قلوبھم زیغ(میل عن الحق)فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء (طلب)الفتنۃ(لجھالھم بوقوعھم فی الشبھات واللبس ای کنصاریٰ النجران ومن حذاحذوھم من اخذوابظاھرالقرآن فان العلماء ذکرواان من اصول الکفرالاخذ بظاھرالقرآن والسنۃ) اھ۔جلالین جلد۱۔سورۃ آل عمران۔۲۳۹۔و۱۴۰۔وتفسیرصاوی جلد۱۔سورۃ ال عمران

وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اسکی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اوردوسری وہ ہیں جنکے معنیٰ میں اشتباہ ہے،وہ جنکے دلوں میں کجی ہے،وہ اشتباہ والی آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں،تاکہ نادانوں کوفتنہ میں ڈالیں اورانکے دلوں میں شبھات پیدا کریں،جیساکہ نجران کے نصاریٰ اوران کے ہم عقیدہ ہیں،کیونکہ یہ قرآن کے ظاہرپرعمل کرتے ہیں،حالانکہ علماء نے کہاکہ قرآن وحدیث کے ظاہرپر(جہاں تأویل کرناواجب ہو بغیرتأویل)کےعمل کرنا کفرہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہافرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاکہ جب تم ایسے لوگوں کودیکھو جوآیات متشابھات کی پیروی کرتے ہیں۔توان سے بچو۔

(۴)وعن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت تلارسول الله ﷺ هوالذى انزل عليك الكتاب منه آيات محكمات وقرأ الىٰ ومايذكر الااولوا الالباب. قالت قال رسول الله ﷺ فاذارأيت وان عندمسلم رأيتم الذين يتبعون ماتشابه منه فاولئك الذين سماهم الله فاحذرهم ۔متفق علیہ ثم مشکوٰۃ۔اعتصام فصل ۷۔ص۔۲۰۔ ۔فاحذروھم۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ ھوالذی انزل سے لیکراولوالالباب تک پڑھی پھرفرمایاجب تم دیکھوان لوگوں کو جوآیات متشابھات کی پیروی کرتے ہیں توان سے بچوکیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے (اہل زیغ۔ٹیڑے دل والے)فرمایاہے۔

(۵)عن ابى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ يكون فى آخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم من الاحاديث بمالم تسمعوا انتم ولا آبائكم فاياكم واياهم لايضلونكم ولايفتنونكم .رواہ مسلم ثم مشکوٰۃ .اعتصام فصل ۱ .ص ۲۰

سیدناابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی محترم ﷺ نے فرمایاکہ آخری زمانے میں (ایسے)فریب دینے والے اورجھوٹے لوگ ہونگے، جوتمہارے سامنے ایسی احادیث پیش کرینگے جنکونہ تم نے کبھی سناہوگااورنہ تمہارے اباؤاجداد نے (خبردار)ایسے لوگوں سے بچو (انہیں اپنے قریب نہ آنے دینا) تاکہ وہ نہ تمہیں گمراہ کرسکیں۔اورنہ تمہیں (عقیدہ کے) فتنے میں ڈالیں۔

دونوں احادیث سے ثابت ہواکہ ان بدعتیوں وہابیوں سے بچوکیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو آیات متشابھات کی پیروی کرنے والے ہیں اوران لوگوں نے اسلام میں نئی بدعتیں قائم کیں۔صفحات گذشتہ میں انکی کچھ بدعات کاتذکرہ کیاجاچکا۔

﴿علامہ ملاعلی قاری مفتی مکہ شریف اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں﴾

(۶) قوله بمالم تسمعواانتم ولاآبائكم اى يتحدثون بالاحاديث الكاذبة ويبتدعون احكاماً باطلة واعتقاداة فاسدة۔اه۔مرقات

کہ (بمالم تسمعوا) سے مرادیہ ہے، کہ وہ لوگ جھوٹی اوربے سروپا، باتیں بیان کرینگے اور نئے نئے احکامِ باطلہ اورعقائد فاسدہ کی تبلیغ کریں گے۔

چونکہ وہابی بدعتی ہیں اورعقائد فاسدہ واحکام باطلہ کی تبلیغ کرتے ہیں سوان سے بچنالازم ہے

﴿ دسویں بحث۔وہابیوں کا جنازہ پڑھنا ممنوع ہے ﴾

(۱)اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے۔وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَمَا تُوۡا وَهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۝ سورۃتوبہ آیت (84)

اے محبوب ﷺ اگر کافروں میں سے کوئی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں ان کی قبر پر کھڑے نہ ہو، بیشک انہوں نے اللہ ورسول کیساتھ کفر کیا، اور مرے وہ اس (حال میں) کہ وہ فاسق ہیں (میت پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے اسکا مسلمان ہونا شرط ہے)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔

(۲) **ولایصلی علیھم اذا ماتوا . غنیۃ الطالبین** ۔جلد۲۔ص۔۵۵

جب وہابی مرجائے توانکی نماز جنازہ نہ پڑھو۔

(۳) **شرط صحت الجنازة اسلام المیت** ۔

(میت پر) نماز جنازہ صحیح ہونے کیلئے میت کا مسلمان ہوناضروری ہے (یعنی میت پرنماز جنازہ تب جائز ہے کہ مرنے والا مسلمان ہو)

اہ۔تنویرالابصار۔جنائز۵۸۲۔وکنزوالزیلعی جلدا ص۔۳۹۔وفتح القدیرجنائز۵۸۹نورالایضاح جنائزص۳۵۱

(۴) صاحب مراقی الفلاح فرماتے ہیں کہ (مردے پرنماز جنازہ پڑھنے کیلئے اسلام اس لئے شرط ہے کہ)

لانھاشفاعة ولیست للکافر .مراقی الفلاح. ۳۵۱.

کیونکہ نماز جنازہ (اللہ کریم غفورالرحیم کی بارگاہ اقدس میں مرحوم کی) مغفرت کی سفارش (کیلئے) ہے، اور کافرکیلئے (اللہ تعالٰی کی بارگاہ اقدس میں) سفارش جائزنہیں۔

(لہذا کافرپرجنازہ نہیں پڑھیں گے)

چونکہ وہابیہ کا کفرکئی وجوہ کی بناپر ثابت ہے

لہذاان پرجنازہ نہ پڑھا جائے۔

﴿گیارویں بحث وہابیوں کی امامت جائز نہیں﴾

(۱) وکرہ امامت المبتدع.

بدعتی (وہابی) کی امامت مکروہ ہے

المتون حواشی وشروح وفتاوی.

فالمراد مبتدع لایعتقد شیئا.یوجب الکفر...............

(۱) جامع الرموزجلد۱۔۷۷ (۲) درمختارجلد۱۔۳۷۶ (۳) مجمع الانھرجلد۲۔۱۰۵ (۴) زیلعی الکنزجلد۱۔۱۳۴ (۵) شبلی جلد۱۔۱۳۴ (۶) برجندی جلد۱۔۱۱۷ (۷) کبیری ۲۶۲ (۸) فتح القدیرجلد۱۔۲۴۶

مبتدع سے مرادوہ شخص جواسلام میں نئی چیزایجادکرے ایسی شئ کامرتکب ہوجوکفرکوتولازم نہ کرے مگربدعت (ضرورہو) جب تک وہ مبتدع کفروالاکام نہ کرے بدعتی ہی کہلائے گا اس بناپراس کے پیچھے نمازپڑھنامکروہ لکھا (داداجان ثابت فرمارہے ہیں کہ وہابیوں کی اقتداء میں نمازبہرصورت منع ہے۔انکی کفریات کی بنا توکسی صورت میں انکی اقتداء میں نماز جائز نہیں اوربدعتی ہونے کی بناپرمکروہ توبہرحال ہے ہی،مکروہ ہوتب بھی وہ نمازواجب الاعادہ ہے توپھرکسی وہابی کی اقتداء میں نمازپڑھی ہی کیوں جائے (مترجم)

فان علی فی هواه بحیث حکم علی کفره لایجوز امامته

اگروہ بدعتی بدعات میں اتناآگے بڑھاکہ اسکی بدعات (حالت کفرتک پہنچ گئیں) اوراس پر کفرکا فتوی لگا توپھرتواسکی اقتداء میں نمازپڑھنا (صرف مکروہ ہی نہیں) بلکہ جائز ہی نہیں ہے

(۱) برجندی امامت۔۔جلد۱۔۱۱۷ (۲) شبلی جلد۱۔۱۳۴ (۳) بمعناہ۔مولوی حسامی ۳۸۲ (۴) خلاصۃ جلد۱۔۱۲۱ (۵) ہندیۃ جلد۱۔۱۱۶ (۶) ہدایۃ جلد۱۔۸۹ (۷) خانیۃ جلد۱۔۴۴ (۸) مجمع الانھر جلد۱۔۱۰۵ (۹) جامع الرموزجلد۱۔

﴿بارویں بحث وہابیوں سے قطع تعلق واجب ہے﴾

(۱) **ولایترحم علی الوهابیة اذاذکروا**

جب وہابیوں کانام لیاجائے توان پر (رحمت اللہ علیہ) نہ کہاجائے

(۲) **قال سهیل بن عبدالله من صحح ایمانه واخلص توحیده لایأنس الی مبتدع ولایجالسه** ۔اھ۔حقائق۔ثم چرخی ۱۲

(۲) سہیل بن عبداللہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔صاحبِ ایمان خالص توحیدوالا نہ تو وہابی سے محبت کرے اور نہ اپنے پاس بٹھائے۔

(۳) **ولایکاثر اهل البدعة**۔ حقائق التفسیر ثم یعقوب چرخی ۲۲

(نیزمسلمان) وہابیوں سے خوش طبعی نہ کرے ------------

(۴) **ولایدانیهم**۔ اھ۔حقائق۔ثم چرخی ۲۲۔

(نیز) کسی وہابی کے نہ (توخود) قریب جائے اورنہ (انکواپنے قریب چھوڑے)

(۵) **من تحبب الی مبتدع نزع نورالایمان من قلبه**۔اھ۔چرخی

(نیز)جومسلمان وہابی سے محبت کرے گا۔اسکے دل سے ایمان کانورنکال دیاجاتاہے۔

(۶) **ولایواکله ولایشاربه**۔اھ۔حقائق۔ثم چرخی ۲۲۔

(نیز) مسلمان کسی وہابی کونہ کھاناکھلائے اورنہ اسے پانی پلائے۔

سیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی وہابی کوسلام تک نہ کیا جائے۔

(۷) **ولایسلم علیهم لان امامنا احمدبن حنبل قال من سلم علی صاحب البدعة فقد احبه لقول رسول الله ﷺ افشو السلام بینکم تحابوا (الیٰ قوله ﷺ) وقال فضیل بن عباس** رضی الله عنهما) **من احب صاحب البدعة احبط الله عمله واخرج نورالایمان من قلبه** اھ۔غنیۃ الطالبین ۵۵

سیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی وہابی کوسلام تک نہ کیا جائے ۔ کیونکہ ہمارے امام سیدناامام احمدبن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے۔کہ سلام کرنا(وہابی کو اس لئے منع ہے) کہ سلام سبب محبت ہے (توگویاتونے وہابی کوسلام کرکے اس سے محبت کااظہارکیاجبکہ وہابی سے اجتناب ضروری ہے چہ جائیکہ کہ محبت ہو،وہابی کوسلام کرنا اس لئے منع ہے کہ سلام ذریعہ محبت ہے دیکھئے)حضور پرنور ﷺ نے فرمایا(مسلمانوں آپس میں) سلام خوب پھیلاؤ(ایک دوسرے کوسلام کرو) کیونکہ اس سے محبتیں بڑھتیں ہیں سیدنا فضیل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے بدعتی(وہابی)سے محبت کی اسکے نیک اعمال ضائع کردیے جاتے ہیں نیز اسکے دل سے ایمان کانور نکال دیا جاتاہے۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

(۸) وَلَا یُجَالِسُہُ ۔۔سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وہابی کو اپنے پاس نہ بٹھاؤ۔غنیۃ الطالبین ۔۵۵۔ثم یعقوب چرخی ۲۲

(۹) ومن واھن مبتدعا سلبه الله حلاوة السنن

جس (مسلمان) نے بدعتی (وہابی) سے (کسی کام میں یا گفتگوہ میں) نرمی کی تو اللہ جل جلالہ اسکے دل سے سننِ مصطفیٰ ﷺ کی مٹھاس نکال دیتا ہے (کیونکہ وہابی) رسول اللہ ﷺ کا بدترین گستاخ ہے اوراللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے کہ کل قیامت کے دن میں ان گستاخوں سے کلام نہیں کروں گا نہ لطف وکرم کی نگاہ سے دیکھوں گا بلکہ ان کو جہنم میں داخل کروں گا لایکلمھم الله. ولایزکیھم ،مترجم)

﴿سیدناغوث اعظم رضی الله عنه فرماتے ہیں﴾

(۱۰) ولا یھنھم فی الاعیاد واوقات السرور.

ان گمراہوں (وہابیوں) کوعیدین اوردیگرخوشی کے مواقع پرمبارکباد نہ دی جائے۔

غنیۃ الطالبین ۔۵۵

(۱۱) بل یبانیھم ویعادیھم فی الله معتقد بطلان مذھب اھل البدعة محتسبا بذلک الثواب الجزیل والاجر الکثیر ۔اھ۔غنیۃ الطالبین جلد۲۔۵۵۔وحقائق التفسیر چرخی۔۲۲۔

(نیز غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ان دشمنوں سے) قطع تعلق کرو، نیز ان سے اللہ جل جلالہ (کی رضا وخوشنودی کے حصول کیلئے) دشمنی رکھو۔ نیز انکے مذہب کے باطل ہونے کا (پختہ) یقین رکھو اللہ جل جلالہ تمہیں پوراپورا اجر عطاء فرمائے گا۔

(۱۲) وروی عن النبی ﷺ انه قال من نظر الی صاحب البدعة بغضا له فی الله ملأ الله تعالیٰ قلبه امنا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جس نے بدعتی (وہابی) کو (اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے) بغض (نفرت) کی نگاہ سے دیکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے دل کو امن سے بھردیگا۔۔۔

(۱۳) وايما المؤمن انتهر صاحب بدعة له فى الله امنه الله تعالىٰ يوم القيٰمة.......

جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے وہابی کوذلیل کیا۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے دل کو(ہرطرح کا)امن عطافرمائے گا۔غنیۃ الطالبین۔

(۱۴) ومن اسحقر صاحب بدعة رفعه الله تعالىٰ فى الجنة مائة درجة

جس نے بدعتی (وہابی) کوحقیر(ذلیل) کیا۔اللہ تعالیٰ(اس گستاخ کی تذلیل کی وجہ سے) قیامت کے دن جنت میں اسکو(دوسرے جنتیوں سے)سودرجے بلندعطافرمائے گا۔غنیۃ الطالبین جلد۲۔۵۵

(۱۵) واذا رأيت مبتدعا فى الطريق فخذ طريقاآخر.

(جس راستے سے وہابی) کوآتے دیکھواپناراستہ تبدیل کرلو(کیونکہ یہ مغضوب ہے یعنی وہ انسان ہے جس پراللہ تعالیٰ نے غضب نازل فرمایاہے۔راستہ اس لئے تبدیل کرلوکہ کہیں اسکی قربت سے تو بھی اللہ تعالیٰ کے غضب میں نہ آئے جس طرح وادی محسر سے جلدی گذرنے کاحکم ہے یوں ہی بطنِ عرنہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے بیٹھنے سے منع فرمایا صالح مدین میں تبوک جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے جلدی گذرجانے کاحکم فرمایا کیونکہ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کے گستاخوں پر عذاب نازل ہواتھا،تعلیق،مترجم)۔

سو''وہابی'' جس راہ چل رہاہے تواس راہ کوتبدیل کر۔تاکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے)غنیۃ الطالبین جلد۲۔۵۵۔

﴿سیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۱۶) وقد لعن النبى ﷺ المبتدع فقال من احدث حدثاًاوٰى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ولايقبل الله منه الصرف والعدل يعنى بالصرف الفريضة والعدل النافلة۔غنیۃ الطالبین جلد۱۔عقائداہل سنت والجماعۃ ۵۵

نبی کریم ﷺ نے بدعتی(وہابی) پرلعنت فرمائی ہے۔

اورفرمایا۔جس شخص نے (دین میں) نئی چیز ایجاد کی۔یا (کسی نے نئی چیز ایجاد کی جسکا ہمارے دین سے کوئی تعلق نہ ہو) اوراس نے اس پر عمل کیا سواس پراللہ تعالیٰ تمام ملائکہ اور جمیع انسانوں کی لعنت ہو اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس (بدعتی) کے فرض ونوافل قبول نہیں کرتا

✿

(۱۷) وعن ایوب السجستانی انه قال اذاحدث الرجل بالسنة فقال دعنامن هذاوحدثنا بمافی القرآن فاعلم انه ضال

﴿حضرت ایوب سجستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں﴾

کہ جب کوئی (عالم) نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کررہاہواور سننے والا کہے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ چھوڑدو (اس مسئلہ کاحل) قرآن سے بیان کر (تواے سننے اور پڑھنے والے) سمجھ جا، کہ ایسا شخص گمراہ ہے۔غنیۃ الطالبین جلدا۔عقائداہل سنت والجماعۃ ۵۵

﴿سیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۱۸) قال النبی ﷺ اذالقیت الفاجر فالقه بوجه مکفهر.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔جب تم کسی فاسق وفاجروگمراہ (وہابی) کودیکھوتواسے ترش روئی سے دیکھو۔

✿

(۱۹) واذا علم الله تعالیٰ من رجل انه مبغض لصاحب بدعة رجوت الله تعالیٰ ان یغفر ذنوبه وان قل عمله ۔اھ۔غنیۃ الطالبین جلدا۔عقائداہل سنت والجماعۃ ۵۵

✿

جب کوئی کسی بدعتی گمراہ (وہابی) سے (محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر) نفرت کرے تو مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص (جووہابی سے نفرت کرتاہے) کے تمام گناہوں کوبخش دے اگرچہ اسکے اعمالِ خیرکم ہی کیوں نہ ہوں۔

﴿سیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۲۰) ومن لقیه بالبشراوبمایسره فقداستخف بماانزل الله تعالیٰ علی محمد ﷺ

✿

جوکسی گمراہ (وہابی) سے خوشی سے ملاقات کرتاہے اوریہ ملاقات اسے اچھی لگے (اس ملاقات سے اسے خوشی حاصل ہو) تواس نے حضور پرنور ﷺ پرنازل شدہ کتاب (قرآن کریم) کی تحقیر کی۔ غنیۃ الطالبین جلد۲۔ ۵۵

﴿سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۲۱) وعن المغیرة عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم انه قال قال رسول الله ﷺ ابی الله تعالیٰ ان یقبل عمل صاحب بدعة حتیٰ یدع بدعته۔ غنیۃ الطالبین جلد۲۔ ۵۵

حضرت مغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مبتدع (وہابی) کے عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک وہ اپنی (وہابیت) سے توبہ نہ کرے

﴿سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۲۲) وقال فضیل ابن عیاض رضی الله عنه سمعت سفیان بن عیینة یقول من تبع مبتدعا لم یزل فی سخط الله تعالیٰ حتیٰ یرجع.

غنیۃ الطالبین جلد۲۔ ۵۵

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا ہے کہ جس نے مبتدع کی (وہابی) تابعداری کی تو جب تک اسکی تابعداری چھوڑ نہ دے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب میں رہیگا۔

چار اہم فتوے۔ وہابیہ خوارج ہیں

تیرویں بحث میں علماء اہلسنت کے وہ فتوے جن میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وہابیہ خوارج ہیں۔
(۱) پہلا فتویٰ۔ جو بمقام تورڈھیر۔ ضلع مردان پشاورڈویژن میں تحریر کیا گیا۔
مندرجہ ذیل ہے۔
سوال۔ زید کہتا ہے۔ (۱) انبیاء کرام واولیاء اللہ۔ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنا جائز نہیں۔
(۲) انبیاء کرام ہوں یا اولیاء اللہ یا شہداء۔ تمام کے تمام جمادات (مٹی اور پتھر) ہیں۔
(۳) اگر کسی مسلمان نے محض اللہ کی رضا کیلئے و مریض کی **صحت یابی** کیلئے گھر میں قرآن خوانی کرائی، اور صاحب خانہ کھانا وغیرہ کھلائے۔ تو یہ کھانا حرام ہے، اور خنزیر کا گوشت کھانے کے مترادف ہے، اور اس ختم قرآن، کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی اجر وثواب نہیں۔۔
(۴) اگر کوئی مسلمان فوت ہوجائے۔ اور اسکا ولی اپنے مال میں سے ایصال ثواب کی نیت سے کچھ پکا کر۔ فقرا کو کھلائے، سواس خیرات وطعام کا کھانا حرام ہے، نیز میت کے گھر کھانا کھانے والوں کی بیویاں ان پر حرام ہوجاتیں ہیں۔
(۵) اولیاء اللہ سے مدد مانگنا۔ جادوگری ہے۔
(۶) جولوگ اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کیلئے جائیں۔ اور وہاں بیٹھے ہوئے فقراء، ومجاورین کو صدقہ دے، سو یہ صدقہ دینے والا کافر ہے۔
(وضاحت طلب امر یہ ہے، کہ آیا زید اپنے ان اقوال کی بناء کافر ہوا۔ یا ہنوز مسلمان ہے، ایسے شخص کے بارے میں مفتیان عظام کا کیا فتویٰ ہے)

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداو مصلیاو مسلما۔ امابعد
مذکورہ بالا عقائد رکھنے والا، خود اس طرح کہنے والا زید اہل سنت والجماعت یعنی مذاہب اربعہ سے خارج اور وہابی ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ایسے آدمی سے اجتناب کرے اور اس سے علیحدگی و کنارہ کشی اختیار کرے۔
وہ علماء کرام ومفتیان دین جنہوں نے یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔
(۱) مولانا اسماعیل سکنہ مانکے بقلم خود (۲) مولانا عبد العلی سکنہ یعقوبی

(۳) مولانا میر عبداللہ سکنہ طورو۔ (۴)مولاناصاحب حق گولڑوی اسماعیل زئے
(۵) مفتی شائستہ گل ساکن متہ بقلم خود (۶) مولانا زین اللہ ساکن گوجرگڑھی
اس فتوی کااصل جس پرایکسواڑتالیس علماء کرام ومفتیان عظام کے دستخط موجود ہیں ۔
طورڈھیرشریف نوشہرہ۔میں سجادہ نشینوں کے پاس محفوظ ہے۔

دوسرا فتوی

جوحضرت علامہ مفتی قطب الدین غورغشتوی (شاہ منصورمردان) نے تحریرفرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم. امابعد.

والله يختص برحمته من يشاء والله ذوالفضل العظيم .تعزمن تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شئ قدير .ورفعنالك ذكرك. فان مع العسريسرا. فاذافرغت فانصب والىٰ ربك فرغب والذين جاهدوا فينالنهدينهم سبلنا. وان الله مع المحسنين.

فقیرقطب الدین غورغشتوی ۔اہل اسلام سے عموما۔واہل سنت وجماعت سے خصوصا عرض پردازہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی وابن تیمیہ اورابن قیم،خارجی وہابی ہیں۔اس سلسلہ میں سلف صالحین رحمهم الله تعالیٰ اجمعین کی مساعی جلیلہ موجودہیں جوکافی وشافی ہیں لیکن جب(ہمارے یہاں علماء و)عوام میں انکاتذکرہ چلنے لگا۔تومیں نے مسلمانوں کوجنگ و جدل سے بچانے کی خاطرجید علماء کرام و مفتیان عظام کی معیت میں ذیل میں دیا ہوا فتویٰ مرتب کیا۔

عزیزان اخوان اسلام

ابن عبدالوہاب،ابن تیمیہ،ابن قیم،کے متبعین(ان کے ماننے والے جنکے عقائدیہ ہیں)
(۱) رسول اللہ ﷺ کی قبرشریف کوصنم اکبر(بڑابت) کہتے ہیں(نعوذباللہ)
(۲)اپنے آپ کو موحدین کہتے ہیں۔
(۳)اوراپنے مخالفین کومشرک اور یارسول اللہ ﷺ پکارنے کوشرک کہتے ہیں۔
(۴) انبیاء کرام واولیاء کرام کی ارواح کے ایصال ثواب کوحرام کہتے ہیں۔

(۵)(انبیاء کرام واولیاء کرام) کے مزارات اگردور ہوں تووہاں حاضری کوناجائز کہتے ہیں
(۶) نیز، یاعلی، یاغوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنهما) پکارنے کو شرک کہتے ہیں۔
(۷) نیز، کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام کی کرامات رحلت کے بعد ثابت نہیں
(۸) انبیاء کرام واولیاء کرام کے ساتھ وسیلہ لینے کو حرام گردانتے ہیں۔
یہ عقیدہ رکھنے والا یاایسا کہنے والا۔اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔اگرکسی صاحب کو مزید تحقیق کا شوق ہوتوفقیر کے ساتھ کرسکتا ہے۔**لااکراہ فی الدین** کی وجہ سے مجھے کسی سے کوئی تعرض نہیں۔(میں کسی کومجبورنہیں کرسکتا) ہاں جہاں تک تعلق ہے۔ترک موالات کا (وہابیوں سے قطع تعلق کا) اس میں ہمیں اختیار ہے۔

واللہ یدعواالی دارالسلام ویھدی من یشاء الی صراط مستقیم

(۱) مولوی قطب الدین غورغشتوی بقلم خود
قاضی محمد زاہدصاحب حال مفتی جمیعت العلماء ضلع کیمبل پور مکان وڈاکخانہ شمشاد
(۳) قاضی عبدالشکورسابق مفتی جمیعت مذکور بقلم خود
(۴) مولانا میر عبداللہ بقلم خود
(۵) صاحب حق عبدالخالق گڑھی کپورہ بقلم خود
(۶) مفتی شائستہ گل القادری متہ لنڈی شاہ مردان
(۷) مولانا غلام رحمانی ۔لوند خوڑ بقلم خود
(۸) مولانازین اللہ ساکن تورلاندری بقلم خود

ہم خادمان اہل علم جناب حضرت مولانا سرتاج علماء قطب الدین غورغشتوی دامت برکاتہم العالیہ کے لکھے ہوئے فتویٰ کے ساتھ ظاہراً وباطناً اتفاق کرتے ہیں۔ یہاں علاقہ بلاک وغیرہ ضلع مردان میں نجدیوں وہابیوں کے ہم مشرب وہم عقیدہ لوگ پائے جاتے ہیں جو ان عقائد فاسدہ کی بنا اہل سنت والجماعت کے زمرہ سے

تیسرا فتویٰ

مفتیان مصر نے ,,رسۃ المصر۔میں جوفتویٰ تحریرفرمایا کامضمون مندرجہ ذیل ہے۔
سات سوپچپن ھجری ۷۵۵ھ۔میں ابن تیمیہ ظاہری پیداہوا۔

(۱) جواللہ تعالیٰ کو ''مجسم'' کہتا تھا۔
(۲) رحمۃ للعٰلمین ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کے سفرکو حرام کہتا تھا۔
(۳) بعض خلفاء راشدین کی توہین وتحقیر کرتا تھا۔

(۴) ائمہ مجتہدین کی توہین اسکا طریقہ تھا۔
ان عقائد فاسدہ کی دلیل کیلئے اسکی کتاب ''صراط مستقیم'' موجود ہے۔
علماء عصر، شیخ ابوداود سمان اور شیخ کمال الدین، شیخ تقی الدین سبکی **علیھم الرحمات**، نے اسکے عقائد باطلہ کورد کیا، اوراسے گرفتار کرکے، مدرسہ کاملہ مصر میں لے آئے، مفتیان اسلام وتمام قاضی جمع ہوئے، اور (ان تمام مسائل ضروریہ پر بحث کی، یہاں تک کہ جب وہ ان عقائدِ فاسدہ پر قائم رہا) تو بادشاہ وقت نے تمام شہروں میں حکم نامہ جاری کیا، کہ ابن تیمیہ کا عقیدہ اجماع امت کے خلاف ہے، جو اسکی پیروی کریگا، اجماعِ امت کے خلاف ہوگا۔

﴿چوتھا فتویٰ﴾

جو دمشق شام ۔میں تحریر ہوا۔

ابن تیمیہ جب شام (ملک کا نام ہے) آیا، تو پھر ان عقائد فاسدہ کی وجہ سے قید کردیا گیا سلطان وقت کا حکم نامہ جاری ہوا۔ کہ جو بھی ابن تیمیہ کے عقیدہ فاسدہ پر ہے ۔ اسکا خون ومال ۔حلال ہے، کیونکہ ابن تیمیہ ظاھری ہونے کیساتھ ساتھ خارجی ہے۔ کیونکہ ابن تیمیہ ۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی گستاخی اور بے ادبی کرتا تھا۔ الغرض (کہ یہ ایسا وقت تھا کہ جب بھی) حکومت اسلامیہ میں کوئی شخص دین کے خلاف بات کرتا تو حاکمان وقت اسی وقت اسے سزا دیتے تھے چاہے ابن تیمیہ ہو یا کوئی اور
جواہر الایقان فی حفظ الایمان ۸۔وصححہ۔علامہ عبدالحق محدث دہلوی۔تفسیر حقانی۔۱۴۱۔حاشیہ نبراس۔۱۱۶

﴿فتوؤں کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے﴾

(۱) فتویٰ اولیٰ وفتویٰ دوم کی رو سے وہابیہ اہل سنت وجماعت یعنی مذاہب اربعہ سے خارج ہیں۔
(۲) فتویٰ اولیٰ ۔یہ لوگ وہابیہ ہیں۔
(۳) فتویٰ سوم کی روسے۔ابن تیمیہ کا عقیدہ اجماع کے خلاف ہے۔جواہر الایقان فی حفظ الایمان ۸۔حاشیہ نبراس۔۱۱۶
(۴) اولیاء اللہ ومشائخ وعلماء کی اہانت وتحقیر وتذلیل کفر ہے۔
(۵) فتویٰ چہارم کی روسے جو ابن تیمیہ کے عقیدہ کا پیروکار ہو اسکا مال وخون حلال ہے۔
جواہر الایقان فی حفظ الایمان ۸۔حاشیہ نبراس۔۱۱۶

(٦) فتویٰ چہارم کی روسے ابن تیمیہ ظاہری وخارجی ہے ،جواہرالایقان فی حفظ الایمان ۸ ۔حاشیہ نبراس۔۱۱۶
(۷) فتویٰ چہارم کی روسے ابن تیمیہ سیدناعلی وسیدہ فاطمۃ الزہرارضی اللہ عنھما کا گستاخ و بے ادب تھا جواہرالایقان فی حفظ الایمان ۸۔حاشیہ نبراس۔۱۱۶

﴿ابن تیمیہ اوروہابیہ بدعتی نیز ضال ومضل وخارجی وظاہری ہیں﴾

فتاوی حدیثیہ کے مصنف الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الھیتمی المکی ۹۰۹۔۹۷۴ھ ابن تیمیہ کے بارے میں اپنے تأثرات لکھتے ہیں۔

(۱)ویعتقد فی ابن تیمیة انه مبتدع ضال ومضل جاهل غال عامله الله تعالیٰ بعد له واجارنامن مثل طریقته وعقید ته وفعله. آمین۔فتاویٰ حدیثیہ۔۸۴

ابن تیمیہ گمراہ ہے اورگمراہ کرنے والاجاہل حد سے تجاوزکرنے والاہے۔اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عدل سے معاملہ کرے اورہمیں (ایسے گمراہ کے) عقائد(فاسدہ)وافعالِ قبیحہ اور (اسکے غلط) راستوں سے محفوظ فرمائے۔آمین۔

﴿فتاوی حدیثیہ کے مصنف الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر﴾

الھیتمی المکی ۹۰۹۔۹۷۴ھ ۔صفحہ نمبر۸۳ پرتحریرفرماتے ہیں۔

(۲) **ابن تیمیة خذله الله تعالیٰ و اضله و اعماه واصمه واذله وبذالک صرح الائمة**۔الفتاویٰ الحدیثیہ۔۸۳

ابن تیمیہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے(اپنے عذاب میں) گرفتارکیا۔اوراسے گمراہ ۔اندھا۔گونگا۔اورذلیل کیاہے۔آئمہ کرام نے اسی طرح تصریح فرمائی ہے۔

(۳)حضرت علامہ فاضل محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیرحقانی کے صفحہ ۱۴۱۔ پرلکھاہے۔کہ ابن تیمیہ خارجی(وہابی)اورظاھری تھا۔اسی طرح انوارآفتاب صداقت کے صفحہ ۳۴۷ پربھی تحریرہے۔

﴿شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی رحمۃ اللہ علیہ﴾

شواہدالحق صفحہ ۱۳۱پرابن تیمیہ وہابی **کی** بدعتوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

(۴) اعلم ان کل باب من ابواب هذاالکتاب الثمانیة کاف واف لرد بدعة ابن تیمیة وفرقة الوهابیة الیٰ آخره۔شواہدالحق۔

میری اس کتاب (شواہد الحق) کے آٹھ بابوں میں سے ہرباب ابن تیمیہ کی بدعتوں اوروہابیوں کے رد کے لئے کافی ہے۔

﴿علامہ ابوالشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۵)من قال بانه تعالیٰ سبحانه جسم وله مکان او یمرعلیه زمان ونحو ذالک کافرلم یثبت له حقیت الایمان ۔شرح القاری للفقہ الاکبر۔۲۰۱۔شرح العقائد الجلالی۔ جلد۲۔صفحہ ۱۱۶۔نقلا عن شرح المواقف۔وعن الرافی تفسیر العزیز۔۲۵۰۔تمہید ابی الشکور السالمی ۲۰۱۔

جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے اور اسکے لئے مکان ہے۔یایوں کہا کہ اس پر زمانہ گذرتا ہے۔اوراس قسم کی دوسری باتیں کیں تو وہ کافر ہے۔اوراسکے لئے ایمان ثابت نہیں

﴿حضرت علامہ شیخ احمدالصاوی رحمت اللہ علیہ نے﴾

وہابیوں کے بارے میں فرمایا۔کہ وہابیہ خوارج ہیں۔نیز یہ لوگ حزب الشیطن ہیں۔

(۷) نزلت هذه الآیت (ای. افمن زین له سوء عمله فرأه حسنا)فی الخوارج الذین یحرفون تاویل الکتاب والسنة ویستحلون بذلک دماء المسلمین واموالهم کماهومشاهدالآن فی نظائرهم وهم فرقة بارض الحجازیقال لهم الوهابیة یحسبون انهم علی شئ الاانهم هم الکاذبون استحوذعلیهم الشیطن فانسٰهم ذکرالله اولٰئک حزب الشیطن الاان حزب الشیطن هم الخاسرون. نسأل الکریم ان یقطع دابرهم۔صاوی۲/۲۴۔۳۰۷۔

یہ آیت(افمن زین له)خوارج کے بارے میں نازل ہوئی۔کیونکہ یہ لوگ قرآن وحدیث کے معنیٰ کوبدلتے ہیں۔اورمسلمانوں کے قتل کوروارکھتے ہیں۔انکے مالوں کوضائع کرنا جائز قرار دیتے ہیں نیز آج کل اسکی مثالیں اورنظائرموجودہیں۔یہ فرقہ جو حجاز (سعودیہ) میں پایا جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں حقیقت یہ ہے کہ لوگ(وہابیہ)جھوٹے ہیں۔یہ شیطن کی جماعت ہے شیطن نے ان پرغلبہ کیا۔یہاں تک کہ ان سے ذکرالٰہی بھلادیا۔یقیناًیہی لوگ حزب الشیطن ہیں۔خبردار۔شیطن کی جماعت ہی نقصان اٹھانے والی ہے۔ہم اللہ کریم جل جلالہ سے دعاکرتے ہیں۔کہ اللہ تعالیٰ انکی جڑوں کوختم کردے۔(آمین)

﴿حضرت علامہ شیخ احمدالصاوی رحمت اللہ علیہ وہابیہ کاردکرتے ہوئے لکھتے ہیں﴾

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔ولاتدع مع الله الها..

(۸)(ولاتدع) تعبد (مع الله الٰها آخر)(قوله)اشاربذلک الیٰ ان المراد بالدعاء العبادة وحینئذفلیس فی الآیة دلیل علی مازعم الخوارج من ان الطلب من الغیر حیا ومیتا شرک فا نه جهل مرکب لان سوال الغیرمن اجراء الله النفع او الضر علی یده قد یکون واجبالانه من التمسک باالاسباب الاجحود اوجهول،صاوی.جلد۳.قصص.رکوع ۲۲۹.۹/۱۲

علامہ صاوی لکھتے ہیں۔اس آیت(ولاتدع مع الله آخر)ولاتدع کامعنیٰ ہے(ولاتعبد) اے لوگواللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو،جب ولاتدع کامعنیٰ(ولاتعبد)ہوا، تو وہابیہ کے قول کاردِ بلیغ ہوگیا(کیونکہ)وہابیہ خوارج اس آیت کایوں ترجمہ کرتے ہیں،کہ غیراللہ (انبیاء واولیاء)زندہ ہوں یاوفات شدہ ۔ ان سے مددمانگنا(پکارنا)شرک ہے

(مفسرقرآن علامہ صاوی وہابیوں کے اس معنیٰ کاردکرتے ہوئے لکھتے ہیں) کہ وہابیوں کااس اندازسے ترجمہ کرنااوریہ مرادلینا انکی سخت جہالت ہے(اس لئے کہ جومسلمان یہ سمجھ کرانبیاء کرام اوراولیاء اللہ سے مددمانگتاہوکہ نفع ونقصان،اللہ تعالیٰ،نے ان(انبیاء واولیاء اللہ)کے ہاتھوں جاری کیاہے،سویہ **تمسک بالاسباب** ہے اورجوشخص **تمسک باالاسباب** کامنکرہو،وہ بلاشبہ جاہل ہے،اوراسلام کا منکرہے۔

﴿حضرت علامہ شیخ احمدالصاوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

کہ وہابیہ خارجی گمراہ۔اورگمراہ کرنے والے ہیں۔علامہ۔اس آیت مبارک۔والذین اتخذوا من دونه. کی تفسیرکرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۹)(والذین اتخذوامن دونه)ای الاصنام (اولیاء)الآیة جلالین.واماالاولیاء بمعنیٰ المتولین. خدمة ربهم وتولاهم بمحبة ومعرفة فمحبتهم والتعلق بهم من جملة طاعة الله لانهم الوسیلة لنا الی الله ورسوله ولیست محبتنالهم وتوسلنابهم شرکا خلا فاللخوارج الضالین المضلین حیث زعمواان کل من توسل الی الله باحد سواه فهومشرک ۔اه۔صاوی۔جلد۴۔شوریٰ رکوع۔۲/۱۔۳۲

کہ (من دونه)سے مراداولیاء اللہ نہیں بلکہ(من دونه)سے (صنم) بت مراد ہیں(کیونکہ) اولیاء اللہ سے محبت وتعلق۔بعینہ اللہ جل جلالہ سے محبت کرناہے ۔ اورانکی محبت درحقیقت رب ذوالجلال۔کی اطاعت ہے اس لئے،کہ اولیاء اللہ،تووہ ہیں،جواللہ کریم سے محبت کرتے

ہیں اوراللہ کی رضا چاہتے ہوئے ہمہ وقت دین اسلام۔اورمخلوق خدا کی(سماجی معاشرتی ظاہری وباطنی اصلاح) خدمات سرانجام دیتے ہیں سو۔اولیاء اللہ سے محبت کرنا۔ اوراولیاء اللہ کوبارگاہِ صمدیت میں۔وسیلہ بنانا شرک نہیں۔بلکہ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جوہمیں اللہ سے ملادیتے ہیں۔یہ نفوس قدسیہ تقرب الی اللہ کے لئے اعظم وسیلہ ہیں۔
(اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملے۔یہ اللہ والے ہیں جواللہ سے ملادیتے ہیں۔مترجم)
(خلافا للخوارج) البتہ وہابیہ کہتے ہیں کہ اگرکسی مسلمان نے بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگا۔اوراولیاء اللہ کووسیلہ بناکراللہ تعالیٰ سے مانگا۔تووہ مسلمان مشرک ہے(نعوذ باللہ) ان(برے عقائد و اقوال کی وجہ سے) وہابیہ خوارج گمراہ اورگمراہ کرنے والے ہیں۔
(اللهم احفظنامن شرورهم.ومن عقائهم الفاسدة الضالة. آمين. مترجم)

﴿حضرت علامہ شیخ احمدالصاوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

چونکہ وہابیہ قرآن و حدیث کے معنیٰ کو تبدیل کرتے ہیں۔اسی وجہ سے یہ لوگ خوارج ہیں ضال اورمضل ہیں۔علامہ اس آیت مبارکہ ومن یکفربه.کی تفسیرکرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

(۱۰) (وَمَن يَّكْفُرْبِهِ)اى بالكتاب الموتىٰ بان يحرفه. جلالين. قوله (بان يحرفه) اى متعمدا بان يتلاعب بمعانيه والفاظه ويأخذ بظاهره وذلك كالخوارج الذين يأخذون بظاهره ولا يعرفون معانيه فضلوا. واضلوا. فان من جملة ابواب الكفر الاخذ بظاهر الكتاب والسنة........ صاوى.جلد.١.بقرة.ركوع.١٤/٤١.١٤٧.٥٧
جولوگ کلام اللہ ۔کے الفاظ ومعانی میں تحریف کرتے ہیں۔درحقیقت وہ لوگ کلام اللہ سے جان بوجھ کرکھیلتے ہیں۔اورخوارج وہابیہ کی طرح قرآن کریم کی آیات متشابھات کے ظاہر پرعمل کرتے ہیں۔حالانکہ قرآن کریم اوراحادیث کے۔متشابھات کے۔ظاہری لفظی ترجمہ پرعمل کرناکفرہے۔چونکہ یہ خارجی (وہابی ٹولہ) قرآن وحدیث کے معنیٰ کونہیں جانتے ۔ لہذاخودبھی گمراہ ہیں اوردوسرے مسلمانوں کوبھی گمراہ کرنے
والے ہیں۔کیونکہ کفرکے ابواب میں ایک یہ بھی ہے۔کہ اگرکوئی قرآن وحدیث کے ظاہر پر عمل کرے۔ سو وہ کافرہے۔

نجد کے خوارج

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں

(۱۱)فیکفی فی الخوارج اعتقادھم کفرمن خرجوا علیه کما وقع فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذھب الحنابلة لکن اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم .ھم المشرکون واستبحوا بذلک قتل اھل السنة والجماعة وقتل علمائھم حتیٰ کسر الله تعالیٰ شوکتھم وخرب بلادھم وظفربھم عساکر المسلمون عام ثلاث وتلثین ومأتین والف۔۔۔۔شامی جلد۳۔باب البغات ۳۰۹

کہ ابن عبدالوہاب نجدی اور اسکا ٹولہ نجد سے ظاہر ہوا۔اورانہوں نے حرمین شریفین پر چڑھائی کی۔انہوں نے حرمین شریفین کے سنی مسلمانوں اور علماء اہل سنت کو قتل کیا۔ (انکے خون سے مکة المکرمة اور مدینة المنورہ کی گلیوں کو رنگین کیا یہ ظلم عظیم ان ظالموں نے اس لئے کیا) کہ جس طرح خوارج کا عقیدہ ہے کہ جو بھی ہمارا مخالف ہے،سووہ کافر ہے (نعوذ باللہ) ان نجدیوں وہابیوں نے دعویٰ کیا کہ ہم حنبلی ہیں (انکا یہ دعویٰ (غلط ہے) اس لئے کہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ بس ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہم نجدیوں کے مخالف ہو سووہ مشرک ہیں (نعوذ باللہ) اور (ان نجدیوں نے) حکم جاری کیا کہ مسلمانوں (اہل سنت وجماعت کے عوام) اور علماء اہلسنت وجماعت کا قتل رواہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکے دبدبے شان وشوکت کو ختم فرمایا۔

ابن تیمیہ اور وہابیوں کے کفر کی وجوہات

چودہویں بحث ابن تیمیہ اور وہابیوں کے کفر کے بیان میں ہے۔

فتاوی حدیثیہ کے مصنف الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الهیتمی المکی ۹۰۹۔۹۷۴ھ فتاوی حدیثیہ کے صفحہ نمبر۸۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) تملأعلیه ای علیٰ ابن تیمیة اھل عصرہ ففسقوہ وبدعوہ بل کفرہ کثیر منھم .فتاوی حدیثیه ۸۴

(جب مسلمانوں نے اس زمانے کے علماء سے ابن تیمیہ کے بارے میں پوچھا تو اسکے ہم عصر علماء نے) متفقہ فیصلہ وفتویٰ صادرفرمایا۔کہ ابن تیمیہ فاسق وبدعتی ہے۔اور انہی میں سے اکثر علماء نے ابن تیمیہ پرکفر کا فتویٰ صادر کیا۔

﴿علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۲)اعلم ان هؤلاء الکفرة والبغاة الفجرة اجمعوابین اصناف الکفروالبغی والعناد وانواع الفسق والزندقة والالحادو من شک فی کفرهم والحادهم و وجوب قتالهم فهو کافر مثلهم ۔ تنقیح الحامدیۃ ردۃ ۱۰۳

کہ ان کافروں،باغیوں،فاجروں نے کئی اقسام کے کفر،بغاوت، بدنیتی،اورفسق وفجور زندیقیت کواختیار کیا،لہذا جوشخص انکے کفراوردین سے نکلنے اور انکے قتل کے وجوب میں شک کرے''سو''وہ بھی ان جیسا ''کافر''ہے۔

﴿علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ۔تنقیح الحامدیہ میں لکھتے ہیں﴾

(۳) ومن وجوه الکفر انهم یستخفون الدین ویستهزؤن بالشرع المبین۔۔ تنقیح الحامدیۃ ردۃ۔جلد۱۔۱۰۳

اورانکے کفر کی وجوہات میں بعض یہ بھی ہیں کہ یہ لوگ دین کی توہین کرتے ہیں۔اور شرع مبین کے ساتھ استہزا یعنی مسخرے کرتے ہیں

﴿علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ۔تنقیح الحامدیہ میں لکھتے ہیں﴾

(۴) ومنهاانهم یهینون العلم والعلماء مع ان العلماء ورثت الانبیاء وقدقال الله تعالیٰ انمایخشی الله من عباده العلماء۔ تنقیح الحامدیۃ ردۃ۔جلد۱۔۱۰۳

اورانکے کفر کی وجوہات میں ایک یہ بھی ہیں کہ کہ یہ لوگ علم دین اورعلماء کی توہین کرتے ہیں (حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا) کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔
اوررب ذوالجلال نے فرمایا۔کہ بندوں میں اللہ سے زیادہ ڈرنے والے علماء ہیں۔

﴿وہابیوں کے کفر کی پانچویں وجہ یہ ہے﴾

(۵)وابن تیمیة من المجسمة ومن قال انه تعالیٰ جسم فهو فی غایة السفاهة والجهالة فلم یعتد بقول امثاله ۔اخون شیخ جلد۱۔۹۲۔وحاشیہ نبراس۱۸۹

اخون شیخ، نے فرمایا کہ ابن تیمیہ جواللہ عزوجل کے جسم کا قائل تھاسوایسا شخص جو یہ عقیدہ رکھتاہو نہایت جاہل بلکہ جہالت کی انتہاء کوپہنچا سوایسے جاہل وسفیہہ کا(دین واسلام میں) کیا شمار

﴿حضرت ملاعلی قاری مفتی مکہ شرح القاری للفقہ الاکبرمیں لکھتے ہیں﴾

(٦) من قال بانه سبحانه جسم وله مكان اويمر عليه زمان ونحو ذلک كافرلم يثبت له حقيقت الايمان. شرح القاری للفقہ الاکبر ۲۰۱۔وشرح العقائدالجلالی جلد۲۔۱۱۶،نقلاعن شرح المواقف۔وعن الرفعی۔وتفسیروجیز۔۲۵۰وتمہیدابی الشکورالسالمی ۲۰۱

ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے جسم ہے اوراللہ کیلئے مکان ہے، یااللہ پرزمانہ گذرتاہے یااسی قسم کی دیگرواہیات کہے سووہ شخص کافرہے ایسے شخص کیلئے حقیقتِ ایمان ثابت نہیں۔

﴿فتاوی حدیثیہ کے مصنف الشیخ احمد شہاب الدین بن حجرؒ

الهيتمی المکی ۹۰۹۔۹۷۴ھ

وہابیوں سے کفرکی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(٧)وقول ابن تيمية بالجسمية والجهة والانتقال وانه بقدرالعرش لااصغرولا اكبر تعالىٰ الله عن هذالافتراء الشنيع القبيح والكفرالبواح الصريح۔ فتاویٰ حدیثیہ۔۸۵

ابن تیمیہ اللہ تعالیٰ کیلئے جسم کا قائل تھا اوراللہ تعالیٰ کیلئے جہت وانتقال کا قائل تھااوریہ بھی کہ اللہ تعالیٰ عرش جتناہے نہ عرش سے بڑاہے نہ چھوٹا(نعوذباللہ)جبکہ اللہ تعالیٰ مذکورہ اشیاء سے مبرہ ومنزہ ہے۔ ایساعقیدہ رکھناکفرصریح ہے۔

﴿علامہ سیدمحمدامین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ۔تنقیح الحامدیہ میں لکھتے ہیں﴾

(٨) ومنهاانهم يستحلون المحرمات ويهتكون المتحرمات

تنقيح الحامدية .۱۰۳ جلد ۱ .ردة

یہ (وہابیہ)حرام کوحلال کہتے ہیں(جیسے ابن تیمیہ نے لکھاہے کہ حالت جنب میں رات کو نوافل پڑھناجائز ہے)اورمحترمات(شعائر اللہ) کی توہین کرتے ہیں۔

﴿علامہ ابن عابدین شامی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا﴾

(٩)وقد ثبت بالتواترقطعاعندالخواص والعوام من المسلمين ان هذه القبائح

مجتمعة فی ھٰئولاء الضالین المضلین فمن اتصف بواحد من الامور فھو کافر یجب قتله باتفاق الامة............ تنقیح الحامدیہ ۔جلد۱۔ردۃ۔۱۰۳

چونکہ یہ تمام قبائح ان (وہابیوں) گمراہوں میں موجود ہیں۔تمام مسلمان خواص ہوں یاعوام ا نکی ان گمراہیوں کی (گواہی) دیتے ہیں،لہذا باتفاق امت مسلمہ (وہابیہ) کافراور واجب القتل ہیں۔

﴿حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۰) **لایجاوزایمانھم حناجرھم** : جلد۲۔۱۰۲۴۔ابوداود۔جلد۲۔۱۵۷۔نسائی جلد۲۔۱۵۴۔

(خوارج وہابیہ وہ ہیں) کہ انکا ایمان ۔انکے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔

(۱۱) **یقرؤن لا یجاوز تراقیھم** :

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایاکہ یہ لوگ (خوارج وہابیہ) قرآن کریم کی تلاوت کریں گے۔مگر (آیات قرآن) انکے گلے سے نہ اتریں گی۔ ابن ماجہ جلد۲۔بخاری جلد۲۔ترمذی جلد۲۔۲۲۔ابوداود۔جلد۲۔۶۵۶۔نسائی جلد۲۔۱۵۴۔

﴿علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی﴾

وہابیوں کے کفرکے وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بتاتے ہیں۔

(۱۲) نحن نعلم بالقطع ان ھؤلاء الطوائف الثلاثة.الشافعیة والمالکیة . والحنفیة وموافقیھم من الحنابلة مسلمون ولیسوا بکافرین فقول الوھابیة بان جمیعھم کفار وحمل الناس علی ذلک کیف لایکون کفرا

وقدقال ﷺ اذاقال المسلم لاخیه یاکافرفقد باء بھااحدھما.والضرورة اوجبت بان من کفرھم مسلم والحدیث اقتضیٰ انه یبوء بھااحدھما فیکون القائل ھوالذی باء بھا۔ سبکی ثم شواھد الحق۔۱۰۵۔.....

ان لوگوں (وہابیوں) نے احناف،مالکی،شوافع،مالکی،حنبلی،سب کوکافرکہا ہے حالانکہ یہ سب کے سب مسلمان ہیں،سویہ وہابیہ اپنے اس قول کے بناء خود کافرہوگئے کیونکہ محبوب دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کوکہے اے کافر تو یہ کہنا اسی کی طرف لوٹ آتا ہے کیونکہ سامنے والا (مخاطب) مسلمان ہے سو یہ حکم اسی کی طرف لوٹ آئیگا۔

﴿نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۳) **یمرقون من الدین کمایمرق السهم من الرمیة.**

خوارج (وہابی) دین سے ایسے نکلتے ہیں۔جیسے تیرکمان سے۔

نسائی (جلد۲۔۱۵۴) ابوداود۔(جلد۲۔۶۵۷) بخاری جلد۲۔۱۰۲۴۔ابن ماجہ۔جلد۱۔۱۵۔ابوداود ۶۵۶۔ترمذی جلد۲۔۴۲۔بخاری جلد۲۔باب القتل الخوارج والملحدین۔۱۰۲۴

رسول اللہ ﷺ نے وہابیوں کے کفر کی علامت یہ بتائی کہ یہ لوگ دین سے اتنی سرعت کے ساتھ نکل جاتے ہیں جسطرح تیرکمان سے۔

﴿نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۴) **یمرقون من الدین مروق السهم من الرمیة ثم لایرجعون.**

سرکاردوعالم ﷺ کاارشادگرامی ہے۔کہ یہ خوارج (وہابیہ) دین سے اس تیزی کیساتھ نکل جاتے ہیں کہ جسطرح تیرکمان سے تیزی سے نکل جاتاہے نیزیہ لوگ (وہابیہ) دوبارہ دین کی طرف لوٹ کرنہیں آتے۔ابوداود۔(جلد۲۔۶۵۶) غنیۃ الطالبین جلد۲۔بیان الفرق ۵۹۔

﴿نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۵) **یقتلون اهل الاسلام.** ۔ابوداود۔(جلد۲۔۶۵۶) نسائی جلد۲۔۱۵۴۔۔

سرکاردوعالم ﷺ کاارشادگرامی ہے۔کہ یہ خوارج (وہابیہ) مسلمانوں کوقتل کریں گے۔نبی کریم ﷺ کے اس ارشادگرامی سے ثابت ہواکہ جوشخص مسلمانوں کے قتل کوروا (جائز) قراردے وہ کافرہے کیونکہ مسلمانوں کاقتل ناحق اسلام میں حرام قطعی ہے اور ان (وہابیوں نے) مسلمانوں کے قتل کوجائز قراردیالہذایہ کافرہیں (اصول ہے) **من استحل الحرام فهو کافر** جس نے حرام کوحلال جاناوہ کافرہے۔

﴿نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۶) **یدعون الی کتاب الله ولیسوا منه فی شیء.** ۔ابوداود۔(جلد۲۔۶۵۶)

سرکاردوعالم ﷺ کاارشادگرامی ہے کہ یہ خوارج (وہابیہ) لوگوں کوکتاب اللہ کی طرف بلائیں گے جبکہ خوداس پرنہ توایمان رکھتے ہونگے اورنہ عمل کریں گے۔

خوارج (وہابیہ) کے کفرکاسبب جوحدیث سے ثابت ہوا یہ ہے۔کہ یہ لوگ قرآن کریم پرایمان نہ رکھتے ہونگے۔

﴿نبی اکرم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۷) عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہماقال قال رسول اللہ ﷺ (فی حدیث طویل) ستفرق امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللہ ﷺ قال ماانا علیہ واصحابی .(وفی حدیث آخر) عن معاویۃ ثنتان و سبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ .

ترمذی .ابوداود.واحمد.مشکوٰۃ،باب اعتصام .فصل ۲ . ۲۲ .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔تمام کے تمام فرقے جہنم میں جائیں گے۔سوائے ایک فرقہ کے(صحابہ نے)عرض کیاوہ کونسافرقہ ہے جو جنتی ہے۔توآپ ﷺ نے فرمایا۔وہ طریقہ (ایمان وعمل) جس پرمیں ہوں اورمیرے صحابہ ہیں۔دوسری حدیث جوحضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔بہتر فرقے جہنمی ہیں۔اورایک فرقہ جنتی ہے اوروہ(اہل سنت و) جماعت ہے۔ترمذی .ابوداود.واحمد.مشکوٰۃ،باب اعتصام .فصل ۲ . ۲۲ .

معلوم ہواکہ خوارج(وہابیہ)جہنمی ہیں کیونکہ یہ بھی دوسرے فرقوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہونگے،انکا جہنمی ہونایہ ثابت کرتاہے کہ یہ لوگ کافرہیں اوراپنے کفرکے سبب داخل جہنم ہوئے

﴿ان فرقوں کا جہنم میں جانا انکے باطل عقائد کی بنا پر ہے﴾

(۱) صاحبِ فتاویٰ عزیزیہ ان فرقوں کے داخلِ جہنم ہونے کاسبب بیان فرماتے ہیں

پس فرقہائے ضالہ رادخولِ **نار** بنابراعتقادیاتِ ایشاں است کہ علامتِ بطلان است۔

ان فرقوں کاجہنم میں جاناانکے باطل عقائدکی بناپرہے اورانکاجہنم میں دخول ہی انکے عقائدکے باطل ہونے کی دلیل ہے۔فتاویٰ عزیزیہ جلد۲۔۹۲۔۔

صاحبِ شرح عقائد الجلالی لکھتے ہیں

ان تمام گمراہ فرقوں کاداخل جہنم ہوناانکے باطل عقائد کے بناپرہے۔

(۲) کلھافی النار من حیث الاعتقاد فلایرد انہ لو ارید الخلود فیھا فھو خلاف الاجماع فان المؤمنین لایخلدون فیھا وان ارید مجرد الدخول فیھا فھو مشترک بین الفرق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شرح العقائد الجلالی۔جلد۱۔۱۹

تمام باطل فرقوں کا جہنم میں جانا انکے باطل عقائد کی وجہ سے ہے۔
سو یہاں پروہ اعتراض رفع ہوگیا کہ دخول جہنم سے مراد اگر دخول دائمی لیاجائے سو یہ تو اجماع کے خلاف ہے اس لئے کہ مؤمنین جہنم میں ہمیشہ کے لئے نہیں جاسکتے۔ اور اگر صرف دخول مراد لیاجائے سو اس میں تمام فرقے مشترک ہیں۔

﴿فرقہ وہابیہ کے کفر کی وجہ ثانی یہ ہے﴾

کہ یہ لوگ قرآن وحدیث کی معانی میں تحریف کرتے ہیں۔علامہ شیخ احمد الصاوی لکھتے ہیں

(۱)نزلت هذه الآيت(افمن زين له سوء عمله) فى الخوارج (الوهابية) الذين يحرفون تأويل الكتاب والسنة۔۔۔۔۔۔۔ صاوی جلد۳۔سورۃ الفاطر۔۳۰۷

کہ یہ آیت (افمن زين له) خوارج وہابیہ کے بارے میں نازل ہوئی۔کہ یہ لوگ قرآن کریم وحدیث کے معانی میں تحریف کرتے ہیں۔

﴿صاحبِ تہذیب الاثار وصاحبِ عینی لکھتے ہیں﴾

(۲) قال انهم انطلقوا الى ايات نزلت فى الكفار فجعلوها على المسلمين

.بخاری مع الشرح السندی. جلد۴. ۱۲۱ .تہذیب الاثار للطبری ثم عینی البخاری جلد ۱ .۲۴۰

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں یہ خوارج (وہابیہ) ان آیتوں کی تلاش میں رہتے ہیں جو آیتیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں ان آیتوں کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں.

﴿جلال الدین سیوطی ومن يكفر به کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں﴾

(۳) (ومن يكفربه)اى بكتاب بان يحرفه اى معتمدا بان يلاعب بمعانيه والفاظه

.جلالین وصاوی .البقرۃ رکوع ۱۴/۱۴ .۵۷

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم کی آیات کے الفاظ و معانی میں تحریف کرکے کفر کرتے ہیں

﴿حضرتِ ملاعلی قاریؒ لکھتے ہیں﴾

(۴) ولوقال رجل حرمة الخمر لا تثبت بالقرآن كفراى لانه عارض القرآن وانكر تفسير اهل الفرقان. شرح فقه اكبر. لعلى القارى. ۲۲۹.

(ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ جس شی کی حرمت قرآن کریم سے ثابت ہواور کوئی شخص اس کی حرمت سے انکار کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے مثلا) اگر کوئی شخص کہے کہ شراب کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ ایک تو وہ قرآن کا معارض (مقابلہ کرنے والا)ہوا نمبر دو یہ کہ اس نے مفسرین کی آراء سے انکار کیا۔

میں(مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ خوارج (وہابیہ) تحریف قرآن کی وجہ سے کافر ہوئے۔

﴿علامہ نووی رحمتہ اللہ علیہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث﴾

سے استدلال کرتے ہوئے خوارج (وہابیہ) پر کفر کا فتوی صادر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

(۱۹)عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه (فى الجواب عن السؤال عن حال الحرورية) يخرج فى هذه الامة (ولم يقل منها) قوم (الخ) قال النووى فيه اشارة من ابى سعيد الخدرى الى تكفير الخوارج او انهم من غير هذه الامة عینی البخاری جلد ۱۱-۲۴۳

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے يخرج فى هذه الامة قوم، کہہ کر خوارج (وہابیہ) کی تکفیر کی طرف اشارہ فرمایا ہے یا اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ خوارج (وہابیہ) کا شمار امتِ اجابت میں نہیں۔

﴿علامہ ابن عابدین شامی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا﴾

(۲۰)(وعزر) الشاتم، وهل يكفر ان اعتقد المسلم كافرا نعم" الا "لا"به يفتى

الشرح الوهبانية۔تنوير الابصار۔در مختار۔جلد ۳ - باب التعزير ۱۸۳۔ فصولين جلد۲۔۲۱۱

کہ (مسلمان کو) گالی دینے والا قابل تعزیر ہے (سوال) اگرایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے بارے میں کفر کا عقیدہ رکھے(یعنی یہ سمجھے کہ یہ کافر ہے جبکہ وہ کافر نہ ہو،ایسا کہنے والا کافر ہے یا نہیں)

(جواب) جی ہاں اگر وہ شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو تو کافر ہو جائے گا۔ اور اگر یہ اعتقاد نہ ہو (بلکہ کافر کی نسبت صرف گالی سمجھ کر کہا ہو) تو کافر نہیں ہو گا (اگرچہ گنہگار ہے)

﴿ذخیرہ۔نہر۔ان کتابوں میں مذکور ہے کہ﴾

(۲۱) قوله ان اعتقد المسلم كافرا. نعم. اى يكفر ان اعتقده كافرا لا بسبب مكفر قال فى النهر وفى الذخيرة المختار للفتوى انه ان ارادالشتم ولا يعتقده كفرا لا يكفر وان اعتقده كفرا مخاطبه بهذا بناء على اعتقاده انه كافرا يكفر. لانه لما اعتقده المسلم كافرا فقد اعتقد دين الاسلام كفرا ردالمحتار جلد ۳ باب التعذیر۔۱۸۳ وفصولین جلد۲۔۱۱

کہ اگر کسی شخص نے دوسرے مسلمان کو بالیقین کافر جانا۔حالانکہ وہ مسلمان ہو۔تو مسلمان کو کافر کہنے والا یقیناً کافر ہے اسی طرح نھر اور ذخیرہ نامی کتابوں میں مذکور ہے اگر کسی شخص نے دوسرے مسلمان کو کافر کہا۔آیا ان الفاظ سے اسکی طرف کفر کی نسبت کی سو اگر اس نے محض گالی سمجھ کر مسلمان کو کافر کہا پھر تو ہم اسے کافر نہ کہیں گے اور اگر اس نے واقعتاً اس

مسلمان کو کافر جان کر کافر کہا تو پھر مختار فتوی یہی ہے کہ وہ شخص کافر ہے۔کیونکہ ایک مسلمان کو کافر سمجھنا یقیناً اسلام سے انکار ہے۔

امام الوہابیہ عبداللہ معروف جھاؤ۔ساکن مومین لکھتا ہے

(۲۱) ائمہ اربعہ کے مقلدین اورمذاہبِ اربعہ کے اتباع کرنے والے مشرک و کافر ہیں

اعتصام السنۃ۔۷۔۸۔

اس وہابی کبیر نے جب علماء مقلدین وکاملین کومشرک اورکافرلکھا توخوداس کے کفر و الحاد میں کیا شک ہے۔الفتح المبین ۔۴۳۶۔۴۳۵۔

﴿پندرویں بحث خوارج وہابیہ کے قتل کا وجوب﴾

(۱) اذالقيتموهم فقتلوهم فان قتلهم اجرلمن قتلهم يوم القيامة

جب تم خوارج (وہابیہ) کوپاؤ سوانہیں قتل کردو۔جس نے انہیں قتل کیابروزحشر اجر وثواب سے نوازاجائے گا۔

بخاری جلد۲۔۱۰۲۴۔ونسائی جلد۲۔۱۵۷۔ابوداودجلد۲۔۶۵۷۔ابن ماجہ۔ص۱۵۔

﴿رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴾

(۲) من قاتلهم كان اولىٰ بالله تعالىٰ منهم

جس نے خوارج (وہابیہ) کو (رضاالٰہی کے لئے) قتل کیا سووہ شخص بروزحشر اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا۔ ابوداود. جد ۲ ص ۶۵۶

(۳) طوبیٰ لمن قتلهم و قتلوه.

خوارج (وہابیہ) کا قاتل اور جنہیں وہابیوں نے شہید کیا دونوں قابل صدتحسین ہیں (یعنی دونوں صورتوں میں ''غازی'' یا ''شہید'' اجر پائیں گے) ابوداود. جد ۲ ص ۶۵۶

(۴) لئن انا ادر كتهم لاقتلنهم قتل عاد.

حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میں ان خوارج (وہابیہ) کو پالوں تو میں انہیں قوم عاد کی طرح نیست ونابود کردوں۔ ابوداود. جد ۲ ص ۶۵۶ . نسائی جلد ۲ : ۶۵۴

(۵) عن ابى امامة وسهل ابن حنيف رضى الله عنهما قالا كنا مع عثمان رضى الله عنه وهو محصور فقال عثمان تقتلونى وقد سمعت رسول الله ﷺ يقول لايحل دم امرأ مسلم الاباحد ثلاث. نفس بالنفس والشيب الزانى والمفارق لدينه التارك للجماعة. شرح معانى الاثار جلد ۲ . ۹۲

سیدنا ابی امامہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (گھر) میں محصور کئے گئے ہم دونوں امیرالمؤمنین کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگوتم میرے قتل کے درپے ہوگئے ہوحالانکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جان کے بدلے جان (کہ اگر کسی نے اپنے مسلمان بھائی کو ظلماً قتل کیا تو قصاص میں اسے قتل کردیا جائے) اوراگر بوڑھے شخص نے زنا کیا سو اسے قتل کیا جائے (۳) جو شخص دین اسلام سے نکل کر مرتد ہو جائے، اس (مرتد) کو قتل کیا جائے۔

(۶) قال عليه السلام لايحل دم امرأمسلم يشهد ان لااله الاالله وان محمداعبده ورسوله الاباحدىٰ ثلاث. الشيب الزانى والنفس بالنفس والتارك لدينه المفارق للجماعة. بخارى ابوداود. ترمذى والنسائى. الرسائل الشامى جلد ۱ . ۳۶۷

جو شخص اللہ جل جلالہ کی وحدانیت اوررسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا ہو سواس مسلمان کاقتل جائز نہیں مگر جو مسلمان شادی شدہ ہواورزنا کرے سواسے قتل کرو۔
(۲)جومسلمان دوسرے مسلمان کو ظلماً قتل کرے اسے قصاص میں قتل کرو۔
(۳)جومسلمان اسلام کوچھوڑ کر مرتد ہو جائے اور جماعت کو چھوڑ دے ۔سواسے بھی قتل کرو۔ان تین وجوہ کے بغیرکسی مسلمان کاقتل روانہیں۔

﴿علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ﴾

نبی کریم ﷺ کے اس قول(المفارق لدینه) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(۷)قوله عليه السلام المفارق لدينه(الخ)قال النووی هوعام فی کل مرتد عن الاسلام بای ردة كانت فيجب قتله ان لم يرجع الى الاسلام قال العلماء يتناول كل خارج ببدعة اوبغية اوخلاف اجماع وغيرهاو كذاالخوارج (انتهىٰ) اقول ويتناول ايضاالفرقة الجديدة الباغية المقلدة لابن العبدالوهاب النجدی الشهيرة فی بلادنا بالوهابين فيجب على حاكم الاسلام استيصالهم كما استاصلهم سلطان الروم. و قدصرح صاحب ردالمحتارانهم من الخوارج

حاشية شرح معانی الاثار .حدود .باب من سكر اربع مرات .جلد۲ .۲ ۹ .

کہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول مبارک(دین کوچھوڑنے والا)یہ حکم عام ہے(یہ حکم شامل ہے ہراس شخص کو)جوجس انداز سے بھی دین(اسلام)کوچھوڑے گا،سواس (مرتد) کا حکم یہ ہے کہ جب تک وہ دوبارہ اسلام کوقبول نہ کرے،اسے قتل کر دیا جائے۔۔۔۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،کہ(تمام)علماء نے فرمایاہے۔کہ(المفارق لدینه) ہر اس شخص کوشامل ہے)جوشخص بدعتی ہویاباغی ہو،یااجماع امت کی مخالفت کرتا ہو(سو انکا بھی وہی حکم ہے جواوپر ذکر ہوا)یوں ہی خوارج کاحکم ہے،علامہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ حکم اس نئے باغی فرقے کوبھی شامل ہے،

جوابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار۔ومعتقدین ہیں۔جوہمارے شہروں میں وہابیوں کے نام سے مشہور ہیں،سو(ہر)حاکم اسلام پرواجب ہے،کہ وہ ان وہابیوں کواسی طرح ذلیل ورسوا

کرے جس طرح سلطان روم نے انہیں ذلیل ورسوا کیا تھا۔علامہ ابن عابدین شامی نے فرمایا۔ کہ یہی گروہ وہابیہ خوارج ہیں۔سو جو خوارج کا حکم ہے وہی حکم انکا بھی۔

﴿علامہ ابوالشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۸)قال المهتدی ابو الشكور السالمی سمعت عن الشيخ الامام زا هدابی بكر محمدبن حمزه الخطيب بسمرقند . فی سنة نيف وستين واربعمائة كنت متفقها عنده وتلقفت منه كتاب السرقة وغيره فلما بين مسائل قطاع الطريق واحكامه وهو معنى قوله(انماجزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون فی الارض فسادا ان يقتلوا اويصلبوا اوتقطع ايديهم وارجلهم من خلاف اوينفوامن الارض ذلك لهم خذی فی الدنياولهم فی الآخرة عذاب عظيم)قال رحمة الله قطع الطريق ان ينقطع بخروجه فقال سمعت شيخ الاسلام ركن الدين والاسلام شمس الآئمة ابی محمد بن عبدالعزيز رحمة الله تعالیٰ ذكرفی اماليه بان قطاع الطريق اذقطع الطريق واخذ المال ولم يقتل ولم يقطع بخروجه فانه يجوزللسلطان ان يقتله سياسة وزجرا ولهذالمعنیٰ قلناان المبتدع اذا كان معه دعوة ودلالة للناس فی بدعته ويتوهم ان ينتشرمنه البدعة وان لم يحكم بكفره فانه يجوز للسلطان ان يقتله سياسة وزجرالان فساده اعلیٰ واعم حيث يوثرفی الدين .والبدعة اذاكانت كفرفانه يباح قتلهم عاماو امااذاكانت فسقالايباح قتلهم عامالكن يقتل من كان معلما و رئيسا وامامالهم زجرا و امتناعا لهم .الخ.تمهيدابی الشكورالسالمی القول الرابع.۱۸۹ ۱۹۰

علامہ عبدالشکور السالمیؒ لکھتے ہیں

میں تقریبا۴۶۰ھ میں شیخ ابوبکرمحمد بن حمزہ سمرقندی کے پاس علوم دینیہ کے حصول کی غرض سے حاضر تھا جب میں پڑھتے پڑھتے سرقہ(چوری) کے(احکامات) تک پہنچااور جب میرے استاذ

نے قطاع الطریق (راہزنوں) کے مسائل واحکامات بیان فرمائے جو بعینہ قرآن کریم کی
اس آیت مبارکہ (انما جزاء الذین)
ترجمہ۔ جولوگ اللہ اور اسکے رسول سے جھگڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش
کرتے ہیں (انکے لئے دنیامیں سزا یہ ہے)
(۱) انہیں قتل کیاجائے (۲) یاانہیں سولی چڑھایاجائے
(۳) یاانکے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دئے جائیں۔
(۴) یا ملک بدر کئے جائیں، یہ سزا دنیامیں انکی رسوائی کیلئے ہے اور بروزحشر انکے لئے
سخت عذاب ہے۔
امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایاکہ (اگر کوئی ایک ہی شخص یاصاحب قوت جماعت
رہزنی کے لئے نکلی جوامتناع پر قادر ہواوروہ آدمی یاجماعت نہ مال چھین سکے اور نہ کسی کو
قتل کرسکے کہ اچانک گرفتار ہوجائے تواس صورت میں اس کوقید کیاجائیگا، یہاں تک کہ توبہ
کرے اوراگرکسی مسلمان یاذمی کااتنامال لے چکے کہ وہ انمیں سے ہرایک پردس دس
دراہم تقسیم ہوسکتیں ہیں تو انکا داہناہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹاجائیگااوراگرانہوں نے مال وغیرہ تو
نہیں لیامگرکسی کوقتل کر ڈالا تواس صورت میں ان کوقتل کیاجائیگا۔اوریہ قتل حدکی وجہ سے
ہوگانہ ازروئے قصاص کے، یہاں تک کہ اگرمقتول کے ورثااس قاتل کومعاف بھی کردیں
تب بھی معاف نہ ہوگا کیونکہ یہ حق اللہ ہے اورحقوق اللہ اورحدود کومعاف کرناجائز نہیں
اوراگرانہوں نے مال بھی لیااورکسی کوقتل بھی کرڈالاتواس صورت میں حاکم کوچندامور کا اختیار
ہے۔
(۱) داہناہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹے پھرقتل کردے اس کے بعدسولی چڑھادے
(۲) صرف قتل کرڈالے۔
(۳) صرف سولی دیدے)
فرمایا، انہوں نے کہ میں نے شیخ الاسلام محمدبن عبدالعزیز سے سنا انہوں نے اپنے امالی
(نام کتاب) میں ذکر کیاہے۔کہ اگررہزن کسی سے مال چھین لے۔اگرچہ کسی کوقتل نہ
کرے تب بھی حاکم وقت اسے سیاستاًوزجراً قتل کردے (تاکہ رعایاکے دلوں میں خوف قائم

ہوجائے اور کسی دوسرے کے دل میں رہزنی کی جرأت پیدا نہ ہوسکے) امام موصوف لکھتے ہیں، اس بنا پر ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی بدعتی (وہابی) تبلیغ کررہا ہو اور لوگ اسکے بدعتی (وہابی) ہونے کی گواہی بھی دیں اور اسکی تبلیغ سے مسلمانوں میں انتشار (عقائد خراب ہونے) کا خطرہ ہو اگرچہ اس پر ابھی کفر کا حکم صادر نہ ہوا ہو، تب بھی حاکم وقت کیلئے اس بدعتی (وہابی) کا قتل کرنا سیاستاً وزجراً جائز ہے، کیونکہ اسکا فسادِ (تبلیغ) اس قتل سے بڑھکر ہے اس لئے کہ یہی فسادِ (تبلیغ) لوگوں کے ایمان کو خراب کرتا ہے، اور بدعتی کی بدعت جب حد کفر تک پہنچ جائے، تو پھر ایسے لوگوں (جنکی بدعت حد کفر تک پہنچے) کو قتل کرنا مباح ہے، اور اگر بدعتی کی بدعت حد کفر تک نہ پہنچے بلکہ فسق وفجور تک پہنچے تو انکا قتل روا نہیں، لیکن جوان بدعتیوں کا معلم ہو یا رئیس (امیر) ہو یا انکا (بدعتیوں کا) امام ہو تو (حاکم وقت) اسے زجراً و توبیخاً قتل کردے)

مرنے کے بعد جسمِ میت میں روح کالوٹایاجاناثابت ہے

سولویں بحث مردے کے جسم میں روح کے لوٹائے جانے کے بیان میں ہے

(۱) اعادة الروح الی الجسد (جمیعا) حق بـا تـفاق اهل الحق فیکون حیٰوة مطلقة کـحیٰوته فی الد نیاوهو الصحیح وهومذهب الجمهور فتکمل حواسه فیردالله تعالیٰ الیه مایتوقف علیه فهم الخطاب ویتا تی معه رد الجواب من الحواس والعقل والعلم لسائر الموتیٰ فضلامن الشهداء وفضلامن الانبیاء بطریق الاستمرار کحالة فی الدنیا

☆ ــــــ قبرمیں میت کے جسم میں روح کالوٹایاجاناثابت ہے۔تمام اہل حق (اہل سنت وجماعت) کااس پراجماع (اتفاق) ہے۔سووہ ایسازندہ ہوجاتاہے۔جیسے دنیامیں تھا۔یہ جمہورعلماء کامذہب اوراقوال صحیحہ میں صحیح قول ہے۔زندہ ہونے کے بعداللہ تعالیٰ جل جلالہ اسے حواس خمسہ (باصرہ۔سامعہ۔شامہ۔ذائقہ۔لامسہ) نیزعقل وعلم عطا فرمادیتاہے۔کیونکہ سمجھنا انہی اشیاء پر موقوف ہے اشیاء مذکورہ کے ساتھ جب اسکے حواس بالکل مکمل ہوجاتے ہیں۔تب فرشتوں کی بات سنکرجواب دیتاہے۔

تنبیہ عملِ مذکوربالا (جوکچھ اوپرذکرکیاگیا) ایساعمل کیاجاناتمام مرنے والوں کیلئے بلاتفریق ثابت ہے۔البتہ انبیاء کرام علی نبیناوعلیهم الصلوٰة والسلام وشہداء کرام (واولیاء اللہ) اس عمل سے (مشتنیٰ) ہیں انکی وفات آن واحد کے لئے ہواکرتی ہے۔اور (اشیاءِ مذکورہ) سویہ اشیاءِ مذکورہ (عقل وعلم۔قوت باصرہ۔قوت سامعہ۔قوت لامسہ۔قوت شامہ۔قوت ذائقہ) انکے لئے استمراری (دائمی باذن اللہ۔ہمیشہ ہمیشہ) کے لئے (ثابت) ہیں انبیاء کـرام عـلی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام وشہداء کرام (واولیاء اللہ) جس طرح دنیامیں حیات تھے۔اسی طرح عَالَمِ بَرْزَخ (قبر) میں بھی (بطریق اولیٰ) حیات ہیں

الـفقه الاکبر. لامام الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه. وابوالمنتهی. ۳. ص ۴۳. والدرة المنفیة شرح رمیة. لامام الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه. ص ۲۳. وشرح القاری. ص ۱۲۰. وشرح الصدور. ص ۱۳۷. وشرح العقائدالجلالی. جلد ۲. ۱۰۴. ولـونسی ۷. ونـوبی ۸. ثم تحفة الاعالی ۵۵. وحاشیة ابی داودجلد ۲. ۲۹۷. وقونوی ثم حاشیة زین الدین قـاسـم عـلـی الـمسـائره ۱۱۳. واتحاف المرید. ۱۳. وتحفة الاعالی ۵۵. وقاله الشیخ تقی الدین السبکی ثم زاده للبیب. ۱۶. ۱۰۱.

﴿جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۲)ومحل التنعیم والعذاب الروح والبدن جمیعاباتفاق اهل السنة والجماعة کما هومذهب الجمهور.وهوالصحیح وقول العامة واکثرارباب الشرع علی انهم احیاء فی الحال بحیوٰة جسدانیة..

شرح الصدور. ۲۲۱.اتحاف المرید.۱۲۷..۱۲۴.شرح القاری للفقه الاکبر ۱۳۱.والهدایة باب بالیمین بالقتل والضرب جلد۲. ۴۴۴.وبحر.وکبیری باب الجنائز.وعینی الهدایة.ثم حاشیة الهدایة.ایمان جلد۲. ۴۸۴.)

انعامات واجرو ثواب وعذاب کے مستحق بدن اورروح دونوں ہیں۔اسی پرعلماء اہل سنت وجماعت کا(اجماع)اتفاق ہے۔نیز یہی جمہور علماء کا مذہب ہے،بلکہ اکثرارباب شریعت(فرماتے ہیں)کہ قبرمیں پہنچنے کیساتھ ہی انہیں زندہ کردیاجاتاہے(تاکہ فرشتوں کا سوال سنکر انہیں جواب دے سکیں)

﴿صاحبِ حاشیۃ الامیر لکھتے ہیں﴾

(۳)وقد کثرادلة اثبات حیوٰة فی القبروالاستعاذة من عذابه

قبرمیں زندہ ہونے نیزعذاب قبرسے پناہ مانگنے کے دلائل بیشمارہیں۔حاشیۃ الامیر۔۱۲۴۔

﴿جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۳)وقد وردالاحادیث المتظاهرة فی المبنیٰ المتواترفی المعنیٰ فی تحقیق احوال البرزخ والعقبیٰ قداستوفاهاشیخ المشائخ جلال الدین السیوطی فی کتابه . شرح الصدوروکتابه البدرالسافرة .شرح القاری للفقه الاکبر. ۱۲۰.وشرح العقائدالنسفیه.ورمضان افندی. ۲۲۴.

قبروقیامت کے احوال(حالات کے بیان)میں بیشماراحادیث واردہیں جومتواترالمعنیٰ ہیں ان احادیث کوحضرت شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح الصدور میں باالاستیعاب ذکرکئے ہیں۔

﴿قبرمیں حیاتِ جسمانی کا ثبوت﴾

(۱) اعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان الله تعالیٰ یخلق فی المیت حیوٰة

اہل حق(اہل سنت وجماعت)اس بات پرمتفق ہیں کہ خالق کائنات جل جلالہ۔میت (کے

جسم) میں حیاۃ (زندگی) پیدا کرتا ہے (مردہ اپنی قبر میں زندہ ہوکر سوالات کے جوابات دیتا ہے) تو واضح ہوا۔ کہ اہل قبور کو مٹی اور پتھر کے ڈھیر کہنا اور سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ نیز یہ عقیدہ باطل وجہالت ہے نیز جو شخص یہ عقیدہ رکھے (کہ اہل قبور مٹی یا پتھر کے ڈھیر ہیں) وہ اپنی عاقبت خراب کرتا ہے۔

شرح علی القاری للفقہ الاکبر ۱۳۱۔ شرح عقائد النسفیۃ۔ رمضان افندی۔ ۲۲۵۔ تحفۃ العالی۔ ۵۴۔ وحاشیۃ الشیخ زین الدین قاسم۔ ۱۱۳۔

(۲) اعادة الروح الى الجسد فى قبره حق.

قبر میں روح کا لوٹایا جانا حق (ثابت) ہے۔

مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں

(۱) فقه اکبر. ابو المنتهى. ۴۳ (۲) الدرة المنيفة شرح وصية الامام ابى حنيفة. ۲۳

(۳) وشرح القارى للفقة الاكبر. ۱۲۰. (۴) وشرح الصدور. ۱۳۷.

(۵) وشرح العقائد الجلالى. جلد ۲. ۱۰۴. (۶) ونوبى. تحفة العالى. ۵۵.

(۷) وحاشية ابى داود. جلد ۲. ۲۹۷. وقونى.

﴿حضرت علامہ ملا علیؒ قاری حنفی﴾

مفتی مکہ شریف شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں

(۳) انه تعالىٰ يعيد الروح الىٰ جسده فيكون حيوٰة مطلقة كحيوٰة فى الدنيا.

اللہ تعالیٰ۔ انسان کی روح کو اسکے جسم میں لوٹا دیتا ہے۔ سو وہ ایسا زندہ ہو جاتا ہے جسطرح دنیا میں زندہ تھا۔

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ میت کے جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے، اور انہیں زندگی عطا کی جاتی ہے، سو جو لوگ یہ کہتے ہیں، کہ نبی ہو یا ولی، مر کر مٹی ہو گئے (معاذ اللہ) تو ایسا (عقیدہ رکھنا) کھلی گمراہی وجہالت ہے۔

(۱) شرح فقه الاكبر. ۱۲۱. (۲) والقونوى. ثم حاشية زين الدين قاسم.

(۳) شرح عقائد جلالى جلد ۲. ۱۰۴. (۴) والدرة المنيفة ۲۳.)

﴿حضرت علامہ ملاعلیؒ قاری حنفی﴾

مفتی مکہ شریف شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں

(۴) **العذاب علی الروح والبدن کما ھومذھب الجمھوروھوالصحیح**

کہ (قبر میں گنہگار کے) بدن اورروح دونوں کوعذاب دیاجاتاہے۔یہی جمہورعلماء کا مذہب ہے اور یہی حق وصحیح ہے۔

میں(مفتی شائستہ گل) کہتاہوں،جمہورعلماء کامذہب یہی ہے،اورانکایہ فرمانا،کہ عذاب جسم وروح دونوں کودیاجاتاہے،اورجمہورعلماء کرام کااس پراجماع بھی ہے،توپھراس سے انکارکیسے ہوسکتاہے،سوجو(اس قول کا)منکرہے انکا انکارمعتبرنہیں۔

(۵)**ومحل العذاب الروح والبدن جمیعاباتفاق اھل السنة والجماعة وکذالقول فی التنعیم .**

اہل سنت وجماعت اس بات پرمتفق ہیں کہ قبرمیں اجروثواب وعذاب روح وجسم دونوں کودیاجاتاہے ان براہین قاطعہ سے خوب واضح ہوا،کہ قبرمیں روح،اورجسم،دونوں کو۔ جزا وسزا،دیجاتی ہے۔

ثابت ہواکہ مسلمان کی حیات قبرمیں حق (ثابت) ہے۔اوراسکامنکرگمراہ فرقوں سے تعلق رکھتاہے۔

﴿علامہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۶)**وسوالناوجوابناجمعا بان یعید اللہ تعالیٰ الروح الی المیت جمیعہ کما ذھب الیہ الجمھوروھی ظاھر الاحادیث وتکمل حواسہ فیرداللہ تعالیٰ الیہ مایتوقف علیہ فھم الخطاب ویتاتی مع ردالجواب من الحواس والعقل والعلم**

کہ قبروں میں فرشتے مردوں سے سوال کرتے ہیں اوریہ احادیث سے ثابت ہے۔ان سے سوال اس وقت کیاجاتاہے۔جب اللہ جل جلالہ انکے ابدان میں ارواح داخل فرمادیتا ہے،یہاں تک کہ اسکے حواس خمسہ مکمل ہوجاتے ہیں،قادرمطلق اللہ جل جلالہ انہیں وہ تمام اشیاء عطافرمادیتاہے۔جن اشیاء سے انسان دیکھتا،سنتااورسمجھتاہے کیونکہ سوال کاسمجھنا،فرشتوں کودیکھناانکے سوال کوسنکراسکاجواب دیناانہی اشیاء پرموقوف ہے،سووہ(مردہ)حواس خمسہ،علم، وعقل کے ذریعے (فرشتوں کے سوالات) کاجواب دیتاہے۔یہی جمہورعلماء **کرام علیھم الرحمت**

والرضوان کا مذہب ہے۔
میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کیا وہابیہ ان براہین قاطعہ کو دیکھ کر اب بھی اپنی جہالت پر قائم رہیں گے یا اپنے عقائد فاسدہ سے توبہ کرکے اہل قبور کی حیاۃ برزخ کو تسلیم کریں گے

﴿صاحبِ ہدایہ لکھتے ہیں﴾

(۷) ومن يعذب فی القبر يوضع فيه الحيوٰة فی قول العامة
جمہور علماء کہتے ہیں کہ قبر میں (ان مردوں کے جسم میں بھی روح ڈال کر) زندہ کیا جاتا ہے (جو ا گناہوں کی وجہ سے) عذاب قبر میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔تاکہ انکو عذاب دیا جاسکے۔

(۱) هداية باب اليمين فی القتل والضرب. جلد۲. ۴۸۴. (۲) والبحر. وكبيرى جنائز. (۳) وعينی الهداية.
(۴) ثم حاشيه الهداية ايمان جلد۲. ۴۸۴

﴿صاحبِ تفسیر نیساپوری میں لکھتے ہیں﴾

(۸) واكثر ارباب الشرع على انهم (الشهداء) احياء فی الحال بحيوٰة جسدانية
ارباب شریعت کا مذہب ہے کہ شہداء کرام اپنی قبور میں حیاۃِ جسدانی (حیاۃ کاملہ) کیساتھ زندہ ہیں۔نیساپوری. جلد۱. بقرة. پاره. ۱ رکوع. ۱۸/۲۷

﴿امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں لکھتے ہیں﴾

(۹) وعود الروح الى الجسد ثابت فی الصحيح لسائر الموتیٰ فضلا عن الشهداء وفضلا عن الانبياء على نبينا وعليهم الصلوٰة والسلام
قبر میں روح کا جسم میں لوٹایا "جانا" صحیح مذہب کے مطابق، تمام اہل قبور کیلئے ثابت ہے حضرات انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداء اپنی قبرو ں میں بطریق اولیٰ زندہ ہیں (حضرات انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداء اپنی قبروں میں، حیات جسمانی "حقیقی" دنیاوی کے ساتھ زندہ وحیات ہیں، انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداء کی حیاۃ کا منکر گمراہ ہے)

﴿امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں لکھتے ہیں﴾

(۱۰)عودالروح(الیٰ قوله) واماالنظرفی استمرارها وفی ان البدن یصیربها حیاة کحیاته فی الدنیافهذامما یجوزه العقل فان صح به سمع ابتع(ای وجب اتباعه واعتقاده) قاله السبکی رحمت الله علیه. .ثم شرح الصدور ۱۳۶ .وتونسی.ونوبی.ثم تحفة الامالی ۵۵. وحاشیة ابی داود.جلد۲ .۲۹۷

﴿حضرت علامہ سبکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(بلاوشک وشبہ) قبرمیں انسان کی روح کالوٹایاجاناحق ہے(لیکن بات صرف اتنی ہے) کہ آیاوہ روح جسم میں ہمیشہ رہیگی یانہ(علامہ سبکی رحمت اللہ علیہ اس شبہے کاازالہ فرماتے ہیں) کہ جب روح بدن میں لوٹائی جاتی ہے۔تووہ انسان ایسازندہ ہوجاتاہے۔جیسے دنیامیں تھا۔ (نیزاس بات کو دلائل کے علاوہ)عقل بھی تسلیم کرتی ہے۔نیزجب (یہ احوال دلائل سے ثابت ہیں) توپھران دلائل کی اتباع واجب ہے۔

میں(مفتی شائستہ گل)نے دلائل شرعیہ سے ثابت کیاکہ قبرمیں انسان کوحیاۃ دی جاتی ہے آگے بھی انشاء اللہ و تعالیٰ دلائل ذکرکروں گا۔

﴿حیاتِ شھداء قرآن کریم کی روشنی میں﴾

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے﴾

(۱)وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ٥

جولوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہوبلکہ وہ زندہ ہیں۔لیکن تم ان کی زندگی کونہیں جانتے۔۔پارہ ۲۔سورۃ بقرہ ۔رکوع ۱۹

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے﴾

(۲)وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ٥ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ لا وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ لا اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥پارہ (4)سورہ ال عمران رکوع۸/۱۷

اورجولوگ اللہ کی راہ میں شہید کردئے جائیں انہیں ہرگزمردہ گمان نہ کرنابلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں،اللہ انہیں رزق(عطا)فرماتاہے۔اورجوکچھ اللہ نے انہیں اپنے فضل

(وکرم سے)عطا فرمایااس پرخوش ہیں،اوراپنے پچھلوں کی خوشیاں مناتے ہیں جوابھی ان سے نہیں ملے،ان پرنہ کچھ خوف ہوگا نہ غم اللہ کی نعمتوں اور فضل کی خوشیاں مناتے ہیں اوراللہ مسلمانوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴾

(۳)قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَاغَفَرَلِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝

سورۃ یٰسین رکوع ۲/۱

(حبیب نجار)سے کہا گیا(آ)جنت میں داخل ہوجا(توحبیب نجار)نے کہا،کاش میری قوم اس (سبب کو)جانتی،جسکی وجہ سے میرے اللہ نے مجھے بخشا اورمجھے معززین میں سے کردیا(یعنی اگر میری قوم بھی ایمان قبول کرتی،تواللہ انہیں بھی مغفرت نصیب فرماتااورانہیں بھی عزت عطافرماتا) ثابت ہواکہ شہداء وفات کے بعدبات بھی کرسکتے ہیں''کلام کوسمجھنا''خود گفتگو کرنا،اورمرنے کے بعد اپنے پچھلوں کی خیرخواہی چاہنایہ تمام صفات اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴾

(۴)قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَابِمَاتَعِدُنَآاِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (بارکین علی الرکب میتین)فَتَوَلّٰى (اعرض صالح)عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْاَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَرَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّاتُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

سورۃ اعراف۔آیت (77)(78)(79)وجلالین جلدا۔

(اللہ جل جلالہ حضرت صالح علیہ السلام اوراسکی قوم کاواقعہ ذکرتے ہوئے ارشادفرماتا ہے) قوم نے(حضرت صالح علیہ السلام)سے کہااے صالح(علیہ السلام)تونے ہم سے جس عذاب کا وعدہ کیا ہے،اگرآپ اللہ کے رسول ہیں سووہ عذاب ہم پرلے'' آ''(انکایہ کہنا تھا) کہ ایک سخت زلزلے نے انہیں آگھیرا،اوروہ صبح تڑکے(مرکر)اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے تھے،توصالح(علیہ السلام نے)ان سے منہ پھیرکرکہا،اے میری قوم میں نے اپنے رب کاحکم تمہیں پہنچایا(میں نے)تمہارا بھلا چاہا،مگرتم نصیحت کرنے والوں کو پسند ہی نہیں کرتے ثابت ہواکہ مردے مرنے کے بعدبھی سنتے ہیں،اگرمردے نہ سنتے ہوتے توسیدناصالح علیہ السلام اپنی قوم کوانکے مرنے کے بعدان الفاظ(یاقوم)کے ساتھ کیوں کرمخاطب فرماکر ان سے خطاب فرماتے۔

﴾اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴿

(۵)وَقَالَ الْمَلَاُالَّذِیْنَ کَفَرُوْامِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًااِنَّکُمْ اِذًالَّخٰسِرُوْنَ oفَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْافِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ o (بارکین علی الرکب میتین) اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْافِیْهَا ج اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْاشُعَیْبًا کَانُوْاهُمُ الْخٰسِرِیْنَo فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْاَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَO

سورۃ اعراف (90)(91)(92)(93)۔ جلالین جلد ا

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے،کافروں کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا،اگرتم نے شعیب(علیہ السلام) کی اتباع کی تویقیناًتم بڑے گھاٹے میں ہوگے(سخت نقصان اٹھاؤگے)(انکی ان گستاخیوں کیوجہ سے)انہیں ایک زلزلے نے آگھیرا،سوصبح تڑکے اپنے گھروں میں(مرکر) اوندھے پڑے ہوئے تھے،جن لوگوں نے(حضرت)شعیب(علیہ السلام)کوجھٹلایا(انہیں ایسانیست ونابود کردیاگیا)جیسے وہ(اس دنیا)میں تھے ہی نہیں،جن لوگوں نے شعیب(علیہ السلام)کوجھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہیں(حضرت)شعیب(علیہ السلام)نے ان سے منہ پھیرکرکہا،اے میری قوم میں نے تمہیں اللہ کے(تمام)پیغامات (احکامات) پہنچائے،اورتمہیں نصیحت کی (ہرطرح تمہاری بھلائی خیرخواہی چاہی مگرتم ایمان نہ لائے، اب جب اللہ جل جلالہ نے تمہیں تباہ وبربادکردیا)سومیں منکروں پر(جنکایہ حال ہوا) کیا افسوس کروں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۔۔میرے عزیز مسلمان بھائیو۔دیکھاآپ نے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے انکے مرنے کے بعدکلام فرمایا۔میراکہنایہ ہے،کہ اگرمردے مرنے کے بعدنہ سنتے ہوتے توحضرت شعیب علیہ السلام ان مردوں سے کیونکر تکلم فرماتے۔

﴾اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴿

(٦) اَلنَّارُیُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ج وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ قف اَدْخِلُوْآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّالْعَذَابِO سورۃ مؤمن آیت۔ ٤٦۔

(فرعون اوراسکی قوم کوجب اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل میں غرق کردیا)توارشادفرمایا۔ان پرصبح وشام عذاب پیش کیاجاتاہے۔اورجس دن قیامت قائم ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۔عزیزان ملت۔اس آیت مبارک میں(ویوم)معطوف ہے اسکا عطف ہے(النار یعرضون) پر(النار یعرضون)معطوف علیہ ہے اوریہ قاعدہ نحویہ ہے،کہ معطوف اور معطوف علیہ میں

مغائرت ہوتی ہے، معطوف علیہ قبر کاعذاب ہے،اور معطوف قیامت کاعذاب ہے،سواس قاعدہ سے بھی ثابت ہوا،کہ عذاب (دیاجانامرنے کے بعد) حیاۃ فی القبر (قبرمیں زندہ ہونے) کومستلزم ہے (کیونکہ اگر قبرکی حیاۃ کوتسلیم نہ کیاجائے تو عذاب کس کودیاجائے گا)

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے﴾

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ج وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ o

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیااورآخرت کی زندگی میں حق بات پرثابت رکھتاہے۔اوراللہ تعالیٰ ظالموں کوگمراہ کرتاہے۔سورۃ ابراھیم.رکوع.۱۶ ۱/۴...

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے﴾

(۸) مِمَّا خَطِیْئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۵ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا o سورۃ نوح آیت ۲۵

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے (قوم نوح کو) انکی (مسلسل) نافرمانیوں کی وجہ سے (طوفان نوح کے وقت پانی) میں غرق کیا،سوفوراًداخل کیاگیاانہیں (عذاب) نار (آگ) میں (عذاب قبرمیں داخل کیا گیا) سووہ نہیں پائیں گے اپنے لئے (عذاب سے بچنے کیلئے) اللہ کے سواکوئی مددگار

☆ --یہاں پرقوم نوح (علیہ السلام) پر عذاب کاتذکرہ انکے غرق ہونے کے فورا بعد ہے جوعذاب قبرپردلالت کرتاہے۔کیونکہ (فادخلوا) میں (ف) برائے تعقیب مع الوصل کے ہے۔سوعذاب قبرثابت ہوااورقبرمیں عذاب دئے جانے کیلئے قبرمیں حیاۃ ہوگی تو عذاب دیئے جانے کاتصورپایاجائے گا۔

﴿قبرمیں حیات کاثبوت﴾

احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں

شرح عقائد النسفیہ کے مصنف فرماتے ہیں

(۱۰) **وبالجملة الاحادیث فی هذا المعنیٰ وفی کثیرمن الاحوال الآخرة متواترا المعنیٰ وان لم یبلغ احادهاحد التواتر شرح العقائد النسفیة.۷۷**

کہ اس باب (قبرکے عذاب وراحت) میں اوراحوال آخرت میں جتنی احادیث موجود ہیں تمام تمام متواترالمعنی ہیں،اگرچہ ان احادیث کے احاد،حدتواترکونہ پہنچے ہوں۔

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۱)قال رسول اللہ ﷺ استنزھوا من البول فان عامة عذاب القبر منه.
رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ پیشاب (کے قطروں) سے بچواسلئے کہ زیادہ ترعذاب قبر پیشاب (کے قطروں) سے نہ بچنے کی وجہ سے دیاجاتاہے۔

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے، کہ عذاب قبر کے لئے حیاتِ قبرلازم ہے۔
علامہ نسفی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں قبر کے عذاب وراحت کے صرف معتزلہ اورروافض انکارکرتے ہیں۔

(۱۲)انکرعذاب القبر بعض المعتزلة والروافض لان المیت (عندھم) جماد لاحیٰوة له ولاادراک فتعذیبه محال .شرح العقائد النسفی.۷۷
معتزلہ اورروافض قبر کے آرام وراحت وعذاب سے انکارکرتے ہیں کیونکہ انکا(عقیدہ) ہے کہ مرنے (کے بعد انسان مٹی) اور پتھر ہیں (انکا یہ بھی کہناہے کہ مرنے والا) اب (کسی شئ) کاادراک کرنہیں سکتا (کسی شئ کوپالینا محسوس کرناوغیرہ)

﴿علامہ نسفی رحمت اللہ علیہ﴾
اپنی کتاب شرح عقائد میں تحریرفرماتے ہیں

(۱۳)عذاب القبر فللکافرین ولبعض عصاة المؤمنین وتنعیم اھل الطاعة فی القبر بما یعلمه اللہ تعالیٰ ویریدہ وسوال منکرونکیرثابت بالدلائل السمعیة لانھاامورممکنة اخبر بھا الصادق ﷺ علیٰ مانطقت به النصوص ...شرح العقائد نسفیة .۷۷.ورمضان افندی والنبراس .والخیالی.وغیرھا

کافروں، اوربعض مؤمن گنہگاروں کوقبرمیں عذاب دیاجانا، اورنیک وصالح مسلمانوں کومن جانب اللہ انعامات آرام وراحت دیاجانا، جس طرح اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اورجس انداز سے چاہتاہے، نیزمنکرونکیرکاسوال وجواب یہ تمام امور دلائل سے ثابت ہیں کیونکہ ان امورِممکنہ کی خبرایک تومخبرصادق سیدالعٰلمین ﷺ نے دی ہے۔
دوسرا۔ان امورِممکنہ (کے وقوع) پرقرآن وحدیث کی نص موجودہے۔

☆---علامہ نسفی عذاب قبرو راحتِ قبر کے بارے میں حضور پُرنور ﷺ کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۳) قال رسول الله ﷺ القبر اما روضة من رياض الجنةاوحفرة من حفر النيران

حضور پرُنور ﷺ نے فرمایا،قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یادوزخ کے گڑھوں (گہری وادیوں) میں سے ایک گڑھا ہے۔ شرح العقائد النسفية ۷۷.

رحمت عالم ﷺ کی اس حدیث مبارک سے بھی قبر میں آرام وراحت وعذاب ثابت ہوا۔ اوردونوں صورتوں (یعنی آرام وراحت ہویاعذاب فی القبر) کیلئے حیات فی القبر لازم ہے۔

﴿رحمتِ عالم سیدالعٰلمین ﷺ نے فرمایا﴾

(۱) عن البراء بن عازب رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ قال یاتیه ملکان فیجلسانه فیقولان له من ربک فیقول ربی الله فیقولان له مادینک فیقول دینی الاسلام فیقولان ماهذا الرجل الذی بعث فیکم فیقول هورسول الله ﷺ فیقولان له ومایدریک فیقول قرأت کتاب الله فاٰمنت به وصدقت فذلک قوله تعالیٰ (یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْابِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ)قال فینادی منادمن السماء ان صدق عبدی فافرشوه من الجنة والبسوه من الجنة وافتحوا له بابامن الجنة فیفتح .قال فیاتیه من روحهاوطیبهاویفسخ له فیهامد بصره

واماالکافرفذکرموته قال ویعادروحه فی جسده ویاتیه ملکان فیجلسانه فیقولان له من ربک فیقول هاه هاه لاادری فیقولان له مادینک فیقول هاه هاه لاادری فیقولان ماهذاالرجل الذی بعث فیکم فیقول هاه هاه لاادری فینادی منادمن السماء ان کذب فافرشوه من النار والبسوه من النار وافتحوا له باباالی النارقال فیاتیهامن حرهاوسمومها. قال ویضیق علیه قبره حتیٰ تختلف اضلاعه ثم یقیض له اعمیٰ اصم معه مرزبة من حدید لوضرب بها جبلاً لصارترابافیضربه بهاضربة یسمعهامابین المشرق والمغرب الاالثقلین فیصیرترابافیعادفیه الروح .رواه احمد.وابوداود.مشکوٰة باب اثبات عذاب القبر.۲۵

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مردے کو جب قبر میں دفنا دیا جاتا ہے، تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں (فرشتے) اس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا (کونسا) ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر فرشتے پوچھتے ہیں یہ آدمی (رسول اللہ ﷺ) جو تم میں مبعوث کئے گئے تھے کون ہیں وہ جواب دیتا ہے یہ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں فرشتے کہتے ہیں تجھے کیسے علم ہوا (کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) سو وہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن پڑھا، اسپر ایمان لایا، نیز میں نے اس کتاب کی تصدیق کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کہ صاحب قبر کا) اس طرح صحیح جواب دینا اس آیت کا مظہر ہے جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے)
اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرۃ کی زندگی میں قول ثابت (لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ) پر ثابت (قائم) رکھتا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک آواز آتی ہے (اے فرشتو) میرے بندے نے سچ کہا لہذا اسکی قبر میں جنتی بچھونے لاکر بچھا دو اسے (قبر میں) جنتی لباس پہنا دو (اسکی قبر میں) جنت سے دروازہ کھولدو تو جنتی دروازہ اسکی قبر میں کھول دیا جاتا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قبر میں جنت کی (دل ودماغ کو معطر کرنے والی) خوشبوئیں (وراحت جاں) نعمتیں آتیں ہیں (جس سے وہ مُتَلَذِّذ ہوتا ہے)
اور تاحد نگاہ اسکی قبر وسیع کردی جاتی ہے۔

﴿(پھر) نبی کریم ﷺ نے کافروں کی موت کا تذکرہ فرمایا﴾

فرمایا اسکی روح اسکے بدن میں لوٹائی جاتی ہے، (پھر) دو فرشتے اسکی قبر میں آتے ہیں، اس سے پوچھتے ہیں، تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے، ہائے افسوس، ہائے افسوس میں نہیں جانتا (کہ میرا رب کون ہے) فرشتے پھر اس سے پوچھتے ہیں، تیرا دین کونسا ہے، وہ کہتا ہے، ہائے افسوس، ہائے افسوس، میں نہیں جانتا (کہ میرا دین کونسا ہے) فرشتے پھر اس سے پوچھتے ہیں، یہ آدمی (بلند مقام والے صاحب مبارک) کون ہے، جو تم میں مبعوث ہوئے تھے، وہ کہتا ہے، ہائے افسوس، ہائے افسوس میں نہیں جانتا (کہ یہ کون ہیں) پھر آسمانوں سے ایک نداء آتی ہے، کہ اس نے جھوٹ بولا (لہذا اسکی قبر میں) جہنمی بچھونا بچھا دو، اور جہنمی لباس پہنا دو جہنم کی طرف اسکی قبر میں دروازہ کھول دو، نبی معظم ﷺ نے فرمایا (اسکی قبر میں) جہنم کی گرمی (جسم کو جلانے والی) اور (دماغ کو پھاڑنے والی) متعفن ہوائیں لو آتی ہیں، حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ اسکی قبر اس

پراتنی تنگ کردی جاتی ہے،کہ جس سے اسکی پسلیاں ادھر کی ادھر ہوجاتی ہیں پھر اس پرایک فرشتہ جو (اَعْمیٰ) اندھا (رحم نہ کرنے والافرشتہ اس حثیت سے کہ اسے عذاب دیتے وقت اسکی طرف دیکھتا بھی نہیں کہ رحم آجائے بلکہ مسلسل اسے عذاب دینے والا) ہے،وہ فرشتہ (اَصَمْ) بہرا بھی ہے(سخت دل لاپرواہ فرشتہ اس حثیت سے کہ عذاب دیتے وقت اسکی چیخ وپکارکوگویاسنتاہی نہیں)اس فرشتے کے پاس لوہے کے ہتوڑے ہوتے ہیں،اگراس سے (بلند ترین) پہاڑکو (بھی) ماراجائے تووہ(بھی)مٹی(کاڈھیر)بن جائے،جس سے اسکو مارتے ہیں، ایسی مار(مارتے ہیں،کہ اس تکلیف کے باعث وہ اس زورسے قبرمیں چیختا چلاتا ہے) جسے مغرب ومشرق میں رہنے والے انس وجن کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے،اس میں (پھر) روح ڈالی جاتی ہے(تاکہ یہ عذاب اسے قیامت تک دیاجاسکے۔جیسے ہی اسے ہتوڑاماراجائے گااس کاجسم ریزہ ریزہ ہوجائے گاپھرزندہ کیاجائے گامسلسل عذاب میں مبتلارہے گا)

(اللهم احفظنامن عذاب القبروالحشر. آمین یارب العلمین . مترجم)

میں (مفتی شائستہ گل) کہتاہوں کہ اس حدیث مبارک سے

(۱)روح کاجسم میں لوٹ آنا(۲)مردوں کافرشتوں کے سوالات کا سننا۔اورجوابات دینا (۳) مردوں کافہم وادراک۔

(۴) مردہ مسلمان ہے توراحت ونعمتیں۔کافرہو توعذاب

اشیاء اربعہ مذکورہ دلیل قطعی سے ثابت ہوگئیں۔جوقبرمیں حیات جسدانی پردلالت کرتے ہیں۔خواہ وہ مردہ مسلمان ہویاکافر۔حیاۃ سب کے لئے ثابت۔

البتہ مسلمان کے لئے راحت ونعمتیں،

اورکافر کے لئے عذاب۔

﴾ انبیاء کرام کا مزارات مقدسہ میں حیاۃ کاثبوت ﴿

(۱)سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِالْاَقْصَا الَّذِیْ بٰـرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَاط اِنَّـہٗ ھُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○ای العالم باقوال النبی ﷺ وافعالہ ۔اسری، جلالین

پاک ہے وہ ذات جولے گیااپنے محبوب ﷺ کوراتوں رات مسجدحرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف ،وہ(مسجداقصیٰ)جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھیں ہیں تاکہ ہم دیکھائیں (اپنے محبوب ﷺ)کواپنی نشانیاں،بیشک وہ(اللہ)سننے والادیکھنے والاہے،یعنی وہ اللہ جل جلالہ اپنے محبوب ﷺ کے اقوال وافعال کوجانتاہے۔

﴾ جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں ﴿

(۲)فانعم اللہ تعالیٰ علی النبی ﷺ بالاسراء المشتمل علی اجتماعہ بالانبیاء (ای بارواحھم واجسادھم معاعلی الصحیح کماقال شیخنا) جلالین وجمل جلد۲. ۲۱۰ .اسریٰ

ہمارے شیخ فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کومعراج کی رات لامکاں پربلا کر بے پناہ انعامات فرمائے انہی انعامات میں سے جمیع انبیاء کرام سے ملاقات بھی شامل ہے اورتمام انبیاء کرام بوقت ملاقات اپنے اجسام وارواح کے ساتھ حاضرتھے،تمام انبیاء کرا م علی نبیناوعلیھم الصلوۃ والسلام کامعراج کی رات بمع اجسام وارواح کے حاضرہونا حضرات انبیاء کرام کے حیاتِ طیبہ کی واضح دلیل ہے،حیات بعدالوفات ،فی القبر ،وفات کے بعدقبرمیں حیات ثابت ہوگئی۔

﴾ جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں ﴿

(۳)وعروجہ الی السماء ورؤیتہ عجائب الملکوت ومناجاتہ تعالیٰ فانہ ﷺ قال اتیت بالبراق وھودابۃ ابیض فوق الحمار دون البغل یضع حافرۃ عن منتھیٰ طرفہ فرکبتہ فساربی

(وہ انعامات جومعراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پرکئے ان میں سے)رسول اللہ ﷺ کاآسمانوں پرتشریف لے جانااورعالم ملکوت کے عجائبات کودیکھنا،اوررب کریم جل جلالہ سے مناجات کرنا(بھی شامل ہیں)حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے پاس سفیدرنگ کابراق لایاگیا،جودرازگوش سے بڑا اور خچرسے چھوٹاتھا(ایسابراق)کہ اسکا ایک قدم حدِنگاہ تک جاتاتھا۔میں اس پرسوراہوا(میں راکب اوروہ مرکب)سووہ مجھے لے گیا۔جلا لین

﴿صاحبِ تفسیر صاوی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۴)ولقد اتینا موسیٰ الکتاب فلاتکن فی مریة من لقائه (وقد التقیالیلة الاسراء) جلالین. السجده. ای فی الارض عندالکثیب الاحمروهو قائم یصلی فی قبره وفی السماء السادسة کماورد به الحدیث. صاوی جلد۲. ۲۶

تحقیق ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی سو (اللہ کی جانب سے موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب تورات عطا کی گئی) اس میں شک نہ کر (دونوں حضور پرنور ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کی) معراج کی رات ملاقات ہوئی۔

(حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں معراج کی رات جب میرا گذر کَثِیبِ اَحْمَرُ (لال ٹیلہ) کے پاس سے ہوا، تو میں نے موسیٰ (علیه السلام) اپنی کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (اور جب حضور پرنور ﷺ بیت المقدس پہنچے تو حضرت موسیٰ علیه السلام بمع جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام کے بیت المقدس میں استقبال کیلئے حاضر ہیں) (اور جب حضور پرنور ﷺ چھٹے آسمان پر پہنچے) تو وہاں پر بھی حضرت موسیٰ (علیه السلام) سے ملاقات ہوئی) جس طرح کہ احادیث میں وارد ہے۔

☆۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ الله جل جلا له کے رسول ﷺ کا حضرت موسیٰ علیه السلام کے ساتھ (کثیب احمر) میں ملاقی ہونا اور پھر بیت المقدس میں جمیع انبیاء کرام علی نبیناوعلیهم الصلوٰة والسلام کے ساتھ ملاقات اور پھر حضرت موسیٰ علیه السلام کیساتھ چھٹے آسمان پر ملاقات کرنا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ تمام انبیاء کرام علی نبیناوعلیهم الصلوٰة والسلام اپنے مزارات مقدسہ میں بَحَیَاۃِ جسمانی زندہ ہیں۔

﴿صاحبِ تفسیر خازن رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۵)عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ لما اسری بی رأیت موسیٰ علیه السلام یصلی فی قبره فی کثیب الاحمر

خازن جلد۵. سجده. ۱۸۸. معالم ج. ۵. ۱۸۸. صاوی ج. ۲. ۲۶۶ بخاری. معراج. ۵۹.

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا جب مجھے (معراج کیلئے) لے جایا گیا (بیت المقدس جاتے ہوئے) میں نے کَثِیبِ اَحْمَرُ (لال ٹیلہ) میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

اس حدیث مبارک سے بھی حیات انبیاء کرام علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام ثابت ہوگئی

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

وعن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسألنی عن مسرای فسالتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتها فکُربتُ کربا ما کُربتُ مثله فرفعه الله لی انظر الیه ما یسألونی عن شئ الا انبأ تهم وقد رأیتنی فی جماعة من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانه من رجال شَنُوءَ ةَ واذا عیسیٰ قآئم یصلی (واذا ابراهیم قائم یصلی فحانت الصلوٰة فاممتهم) رواه مسلم. مشکوٰة معراج ۵۲۱

☆۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا (معراج کے سویرے کو جب میں نے اپنی معراج کا اعلان کیا تو اس وقت) میں نے اپنے کو حطیم کعبہ میں دیکھا قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے بارے میں سوالات کر رہے تھے قریش نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی اشیاء کے بارے میں سوالات کئے جو مجھے یاد نہ رہی تھیں، میں اتنا غمگین ہوا، جتنا کبھی نہ ہوا تھا، تو اللہ نے

بیت المقدس میرے سامنے کردیا، میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا، وہ جس چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھتے تھے میں انہیں بتادیتا تھا میں نے اپنے آپ کو نبیوں کی جماعت میں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام (اپنی قبر میں) کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے ہیں، وہ درمیانہ قد گھونگریلے بالوں والے ہیں گویا (قبیلہ) شنوہ کے لوگوں میں سے ہیں (میں نے دیکھا کہ) عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے (میں نے دیکھا کہ) کہ (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر نماز کا وقت آیا۔ تو میں نے انکی امامت کی۔

☆۔۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں۔ مندرجہ بالا احادیث سے بھی انبیاء کرام علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام کا اپنی قبور میں حیاۃ ثابت ہوگئی جبکہ یہ تمام انبیاء کرام علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام واقعہ معراج سے بہت پہلے (اس دنیا) سے رحلت فرماگئے تھے، (سوائے سیدنا عیسیٰ

علیہ السلام کے) پھر حضور پرنور ﷺ انبیاء کرام علی نبینا و علیھم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی قبور میں حالت قیام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا، حیاۃ کی قوی دلیل ہے کیونکہ قیام (رکوع، وسجود، وقعود) روح وجسم دونوں کا اجتماعی کام ہے، اور اشیاء مذکورہ قبروں میں انبیاء کرام علی نبینا و علیھم الصلوٰۃ والسلام ثابت، تو انکی حیاۃ فی القبور بھی ثابت۔

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۷) حتیٰ اتیت بیت المقدس فربطت الدابۃ بالحلقۃ التی تربط فیھا الانبیاء (علیہ السلام) ثم دخلت فصلیت فیہ رکعتن. (ای اماما بالانبیاء والملئکۃ). ۔جمل۔ج۲۔۱۰

(نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں مکہ شریف سے براق پر سوار چلا) یہاں تک کہ میں بیت المقدس لایا گیا۔ سو میں نے براق اس حلقہ کڑے سے باندھا جس حلقے سے انبیاء (اپنی سواریاں) باندھا کرتے تھے۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا میں نے تمام انبیاء وملائکہ کو دو رکعت نماز پڑھائی۔

☆۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں۔ مندرجہ بالا احدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ثابت ہوگیا۔ جبکہ یہ تمام انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام واقعہ معراج سے بہت پہلے (اس دنیا) سے رحلت فرماگئے تھے

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۸) ثم خرجت فجائنی جبرائیل علیہ السلام باناء خمر واناء لبن فاخذت اللبن قال جبرائیل علیہ السلام اصبت الفطرۃ ثم عرج بی الی السماء الدنیا فاستفتح جبرائیل علیہ السلام قیل من انت قال جبرائیل علیہ السلام قیل ومن معک قال محمد ﷺ قیل وقد ارسل قال وقد ارسل الیہ ففتح لنا فاذاانا بآدم علیہ السلام (ففاجاء نی لقاء آدم) بروحہ وجسدہ معا. جمل ۲. ۱ ۱ ٦

پھر میں نکلا تو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے شراب (شراب جنت) اور دودھ پیش کیا۔ میں نے دودھ کا پیالہ لیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرۃ (اسلام) کو اختیار کیا۔ پھر مجھے آسمان کی طرف لیجایا گیا۔ سو جبرائیل نے (باب العروج) پر دستک دی (مأمور) فرشتوں نے

پوچھا کون۔جبرائیل علیہ السلام نے کہا (میں) جبرائیلؑ ہوں (پھر فرشتوں نے کہا) تمہارے ساتھ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا (میرے ساتھ جناب سیدنا) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلا گیا ہے۔کہاہاں۔تووہ دروازہ (باب العروج) کھولا گیا (جب میں پہلے آسمان میں داخل ہواتو) میری ملاقات (حضرت) آدم علیہ السلام سے ہوئی (آدم علیہ السلام روح اورجسد کے ساتھ موجود تھے)

☆۔۔شمع رسالت کے پروانو۔مندرجہ بالاحدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام کازندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پردوبارہ ملاقات انکی حیات طیبہ کی قوی دلیل ہے۔

﴿صاحب تفسیر جمل فرماتے ہیں﴾

(۹) كيفية الانبياء الآتى ذكرهم فى السمٰوٰت السبع فاجتمع بهم كذلك فى جملة الانبياء فى بيت المقدس فسبعة هؤلاء المذكورين الى السمٰوٰت صعدوا فوجدهم فيهالحكم ومصالح تفسیر جمل جلد۲۔۶۱۱۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قال جبرائيل هذاابوك آدم فسلم عليه فسلمت عليه فرد السلام وقال مرحبابالابن الصالح والنبى الصالح۔بخاری۔باب المعراج۔۵۹

ان انبیاء کرام کاذکر (جنکاذکرمیں اپنی اس تفسیر میں) آگے چل کرکرنے والاہوں جنکے ساتھ حضور پرنور ﷺ کاساتوں آسمانوں میں ملاقاتیں ہوئیں (حالانکہ) یہ انبیاء کرام بیت المقدس میں دیگر انبیاء کرام کے ساتھ موجود تھے۔پھران انبیاء کرام کا ساتوں آسمانوں پر حضور پرنور ﷺ سے پہلے پہنچ جانا اللہ جل جلالہ کی حکمت ومصلحت (سے خالی نہیں) ہے (حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں پہلے آسمان پرپہنچا) توجبرائیل نے کہایہ آدم (علیہ السلام ہیں جو) آپکے جدامجد (والد) ہیں انہیں سلام فرمائیں،سومیں نے سلام کیااور انہوں نے میرے سلام کاجواب دیا۔نیزیہ بھی کہا۔خوش آمدید۔ایسے عظیم المرتبت غیبب جاننے والے غیب جاننے والے صالح فرزند کوخوش آمدیدکہتاہوں۔

☆۔شمع رسالت کے پروانو،مندرجہ بالاحدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیهم الصلوة والسلام کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پردوبارہ ملاقات

اورحضرت آدم علیہ السلام کوحضور نبی کریم ﷺ کا سلام کرنا انکا جواب دینا اورسید نا آدم علیہ السلام کا حضور پرنور ﷺ کوخوش آمدید کہنا۔صالح۔ونبی کہنا حضرت آدم علیہ السلام کی حیات طیبہ(بعد الوفات) کی قوی دلیل ہے۔(نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۰)ثم عرج بنا الی السماء الثانية فاستفتح جبرائيل فقيل من انت قال جبرائيل قيل ومن معک قال محمد(ﷺ) قيل وقد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بابنی خالة يحیٰ وعيسیٰ قال هذا يحی وهذا عيسیٰ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فرداثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح .بخاری جلد ۲. ۵۹

پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لیجایا گیا،سو جبرائیل نے(باب العروج) پردستک دی فرشتوں نے پوچھا کون،جبرائیل علیہ السلام نے کہا(میں)جبرائیلؑ ہوں(پھر فرشتوں نے کہا)تمہارے ساتھ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا(میرے ساتھ سیدنا) محمد(رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلا گیا ہے،کہاہاں،توفرشتوں نے دروازہ(باب العروج) کھولا،میری ملاقات (حضرت)یحیٰ اورعیسیٰ سے ہوئی جوآپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔جبرئیل نے کہاانہیں سلام کیجئے سومیں نے انہیں سلام کیاپھرانہوں نے مجھے خوش آمدیدکہا اورکہاخوش آمدید ہو صالح بھائی اورنبی صالح ﷺ کو۔(نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۱)ثم عرج بنا الی السماء الثالثة فاستفتح جبرائيل فقيل من انت قال جبرائيل قيل ومن معک قال محمد ﷺ قيل وقد ارسل اليه ففتح لنا فاذا انا بيوسف(عليه السلام)قال هذا يوسف عليه السلام فسلم عليه فسلمت فردثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح بخاری جلد ۲. ۵۹

پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف لیجایا گیاسو جبرائیل نے(باب العروج)پردستک دی فرشتوں نے پوچھا کون،جبرائیل علیہ السلام نے کہا(میں)جبرائیلؑ ہوں(پھرفرشتوں نے کہا)تمہارے ساتھ

کون ہے جبرئیلؑ نے کہا (میرے ساتھ سیدنا) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے، کہا ہاں، تو فرشتوں نے دروازہ (باب العروج) کھولا، میری ملاقات یوسف (علیہ السلام) سے ہوئی جبرئیل نے کہا انہیں سلام کیجئے سو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور کہا خوش آمدید ہو۔ صالح بھائی اور نبی صالح ﷺ کو۔۔۔۔۔۔

☆۔۔شمع رسالت کے پروانو۔ مندرجہ بالا احادیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) حضرت یحیٰ و حضرت عیسیٰ وحضرت یوسف علیہم السلام سے دوسرے اور تیسرے آسمانوں پر دوبارہ ملاقات اور ان تینوں انبیاء کرام علیہم السلام کو حضور نبی کریم ﷺ کا سلام کرنا ان کا جواب دینا اور تینوں انبیاء کرام علیہم السلام کا حضور پرنور ﷺ کو خوش آمدید کہنا۔ صالح۔ ونبی کہنا حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت یوسف علیہم السلام کی حیات طیبہ (بعد الوفات) کی قوی دلیل ہے۔

(نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

﴿حضورِ پرنور علیہ ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۳) ثم عرج بنا الی السماء الرابعة فاستفتح جبرائیل فقیل من انت قال جبرائیل قیل ومن معک قال محمد ﷺ قیل وقد ارسل الیه ففتح لنا فاذا انا بادریس (علیه السلام) قال هذا ادریس علیه السلام فسلم علیه فسلمت فردثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح......... بخاری جلد ۲. ۵۹

پھر مجھے چوتھے آسمان کی طرف لیجایا گیا۔ سو جبرائیل نے (باب العروج) پر دستک دی فرشتوں نے پوچھا کون۔ جبرائیلؑ نے کہا (میں) جبرائیلؑ ہوں (پھر فرشتوں نے کہا) تمہارے ساتھ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا (میرے ساتھ سیدنا) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے، کہا ہاں، تو فرشتوں نے دروازہ (باب العروج) کھولا۔ میری ملاقات (حضرت) یوسف (علیہ السلام) سے ہوئی جبرئیل نے کہا انہیں سلام کیجئے سو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور کہا خوش آمدید ہو صالح بھائی اور نبی صالح ﷺ کو

☆۔۔شمع رسالت کے پروانو۔ مندرجہ بالا احادیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) حضرت ادریس علیہ السلام

سے چوتھے آسمان پردوبارہ ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام کوحضور نبی کریم ﷺ کا سلام کر نا انکاجواب دینااورحضرت ادریس علیہ السلام کاحضور پرنور ﷺ کوخوش آمدید کہنا،صالح ونبی کہناحضرت ادریس علیہ السلام کی حیات طیبہ(بعدالوفات) کی قوی دلیل ہے ۔

(نبی کا لغوی معنٰی ہے غیب کی خبریں دینے والا)

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۳)ثم عرج بناالی السماء الخامسة فاستفتح جبرائیل فقیل من انت قال جبرائیل قیل ومن معک قال محمد ﷺ قیل وقد ارسل الیه ففتح لنافاذاانا بهارون(علیه السلام)قال هذاهارون علیه السلام فسلم علیه فسلمت فردثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح... بخاری جلد۲ . ۹

پھر مجھے پانچویں آسمان کی طرف لیجایا گیا، سو جبرائیل نے(باب العروج)پردستک دی فرشتوں نے پوچھاکون جبرائیل علیہ السلام نے کہا(میں) جبرائیلؑ ہوں(پھرفرشتوں نے کہا)تمہارے ساتھ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا(میرے ساتھ سیدنا)محمد(رسول اللہ ﷺ)ہیں کہا گیاانہیں بلا گیا ہے۔کہا''ہاں'' توفرشتوں نے دروازہ(باب العروج)کھولا۔میری ملاقات (حضرت)ہارون (علیہ السلام)سے ہوئی جبرئیل نے کہاانہیں سلام کیجئے سومیں نے انہیں سلام کیاانہوں نے میرے سلام کاجواب دیااور مجھے خوش آمدید کہا اورکہاخوش آمدید ہو صالح بھائی اور نبی صالح ﷺ کو۔

☆۔۔شمع رسالت کے پروانو۔مندرجہ بالااحدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا(نیز) حضرت هارون علیہ السلام سے پانچویں آسمان پردوبارہ ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام کوحضور نبی کریم ﷺ کاسلام کر نا انکاجواب دینااورحضرت ہارون علیہ السلام کاحضور پرنور ﷺ کوخوش آمدید کہنا''صالح''ونبی کہنا حضرت هارون علیہ السلام کی حیات طیبہ(بعدالوفات) کی قوی دلیل ہے۔

(نبی کا لغوی معنٰی ہے غیب کی خبریں دینے والا)

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۴)ثم عرج بنا الی السماء السادسة فاستفتح جبرائیل فقیل من انت قال جبرائیل قیل ومن معک قال محمد ﷺ قیل وقد ارسل الیه ففتح لنا فاذا انا بموسیٰ (علیه السلام) قال هذا موسیٰ علیه السلام فسلم علیه فسلمت فردثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح......... بخاری جلد ۲ . ۵۹

پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لیجایا گیا سو جبرائیل نے (باب العروج) پردستک دی فرشتوں نے پوچھا کون، جبرائیل علیہ السلام نے کہا (میں) جبرائیلؑ ہوں (پھر فرشتوں نے کہا) تمہارے ساتھ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا (میرے ساتھ سیدنا) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے "کہاہاں" توفرشتوں نے دروازہ (باب العروج) کھولا (میری ملاقات (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے ہوئی، جبرئیل نے کہا انہیں سلام کیجئے سومیں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور کہا خوش آمدید ہو، صالح بھائی اور نبی صالح ﷺ کو۔

☆۔۔شمع رسالت کے پروانو۔مندرجہ بالا حدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چھٹی آسمان پردوبارہ ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام کوحضور نبی کریم ﷺ کا سلام کرنا انکا جواب دینا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضور پرنور ﷺ کوخوش آمدید کہنا، صالح ونبی کہنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ (بعدالوفات) کی قوی دلیل ہے۔

(نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۵)ثم عرج بنا الی السماء السابعة فاستفتح جبرائیل فقیل من انت قال جبرائیل قیل ومن معک قال محمد ﷺ قیل وقد ارسل الیه ففتح لنا قال هذا ابوک ابراهیم علیه السلام فسلم علیه فسلمت فردثم قال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح. بخاری جلد ۲ . ۵۹

پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف لیجایا گیا سو جبرائیلؑ نے (باب العروج) پردستک دی فرشتوں نے پوچھا کون۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا (میں) جبرائیلؑ ہوں (پھر فرشتوں نے کہا تمہارے ساتھ کون

ہے جبرئیل ؑ نے کہا (میرے ساتھ سید نا) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے، کہا ہاں تو فرشتوں نے دروازہ (باب العروج کھولا، جبرائیل ؑ نے کہا یہ آپکے والد (جدامجد (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) ہیں جبرئیل ؑ نے کہا انہیں سلام کیجئے سو میں نے (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور کہا خوش آمدید ہو، صالح بیٹے اور نبی صالح ﷺ کو۔

☆ شمع رسالت کے پروانو۔مندرجہ بالااحدیث سے بھی **جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیهم الصلوۃ والسلام** کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) **حضرت ابراهیم علیه السلام** سے چھٹے ، آسمان پر دوبارہ ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضور نبی کریم ﷺ کا سلام کرنا انکا جواب دینا اور حضرت ابرہیم علیہ السلام کا حضور پرنور ﷺ کو خوش آمدید کہنا، صالح و نبی کہنا **حضرت ابراهیم علیه السلام** کی **حیات طیبہ (بعدالوفات) کی قوی دلیل ہے** (نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

(تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے
سیدی امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں افغانی ثم بریلوی رحمت اللہ علیہ، تعلیق مترجم)

یَاحَبِیْبِیْ اَنْتَ حَیٌّ فِی الْمَزَار
ہے عقیدہ دل نے پایا ہے قرار

حیاۃ النبی کا ہے عقیدہ ، مصطفیٰ ﷺ کا یہ فرمان ہے
نبی اللہ حی لایموت مجتبیٰ ﷺ کا ہی اعلان ہے۔
نذرانہ عقیدت / فقیر محمد عبدالعلیم القادری۔ پیر ۴/ اکتوبر ۲۰۰۴

﴿وفات کے بعد اولیاء کرام کی کرامت کا ثبوت﴾

ستر ویں بحث اولیاء کرام کی کرامت کا ثبوت بعد الوفات

بحرالرائق کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کئی فتاووں سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(۱)وفی البحرعن عدۃ(۲) الفتاوٰی. الکعبة اذارفعت من مکانها لزیارة اصحاب الکرامة ففی تلک الحالة جازت الصلوة الی ارضها.وماذکرفی البحر.(۳)نقله فی التتارخانية(۴) عن الفتاوی العتابية قال الخیر(۵)الرملی وهذاصریح فی کرامات الاولیاء فیرد به علی من نسب امامناالی القول بعدمها وسیاتی تمام الکلام علی ذلک فی باب ثبوت النسب.(٦)شامی جلد ۱ .شروط الصلوٰۃ . استقبال القبلة ۲۹

جب کعبہ شریف کسی ولی اللہ کی زیارت کیلئے جائے۔تو اس وقت کعبہ شریف کی زمین(فضاوں) کی جانب نماز پڑھنا جائز ہے،علامہ خیرالدین رملی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عتابیہ سے تتارخانیہ میں نقل فرماتے ہیں،کہ یہ اولیاء کرام کی کرامات کی صریح دلیل ہے،سو جنہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان باندھا۔کہ امام اعظم کرامات اولیاء اللہ کے منکر تھے(نعوذباللہ)اس دلیل سے مخالفین کی تردید ہوگئی۔اورہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر باب ثبوت النسب میں تفصیلاً بحث کرینگے۔

(۲) سوال:هل کرامات الاولیاء ثابتة بعدموتهم وهل تصرفهم ینقطع بالموت ام لا

جواب : فاجاب یعنی الشوبری رحمة الله علیه بماملخصه. کرامات الاولیاء ثابتة وتصرفهم لاینقطع بالموت.ویجوزالتوسل بهم الی الله تعالیٰ.والاستغاثة بالانبیاء والمرسلین .وبالعلماء والصالحین بعد موتهم.

لان معجزة الانبیاء

وکرامات الاولیاء لاتنقطع بعد موتهم،

اما الانبیاء علیهم السلام فلانهم احیاء فی قبورهم یصلون ویحجون کماوردت به الاخبارفتکون الاغاثة معجزةلهم .والشهداء ایضااحیاء فی قبورهم شوهدوانهاراجهارایقاتلون الکفار.

و اما (الاغاثة)(من)الاولياء:وهى كرامة لهم شواهدالحق ۱۱۳.............

وقال الشيخ الرملی:رحمه الله تعالیٰ علیه وهذه الاشياء يعنى الكرامات مشاهدة لايمكن انكارهافالذى نعتقده ثبوة كراماتهم فى حياتهم وبعد وفاتهم ولاتنقطع بموتهم (الى آخره)ثم قال الشيخ محمد الشوبرى رحمة الله تعالیٰ علیه فى اواخر فتواه المذكورة وهذاالامرظاهرغنى من طلب الدليل اذاالطلب لذلک انما يصدر من جاهل معاند حاسد لايلتفت اليه لايعول فى التحقيقات الشرعية عليه : انتهت فتوى : الشمس الشوبرى المصرى رحمة الله تعالیٰ علیه .التى نقلهاسيدى الشيخ عبدالغنى النابلسى.شواهد الحق.ص:۵۵:۵٦..............

﴿شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانیؒ میں فرماتے ہیں﴾

سوال: کیااولیاء اللہ کی کرامات وتصرفات وفات کے بعد منقطع (ختم)ہوجاتیں ہیں۔یانہ؟

جواب: حضرت علامہ شوبری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی کرامات اورانکے تصرفات وفات کے بعدبھی ختم نہیں ہوتیں، نیزاولیاء اللہ کاوسیلہ جائزہے،اورانبیاء کرام و مرسلین عظام علیهم السلام وصالحین علماء کرام سے استغاثہ(فریاد۔مددلینا)وفات کے بعد بھی جائزہے،کیونکہ معجزات انبیاء کرام وکرامات اولیاء اللہ وفات کے بعد منقطع نہیں ہوتیں،احادیثِ مبارکہ میں آیاہے،کہ انبیاء کرام علیهم السلام اپنی قبورمیں حیات ہیں،وہ اپنے مزارات میں نمازیں پڑھتے ہیں اورحج کرتے ہیں،سوانبیاء کرام سے استغاثہ(فریاد،امدادطلب کرنااورانبیاء کرام علیهم السلام کامستغیث کاامدادکرنا)انبیاء کرام کامعجزہ ہوگا۔اوراولیاء اللہ سے استغاثہ(فریاد۔امدادطلب کرنااور اولیا اللہ رحمت الله علیهم کا مستغیث کاامداد کرنا)اولیاء اللہ کی کرامت ہوگی۔

شیخ رملی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کرامات اولیاء اللہ از قبیلِ مشاھدات کے ہے۔ایسے مشاہدات جویقینیات میں سے ہیں سواس سے انکارناممکن ہے۔ہم اہل سنت وجماعت کاعقیدہ ہے۔کہ اولیاء اللہ کی کرامات فى الحياة(زندگی میں)وبعدالممات(وفات کے بعد)ثابت ہیں۔

حضرت علامہ شیخ رملی رحمت اللہ علیہ اپنے فتوٰی کے آخرمیں تحریرفرماتے ہیں۔

کہ کرامات اولیاء اللہ فی الحیاۃ(زندگی) وبعدالممات(وفات کے بعد)ایساامرِ ظاہر (ویقینی) ہے،کہ اس سے صرف وہ شخص انکارکرسکتاہے۔جوپرلے درجے کااحمق وجاہل وحاسدہو۔انکارکرنے والااس لائق ہی نہیں کہ اسکی طرف التفات کی جائے نہ اسکی تحقیقاتِ(خبیثہ وکاذبہ) پراعتمادو اعتبارکیاجائے،علامہ شیخ عبدالغنی النابلسی نے یہ فتوٰی حضرت علامہ شیخ محمدشوبری رحمت اللہ علیہ کے فتوٰی سے حرف بحرف نقل کیاہے۔

﴿مرسلین کی رسالت و اَوْلِیَاءُ اللّٰہ﴾ کی کرامات رحلت سے باطل نہیں ہوتیں

(۱)صرح فی منیۃ المفتی بان رسالۃ الرسول لا تبطل بموتہ .شامی جلد۳.قسمۃ الغنائم .۲۳۷.

رسول کی رسالت انکی وفات سے باطل (ختم)نہیں ہوتی۔

(۲)فقدافادفی الدرالمنتفی ان القول بانقطاع الرسالۃ با لموت خلاف الاجماع .شامی جلد۳.غنائم ۲۳۷.

وفات کے بعد رسالت منقطع (ہونے) کی بات اجماع امت کے خلاف ہے۔

(۳)المصرح بہ فی کتب الامام الاشعری امام اھل السنۃ والجماعۃ وکتب اصحابہ ان الرسالۃ لاتنقطع بالموت لان الانبیاء علیھم السلام احیاء فی قبورھم .شامی جلد۳.غنائم ص.۲۳۷

امام اہلسنت وجماعت امام اشعری رحمت اللہ علیہ اورانکے شاگردوں نے اپنی کتابوں میں تصریح فرمائی ہے،کہ مرسلین عظام کی رسالت انکی رحلت فرماجانے کے بعد منقطع نہیں ہوتی کیونکہ انبیاء کرام علیھم السلام اپنی مزاراتِ مبارکہ میں زندہ ہیں۔

﴿صاحبِ شامی لکھتے ہیں﴾

(۴)ومانسب الی الامام الاشعری رحمۃ اللہ علیہ من الانکارفھوافتراء وبھتان وقداقام النکیرعلی افتراء ذالک الامام العارف ابوالحسن القشیری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فی کتابہ شکایۃ السنۃ وکذاغیرہ کمابسط ذلک الامام السبکی فی طبقات الکبریٰ فی ترجمۃ الاشعری شامی جلد۳.غنائم ۲۳۷.

جن لوگوں نے امام اشعری رحمت اللہ علیہ کے میں بارے کہاہے کہ امام اشعری کراماتِ اولیاء بعدالموت(اولیاء کی کرامات وفات کے بعد)کے منکرتھے، غلط ہے یہ امام صاحب پر افتراء

وبہتان (تہمت لگائی گئی) ہے،سوامام سبکی رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب طبقات کبریٰ میں جہاں حضرت امام اشعری کی تعریف وتوصیف بیان کی ہے،اسی مقام پراس افتراء کی سخت انداز سے تردید کی ہے۔

امام عارف باللہ حضرت ابی القاسم القشیری نے اپنی کتاب شکایة اهل السنة میں (اور دیگر علماء کبار) نے اس بات کی سخت تردید فرمائی ہے (کہ امام اشعری انکاری تھے) بلکہ امام اشعری رحمت اللہ اثبات کے قائل تھے کہ رسالت اورولایت وفات کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتے)

﴿صاحبِ عمدۃ الرعایۃ لکھتے ہیں﴾

(۵) وقد غلط من قوران الرسالة (ﷺ) انقطعت بموته لان الرسالة لاتنقطع بالموت بل وكذالولاية وجميع المكارم الدينية. كيف والانبياء احياء فى قبورهم. عمدة الرعاية جلد ۲ ص. ۳۵۳

جس نے یہ کہاکہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت وصال،کی وجہ سے منقطع (ختم) ہوگئی،اس نے غلط کہا،اس لئے،کہ نبوت ورسالت،بسبب وصال منقطع نہیں ہوتیں،اسی طرح ولایتِ اولیاء اللہ (وکرامتِ اولیاء اللہ) بھی وصال سے منقطع نہیں ہوتیں،اورجمیع مکارمِ دینیہ (عدمِ انقطاع کی وجہ) یہ ہے۔کہ حضور پرنور ﷺ روضہ اطہر میں زندہ ہیں۔

☆۔۔۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتاہوں۔کہ تمام اہل قبور قبروں میں زندہ ہیں۔جیسے کہ میں پہلے قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کرچکاہوں۔توثابت ہواکہ **حَيَاتُ فِي الْقَبر** عَام ہے توحکم بھی عام ہوا (یعنی حیات قبر میں سب کے لئے) پھرانبیاء کرام واولیاء اللہ **تواخص الخواص** ہیں (وہ کیسے اپنے مزارات میں حیات نہ ہونگے،بلکہ وہ توبطریق اولیٰ زندہ وحیات ہیں)

(۲) وَمَامُحَمَّدٌ اِلَّارَسُوْل (اى لارب معبود) (الى) ولكن يجب علينا تعظيمه واحترامه حياوميتاواعتقادان معجزاته باقية واتباعه وطاعته

سیدنامحمدرسول اللہ۔(ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔رب تعالیٰ کے بندے ہیں معبودنہیں۔ہم پرسرکار دوعالم ﷺ کی تعظیم واحترام۔ہرحال میں فرض ہے۔چاہے سیدعالم ﷺ۔عَالَمِ دنیامیں ہوں یاعَالَمِ برزخ میں۔نیز مسلمانوں پرحضور پرنور ﷺ کی اطاعت واتباع واجب

ہے۔حضور پرنور ﷺ کے معجزات اسی طرح ثابت (باقی) ہیں جس طرح دنیا کی زندگی میں تھے۔اس پر چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔اسکے دلائل ذکر کرتے ہوئے

﴿علامہ صاوی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

اللہ رب العٰلمین جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے

(۱) مَن یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (ولم یقل وھو حی)

جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ جل جلالہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ عالم دنیا میں ہوں تو اسکی اطاعت کی جائے۔بلکہ اطاعت کا حکم مطلق ہے۔کسی قید سے مقید نہیں لہذا اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ جس عالم میں ہوں انکی اطاعت نص قرآن کی رو سے بندوں پر فرض ہے۔

اللہ رب العٰلمین جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

(۲) وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ O (وَلَمْ یَقُلْ لِاَصْحَابِکَ)

اے محبوب ﷺ ہم نے آپکو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یہ نہیں فرمایا۔کہ ہم نے آپ ﷺ کو صرف صحابہ کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔یا صرف ایک مخصوص زمانے کے۔لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا بلکہ آپ ﷺ کی رحمت جس طرح بندوں کے لئے عام ہے اسی طرح زمانے کے لحاظ سے بھی عام ہے۔آپ ہر زمانے میں تمام مخلوق کیلئے رحمت الٰہی ہیں ۔

﴿علامہ صاوی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۳) وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم .فمن اعتقدان النبی ﷺ لانفع بہ بعد الموت بل ھو کاحاد الناس فھو ضال مضل

صاوی۔جلد۱۔آل عمران۔پارہ ۴۔رکوع۔۱۵/۱۸۔۱۸۲۔

سید المرسلین ﷺ نے فرمایا،لوگو،میری حیات دنیاوی،اور حیات برزخی دونوں تمہارے لئے بہتر ہیں۔مفسر قرآن علامہ شیخ صاوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں،جس کا یہ عقیدہ ہو۔کہ

مختارکل سیدعالم ﷺ وفات، کے بعد کسی کونفع نہیں پہنچاسکتے، یاوہ یہ کہے، کہ فخر موجودات ﷺ دوسرے لوگوں کی طرح ہیں، تووہ شخص گمراہ ہے۔اوردوسرے مسلمانوں کوبھی گمراہ کرنے والا ہے۔صاوی ۱۸۲۔

مصنف کتاب ہذاحضرت علامہ مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ، حضور پرنور ﷺکی حیات دنیاوی وحیات فی القبر کے خیر(بہتر ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے تحریرفرماتے ہیں) کہ سرکاردوعالم ﷺنے فرمایاکہ میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے سے مرادیہ ہے، کہ تم دنیامیں اپنے مسائل مجھ سے پوچھتے رہوگے، میں بیان کرتار ہوں گا۔اورعالم برزخ میں تمہارے اعمال مجھ پرپیش ہونگے،تمہاری نیکیوں پر، میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کاشکراداء کروں گا،اورتمہارے گناہوں پر،اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے تمہارے واسطے مغفرت طلب کروں گا،قرآن کریم کی آیات حضور ﷺ کی حیات فی القبر پردال ہیں کیونکہ سرکاردوعالم ﷺکی اطاعت ہرزمانے میں نیز حضور پرنور ﷺکاہرذرے کے لئے ہرزمانے میں رحمت ہوناحضور پرنور ﷺ کے پردہ فرماجانے کے بعدبھی حیات فی القبر پر دلالت کرتیں ہیں،نیز حدیث رسول ﷺ مذکورہ بالا بھی حیات فی القبر پردلالت کرتی ہے

﴿طریقہ محمدیہ کے مصنف رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

الولاية لا تنقطع باالموت كماان النبوة لا تنقطع بالموت.

(۷) جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت رحلت فرمانے کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتی اسی طرح اولیاء اللہ کی ولایت بھی انتقال سے منقطع نہیں ہوتی۔

(۸) عن ابى الدرداء رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ اكثروا الصلوٰة على يوم الجمعة فانه مشهود يشهده الملئكة وان احدا يصلى على الاعرضت على صلاته حتىٰ يفرغ منهاقال قلت وبعد الموت قال ان الله حرم على الارض ان تأكل اجساد الانبياء فنبى الله حى يرزق. رواه ابن ماجه .ثم مشكوٰة فصل جمعه ۱۲۱

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔رحمتِ دوعالم ﷺ نے فرمایامجھ پرجمعہ کے دن کثرت سے درودپڑھاکروکیونکہ جمعہ کادن مشہودہے اس دن فرشتے حاضر

ہوتے ہیں، بیشک درود پڑھنے والے کا درود مجھ پراسکے فراغت تک پیش کیا جاتا ہے، راوی کہتے ہیں میں نے کہا (یارسول اللہ ﷺ جب آپ ﷺ) پردہ فرمائینگے (تو درود کس پر بھیجیں) حضور پرنور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کردیا ہے ، سو اللہ کا نبی اپنے مزار میں زندہ ہے، نیز اللہ جل جلالہ (اپنے نبی ﷺ کو قبر میں) رزق عطا فرماتا ہے
☆۔اے حبیب کونین سرور دوعالم ﷺ کے امتیو ں حدیث مذکورہ میں الفاظ (حَيٌّ۔زندہ ہے،یُرْزَقُ ،رزق دیا جاتا ہے.عُرِضَتْ ،مجھ پر پیش ہوتی ہیں) اس بات کی دلیل ہیں ،کہ حضور پرنور ﷺ روضۂ اطہر میں زندہ ہیں۔

﴿حضورِ پرنور علیہ ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۹)عن اوس بن اوس رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم (علیه السلام) وفیه قبض وفیه النفخة الاولیٰ وفیه النفخة الثانیة وفیه الصعقة فاکثروا علی من الصلوٰة فیه فان صلوتکم معروضة علی قالوا یارسول الله ﷺ وکیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت قال یقولون بلیت قال ان الله تعالیٰ حرم علی الارض اجساد الانبیاء ....

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا دنوں میں بہترین دن جمعہ کا ہے،اسی روز (حضرت) آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے،اسی دن انکا وصال ہوا اسی دن پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائیگا،سو اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔صحابہ نے عرض کیا،یارسول اللہ ﷺ آپ پر ہمارا درود کیسے پیش ہوگا،جبکہ آپکا جسم اطہر تو رمیم (گلی ہڈی) ہوچکا ہوگا تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء (کرام) کا جسم کھالینا حرام کردیا ہے (زمین انبیاء کے اجسام کو کھا نہیں سکتی) رواہ ابوداود والنسائی .وابن ماجه .والدارمی. والبیهقی.فی الدعوات الکبیر .مشکوٰة فصل ۲.جمعه ۱۲۱

✿

میرے عزیز سنی مسلمان بھائیو۔۔دونوں احادیث مبارکہ کے الفاظ پر غور کرو(عرضت) معروضة علی (ان الله حرم)(فنبی الله حی)(یرزق)(بعدالموت) کی تردید(ارمت) کی تردید۔یہ تمام صیغے وجملے اس بات کی دلیل ہیں۔کہ حضور پرنور ﷺ قبر اطہر میں زندہ ہیں۔

﴾حضرت علامہ امام قسطلانی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں﴿

(۱۰) قد قال علمائنالافرق بین موته وحیاته ﷺ فی مشاهدته لامته معرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلک جلی عنده لا خفاء به ....

مدخل ابن الحاج المکی۔ثم مواهب الامام القسطلانی

علماء متقدمین نے فرمایاہے کہ حضور پرنور ﷺ کی حیاۃ طیبہ اورمماۃ (پردہ فرمالینا) میں کوئی فرق نہیں۔حضور پرنور ﷺ جس طرح پہلے اپنی امت کامشاہدہ فرماتے تھے آج بھی اسی طرح مشاہدہ فرماتے ہیں۔نیزجس طرح ظاہری حیات طیبہ میں امت کے احوال،نیتوں عزائم ،خواطر،سے پہلے واقف تھے آج بھی واقف ہیں

☆اے ساطع النور ﷺ شافع یوم النشور ﷺ روح عالم ﷺ فیاض عالم ﷺ رحمت عالم ﷺ وسیلہ عالم ﷺ زینت عالم ﷺ ناصرعالم ﷺ جامع حسنات ﷺ امام الانبیاء ﷺ سیدالمرسلین ﷺ جان اسلام ﷺ صدرالانام ﷺ ہادی امم ﷺ کعبہ حاجات ﷺ مقصودِ کونین ﷺ خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیو، مندرجہ بالاحوالوں سے ثابت ہوا کہ ہمارے نبی جناب سیدنا محمدرسول اللہ ﷺ اپنے روضہ اطہرمیں حیات ہیں۔نیزیہ بھی ثابت ہواکہ انبیاء کرام علی نبیناوعلیهم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اوراولیاء اللہ کے کرامات رحلت فرمانے کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتے۔

﴾مُردوں کودورونزدیک سے پکارنے کاجواز﴿

قرآن وحدیث واقوال علماء کی روشنی میں

اٹھارویں بحث اہل قبورکوپکارنااورانکا سنناقرآن کریم اوراحادیث صحیحہ کی روشنی میں،

(حضرت شعیب علیہ السلام) کاذکرکرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتاہے

(۱) (قوله تعالیٰ حکایة عن شعیب علیه السلام) وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْامِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّکُمْ اِذًالَّخٰسِرُوْنَ ٥فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْافِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ٥ (ای بارکین علی الرکب میتین(الیٰ قوله تعالیٰ)وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْاَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ ٥ جلالین،وصاوی۔جلد۲۔پارہ۔۹آیت(90.91.92.93)

اورکہاان سرداروں نے جوکافرتھے اپنی قوم سے اگرتم نے شعیب کی پیروی کی توبیشک تم

نقصان اٹھانیوالے ہوجاؤ گے پھرانہیں زلزلے نے پکڑاتو صبح تڑکے گھروں میں او ندھے (مرکرمنہ کے بل) پڑے ہوئے تھے،اور کہا (شعیب نے) اے میری قوم بیشک میں نے اپنے رب کے پیغامات تم تک پہنچادیئے ہیں اور میں نے تمہیں نصیحت کی تھی۔سوکس طرح (کیونکر) کافروں پر (انکی تباہی وہلاکت پر) افسوس کروں۔

☆۔مندرجہ بالاآیت سے ندا الی الاموات (مردوں کوپکارنا) ثابت ہوا۔

حضرت صالح علیہ السلام کاذکرکرتے ہوئے اللہ جل جلالہ ارشادفرماتاہے۔۔

(۲)(قوله تعالیٰ حکایة عن صالح علیه السلام) قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ٥ (بارکین علی الرکب میتین) فَتَوَلّٰی (اعرض صالح) عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ٥ ای بعد ان هلكوای ما تو. کماخاطب النبی ﷺ الکفارمن قتلیٰ بدرحین القوافی القلیب فقال عمررضی الله عنه یارسول الله ﷺ کیف تکلم اقواما قدجیفوافقال ﷺ ماانتم باسمع لما اقول منهم ولکن لایجیبون (جلالین وصاوی جلد۲ .پارہ ۸ .سورۃ اعراف .رکوع ۱۰/۱۷ ص ۸۴

بولے (وہ سرکش) اے صالح اگرتو رسولوں میں سے ہے تولے آہم پروہ عذاب جس کاتونے ہم سے وعدہ کیاہے سوپکڑاانہیں عذاب (زلزلوں کے جھٹکوں) نے توصبح تڑکے وہ اپنے گھروں میں اوندھے (منہ کے بل) مرے پڑے تھے۔توصالح (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیرلیا۔اورکہااے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کاپیغام پہنچادیا۔(نیز) تمہیں نصیحت کی۔مگرتم نصیحت کرنے والوں کوپسندہی نہیں کرتے۔

☆۔(یعنی جب قوم ثمود ہلاک ہوئی توحضرت صالح علیہ السلام نے ان مرے ہوئے ثمودیوں سے مذکورہ خطاب کیا) علامہ صاوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بعینہ ایسا (خطاب ووقعہ ہے) جسطرح جنگ بدرمیں اختتامِ جنگ پرحضور پرنور ﷺ اس گڑھے۔کے کنارے پرتشریف لے گئے۔

جہاں سرداران قریش کوڈالا گیا تھا (اورایک ایک سردارکانام لیکر،اے عتبہ،اے ابوجہل،اے شیبہ (ندا) آوازدی (تم لوگ اپنے نبی (ﷺ) کے کیسے بڑے رشتہ دارتھے،تم نے جھٹلایااوردوسروں

نے ہماری تصدیق کی،تم نے مجھے نکالا،اوروں نے ٹھکانا دیا،تم نے قتال کیا اوردوسروں نے مددکی،تم اگراپنے رسول(ﷺ) کی فرمانبرداری کرتے،تواللہ تعالیٰ تمہیں شاد کرتا(اب جب تم نے اللہ کا عذاب دیکھ لیاتومسلمان ہونے کی آرزوکرنے لگے)ہم نے تواللہ کا (ہم سے کیا ہوا)وعدہ حق پایا(حضرت)عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ (ﷺ)آپ بے جان لوگوں سے خطاب فرمارہے ہیں(ارشادہوا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میرے کلام کووہ تم سے زیادہ سن رہے ہیں، مگرجواب نہیں دے سکتے۔

﴿عبداللہ بن مسعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے﴾

(۳) باب ماجاء فی التشهد من عبدالله بن مسعود رضی الله عنه

قال علمنارسول الله ﷺ اذاقعدنافی الرکعتین ان نقول التحیات لله والصلوٰة والطیبات السلام علیک ایهاالنبی ورحمت الله وبرکاته السلام علیناوعلی عبادالله الصالحین اشهد ان لااله الاالله واشهدان محمداعبده ورسوله .قال وفی الباب عن ابن عمر و جابروابی موسیٰ وعائشه رضی الله عنهم اجمعین قال ابوعیسیٰ حدیث ابن مسعود قد روی عنه من غیروجه وهوصحیح حدیث عن النبی ﷺفی التشهد والعمل علیه عنداکثراهل العلم من اصحاب النبی ﷺ ومن بعدهم من التابعین وهوقول السفیان وذهب الشافعی الی حدیث ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه .ترمذی جلد ا ۲۸۔

عبداللہ بن مسعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔کہ معلم کائنات سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ نے ہمیں تعلیم دی کہ جب ہم دورکعت کے بعدقعدہ میں بیٹھیں تویوں کہیں

(التحیات لله والصلوٰة والطیبات السلام علیک ایهاالنبی ورحمت الله وبرکاته السلام علیناوعلی عبادالله الصالحین اشهد ان لااله الاالله واشهدان محمداعبده ورسوله)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ سے اسنادِ کثیرہ کیساتھ مروی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر،حضرت جابر،حضرت ابوموسیٰ ام المؤمنین سیدة عائشہ رضی الله عنهم

اجمعین سے بھی اسی طرح مروی ہے۔تشھد کے باب میں رسول اکرم ﷺ سے جتنی احادیث واردہوئیں ہیں سب میں صحیح حدیث ہے۔
حضرت سفیان رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین کا اسی حدیث کے مطابق عمل رہااسی پرعمل کرتے تھے۔
☆۔۔۔اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے۔کہ حضور پرنور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو (التحیات میں) السلام علیک ایھاالنبی، کے ساتھ (اپنے نبی ﷺ کو)پکارنے کی تعلیم دی،اس نداء میں جوضمیر(ک)استعمال ہوئی ہے،وہ واحد مذکرحاضر کاہے(جسکامعنی یہ ہوا)(یارسول اللہ ﷺ)تجھ پرسلام ہو(یا)حرف نداء ہے(یعنی ایساحرف ہے جوعربی)لغت(اور علم نحو)کے اعتبارسے دور ونزدیک سب کے لئے آتاہے۔نیزیہ ندا قیامت تک ہوگی۔تومانناپڑے گا۔کہ یہ ندا حضور پرنور ﷺ کی حیات دنیوی وحیات اخروی دونوں کوشامل ہے،توجس طرح حضور پرنور ﷺ دنیامیں(دنیاوی زندگی)کے ساتھ حیات تھے اوراس حرف(حرفِ ندا،یا) کیساتھ انہیں پکارناجائز تھا۔اسی طرح رحلت فرماجانے کے بعد بھی حضور پرنور ﷺ کواس حرف(حرف ندا۔یا) کیساتھ پکارناجائز ہے۔
ثابت ہواکہ ۔اہل قبورکوپکارنا جائزہے۔
یہ تعاملِ صحابہ بھی ہے اورتعاملِ تابعین وتبع تابعین بھی۔ذیل میں دلائل ملاحظہ فرمائیں
(۱) **ویقصد معانیه مرادة له انه ینشئها تحیة وسلاما منه**
نمازی قعدہ میں حضور پرنور ﷺ پرجب(السلام علیک ایھاالنبی)پڑھے تونیت یہ ہوکہ میں اپنے آقا ﷺ پرنیا سلام وتحیۃ پیش کررہاہوں۔

(۱)مراقی الفلاح. ۱۷۰ .(۲)تنویرالابصار.والدرالمختار.(۳)والشامی جلد ا .باب صفت الصلوٰۃ ۳۴۲.
(۴)والھندیۃ جلد ا .ص۹۸ . (۵)وزیلعی الکنز جلد ا صفت الصلوٰۃ.

☆تنبیہ،یہ ارادہ نہ ہوکہ معراج میں پڑھے گئے سلام کودہرا رہاہوں(بلکہ اس رات کی فرض شدہ نمازیں جس طرح اپنے اپنے اوقات میں پڑھی جاتی ہیں اسی طرح یہ ندا (پکار)وسلام بھی نیاہی ہے)اس طرح پکارنانداکرنا،کوئی صحابی دور تھا یاقریب تابعین وجمیع امت دورتھے یاقریب سے ثابت ہے توجولوگ رسول اکرم ﷺ یااولیاء اللہ دورہوں یاقریب کے پکارنے کوشرک کہتے ہیں،حقیقت میں اپنے آپکومشرک کہتے ہیں۔

﴿ناصرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں﴾

(۴)(قولہ ﷺ)اذا ضل احدکم شیئا اواراد عوناًوھوبارض لیس بھاانیس فلیقل یَاعِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِی فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًالایُرَاھُمْ(الطبرانی)

(۱)قال بعض العلماء ھذاحدیث حسن

(۲)جامع الدرر (۳) ثم الوسیلۃ الجلیلۃ

(۴)زوائد البزارلابن حجر

(۵) ثم سماع البعید(۱۰۶ (۶) ورواہ البزازعن ابن عباس مرفوعا

(۷)وقال الحافظ ابوالحسن فی مجمع الزوائد.رجالہ ثقات

(۸)ورواہ ابن شیبۃ عن ابن عباس

(۹)ورواہ ابن السنی عن ابن مسعود

(۱۰)وذکروا ھذاالحدیث

(اے امتیو)اگرتم میں کسی کی کوئی چیز(گھر یاجنگل میں کہیں بھی)گم ہوجائے یا(تم میں سے)کوئی(شخص)کسی سے امداد طلب کرنا چاہے(جبکہ)وہ امدادطلب کرنے والاایسے مقام میں ہوجہاں(امدادکرنے والا)کوئی نظرنہ آتاہو،سواسے چاہیے،کہ یوں(پکارکر)کہے

اَعِیْنُوْنِی یَاعِبَادَاللّٰہِ

اے اللہ جل جلالہ کے بندو میری امدادکرو(توانکی امداد کیجائیگی)کیونکہ اللہ قادرمطلق جل جلالہ کے ایسے بندے موجودہیں(جوفریادی کی دستگیری فرماتے ہیں اگرچہ پکارنے والے کو)نظرنہیں آتے(۱)اس حدیث کے راوی ثقہ(نہایت مضبوط) ہیں۔

فی حصن الحصین دلیل علی انہ صحیح لانہ التزام الصحیح فی ھذاالکتاب (۱۱) والمرقات (۱۲)ثم سماع البعید ۱۰۹ (۱۳)وروح البیان جلد۲(ص ۱۰۱۷

(۲)علماء فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔حصن حصین میں اس حدیث کا مذکورہوناہی اسکے

صحیح ہونے کی دلیل ہے۔
میرے عزیز مسلمان بھائیو۔ حدیث مذکورہ بالا میں لفظ(عِبَادٌ) مطلق ہے۔
جوتمام (انبیاء کرام وشہداء وصالحین واولیاء اللہ) کوشامل ہے زندہ ہوں(بحیاتِ دنیاوی)
یارحلت فرماگئے ہوں(المطلق یجری علی اطلاقه) سوثابت ہواکہ اولیاء اللہ صالحین زندہ
ہوں یارحلت فرماگئے ہوں انہیں (دستگیری کیلئے)پکارنا جائز ہے۔

﴿مُعِینِ امت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں﴾

(حضور پرنورﷺ نے صحابی کو یہ وظیفہ سکھایا۔اے صحابی اللہ تعالیٰ سے یوں دعامانگو)
(۴)**اللهم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک نبی الرحمة یامحمد ﷺ**
انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضیٰ لی اللهم فشفعه فی
(۱)اخرجه النسائی (۲)و،ترمذی(۳) و،ابن ماجه(۴)و،ابن خزیمه
(۵)و،طبرانی(۶) والحاکم
(۷)والبیهقی عن سیدناعثمان بن حنیف رضی الله تعالیٰ عنه
(۸)ثم مشکوٰة.
یااللہ میں تجھ سے مانگتاہوں اورتیری طرف تیرے نبی(ﷺ) کے وسیلہ وبرکت سے متوجہ
ہوتاہوں(اس رسول کی برکت سے) جورحمتوں اور برکتوں والانبی ہے۔یَامُحَمَّدُ ﷺ میں
آپکے وسیلہ سے اپنے پروردگارجل جلالہ کی طرف اس حاجت کی برآوری کے لئے متوجہ
ہوتاہوں۔تاکہ اللہ جل جلالہ میری حاجت کوبرلائے(پوری کردے)یااللہ جل جلالہ نبی
محترم ﷺ کی شفاعت(سفارش) میرے حق میں قبول فرما۔
☆۔۔اللہ جل جلالہ کے نبی محترم ﷺ نے صحابی کو اللہ کی بارگاہ میں دعا(کی قبولیت
کاانداز) یہ سکھایاکہ تم میرے وسیلے سے دعامانگواوریوں کہو،یَامُحَمَّدُ ﷺ (الی آخرہ)
یَامُحَمَّدُ ﷺ۔کہناحضور پرنور ﷺ کی زندگی مبارک کے ہرحال کوشامل ہے چاہے دنیا کی
زندگی ہویاعالمِ برزخ کی۔سوثابت ہواکہ حضور پرنورﷺ کواب بھی یامحمد۔یارسول اللہ ﷺ
پکارناجائز ہے۔

﴿حضرتِ قتادة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے﴾

(۲)عن قتادة رضی الله تعالیٰ عنه قال ذکرنا انس بن مالک رضی الله عنه عن ابی طلحة ان النبی ﷺ مریوم بدربار بعة وعشرین رجلامن صنادید قریش فقذفوافی طوی من اطواء بدرخبیث مخبث وکان اذا ظهرعلی قوم اقام علی عرصة ثلا ثة لیال فلماکان ببد رالیوم الثالث امربراحلة فشد علیهارحلهاوا تبعه اصحابه (رضی الله عنهم اجمعین)حتیٰ قام علی شفة الرکی فجعل ینادیهم باسمائهم واسماء ابائهم یافلان بن فلان یافلان بن فلان أ یسرکم انکم اطعتم الله ورسوله فانا وجدنا ماوعدنا ربنا حقا.فهل وجدتم ماوعدربکم حقافقال عمر(رضی الله عنه) یارسول الله ﷺ اتکلم اجسادا لاروح لها.فقال النبی ﷺ والذی نفسی بیده ماانتم با سمع لمااقول منهم وفی روایة ماانتم باسمع منهم ولکن لایجیبون متفق علیه .مشکوٰة باب حکم الاسراء.۳۴۷.۳۴۵ باختلاف المطابع.

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ ہم سے انس بن مالک نے ابوطلحہ کے ذریعہ ذکر کیا کہ حضور پرنور ﷺ نے بدر کے دن چوبیس صنادید(قوم کے سردار)یعنی سرداران قریش کے بارے میں حکم دیا(کہ ان مشرکوں کی نعشوں کوبدر کے گندے کنویں میں ڈال دی جائیں) تووہ بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے اورپلیدکنویں میں ڈال دیئے گئے (نبی کریم ﷺ کی عادت مبارک تھی) کہ جب حضور پرنور ﷺ کسی قوم پرغالب آتے تھے تو میدان جنگ میں تین راتیں قیام فرماتے جب بدرمیں تیسرادن ہواتوحضور پرنور ﷺ نے اپنی سواری کے متعلق حکم فرمایا تواس پرپالان باندھ دیاگیا پھرحضور پرنور ﷺ چلے اورصحابہ حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے گئے یہاں تک کہ حضور ﷺ کنوئیں کے کنارے کھڑے ہوگئے توان (مشرکوں سرداران قریش) کوانکے باپ داداؤں کے نام سے پکارنے لگے۔اے فلاں ابن فلاں اورفلاں ابن فلاں کیاتم کواب یہ پسند ہے کہ تم نے اللہ اوراسکے رسول(ﷺ) کی اطاعت کی ہوتی ہم نے تووہ حق پایاجووعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیاتھا۔توتم نے بھی وہ حق پالیاجووعدہ تم

سے تمہارے رب نے کیا تھا۔

تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ان جسموں سے کلام فرمارہے ہیں جن میں جان نہیں، تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں مجھ محمد (ﷺ) کی جان ہے میرے کلام (فرمان) کو تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سن سنتے، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سن سکتے۔لیکن وہ جواب نہیں دیتے۔
اس حدیث سے بھی مردوں کامطلقاً سننا ثابت ہوا۔نیز مطلقاً مردوں کوپکارنا ثابت ہوا۔ اگر مردوں کوپکارنا شرک ہوتا۔تو حضور ﷺ ان مردوں کونام لے لیکر کیوں پکارتے۔

﴿معتبر علماء اسلام کے اقوال کی روشنی میں اموات کوپکارنے کاثبوت﴾

(۱) ثم تنهض متوجها الى القبر الشريف بغاية الادب مستدبر القبلة محاذيا لرأس النبى ﷺ وجهه الكريم ملاحظا نظره السعيد اليك وسماع كلامك ورده عليك سلاما وتامينه على دعائك وتقول

السلام عليك ياسيدى يارسول الله صلى الله عليك وسلم
السلام عليك يانبى الله صلى الله عليك وسلم
ورحمة الله وبركاته
اشهد انك رسول الله صلى الله عليك وسلم
قد بلغت الرسالة.

كذافى المحيط. فى آخر فصل تعليم اعمال الحج. ثم الهندية زيارة قبر النبى ﷺ جلد ۲. ۲۸۴
(مدینۃ منورہ پہنچ کرجالی مبارک کے سامنے) کعبہ شریف کی طرف پشت کرکے حضور پرنور ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے نہایت ادب کیساتھ کھڑا ہوجائے (اس یقین محکم کیساتھ) کہ حضور پرنور ﷺ تیری گفتگو سن رہے ہیں، نیز یہ کہ رحمت عالم ﷺ اپنے چشم مبارک سے تجھ کوملاحظہ فرمارہے ہیں نیز تیرے درود وسلام کوسماعت فرمارہے ہیں اورسلام کا جواب دے رہے ہیں، اورتیری دعاپرآمین بھی کہہ رہے ہیں، سوتونہایت ادب واحترام سے عرض کر۔

السلام عليك ياسيدى يارسول الله صلى الله عليك وسلم
السلام عليك يانبى الله صلى الله عليك وسلم

میں گواہی دیتاہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔اورگواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ تعالی

کے پیغامات (احکامات۔اوامرونواہی) ہم تک پہنچائے۔

﴿فقہاءِ احناف لکھتے ہیں﴾

(۲)ویتحول قدرذراع حتیٰ یحاذی راس الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه.ایضاویقول

(حضور پرنور ﷺ پرصلوٰۃ وسلام پڑھنے کے بعد)

وہاں سے ایک گز کے مقدارآگے بڑے، یہاں تک کہ سیدناامیرالمؤمنین ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے چہرہ (مبارک) کے سامنے کھڑاہواوریوں عرض کرے

السلام علیک یاخلیفة رسول اللّٰہ (ﷺ)

السلام علیک یاصاحبَ رسول اللّٰہ فی الغار

السلام علیک یارفیقَه فی الاسفار

السلام علیک یاامینه علی الاسرارجزاک الله عنا.................

یاخلیفہ رسول اللہ ﷺ آپ پرسلام ہو،

یاصاحب رسول اللّٰہ فی الغار آپ پرسلام ہو،

سفروحضرمیں رسول اللّٰہ ﷺ کے ساتھی آپ پرسلام ہو،

رسولِ اکرم ﷺ کے رازداں آپ پرسلام ہو،

اللہ جل جلالہ آپکوہماری جانب سے بہترین جزاعطافرمائے،(آمین)

﴿فقہاءِ احناف لکھتے ہیں﴾

(۳)ثم یتحول حتیٰ یحاذی قبرعمر رضی اللہ عنہ فیقول

سیدناامیرالمؤمنین ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ پرسلام پڑھنے کے بعدسیدناامیرالمؤمنین عمرفاروق رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھنے کے لئے کچھ آگے بڑھے۔اوریوں سلام عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

السلام علیک یَامُظْهِرَ الْاِسْلَام

السلام علیک یَامُکَسِّرَ الْاَصْنَام

جزاک الله عناافضل الجزاء.

اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ آپکو سلام ہو

اے اسلام کے ظاہر کرنے والے آپ کو سلام ہو۔

اے بتوں کو توڑنے والے آپ کو سلام ہو۔

اللہ آپکو ہماری جانب سے بہترین جزاعطا فرمائے

کذافی السراج الوھاج. ھندیة جلد. مناسک زیارة القبر النبی ﷺ ص(۲۸۵) والمراقی ص(۴۵۰)

فقہاءِ احناف لکھتے ہیں

(۴)ثم یرجع قدر نصف ذراع فیقول

پھر وہاں سے۔آدھے گز کے مقدار۔واپس لوٹ آئے۔اور یوں عرض کرے۔

السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ ﷺ ورفیقیه ووزیریه ومشیریه والمعاونین له علی القیام فی الدین والقائمین بعده بمصالح المسلمین جزاک اللہ عنا احسن الجزاء وجئنا کمانتوسل بکما الی رسول اللہ ﷺ لشفع لناولیسئل ربنا ان یتقبل سعیناویحیناعلی ملة ویمیتنا علیهاویحشرنافی زمرته،

اے رسول اللہ ﷺ کے (قدموں میں) رہنے والو،انکے ساتھیو،انکے وزیرو،میرے آقا ﷺ کے مشیرو،دین اسلام کے قیام میں انکی مددکرنے والو،اورحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں کی اصلاح کرنے والوں،تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ تمہیں ہماری جانب سے بہترین اجرعطافرمائے۔ہم آپ (دونوں خلفاء راشدین کے آستانہ عالیہ میں) حاضر ہیں،

ہم،حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آپ دونوں کووسیلہ پیش کرتے ہیں۔

تاکہ حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں۔نیز یہ کہ حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعافرمائے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی (بلادِبعیدہ سے یہاں آنے کی مشقت) قبول فرمائے۔اورہمیں ملت (ابراہیمی) پرہی زندہ رکھے۔اورہمیں اسی ملت پرموت عطافرمائے،اوربروز حشر ہمیں انہی کے زمرے(جماعت) میں رکھے۔

ثم یدعولنفسه ولوالدیه ولمن اوصاه ولجمیع المسلین

پھراپنے لئے اوراپنے والدین اورجنہوں نے اسے دعاکے لئے کہاہے انکے لئے اورجمیع

مسلمانوں کے لئے دعامانگے۔

ثم یقف عندرأس رسول اللہ ﷺ کالاول ویقول اللھم انک قلت وقولک الحق وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْظَلَمُوْااَنْفُسَھُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوااللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوااللّٰہَ تَوَّابًارَّحِیْمًاo پارہ ۵ .سورۃنساء. آیت(۶۴)

پھررسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے۔انہی آداب واحترام وتعظیم کوملحوظ نظررکھتے ہوئے (سرجھکائے نیچی نگاہیں کی ہوئیں باادب) کھڑاہوجائے،اوراللہ جل جلالہ سے دعا مانگتے ہوئے،یوں عرض گذارہو۔اے پروردگار۔تیرافرمان حق ہے(یہ آیت پڑھ لے) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔وَلَوْاَنَّھُمْ اِذْظَلَمُوْااَنْفُسَھُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوااللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوااللّٰہَ تَوَّابًارَّحِیْمًاo پارہ ۵ .سورۃنساء. آیت(۶۴)

اوراگروہ اپنی جانوں پرظلم کریں(اور) آپکے پاس آئیں(اے محبوب ﷺ آپ عالم دنیا میں ہوں یاعالم برزخ میں یاحشرکے میدان میں) پھر(وہ لوگ) اللہ سے(اپنی گناہوں) کی مغفرت(بخشش) طلب کریں،اوررسول(ﷺ بھی) انکی سفارش کریں توضروراللہ کو توبہ قبول کرنے والااور نہایت مہربان پائیں گے(اسکے بعدجودعامانگیں قبول ہیں،تعلیق مترجم) (جَاءُوْکَ) یہ جملہ حضورپرنور ﷺ کی حیات طیبہ کے ہرحال کوشامل ہے دنیاوی زندگی ہویاعالم برزخ کی، ہرحال کوشامل۔

کذافی السراج الوھاج.ھندیۃ مناسک زیارۃ قبرالنبی ﷺ. ۲۸۵

ثابت ہواکہ انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء اللہ کو(یا)حرف نداکے ساتھ پکارنا جائز ہے

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

﴾پیربابا سید علی ترمذی رحمت اللہ علیہ ایک نظر میں﴿

(۱) نام ۔علی (۲) نسبت ۔محمد (۳) قوم ۔سید
(۴) خاندان۔ترمذی (۵) مشہور لقب۔پیربابا (۶) عقیدہ۔اہلسنت حنفی
(۷) **طریقہ قادریہ چشتیہ نوربخشیہ** (۸) علمی قابلیت۔تمام درسی علوم کے ماہر۔ مفتی اسلام ۔پابند شریعت۔مناظر اہلسنت وحنفیت (۹) پیدائش ۔908ھ بمطابق 1500ء وصال۔991ھ بمطابق 1583ء

(۱۰) مزار پرانوار۔پاکستان صوبہ سرحد۔وادی سوات ۔بونیر۔شہر پیربابا۔ پشاور

☆۔۔سلسلۂ قادریہ میں آپ بارہ واسطوں سے سیدناغوث اعظم سیدناعبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ تک پہنچتے ہیں۔

☆۔۔شاہ خراسان حضرت پیربابارحمت اللہ علیہ کاشمار نوسو 900ھ کے ان مشائخ کبار میں ہوتا ہے جنہوں نے اہل سرحد کوخصوصاً اوراہل کائنات کوعموماً اپنے انفاس قدسیہ اور روحانی وعلمی وتربیتی واخلاقی فیض سے نوازا۔ہزاروں گم گشتگاں کوراہ حق پرلگایا۔ پیربابارحمت اللہ علیہ یہ وہ عظیم روحانی وعلمی پیشوا ہیں جنہوں نے انسان کارشتۂ محبت خالقِ حقیقی سے جوڑا۔

پانچ چھ صدیاں گذرنے کے باوجود آج بھی سینکڑوں لاکھوں کی تعداد میں زائرین مرد وخواتین فرداًفرداً قافلوں کی صورت میں اس مرکز تجلیات پرحاضری دیتے ہیں۔

پیربابارحمت اللہ علیہ عمر بھرملحد پیروں اورپیری مریدی میں جن گمراہیوں کورواج دیاگیاتھا کے فتنوں کے مقابلے میں برسر پیکار رہے،اس لئے پیربابا بیعتِ طریقت میں نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے،آپ کے مرید زیادہ ترعالم یاحافظِ کرام ہوتے تھے،کیونکہ علم کے بغیر شیطان کے بہکاوے میں آناممکن ہے پیربابارحمت اللہ علیہ کے مریدانِ طریقت کی تعداد صرف بیس ہے جبکہ عوام الناس سے شریعت پربیعت لیتے تھے جنکی تعداد لاکھوں ہے۔ (باباعبدالرشید رحمت اللہ علیہ ''لقب'' اخون درویزہ باباعلیہ الرحمۃ)۔۔

☆۔۔میں نے حضرت سیدعلی ترمذی رحمت اللہ علیہ کامختصر ساتذکرہ اس لئے کیاتاکہ داداجان مفتی اعظم سرحد رحمت اللہ علیہ نے آگے جوبحث فرمائی ہے وہ بآسانی سمجھ آسکے۔ مترجم عبدالعلیم القادری)

وھابیوں کا اعتراض

آپ (سنی) لوگ پیربابا کے مزار پر حاضری کیلئے جاتے ہو تمہیں کیا معلوم کہ پیربابا اس دنیا سے مسلمان گذرا یا خارج از اسلام تھے۔

(نعوذ باللہ من اقوال الوھابیۃ الخبیثہ و من ظنونھم المردودۃ. مترجم)

☆ میں (مفتی شائستہ گلؒ اس اعتراض کے بارہ جوابات دونگا (بمنہ و کرمہ)

جواب اول! پہلا جواب الزامی ہے،

اے وہابی تجھے کیا معلوم کہ تو جسے ابا کہتا ہے وہ حقیقت میں تیرا ابا ہے۔ یا آپکی امی جان نے کہیں چوری کر کے تجھے ناجائز جنا ہے۔

(۲) اے وہابی، تو نے اپنے والد (وہ والد جسکا تجھے والد ہونے کا حق الیقین نہیں) کا جنازہ پڑھا۔ تجھے کیا تحقیق کہ تیرا یہ مشکوک والد مسلمان گذرا یا کافر، پھر تو نے اپنے اس مشکوک والد کا جنازہ کیوں پڑھا۔

میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں۔ کہ پیربابا سید علی ترمذی شاہ خراساں رحمت اللہ علیہ مسلمان ہیں، حسینی سید ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ولی کامل ہیں۔ پھر لاکھوں مسلمانوں نے انکا جنازہ پڑھا ہے۔ اور جنازہ اس میت کا پڑھا اور پڑھایا جائے۔

جس میت میں وہ شرائط پائی جائیں۔ جو فقہاء کرام نے ذکر کیں ہیں۔ شرائط ملاحظہ ہوں

(۱) وشرط صحۃ الجنازۃ اسلام المیت.

(کسی میت پر) نماز جنازہ تب صحیح ہوگا، جب مرنے والا مسلمان ہو۔ میت کا مسلمان ہونا شرط ہے۔

(۱) تنویر الابصار۔ (۲) شامی۔ جلد ۱ (۵۱۲) (۳) برجندی جلد ۱ (۲۲۸) (۴) کبیری (۲۶۸) والکنز۔

(۵) والزیلعی۔ جلد ۱ (۲۳۹) (۶) وجامع الرموز جلد ۱۔

(۲) ویصلی علی کل بر و فاجر اذا مات علی الایمان.

ہر (مسلمان میت) نیک و بد پر نماز جنازہ پڑھی جائے بشرطیکہ وہ حالت ایمان پر وفات ہوا ہو۔

عقائد نسفیہ. وشرح العقائد. (۱۰۰)

﴿شفاء السقام کے مصنف فرماتے ہیں﴾

(۳) انہ لوقیل لہ بناء علی قولک ھذا لانصلی الجنازۃ علیک بعد موتک لانا لاندری ھل مت انت علی الکفر او الایمان وانت مقر بذلک علی الغیر فلا یسلم ذلک لنفسہ فان لم یرض بذلک لنفسہ فلا یتجاریٰ علی من غمرہ اللہ تعالیٰ برضاہ بر مسہ. شفاء السقام (۲۳۴)

(۴) انہ اذذاک یجرہ الی الشک فی صحبتہ الصحابۃ بان یقول من این علمتم ان الصحابۃ ماتوا علی الاسلام فان اقر بموجب ھذہ المقالۃ. قلنالہ یاخاسر الدین ویاعدو خاصۃ المسلمین ھم نجوم الاسلام. شفاء السقام. (۲۳۴)

(جب وہابی یہ کہے کہ ہمیں کیا معلوم، کہ یہ شخص مسلمان مرا ہے یا کافر، تو کیونکر اسکے مزار کی زیارت کیلئے جایا جائے) میں کہتا ہوں (اے وہابی) اگر یہی بات ہے، تو پھر تیرے مرنے کے بعد ہم تیرا نماز جنازہ کیونکر پڑھیں کیونکہ ہمیں کیا معلوم، کہ تو مسلمان مرا یا کافر جب کہ تو اپنے لئے کبھی بھی اس بات کے لئے تیار نہ ہوگا، میں کہتا ہوں، کہ جب تو اپنے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ تو جو بزرگ اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں ہیں۔ ان بزرگوں کے بارے میں ایسی گستاخی کیوں کرتا ہے۔

صاحب شفاء السقام لکھتے ہیں، جب (وہابی) اولیاء کرام کی گستاخی کرتے کرتے یہاں تک پہنچتا ہے تو پھر (ایک دن) وہ یہ کہنے میں بھی عار محسوس نہیں کریگا،

اور کہے گا کہ تجھے کیا معلوم کہ صحابہ کرام حالت اسلام پر وفات ہوئے ہیں، جب وہ اس مقالہ (بات) تک پہنچ جائے تو ہم اسے کہیں گے اے مسلمانوں کے دشمن اور اے وہ جسکا دین (اس طرح گفتگو کرنے سے) برباد ہوا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو اسلام کے (چمکتے ہوئے) ستارے ہیں۔

﴿صاحب تنویر الابصار لکھتے ہیں﴾

(۵) وماظھر من المیت من کلمات الکفر فی حال نزعہ یغفر ویعامل معہ معاملۃ الموتیٰ المسلمین حملا لہ علی انہ فی حال زوال عقلہ ولذا اختار بعضھم زوال عقلہ قبل موتہ. ذکرہ الکمال. تنویر الابصار جلد ۱. جنائز (۵۹۷)

اگرقریب المرگ سے حالت نزع میں کلمات کفرصادرہوجائیں تووہ (عنداللہ) معاف ہیں
کیونکہ اس سے یہ کلمات ایسی حالت میں صادرہوئے جوبیخودی (بیہوشی) کاعالم ہے۔
بعض فقہاء نے یہ قول اختیارکیاہے
کہ موت سے پہلے ہی اسکے عقل کے زائل ہونے کاحکم دیاجائے گا،لہذااسکے ساتھ (غسل
،کفن،نماز جنازہ،دفن وغیرہ) میں وہی معاملہ کریں گے جوعام مسلمانوں کے ساتھ کرتے
ہیں۔
میں (مفتی شائستہ گل) کہتاہوں۔عزیزمسلمان بھائیو!اگرکسی عام مسلمان سے بھی حالت
نزع میں کلمات کفر صادر ہوئے تووہ بھی بیہوشی (عالمِ بیخودی،زوالِ عقل) کی وجہ سے (عند
اللہ) معاف ہیں، توجس سے بحمدہ تعالیٰ یہ کلمات صادرہی نہ ہوں اسکے ایمان واسلام میں
کس طرح شک کیاجائے۔اولیاء اللہ کے بارے میں ایساسوچنے والااپنے ایمان کی خیرمنائے
حضورپرنورﷺکے فرمان عالی کے مطابق،

(۲) ان الاصحاب مصباح الدين بشهادة سيد المرسلين ﷺ فقد التزمت نفسک الشک فی بقائهم علی اکمل الحالات بعد الموت فقد حرمت برکة انوارهم واسرارهم .وفاتک عن الخیرات اعظم فوت.

حضورپرنورﷺکے فرمانِ عالی کے مطابق صحابہ کرام **رضوان الله عليهم اجمعين** دین کے
درخشاں ستارے ہیں(اے صحابہ کرامؓ کے دشمن)تونے ان نفوس قدسیہ کے بارے میں
غلط گمان کر کے اپنے آپ کوشکوک وشبہات میں ڈال دیا۔سوتوانکے انوارواسرار،کی برکات
سے محروم ہوا حالانکہ رسول اللہ ﷺکے صحابہ وہ نفوس قدسیہ ہیں،کہ انتقال کے بعد انکے
حالات (عالم برزخ میں) بطریق اولیٰ کامل واکمل ہوجاتے ہیں (**ينتقلون من دار الفناء الى دار البقاء**، کہ وہ توفانی گھرکوچھوڑکرباقی گھرکی طرف منتقل ہوجاتے ہیں)
(اے دشمن صحابہ کرامؓ) تواس گستاخی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عظیم مہربانیوں سے محروم ہوا
سؤالهم .(ای سوال الوهابية) کلامی فی غیرهذه العصابة المرضية
جوابهم(ای جواب الوهابية)فانه لافرق فان الصحابة سادات الاولياء واعاظمهم بلامرية
(اگروہابی کہے کہ میرے اعتراض سے صحابہ مرادنہیں بلکہ میری مراد۔دوسرے اولیاء اللہ وغیرہ ہیں)

جواب(ہم کہتے ہیں اے دشمنِ صحابہ)اگرتیری مراداولیاء اللہ ہوں،توکیاصحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اولیاء اللہ نہیں؟بلاریب(بغیرکسی شک وشبہ کے)صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین تمام کے تمام اولیاء اللہ ہیں بلکہ اولیاء اللہ کے سردار ہیں ، سوتیرے اعتراض میں لامحالہ صحابہ کرام بھی شامل ہوگئے۔

﴿صاحبِ شفاء السقام لکھتے ہیں﴾

(۷) بانہ ربماجرہ الی الکفر العیاذباللہ تعالیٰ بان یصرح فی حق الانبیاء علیھم السلام بتلک العبارۃ الشنیعۃ فماقبح ذلک الخبیث واقل حیائہ۔شفاء السقام(۲۳۴)

(وہابی کایہ شک وشبہ اولیاء کے بارے میں کہ تجھے کیامعلوم کہ یہ مسلمان وفات ہوئے یا نہیں یہ شک اس وہابی کو)حد کفرتک لیجاتا ہے،کیونکہ اسکایہ خیال فاسد اسے انبیاء کرامؑ علیہم السلام کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کردیگی سویہ (وہابی)کتنابڑاخبیث و بے حیا ہے کہ اس نے اللہ جل جلالہ کے قول کوبھی جھٹلایا۔

(۸)انہ یکذب قولہ تعالیٰ .یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡابِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ(کلمۃ التوحید) فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَاوَفِی الۡاٰخِرَۃِ . سورۃ ابراھیم۔آیت(27)

(اس کاذب وہابی نے)اللہ تعالیٰ کے اس قول کوجھٹلایا۔اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔بیشک اللہ ایمان والوں کو(دنیاء وقبروآخرت کی زندگی میں)قولِ ثابت(کلمہ توحید لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ) پرثابت(قدم)رکھتاہے(وہابی نے)اس سے انکارکیا،سویہ وہابی اپنے قول سے ہی کافر ہوگیا۔

(۹) قولہ تعالیٰ. اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۝

(جنت)پرہیزگاروں کے لئے تیارکی گئی ہے

مسلمان بھائیو۔جنت پرہیزگاروں کیلئے۔اوراولیاء اللہ سارے کے سارے متقی پرہیزگار ہیں،بمع پیربابا سیدعلی ترمذی رحمت اللہ علیہ کے،تومانناپڑے گاکہ یہ پہلے مسلمان ہیں پھرپرہیزگار،واولیاء اللہ،اگربفرضِ محال اہل سنت وجماعت میں سے اولیاء اللہ کومتقی وپرہیزگار نہ ماناجائے۔توکیافرقہ وہابیہ دائمی جہنمیہ کافرہ کومتقی وپرہیزگار مانے ، نعوذباللہ،ایساہوہی نہیں سکتاکہ اللہ تعالیٰ کے یہ دشمن اللہ کے دوست اولیاء بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۰) اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ o اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ o لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o

پارہ ۱۱. سورۃ یونس. آیت (62.63.64)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔خبردار۔اللہ کے ولیوں پر نہ خوف ہے نہ وہ بھی غمگین ہونگے (یہ متقی) وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان لایا اور پرہیزگاری (اختیار) کی۔انہیں دنیاوآخرت کی زندگی میں خوشخبری ہو۔اللہ کے کلمات کوتبدیلی نہیں۔یہی بڑی کامیابی ہے۔

☆۔معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں پرکوئی خوف نہیں نہ انکے لئے کوئی غم۔نیز اللہ تعالیٰ توانہیں خوشخبریاں سنارہاہے،اور وہابی انکار کرتا ہے،اس انکار وتکذیب کے بنا وہابی کافر ہے صاحبِ شفاء سقام کے مصنف فرماتے ہیں کہ اس وہابی کا یہ کہنا کہ تمہیں کیامعلوم کہ یہ ولی ایمان کے ساتھ گذرا،یا(نعوذباللہ) بدونِ ایمان کے۔صاحبِ شفاء اس قول کا مزید رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(۱۱) یکذبہ صریحا امرہ ﷺ (فی الحدیث الصحیحہ الصریحۃ المنقولۃ فی الصحاح الستۃ وغیرھا) بزیارۃ القبور علی العموم من المسلمین ولم یقل لاتزور الامن تحققتم موتہ علی الاسلام ۔شفاء السقام ۲۳۴

اس کا رد اس حدیث صحیحہ جوصحاحِ ستہ میں موجودہ ہے،کے لئے کافی ہے، (جس میں رسول اللہ ﷺ نے امت سے فرمایا کہ میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا اب (جاؤ) قبروں کی زیارت کرو) اس حکم میں عموم ہے،رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کا حکم دیا یہ نہیں فرمایا کہ (اسکا جنازہ پڑھکر دفنانے کے بعد اب) تحقیق کروکہ اسکی موت اسلام پرواقع ہوئی یانہیں۔

﴿صاحبِ شرح عقائد لکھتے ہیں﴾

(۱۲) اجماع الامت من عصر النبی ﷺ الی یومناھذابالصلوٰۃ علی من مات من اھل القبلۃ من غیرتوبۃ والدعاء والاستغفار لھم مع العلم بارتکابھم الکبائر بعد الاتفاق علی ان ذلک لایجوزلغیر المؤمن ۔شرح عقائد۔ورمضان افندی۔۲۴۱

عہدِ مصطفوی ﷺ سے لیکر آج تک جمیع امت کااس پراجماع ہے کہ جو اہل قبلہ بغیرتوبہ واستغفار کے وفات پاجائے،اور اس بات کاعلم بھی ہوکہ مرنے والا مسلمان گناہِ کبیرہ کامرتکب تھا۔پھربھی باتفاق جمیع امت اس پرنماز جنازہ پڑھیں گے، نمازِ جنازہ مؤمن کے سواء کسی اور پرجائزنہیں،ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ اللہ کے ولیوں کے مزارات کی حاضری جائزہے،اس یقین کے ساتھ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔

''سوٗ'وہابی کاقول مردود ہے۔

انیسویں بحث

زیارۃ القبور و توسل بذواتِ فاضلہ

قرآن وحدیث ومعتبر علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں زیارۃ القبور اور ذواتِ فاضلۃ انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء اللہ رحمت اللہ علیہم اجمعین پرتوسل کے بیان میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○پارہ ۵. سورۃ نساء. آیت (۶۴)

اوراگروہ اپنی جانوں پرظلم کریں(اور) آپکے پاس آئیں(اے محبوب ﷺ آپ عالم دنیا میں ہوں یاعالم برزخ میں یاحشر کے میدان میں) پھر(وہ لوگ)اللہ سے(اپنے گناہوں) کی مغفرت (بخشش)طلب کریں۔اوررسول (ﷺ بھی)انکی سفارش کریں توضروراللہ کوتوبہ قبول کرنے والا اور نہایت مہربان پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(۲) يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوااتَّقُوااللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْافِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○

اے ایمان والوڈرواللہ تعالیٰ سے اوراسکی طرف وسیلہ تلاش کرو۔اوراللہ کی راہ میں جہادکرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

سیدناامام اعظم ابوحنیفہؓ

قصیدہ نعمانیہ میں فرماتے ہیں

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّاتَوَسَّلَ اٰدَمُ　　مِنْ زَلَّتٍ بِکَ فَازَ وَهُوَاَبَاکَ

آپکی ذات بابرکات وہ ہے کہ(سیدنا) آدم علیہ السلام نے آپکا وسیلہ لیاتووہ کامیاب ہوئے۔حالانکہ وہ آپکے جدامجد ہیں۔

صاحبِ شفاء السقام فرماتے ہیں

ومن ابی محمد المکی وابی اللیث السمرقندی رحمت اللہ تعالیٰ علیهما وغیرهم

ان آدم (علیہ السلام) عند معصیة قال اللهم بحق محمد ﷺ اغفر لی خطیئتی ویروی وتقبل توبتی . فقال له الله تعالیٰ متی عرفت محمداً فقال رأیت فی کل موضع من الجنة (لااله الاالله محمد رسول الله ﷺ) ویروی (محمد عبدی ورسولی) فعلمت انه اکرم خلقک علیک . فتاب الله تعالیٰ علیه وغفرله.وهذا تاویل قوله تعالیٰ. فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه وفی روایت اخری .فقال آدم علیه السلام لما خلقتنی فرفعت رأسی الی عرشک فاذا فیه مکتوب(لااله الاالله محمد رسول الله ﷺ .فعلمت انه لیس احداعظم قدرا عندک ممن جعلت اسمه مع اسمک فاوحی الله تعالیٰ الیه وعزتی وجلالی .انه لآخر النبین (ﷺ) من ذریتک ولولاه ماخلقتک. شفاء القاضی عیاض جلد(۱) من الفصل الاول من الباب الثالث. ٦٦ .٦٧

ابومحمداورابواللیث السمر قندی رحمت اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ سیدنا آدم علی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ و السلام جب امتحانِ ربانی میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور پرنور ﷺ کاوسیلہ پیش کیاا ور کہایااللہ میرے(اس امتحان کو آسان فرما)میری توبہ قبول فرما۔ اللہ جل جلا لہ نے فرمایاکہ تونے محمد(ﷺ)کوکب پہچانا۔عرض کیایااللہ جنت میں ہرطرف لااله الاالله محمدرسول الله لکھاہواپایا۔

☆۔ایک روایت میں ہے کہ جنت میں ہرطرف لکھاہواہے،محمد(ﷺ)میرے بندے اور رسول ہیں،سومیں نے جان لیا،کہ جناب(محمدرسول اللہ ﷺ)تیرے نہایت محبوب واقرب (قریب تر)سب سے زیادہ عزت والے بندے ہیں،اللہ تعالیٰ نے ان پرتوجہ فرمائی اور بخشش کی نویدسنائی۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تأویل ہے فَتَلَقّٰی آدَمُ مِن رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ.....

☆۔۔۔دوسری روایت میں یوں ہے(اللہ تعالیٰ کے استفسار)پرسیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کیامولاجب تونے مجھے پیدا کیاتھامیں نے عرش کودیکھاتووہاں لکھاہواتھالااله الاالله محمدرسول الله تو میں نے جان لیاکہ تیرے نزدیک ازروئے درجات وجاہ و قربت ومحبوبیت کے اس ذات سے بڑھ کر اورکوئی ایسانہیں جسے یہ اعزاز و مرتبہ حاصل ہو(رفعت مرتبہ کی دلیل یہ ہے)کہ یارب تونے اسکانام نامی اسم گرامی اپنے نام(مبارک)کے ساتھ

لکھاہے۔تو خالق کائنات جل جلالہ نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم (یہ میرے وہ محبوب) ہیں جو آخری نبی (ﷺ) ہونگے۔ نیز یہ تیری ذریت (اولاد) سے ہونگے۔ (اے آدم علیہ السلام) اگر انکو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔۔

﴿سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۷) عن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لمااقترف آدم علیه السلام الخطیئة قال یارب اسئلک بحق محمد ﷺ ان تغفرلی قال الله تعالیٰ یاآدم (علیه السلام) کیف عرفت محمدا (ﷺ) ولم اخلقه قال یارب انک لماخلقتنی رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا.
لااله الاالله محمدرسول الله (ﷺ) فعلمت انک لم تصف الیٰ اسمک الااحب الخلق الیک فقال الله تعالیٰ صدقت یاآدم (علیه السلام) انه احب الخلق الی واذاسألت بحقه غفرت لک ولولاه ماخلقتک ۔رواه البیهقی فی کتابه دلائل النبوة باسنادصحیح. ورواه الحاکم وصححه والطبرانی. وانسان العیون.

☆۔۔۔۔۔سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے (گندم کادانہ کھایا) تو ان الفاظ کیساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی،

یارب اسئلک بحق محمد (ﷺ) ان تغفرلی

اے میرے رب میں جناب سیدنا محمد ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے دعا کرتاہوں (مجھے معاف فرما) حکم ہوا (اے آدم علیہ السلام) ابھی تو میں نے محمد (ﷺ) کو پیدا نہیں کیا تو نے کیسے پہچانا۔عرض کیا۔یارب العلمین جب تو نے میرے جسم میں روح پھونکی اور میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش پر لااله الا الله محمد رسول الله (ﷺ) لکھا ہواہے، میں نے جان لیا، کہ اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے ہی جس ذات کانام نامی اپنے نام کیساتھ لکھاہے، وہ ذات یقیناً مجھ سے اور تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ محبوب ومقرب ہے، حکم ہوا کہ جو تو کہتاہے حق وسچ ہے، تو اسکا وسیلہ لے کر مجھ سے معافی مانگتا ہے، اس لئے (جسکا تو نے وسیلہ لیا اسکے وسیلہ سے میں نے) تجھے معاف کیا۔بخش دیا۔

رواه الطبرانی. والبیهقی. وابونعیم وابن عساکر. ورواه الانوارالمحمدیه. وانسان العیون.

﴿امام مالکؒ نے خلیفہ منصور کو آدابِ زیارت سکھائے﴾

(۸) والی هذا توسل اشار الامام مالک للخلیفة الثانی من بنی العباس و هو المنصور جد الخلفاء العباسیة و ذلک انه لما حج المنصور المذکور وزار قبر النبی ﷺ سأل الامام مالک وهو بالمسجد النبی وقال له یااباعبدالله استقبل القبلة وادعوا ام استقبل رسول الله ﷺ فقال مَالِکُ وَلِمَ تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسیلة ابیک آدم علیه السلام الی الله تعالیٰ بل استقبله واستشفع به لیشفع الله فیک قال الله تعالی

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُو اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُو االلّٰهَ تَوَّابًارَّحِیْمًا۝ پارہ ۵ .سورۃ نساء آیت (۶۴)

منصور، خلیفہ بنوعباس (جداعلیٰ) خاندان عباسیہ، جب حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہوکر (مدینہ منورہ حضور پرنور ﷺ کے روضہ کی حاضری کیلئے پہنچا اور مسجد نبوی میں داخل ہوا دیکھا کہ امام وقت حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ موجود ہیں) تو خلیفہ بنوعباس، منصور نے حضرت امام مالکؒ سے پوچھا (اے امام وقت ابوعبداللہ امام مالک) یہ بتائیے، کہ (حضور پر نور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد جب) دعامانگوں تو حضور پرنور ﷺ کی جانب منہ کر کے دعامانگوں یا قبلہ رخ ہوکر۔ تو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے منصور، رسول اکرم ﷺ کی جانب منہ کر کے دعامانگو، کیونکہ

یہ تو وہ ذاتِ اقدس ہیں، کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ رحمٰن ورحیم میں حضور پرنور ﷺ کا وسیلہ پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے بخشش فرمادی، یہ ذات انکی بخشش کا ذریعہ اور وسیلہ بنا، اور تیرا بھی وسیلہ ہیں، لہذا سرکار دوعالم ﷺ ہی کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگو اور سرکارِ دوعالم ﷺ کی سفارش اللہ کی بارگاہ میں پیش کرو، اللہ تعالیٰ سرکارِ دوعالم ﷺ کی سفارش تیرے حق میں قبول فرمائے گا، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے، اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (اے محبوب ﷺ آپ عالم دنیا میں ہوں یا عالم برزخ میں یا حشر کے میدان میں اور یہ لوگ) آپکے پاس آئیں پھر (وہ لوگ) اللہ سے (اپنے گناہوں) کی مغفرت (بخشش) طلب کریں، اور رسول (ﷺ بھی) انکی سفارش کریں تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور نہایت مہربان پائیں گے۔

یہ روایت صحیح اوراسکے راوی ثقہ ہیں،اس روایت کے راویوں میں نہ کوئی کذاب ہے نہ کوئی وضاع اورنہ کوئی مطعون،نیزاس روایت میں ابن تیمیہ(علیہ ماعلیہ) کارد ہے،وہ دعا کرتے وقت(روضہ اطہر کے قریب کھڑے ہوئے مسلمان کا)حضور پرنور ﷺ کی جانب منہ کرکے دعامانگنے کوجائزنہیں کہتااور یہی نسبت امام مالکؒ کی طرف بھی کرتاہے۔
علامہ یوسف النبھانیؒ نے فرمایاکہ ابن تیمیہ کاقول مردود ہے(حوالجات ملاحظہ فرمائیں)

(۱)ذکرہ القاضی عیاض فی الشفاء السقام الصحیح (۲)والامام السبکی فی الشفاء السقام (۳)والسید السمهودی فی خلاصة الوفاء (۴)والعلامة القسطلانی فی المواهب لد نیه (۵)والعلامة ابن حجر فی تحفة الزوار (۶)والجواهر المنظم وقال فی الجواهر المنظم روایة ذالک عن الامام جاء بالسند الصحیح الذی لامطعون فیه وقال الزرقانی فی شرح المواهب ورواه ابن فهد باسنادجید ورواها القاضی فی الشفاء باسناد صحیح رجاله ثقات لیس فی اسناد وضاع ولاکذاب ومراده بذالک الردعلی (ابن تیمیه)من لم یصدق روایته ذالک عن الامام مالک ونسب له کراهیة الی الامام استقبال القبر فنسبة الکراهة الی الامام مالک مردودة شواهد الحق ۷۷ ، ۷۸

﴿امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ﴾

قصیدہ نعمانیہ میں فرماتے ہیں

وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَافَعَادَتْ نَارُہٗ   بَرْدًاوَّقَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاکَ

سید ناابراہیم علیہ السلام نے(جب انہیں نمرودنے آگ میں ڈالاتھا)آپکے اس نور کی برکت و وسیلہ سے جوانکی پیشانی میں چمک رہا تھادعا کی۔تووہ آگ ان پرآپ کے وسیلہ سے گل گلزار بن گئی۔

وَدَعَاکَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّہٗ   فَاُزِیْلَ عَنْہُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاکَ

جب سیدناایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری اور تکلیف میں آپ کے وسیلہ سے دعا کی تواللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطافرمائی اورانکی (جسمانی تکلیف) رفع ہوگئی۔

وَکَذَاکَ مُوْسٰی لَمْ یَزَلْ مُتَوَسِّلاً   بِکَ فِی الْقِیَامَۃِ مُحْتَمِیْ بِحِمَاکَ

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے تمام معاملات میں آپکا وسیلہ لیتے رہے۔اور میدان محشر میں بھی آپکی پناہ طلب کرینگے۔-----

☆۔سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پروحی نازل فرمائی،کہ جوشخص محمد(ﷺ) کا منکر مرے گا،وہ جہنمی ہوگا،

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، محمد (ﷺ) کون ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ تمام مخلوق سے بلند تر اعلیٰ وارفع ہے، آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے پہلے میں نے اسکا نام اپنے نام کیساتھ لکھا ہے جب تک وہ اور اسکی امت جنت میں نہ جائیں کوئی جنت میں نہ جائے گا، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، یااللہ وہ کون ہے؟ اور اسکے امتی کون ہیں، حکم ہوا، وہ اللہ کی تعریف کرنے والے (بلندیوں پر) چڑھتے (بلندیوں سے) اترتے (اللہ کی) حمد وثنا کہنے والے، طاعت الٰہی میں ہر وقت کمربستہ، خلافِ حق پر غالب، دن کو روزہ رکھنے والے، رات کو ذکر الٰہی میں جاگنے والے، ان کا تھوڑا عمل بھی مقبول ہوگا، ان کو توحید (لا الہ الا اللہ) کے سبب بہشت میں داخل کروں گا، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، یااللہ مجھے اس نبی (ﷺ) کی امت میں داخل فرما حکم ہوا کہ وہ تیرے بعد پیدا ہوگا، البتہ دارالجلال میں تجھے اس سے ملاؤنگا۔ رواہ ابونعیم فی الحلیہ

☆۔امام اعظم ابوحنیفہؒ جو بلاریب تابعی ہیں اور امامِ مذہب ہیں۔انکا کلام بھی حدیث ہے امامِ اعظمؒ کے کلام سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام **علیهم السلام** نے بھی حضور پرنور ﷺ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا۔

﴿وسیلہ بذواتِ فاضلہ﴾

وسیلہ بذواتِ فاضلہ سنتِ رسول ﷺ وسنت صحابہ وسنت تابعین ہے یہی متقدمین ومتاخرین کا عقیدہ رہا ہے

﴿حوالہ جات مندوجہ ذیل ہیں﴾

(۱) بیہقی فی کتابہ۔دلائل النبوۃ باسناد صحیح (۲) ورواہ الحاکم (۳) والطبرانی (۴) انسان العیون۔الشفاء السقام۔ خلاصۃ الوفا۔المواہب اللدنیہ۔تحفۃ الزوار لابن ابی الحجر۔الجوہر المنظم۔قال الزرقانی فی شرح المواہب شواہد الحق۔الجامع الکبیر۔مشکوۃ (۴۳۹)۔حموی الاشیا (۳۷) الترمذی (۵۱۵) مدارک جلد ۱۔۷۳۲۔ شامی جلد ۵۔۲۵۴۔الحصن الحصین ۱۵۔خزینۃ الاسرار دعاء ۱۴۳۔وفتاوٰی برہنہ۔عمدۃ الرعایۃ۔۴۸۔شامی جلد ۱۔۳۔مراقی الفلاح ۱۱۔شرح الوقایۃ ۳۔مراقی الفلاح۔۴۵۰۔۔۔

[بیسویں بحث]

﴿بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ ﷺ کا﴾

دوسرے انبیاء کرام کو وسیلہ بنانا

نبی اکرم ﷺ خود بھی اللہ تعالیٰ کی باگاہ میں انبیاء سابقین کا وسیلہ پیش کرتے تھے۔

علامہ یوسف نبہائی فرماتے ہیں

(۱) توسل النبی ﷺ واصحابه وسلف الامة وخلفها فانهم جميعهم كانوا يتوسلون
نبی کریم ﷺ اور آپکے صحابہ اور سلف صالحین (دعاؤں میں بارگاہ خداوندی میں ذوات فاضلہ کا) وسیلہ پیش کرتے تھے۔ (شواھد الحق۔۷۶۔)

(۲) ☆۔فقد كان من دعائه ﷺ اللهم انی اسئلک بحق السائلين عليک..
وهذاالتوسل صريح لاشک فيه وكان يعلم هذاالدعاء اصحابه ويأمرهم بالاتيان
نبی کریم ﷺ دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں یوں عرض گذار ہوتے یااللہ میں (انبیاء اوروہ) جو تجھ سے مانگتے ہیں کے وسیلہ سے دعامانگتاہوں۔علامہ یوسف النبھانی فرماتے ہیں۔یہ صریح توسل ہے (جس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں) نیز نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کواس طرح دعامانگنے کی تعلیم دیتے تھے۔ (شواھد الحق۔۷۶)

﴿سیدناابی سعیدالخدری ؓ فرماتے ہیں﴾

(۳) فقدروی ابن ماجه باسنادصحيح عن ابی سعيدالخدری قال قال رسول الله ﷺ من خرج من بيته الی الصلوٰة فقال اللهم انی اسئلک بحق السائلين عليک واسئلک بحق ممشای هذا اليک فانی لم اخرج اسرارا ولابطر ولارياء ولاسمعة خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فأسئلک ان تعيذنی من النار وان تغفرلی ذنوبی فانه لايغفر الذنوب الاانت اقبل الله عليه بوجهه واستغفرله سبعون الف ملک.

ابن ماجه. وجلال الدين سيوطی فی الجامع الكبير. وابن السنی باسنادصحيح عن بلال المؤذن الصحابی. والحافظ ابونعيم فی عمل اليوم والليلة من ابی سعيدالخدری. والبيهقی فی كتاب

الدعوات من ابی سعید الخدری. ملخصاشواھد الحق. ٧٦

☆۔۔سیدنا ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا جوشخص گھر سے نماز پڑھنے نکلا اور (یوں کہا)

یااللہ۔میں تجھ سے ان لوگوں کی برکت و سیلہ سے مانگتاہوں جوتجھ سے مانگتے تھے اور (تیری بارگاہ کی طرف میرے)قدم جوتیری عبادت کے لئے اٹھ رہے ہیں(اسکی برکت سے)میرے گناہ معاف فرمادے کیونکہ تیرے سواء کوئی بخشنے والا نہیں ہے"یااللہ" یہ قدم شر،تکبر،ریا،دکھلاوا، نام ونمود کیلیئے نہیں نکلے،بلکہ تیرے غیض وغضب کے خوف، اور تیری رضاحاصل کرنے کیلیئے نکلے ہیں مجھے معاف فرما(نیزوہ بندہ کہتاہے)یااللہ،یہ قدم شر،تکبر ریا،دکھلاوا،نام ونمود کیلیئے نہیں نکلے،بلکہ تیرے غیض وغضب سے بچنے اور تیری رضا حاصل کرنے کیلیئے نکلے ہیں،مجھے معاف فرما(حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ)اللہ تعالیٰ(اپنے لطفِ خفی کیساتھ)اس پرنظررحمت فرماتاہے،نیزستر ہزار(70) فرشتے اس کیلیئے(اللہ تعالی غفور الرحیم سے)اسکی بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں،اس حدیث کو چھ (6) معتبر کتابوں نے نقل کیاہے۔اس حدیث میں(بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ)سے وسیلہ بذواتِ فاضلہ ثابت ہوا۔

﴿محمد بن عمر بن علیؓ فرماتے ہیں﴾

(۴)ومماجاء عنه ﷺ من التوسل .عن محمد بن عمربن علی قال لما ماتت فاطمة بنت اسد والدة علی مرضعة رسول الله ﷺ اضطجع النبی ﷺ فی لحدها ودعی بقوله(ﷺ) الله الذی یحی ویمیت وهو حی لایموت. اغفر لامی فاطمة بنت اسدووسع علیها مدخلها بحق نبیک والانبیاء(علیهم السلام)

رواه الطبرانی فی الکبیر والاوسط (فی حدیث طویل)

وابن حبان والحاکم وصححوه عن انس وابن شیبة عن جابروابن عبدالبر عن ابن عباس وابونعیم فی الحلیة عن انس ذکرذلک کله الحافظ السیوطی فی الجامع الکبیر. وروی الطبرانی نحوه بسند جید. شواهدالحق. ٧٦

حضرت محمد بن عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد وفات پاگئیں یہ خاتون حضور پرنور ﷺ کی رضاعی والدہ بھی تھیں(جب قبر تیار ہوئی)توحضور پرنور ﷺ انکی قبرمیں(اترکر)لیٹ گئے اوربارگاہ خداوندی میں یوں دَسْت بَدُعا

ہوئے، اللہ وہ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور ہمیشہ زندہ ہے اسکے لئے موت نہیں یااللہ میری والدہ فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اسکی قبر کو کشادہ فرما، اپنے نبی (محمد ﷺ) کے حق سے، اور دوسرے نبیوں کے حق (وسیلہ) سے جو مجھ سے پہلے تھے بیشک تو ہی رحمت والا ہے

﴾حضرتِ امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسیدؓ فرماتے ہیں﴿

(۵) عن امية بن خالدبن عبدالله بن اسيد عن النبیﷺ انه كان يستفتح بصعاليك المهاجرين رواه فی السنة مشكوٰة باب الفضل الفقراء فصل ۲. ص (۴۳۹) الاستفتاح هوالاستنصار. لمعات

حضرت امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ فقراء مہاجرین کی برکت سے (اللہ تعالیٰ) سے مدد طلب کرتے تھے۔

﴾عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں﴿

(۶) وكانت الصحابة يستمدون به فی عهدهم روی عن عثمان بن حنيف رضی الله عنه ان رجلاضرير البصر اتی النبی ﷺ فقال ادع الله ان يعافينی قال ان شئت صبرت فهو خيرلک قال فادعه قال فامره ان يتوضاء يحسن الوضوء ويدع بعد الدعا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْکَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِی الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْتَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ . فی رواية ففعل فبرء وفی بعض الروايات يا نبی الرحمة (صلی اللہ علیہ وسلم)

قال الترمذی حسن صحيح كمافی شرح المنية للبرهان الحلبی ثم حموی الاشياء ص (۳۷) والترمذی (۵۱۵)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے زمانے میں نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے (اللہ تعالیٰ کی) امداد طلب کرتے تھے۔ صحابیٔ رسول ﷺ) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بینائی کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم چاہو تو میں اس دعا کو مؤخر کر دوں اور یہ صورت تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اگر چاہو تو دعا کرتا ہوں۔ نابینا صحابی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ دعا فرمائیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھو۔ اور پھر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْکَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِی الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ

تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ ....

یااللہ میں تجھ سے نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے دعامانگتاہوں اورتیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یامحمد(ﷺ)بیشک میں نے آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت میں توجہ کی ہے تاکہ وہ پوری ہوجائے۔اے اللہ آپ ﷺکی شفاعت میرے حق میں قبول فرما

سنن ابن ماجہ۔ باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ۔حدیث ۱۳۷۵۔

ابن ماجہ فرماتے ہیں،قال ابواسحاق؛ هذا حديث صحيح،امام ترمذی نے بھی اس حدیث کوحسن صحیح قرار دیاہے۔امام بخاری نے بھی اپنی تاریخ میں اسے روایت کیاہے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں.

فوالله ماتفرقنا و لا طال بنا الحديث حتى دخل الرجل وقدابصر كانه لم يكن به ضر۔

اللہ کی قسم نہ ہم مجلس سے اٹھے تھے اورنہ ہی ابھی زیادہ وقت گزرا تھاکہ وہ آدمی مجلس میں داخل ہوا،حالانکہ وہ بیناتھ،گویا کہ اسے کوئی بیماری ہی نہ تھی۔

مسند احمد جلد ۴ ۔ ۱۳۸۔صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ۔۲۲۵ ۔ مستدرک امام حاکم مع تلخیص۔ جلدا۔۳۱۳۔۵۱۹۔۵۲۶۔عمل الیوم واللیلۃ ازامام نسائی صفحہ ۴۱۸۔الترغیب والترہیب جلدا۔ ۴۷۳ ۔ مجمع الزوائد۔جلد۲۔۲۸۲۔

﴿صاحبِ طبرانی معجم کبیرمیں لکھتے ہیں﴾

(۷)انه كان رجل له حاجة عند عثمان رضى الله عنه و كان يختلف اليه وعثمان رضى الله لايلتفت اليه فلقىٰ عثمان بن حنيف رضى الله عنه فشكىٰ اليه ذلک فقال توضاء ثم ائت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل اللهم انى اسئلک واتوجه اليک بنبيک محمد ﷺ نبى الرحمة يامحمد انى اتوجه بک الى ربک لتقضىٰ حاجتى اللهم فشفعه فىَّ.ففعل ذلک الرجل كذلک ثم اتىٰ باب عثمان بن عفان رضى الله عنه فجائه البواب واخذ بيده وادخله على عثمان بن عفان رضى الله عنه واجلسه عثمان رضى الله عنه على بساطه وسأل منه الحاجة وقضىٰ له حاجته وقال ماكانت لک حاجة فاذكرها.فسر ذلک الرجل وخرج من عنده ولقىٰ عثمان بن حنيف رضى الله عنه وقال جزاک الله خيرا ماكلمتہ قلت لعثمان بن عفان رضى الله عنه فى حاجتى فقال

والله ماكلمته الاانی رأيت رسول الله ﷺ اذاجائه رجل ضريرٌواستمده به لبصارة بصره فقال له رسول الله ﷺ مثل قلت لک فعلمت منه ان التوسل به ﷺ يوجب قضاء الحاجات . . رواه الطبرانی فی المعجم الكبيرثم الجوهر المظم.

امیرالمؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورخلافت میں ایک حاجت مند کوسیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے حاجت تھی،

مگرحضرت عثمان رضی اللہ عنہ(مصروفیات کی وجہ سے)انکی طرف التفات نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ اسکی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی اورصورتِ حال سے آگاہ کیا۔توحضرت عثمان بن حنیف نے کہاکہ توضوء کراورمسجدمیں دورکعت نفل پڑھ پھریہ(دعا)پڑھ یااللہ میں تجھ سے تیرے نبی جناب سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ جورحمت والے نبی ہیں کے وسیلہ سے مانگتاہوں اورتیری طرف تیرے طرف رحمتوں والے نبی ﷺ کے ساتھ متوجہ ہوتاہوں، یامحمد ﷺ(یارسول اللہ)میں آپکے ساتھ آپکے رب کی طرف متوجہ ہوتاہوں،تاکہ اللہ میرایہ کام پورافرمادے یااللہ آپ ﷺ کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔اس نے ایساہی کیا،اسکے بعدحضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پرحاضرہوا تو دربان اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیاحضرت نے اسے اپنے پاس بٹھایااوراسکی حاجت معلوم کرکے پوری فرمادی۔نیزفرمایاکہ تجھے جب بھی کوئی ضرورت پیش آئے مجھے بتادیاکر،وہ نہایت مسرت وشادمانی کیساتھ وہاں سے لوٹا،اسکی ملاقات دوبارہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی،ان سے کہاشائد آپ نے امیرالمؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے میری حاجت کی برآری کی سفارش کی اللہ تعالیٰ آپکو اسکا اجرعطا فرمائے۔جناب عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہااللہ کی قسم میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تیری حاجت کی برآری کیلئے کوئی سفارش نہیں کی،

ہاں آپکی حاجت برآری(حاجت پوراہونے)کا سبب یہ ہے،کہ(میں نے ایک دن) ایک شخص جوضریرالبصر(جسکی بینائی ضائع ہوچکی تھی)کودیکھاجوحضور پرنور ﷺ سے نظردرست ہونے کی درخواست کررہاتھا،توحضور پرنور ﷺ نے اسے یہی دعاسکھائی جومیں نے آپکوسکھائی، راوی کہتاہے،کہ میں جان گیاکہ اگربارگاہ خداوندی میں حضور ﷺ کاوسیلہ پیش کیاجائے تواللہ تعالیٰ اس کی حاجت بر لاتاہے۔

﴿علامہ ابن حجر المکیؒ جوھر المنظم میں لکھتے ہیں﴾

(۸) قال العلامة ابن حجر المکی رحمة الله علیه فی جوهر المنظم وروىٰ بعض الحفاظ عن ابی سعید السمعانی انه عن علی بن ابی طالب رضیٰ الله عنه انهم بعد دفنه ﷺ بثلاثة ایام جاء هم اعرابی فرمیٰ بنفسه علی القبر الشریف علیٰ صاحبه ﷺ وحثیٰ ترابه علی رأسه وقال یارسول الله ﷺ قلت فسمعنا قولک ووعیت من الله ماوعینامنک وکان فیماانزل الله تعالیٰ علیک قوله تعالی
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدَا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝ وقد ظلمت نفسی وجئتک فا ستغفرلی ربی فنودی من القبر الشریف انه قد غفر لک وجاء مثل ذلک عن علی رضی الله عنه عن طریق آخر فهو یؤید روایة السمعانی الدرر السنیة فی ردالوهابیة للمفتی الشیخ بالمسجد الحرام السیداحمد بن زینی دحلان فی ردالوهابیه (۲۳) مدارک جلد ۱. (۲۳۲)

علامہ ابن حجر مکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض حفاظ احادیث نے حضرت ابی سعید سمعانی سے روایت کی ہے اورانہوں نے حضرت علی سے روایت کی ہے ،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایاکہ حضور پرنور ﷺ کواس دنیاسے رحلت فرمائے ہوئے صرف تین دن گذرے کہ ایک اعرابی حضور پرنور ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوا اورروضہ رسول ﷺ سے لپٹ گیا روضہ اطہر کی مٹی لیکرسرپرڈالنے لگاعرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ اللہ جل جلالہ نے جوکچھ آپکو عطا فرمایا وہ ہم نے بھی لیا(قبول کیا)اس میں یہ بات بھی ہے،کہ جب وہ اپنی جانوں پرظلم کریں تواے(محبوب ﷺ)تیرے پاس آجائیں اوراپنے گناہوں کی مغفرت طلب کریں۔اور رسول اللہ ﷺ بھی انکی شفاعت فرمادیں توضروراللہ کوتوبہ قبول کرنے والابہت مہربان پائیں گے،یارسول اللہ ﷺ میں نے بھی اپنے آپ پر ظلم کیاہے اورآپکے دربا ر اقدس میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ سے سفارش حاصل کرسکوں یارسول اللہ ﷺ نظرکرم فرمایئے اور میری سفارش فرمائیں(اعرابی کے ان کلمات میں سوزتھاتڑپ تھی ابھی وہ یہ کلمات اداکر ہی رہاتھا کہ) روضہ اطہرسے صداآتی ہے(اے پیارے امتی جاؤ)تیری مغفرت ہوگئی۔ حضرت علیؓ سے دوسری سند کے ساتھ اسی طرح منقول ہے،سووہ حضرت سمعانیؒ کی اس روایت کی تائید ہے

﴿حضرت امام ابن حجر المکیؒ لکھتے ہیں﴾

(۹) وفی الجوهر المنظم ایضاان اعرابیا وقف علی القبر الشریف وقال اللھم ھذا حبیبک وانا عبدک والشیطٰن عدوک فان غفرت لی سرحبیبک وفاز عبدک وغضب عدوک وان لم تغفرلی غضب حبیبک وترضیٰ عدوک وتھلک عبدک انت یارب اکرم من ان تغضب حبیبک وترضیٰ عدوک وتھلک عبدک اللھم ان العرب اذامات فیھم سیداعتقوا علی قبره وان ھذاسید العٰلمین فاعتقی علی قبره یاارحم الراحمین فقال له بعض الحاضرین یااخاالعرب ان الله قد غفر لک بحسن ھذا السوال (۵۱) الدرر السنیة فی ردالوھابیه (۲۴) وشواھد الحق (۸۱)

حضرت امام ابن حجر المکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک اعرابی (وصالِ رسول ﷺ کے بعد) روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا، اور یوں دعا کرنے لگا، یااللہ جل جلالہ یہ تیرے حبیب ﷺ ہیں اور میں تیرا بندہ ہوں اور شیطٰن تیرا دشمن ہے اگر تو مجھے بخش دے گا، تو تیرا محبوب ﷺ خوش ہوجائے گا اور تیرا بندہ کامیاب ہوجائے گا، اور تیرا دشمن (شیطٰن سخت) پریشان ہو جائے گا اور اگر تو نے مجھے نہ بخشا تو تیرے حبیب ﷺ پریشان اور تیرا دشمن خوش ہوجائے گا اوتیرا بندہ ہلاک ہوجائے گا، یااللہ تو کریم ہے (بہت زیادہ کرم فرمانے والا ہے مجھے یقین کامل ہے) کہ تو اپنے حبیب ﷺ کو ناراض نہ فرمائیگا۔ اور نہ دشمن کو خوش کریگا، اور نہ اپنے بندے کو ہلاک کرے گا۔

یااللہ، عرب (کے رہنے والوں کا دستور ہے) کہ جب انکا سردار وفات پاجائے تو (یہ لوگ) اسکی قبر پر غلاموں کو آزاد کرتے ہیں (یااللہ یہ عرب کا دستور و رواج ہے کہ اپنے سردار کی وفات پر اپنے غلاموں کو آزاد کرتے ہیں) میں تیرا بندہ ہوں اور یہ (تیرے حبیب ﷺ) پوری کائنات کے سردار ہیں، تو یااللہ جل جلالہ یاارحم الراحمین تو مجھے انکے (ﷺ) روضہ اطہر پر آزاد فرما دے، سو (وہ مسلمان جو حضور پرنور ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر تھے میں سے کچھ) حاضرین نے کہا، اے بھائی تو نے جس اچھے انداز سے سوال کیا ہے (تیرے اس اندازِ محبت) وحسنِ سوال کے بنا اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔

﴿سیدنا حسن بصری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۱۰)ثم قال فی المواهب وعن الحسن البصری قال وقف حاتم الاصم علی قبر نبیک ﷺ فقال یارب انازرنا قبر نبیک ﷺ فلا تردناخائبین فنودی یاهذاماأذناک فی زیارة قبر حبیبنا الا و قد قبلناک فارجع انت ومن معک من الزوار مغفور لکم، شواهد الحق (۸۲)

☆۔۔کہ حاتم اصم جب نبی کریم ﷺ کے مزاراقدس پر حاضر ہوا تو عرض کیا یااللہ ہم نے تیرے محبوب ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کی سو ہمیں نامرادنہ لوٹانا۔(غیب سے) نداء آئی اے(زائر)ہم نے کسی کو(اپنے پیارے حبیب ﷺ کے مزار پرحاضری میں تکلیف نہیں دی) تیراآنا(اور تیری دعائیں میرے نزدیک) قبول ہیں، تیرااورتمام زائرین کا آنا قبول ہے (اب اپنے گھروں کو)لوٹو(تمہیں خوشخبری ہو) کہ میں نے سبکو بخش دیا ہے۔

﴿علامہ نبہانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۱۱)وقال ابن ابی فدیک سمعت بعض من ادرکت من العلماء والصلحاء یقول ان من وقف عند قبر النبی ﷺ فقال هذاه الآیة (ان اللہ وملائکته یصلون علی النبی ط یاایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما ٥ وقال صلی اللہ علیک یارسول اللہ حتیٰ یقولها سبعین مرة ناداه ملک صلی اللہ علیک یافلان ولم تسقط له حاجة .رواه البیهقی (اه) مواهب ثم شواهد الحق (۸۲)

حضرت فدیک رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے علماء وصلحاء سے سنا،وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی رسول اکرم ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہواور یہ آیت کریمہ ان اللہ و ملائکته یصلون علی النبی ط یاایها الذین آمنوصلوا علیه وسلموا تسلیما ط پڑھے اور پھر ستر (۷۰) مرتبہ یہ درودوسلام پڑھے،صلی اللہ علیک یارسول اللہ ﷺ
توایک فرشتہ اسے پکارتاہے اے فلاں اللہ تعالیٰ تم پراپنی رحمتیں نازل فرماتاہے ۔
اور اسکی تمام حاجات پوری کردی جاتی ہیں۔

صلی اللہ علیک یارسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیک یارسول اللہ ﷺ
صلی اللہ علیک یارسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیک یارسول اللہ ﷺ

﴿اثباتِ توسل بذواتِ فاضلہ بعدالوفاۃ﴾

علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں

علامہ تاج الدین سبکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۱)وقال السبکی یحسن التوسل بالنبی ﷺ الی ربہ تعالیٰ ولم ینکرہ احد من السلف والخلف (رحمھم اللہ تعالیٰ) الاابن تیمیة فابتدع مالم یقلہ عالم قبلہ (۵۱)ونازع العلامة ابن امیرحاج فی دعوی الخصوصیة واطال الکلام علی ذلک فی الفصل الثالث عشرفی آخرشرحہ علی المنیة فراجعہ، شامی جلد(۵) کراھیة ص(۲۵۴)

علامہ تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں (کہ دعاؤں میں) بارگاہ الٰہی میں نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا مستحسن (بہتر ہے) نہ تو صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین **رضوان اللہ علیھم اجمعین** نے وسیلہ کاانکارکیااورنہ ہی قرون ثلاثہ میں کسی عالم دین نے وسیلہ کاانکارکیا،سوائے ابن تیمیہ گمراہ کے (ابن تیمیہ ہی وہ گمراہ شخص ہے) جس نے (وسیلہ سے انکار کر کے) دین (مصطفیٰ ﷺ) میں بدعتِ سئیہ ایجاد کی (حالانکہ صحابہ کرامؓ کے دورسے لیکرابن تیمیہ تک) کسی عالم نے (وسیلہ) سے انکارنہیں کیا۔

بلکہ حضرت علامہ ابن امیرحاج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایاکہ توسل حضورنبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ودیگر (انبیاء کرام واولیاء وشھداء) کیساتھ جائزہے۔

﴿صاحب الخزینۃ الاسرارلکھتے ہیں﴾

(۲)وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بانبیائہ (الخ) والصالحین من عبادہ.
الحصن الحصین (۱۵) وخزینة الاسرار. دعا(۱۴۳) وفتاویٰ برھنہ اذکار. جلد ۱ (۳۲۱)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں انبیاء کرام **علیھم السلام** اوراولیاء کرام کی ذوات کیساتھ توسل کرے۔

(۳) المتوسل المتقرب بمعنیٰ نزدیکی جستن ووسیلہ خواستن. **وفیہ امتثال لقولہ تعالیٰ. یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوااتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْااِلَیْہِ الْوَسِیْلَةَ وودرت الاحادیث علی جواز التوسل وبالاعمال الصالحة والذوات الفاضلة (۵۱) عمدة الرعایة جلد ۱ مقدمة (۴۸)**

متوسل اسم فاعل کا صیغہ ہے جسکا معنیٰ ہے متقرب.نزدیکی ڈھونڈنے والا.وسیلہ تلاش کرنا صاحب شرح وقایہ نے رسول اکرم ﷺ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرکے اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ بھی کیاہے اور عمل بھی۔جس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایاہے۔اے ایمان والو۔اللہ (کے عذابوں) سے ڈرواوراللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو (قبولیتِ اعمال ومشکلات کی آسانی اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے بچنے دنیاوآخرت کی نعمتوں کے حصول کیلئے)اعمالِ صالحہ کاوسیلہ یاذواتِ فاضلہ کاوسیلہ بارگاہ رب العٰلمین میں پیش کرنے کے جواز پر کثیر احادیث (صحیحہ) وارد ہیں۔

﴿حضرت علامہ شامیؒ مقدمہ شامی میں لکھتے ہیں﴾

(۴)وانی اسئلہ تعالیٰ متوسلا الیہ بنبیہ المکرم ﷺ وباھل طاعة من کل ذی مقام علی عظیم وبقدوتناالامام الاعظم ان یسھل علی ذلک من انعامہ ،شامی جلد ا .مقدمة (۲)

اللہ تعالیٰ میری اس تصنیف کواپنے پیارے حبیب عزت وحشمت والے غیب کی خبریں دینے والے ﷺاوروہ ذواتِ قدسیہ جو عنداللہ وجیہ وصاحبانِ عظمت ہیں خصوصاًوہ امام جو (امتِ مصطفیٰ ﷺ)کے مقتدا ہیں کے وسیلہ سے مجھ پر آسان فرمادے،اپنی انعام خاص کے ساتھ۔

﴿صاحب مراقی الفلاح لکھتے ہیں﴾

(۵)وَاللّٰهُ الْكَرِيْمُ اَسْئَالُ وَبِحَبِيْبِهِ الْمُصْطَفیٰ(ﷺ) اَتَوَسَّلُ اَنْ يَّنْفَعَ بِهٖ جَمِيْعَ الْاُمَّةِ .مراقی الفلاح مقدمة (۱۱)

اوراللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ(جوتمام مخلوقات میں چنیدہ وپسندیدہ ہیں) کے توسل سے اللہ کریم سے سوال کرتاہوں کہ اللہ کریم میری اس کتاب مراقی الفلاح کو رسولِ کریم ﷺ کی جمیع امت کے لئے نافع بنادے۔

﴿صاحب شرح وقایۃ اللہ تعالیٰ سے یوں دعامانگتے ہیں﴾

(۶) وبعد فیقول العبد المتوسل الی اللہ تعالیٰ باقوی الذریعة

حمدوثناء کے بعدبندہ فقیر مضبوط ترین وسیلہ(جناب محمدرسول اللہ ﷺ واعمالِ صالحہ) کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حضور (دستِ سوال درازکرکے) کہتاہے۔

﴿فقہاء احناف لکھتے ہیں﴾

(۷)وجئنا کماتوسل بکماالی رسول الله ﷺ لیشفع لناویسئال ربناان یتقبل سعیناویحیینا علی ملته ویمیتنا علیها ویحشرنا فی زمرته ثم یدعولنفسه ولوالدیه ولمن اوصاه بالدعاء ولجمیع المسلمین ثم یقف عندرأسه ﷺ کاالاول ویقول اللهم انک قلت وقولک حق (ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدالله توابا رحیما) وجئنابک سامعین قولک طائعین امرک مستشفعین بنبیک الیک اللهم ربنا اغفر لناو لاخواننا الذین سبقونا بالایمان،عالمگیری جلد ا (۲۷۰) ومراقی الفلاح والطحاوی. آخرالحج (۴۵۰)

(فقہاء لکھتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ پرصلوٰۃ وسلام پڑھنے کے بعدسیدناابوبکر صدیق، پھر سیدناعمرفاروق،رضوان اللہ علیہما پرسلام پڑھنے کے بعدایک مرتبہ پھرسیدناابوبکر، وسیدناعمر فاروق رضوان اللہ علیہما کے مزارات کے درمیاں کھڑے ہوکریوں عرض کرے،یاابوبکر صدیق ویاعمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ دونوں پرسلام ہو)اورہم آپ دونوں کو حضورپرُنور ﷺ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں،اورہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے ہماری یہ سعی(دور ودراز سے یہاں تک آنے کی مشقت)قبول فرمائے،اور ہمیں آپ ﷺ کی ملت پرزندہ رکھے اور آپ ہی کی ملت پر موت عطافرمائے،اوراللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن آپ ہی کے زمرے(جماعت)میں اٹھائے، پھر اپنے لئے اوراپنے والدین اورجس نے اسے دعا کے لئے کہا ہے اور والدین کیلئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرے۔پھرپہلے کی طرح حضور پرنور ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑاہوجائے،اورکہے

یااللہ جل جلالہ تُونے فرمایاہے۔اور(ہماراایمان ہے کہ)تیرا قول ہی سچاہے(اوروہ یہ ہے)اوراگروہ اپنی جانوں پرظلم کریں اور(اے محبوب ﷺ)آپ کے پاس آجائیں تواللہ سے مغفرت طلب کریں اوررسول بھی انکی سفارش کریں توضرورپائیں گے اللہ کونہایت بخشنے والامہربان،

یااللہ ہم تیری قدرت کاملہ ورحمتِ خاصہ کیساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہیں

یااللہ ہم نے تیرے کلام کوسنااوراطاعت کی،اورتیری بارگاہ میں رسول اکرم ﷺ کی سفارش پیش کرتے ہیں یااللہ ہماری مغفرت فرمااورہمارے ان بھائیوں کوبخش دے جوہم سے پہلے ایمان کیساتھ گذرے۔

﴿اہل قبورکے مزارات کی زیارت سے نفع (فیض) ملتاہے﴾

(۱)قال الامام الشافعی ان قبر الامام موسیٰ الکاظم تریاق مجرب لاجابة الدعوات

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدناموسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت سرعت کیساتھ دعاؤں کی قبولیت کاسبب ہے اوریہ آزمودہ ہے۔

امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں

(۲) ونقل عن بعض المشائخ ان الشیخ معروف الکرخی والشیخ الاعظم سیدناعبدالقادر جیلانی تصرفهمافی القبور کتصرفهمافی الحیوٰة .احیاء العلوم

امام احمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ معروف کرخی اورسیدناغوث اعظم رضی الله تعالیٰ عنهما (کوجوتصرفات اللہ تعالیٰ نے دنیامیں عطا فرمائے تھے)اوردنیاکی زندگی میں (ان تصرفات مِنْ جَانِبِ اللہ سے بندوں کی مشکلات حل فرماتے تھے)وہی تصرفات(من جانب الله) قبر میں بھی ہیں(اورمخلوقاتِ خداوندجل جلالہ کی مشکل کشائی فرماتے ہیں)

﴿حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۳)واما اتخاذ المسجد بجوارنبی ﷺ اوعبدصالح والصلوٰة فیه عند قبره لالتعظیمه اوالتوجه نحوالقبربل لحصول مدد منه وتکمیل العبادة ببرکة مجاورة ارواحهم الطاهرة فلاحرج فی ذلک ، نقله الشیخ الدهلوی فی شرح المشکوٰة.

انبیاء کرام علیهم السلام اوراولیاء کرام رحمت الله علیهم کے مزارات کے قرب و جوار میں مسجدیں اس لئے بنائی جائیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے صاحبِ مزارکی تعظیم کے لئے نہیں بلکہ صرف اس نیت سے کہ انکا قرب اورانکی ارواح مقدسہ کاہمہ وقت یہاں موجود ہونے (کی)برکت،سے زائرکی نمازقبول ہو(یہاں نمازپڑھناقبولیت نمازو مشکلات کے حل کیلئے)ان اولیاء کرام کی مدد کے حصول کیلئے ہوتوپھرمزارات کے قرب وجوارمیں مساجدکے بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

میں(مفتی شائستہ گلؒ)کہتاہوں کہ اس صورت میں نہ توکوئی اشکال ہے اورنہ کوئی شرک۔

﴿شامی جلداول بحث زیارت القبور﴾

میں امام غزالی رحمت اللہ علیہ کے قول کیساتھ ابن تیمیہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں

(۴)ورده(ای رد منع الزيارة)الغزالی بوضوح الفرق فان ماعداالمساجد الثلاثلة مستوية فی الفضل فلافائدة فی الرحلة اليها) واماالاولياء فانهم متفاوتون فی القرب من الله تعالیٰ ونفع الزائرين بحسب معارفهم واسرارهم .ردالمحتار.

(کہ ابن تیمیہ نے لا تُشَدُّ رحال الاالیٰ ثلاث مساجد مسجدالحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی هذا۔کودلیل بناکر قبورکی زیارت سےمنع لکھا)

(سواسکاجواب یہ ہے) کہ ان تین مساجد کے علاوہ مساجد،نماز کے اجروثواب کی حثیت سے یکساں ہیں سوجب اجروثواب میں مساجد ان تین مساجد کے علاوہ یکساں ہیں توپھردوسری مساجدکی طرف سفرکرنایہ نیت کرکے کہ ثواب زیادہ ملے گا(محض وقت کاضیاع ہے کیونکہ مسجدالحرام میں ایک نماز کاثواب ایک لاکھ کے برابرہے،اوربیت المقدس ومسجدنبوی میں ایک نمازکاثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابرہے جبکہ باقی مساجدمیں یکساں توپھر سفر بیکارہے)علامہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آئمہ میں سے کسی کو(اہل قبورکی زیارت سے منع کرتے ہوئے نہ پایا) امام غزالی رحمت اللہ علیہ نے اس فرق کوواضح فرمادیا۔

کہ اولیاء اللہ تقرب الی اللہ اورزائرین کونفع پہنچانے میں مختلف درجات رکھتے ہیں۔ اپنے اسرار(جواللہ تعالیٰ نے انہیں عطافرمائے ہیں)اورمعرفتِ (الٰہی جل جلالہ کی**حیثیت** سے زائرین کونفع پہنچاتے ہیں)سواس حدیث کوزیارۃِ قبورپرقیاس کرنا(بڑی جہالت ہے) کیونکہ اس حدیث میں مساجدکا ذکرصراحت کے ساتھ موجودہے۔

﴿عارف باللہ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۵)ذکر العارف بالله تعالیٰ الشيخ عبدالوهاب الشعرانی فی کتابه الجواهر والدرر ان بعض مشائخه ذکرله ان الله تعالیٰ يوکل بقبرالولی ملکا يقضیٰ حوائج الناس کماوقع للامام الشافعی والسيدة النفيسة) وسيدی احمد البدوی (يعنی فی انقاذ الاسير من من اسره من بلاد الفرنج)وتارة يخرج الولی من قبره بنفسه ويقضی حوائج الناس لان للاولياء الانطلاق فی البرزخ والسير لارواحهم.

نفخات القرب.(۲۲۲)

مجھ سے میرے مشائخ نے ذکرفرمایاہے،کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کے مزارات پرایک فرشتہ مقرر فرما دیتاہے،جوزائرین کی حاجات (باذن اللہ)پوری کرتاہے۔جیسے کہ یہ واقعات امام شافعی،سیدہ نفیسہ ،سیدی احمدبدوی رحمت الله علیهم کے مزارات کی زیارتوں سے رونما ہوئے (اورزائرین نے ملاحظہ کئے)اورکبھی کبھاراولیاء اللہ اپنے مزارات سے نکل کر مشکل میں پھنسے ہوئے مسلمانوں کی مشکلات کو(باذن اللہ)حل فرمادیتے ہیں،کیونکہ اولیاء اللہ کا اپنے مزارات سے کہیں جانااورانکی ارواح کاعالم کی سیرکرناثابت ہے۔

﴿حضرت امام اعظم ابوحنیفہؓ کے مزارِاقدس کی زیارت سے نفع﴾

حضرت علامہ شیخ شھاب الدین احمدبن حجرالمکی نے اپنی کتاب قـرع اللبیب میں باقاعدہ ایک باب میں الگ فصل باندھا،اوریوں لکھا۔پینتیسویں فصل،آئمہ کرام کے ادب کے بیان میں،اوراسی فصل میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تحریرفرمایا۔

(٦)قـال العـلامة الشيـخ شهـاب الـديـن احـمد بن حجرالمكى الفصل الخامس والشلاثون فى تأدب الائمة مع ابى حنيفة (رضى الله تعالىٰ عنه)فى مماته كماهوفى حيـاتـه وان قبـره يزارلقضاء الحوائج .اعلم انه لم يزل ذوالحاجات يزورون قبره ويتوسلون عنده فى قضائحوائجهم ويرون النجح فى ذلك. قرع اللبيب (١٠)

کہ امام اعظمؒ کاادب واحترام اسی طرح کیاجائے گا جس طرح انکی حیات میں کیاجاتا تھا،اور زائرین انکے مزارات کی زیارت اس لئے کرتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ انکی برکت سے)انکی حاجات برلائے (اوریہ بات بھی)ذہن نشیں رہے کہ اہل حوائج ان(بزرگوں اولیاء کرام ومجتھدین کے مزارات کی زیارت) اس لئے کرتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ) انکےوسیلہ سے انکی حاجات برلائے،اورزائرین نے اپنی کامیابی بھی دیکھی۔

﴿مفسر قرآن ،صاحبِ روح البیان فرماتے ہیں﴾

(٧) لـدعـاء امـاكـن يـظن فيهاالاجابة مثلاعندرؤية الكعبة وعلى الصفاء والمروة وغيـرهـاوجُـرِّبَ استـجـابة الدعاء عندقبورالصالحين بشروط معروفة عنداهلها . اللهم افض علينابركات الصالحين. روح البیان جلد ۱ (۲۰۴) قطب الارشاد (۴۲)

(من جانب اللہ) کچھ اماکن (جگہیں) ایسی ہیں جہاں دعاؤں کی قبولیت یقینی ہے، جیسے کعبہ شریف پرنظر پڑھنے کیوقت، صفا، اورمروہ پر، نیزمزاراتِ اولیاء، بشرطیکہ زائرین ان تمام شروط کوملحوظ نظر رکھیں جوفقہاء کرام نے بیان فرمائی ہیں پھرجودعائیں صاحبِ مزار(کے قریب مانگے)انشاء اللہ وہ دعا(عند اللہ قبول ہیں)یااللہ ہم پران اولیاء وصالحین کرام کے وسیلہ سے اپنی رحمتیں نازل فرما۔ (آمین یارب العٰلمین بجاہ سیدالمرسلین۔مترجم)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار سے

امام شافعی رحمت اللہ علیہ کوفیض ملا

امام شافعی رحمت اللہ علیہ کوامام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کمالِ ارادت ومحبت تھی۔

(۸) ومماروی من تأدب الشافعی مع الامام ابی حنیفة انه قال الشافعی انی لأتبرک بابی حنیفة واجیء الی قبره فاذاعرضت لی حاجة صلیت رکعتین وسئلت الله تعالیٰ عندقبره فتقضیٰ لی سریعاً . شامی جلد ا .مقدمه (۳۹.۵۷)

ادب کااتناپاس تھاکہ امام شافعی فرماتے ہیں،کہ مجھے جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں امام اعظمؒ کے مزاراقدس پرحاضرہوکردو رکعت نفل پڑھتاہوں اوراللہ تعالیٰ سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعامانگتاہوں تواللہ تعالیٰ میری دعاکوبہت جلد شرفِ قبولیت عطافرماتاہے۔

صاحبِ لمعات رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۹) **من یستمد به فی حیا ته یستمد به بعد مماته** لمعات جلد ا .زیارة القبور(۹۳۳)

جن سے(انکی)زندگی میں امدادحاصل کی جاتی تھی وفات کے بعدبھی ان سے امدادلی جاسکتی ہے۔

علامہ سروجی رحمت اللہ علیہ شارح هدایة

باب صفة الصلوٰة میں فرماتے ہیں

(۱۰) کان بکاربن قتیبة ابن اسدالقاضی المصری من البکائین وقارئین لکتاب الله تعالیٰ وقبره مشهوربالقراضة بمصر یزارویتبرک به ویقال ان الدعاء عند قبره یستجاب .الفوائد البهیه(۲٦)

حضرت بکار بن قتیبہ بن اسد قاضی مصری (شب روز) قرآن کریم کی تلاوت کرنیوالے (خشیت ربانی میں) رونے والے ولی کامل تھے۔انکا مزارشریف مصرقراضہ میں ہے۔ انکے مزار سے برکت حاصل کی جاتی ہے اورانکے مزارشریف کے پاس مانگی ہوئی دعا بہت جلدقبول ہوتی ہے۔

﴿صاحب بدائع کے مزار سے نفع﴾

(۱۱)ابوبکر بن مسعود بن احمد علاء الدین ملک العلماء الکاسانی صاحب البدائع شرح تحفة الفقهاء دُفِنَ ظاهر الحلب عند قبرزوجته فاطمة بنت صاحب التحفة الفقهية العالمة والدعاء عند قبر هما مستجاب .الفوائد البهية(۲۶)

ابوبکر بن مسعود بن احمد علاء الدین کاسانیؒ جنہوں نے تحفۃ الفقہاء کی شرح لکھی (اس شرح کانام) البدائع ہے (حضرت کاجب وصال ہوا) توانہیں ظاہر الحلب (جگہ کانام ہے) میں اپنی زوجہ فاطمہ جوخوداچھی فقیہ عالمہ تھی اورانکے والدتحفۃ (نامی کتاب کے) مصنف تھے انکی قبرکے قریب دفنائے گئے دونوں کے مزارات مرجع خلائق ہیں اوروہاں مانگی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے

﴿ابن قدیمؒ فرماتے ہیں﴾

(۱۲) قال ابن القديم سمعت ضياء الدين الحنفى حضرت الكاسانى عندموته فشرع فى قراء ة سورة ابراهيم حتى بلغ قوله تعالىٰ يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت (الآية) فخرجت روحه ودفن عندقبرزوجته داخل مقام الخليل بظاهر الحلب والدعاء عند قبرهمامستجاب ويعرف عندالزوّار فى حلب بقبر المراة وزوجها .(۱۵)الفوائد البهية (۲۷)

ابن قدیمؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ضیاء الدین حنفی کاسانیؒ کے پاس حاضرہوا سکرات کاعالم تھاتومیں نے دیکھاکہ حضرت اس وقت سورۃ ابراہیم کی تلاوت فرما رہے ہیں، جب وہ اس آیت پرپہنچے (يثبت الله الذين. الىٰ آخره) توانکی روح قفس عنصری سے پروازکرگئی ،انہیں مقام الخلیل ظاہرالحلب میں اپنی زوجہ کی قبر کے پاس دفنایا گیا۔دونوں کے مزارات مرجع خلائق ہیں ان مزارات کے پاس مانگی ہوئی دعاقبول ہوتی ہے نیزیہ کہ دونوں کے مزارات شہرحلب میں قبرالمرأة والزوج کے نام سے مشہور ہیں۔

﴿وفات کے بعد حاتم طائی کی سخاوت﴾

(۱۳)روی محرز مولیٰ ابی هريرة رضی الله عنه قال مرنفرمن الشمس بقبر حاتم فنزلوا قريبامنه فقام اليه رجل يقال له ابو الخيری وجعل يركض برجله قبره ويقول اقرنا فقال له بعضهم ويلک يدعوک اتعرض لرجل قدمات قال ان طيايزعم انه مانزل به احد الاقراه ثم اجنهم اليل فناموا فقام ابو الخيری فزعاوهويقول واه راحلتاه فَقَالُوالَهُ مَا لَکَ قَالَ اَتَانِیُ حَاتِمٌ فِی النَّوْمِ وَعَقَرَنَاقَتِیُ بِالسَّيُفِ وَاَنَااَنُظُرُ اِلَيُهَاثُمَّ انشدنی شعرا حفظته يقول فيه

☆۔سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا غلام محرز فرماتے ہیں۔کہ ایک مرتبہ جب ہمارا قافلہ حاتم طائی کی قبر کے قریب پہنچا تو ہم نے وہیں پڑاؤ ڈالا تو ابوالخیری اٹھا اور حاتم طائی کی قبر کو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا(اے حاتم طائی اٹھئے)اور ہماری مہمان نوازی کیجئے،تو ساتھیوں میں سے کسی نے کہا(اے ابوالخیری)تو ایسے آدمی سے مہمان نوازی کیلئے کہہ رہا ہے جو وفات پاچکا ہے،تو ابوالخیری نے کہا قبیلہ بنی طے کے لوگوں(سے میں نے سنا ہے)وہ کہتے ہیں کہ اگر حاتم طائی کی قبر کے پاس کوئی آکر پڑاؤ ڈال دے تو حاتم طائی اپنے مہمانوں کی ضیافت فرماتے ہیں،جب رات ہوئی اور گھپ اندھیرا چھا گیا،سب سوگئے اچانک ابوالخیری خواب سے ڈرکر بیدار ہوئے،اور زور زور سے چیخنے لگے ہائے میری اونٹنی ہائے میری اونٹنی،ساتھی بھی بیدار ہوئے پوچھا ابوالخیری کیا بات ہے،ابوالخیری نے خواب بیان کرنا شروع کیا(ساتھیو) جب میں سویا تو میں نے خواب میں حاتم طائی کو دیکھا کہ وہ ہاتھ میں تلوار لئے آئے اور میری اونٹنی کی ٹانگیں زخمی کیں۔اوراس نے اشعار پڑھے جو مجھے ابھی تک یاد ہیں۔

(۱) یاابا الخیری وانت امرء — ظلوم العشیرة شتامها

(۲) اتیت بصحبک تبغی القریٰ — لذی حفرة قدصدت هامها

(۳) اتبغی لی الذم عند المبیت — وحولک طی وانعامها

(۴) فان لنشبع اضیافنا — ونأتی المطی فنعامها

[ترجمہ] اے ابوالخیری تم اپنے قبیلہ کے ایک ظالم وشاتم انسان ہو تم اپنے ساتھیوں کو میرے پاس لائے ہو اور ضیافت طلب کرتے ہو،ایسی قبر والے کے پاس جس قبر کے اوپر

کاحصہ بھی (انسانوں نے) بند کردیا ہے، کیاتم مجھے شرمندہ کرناچاہتے ہوحالانکہ تمہارے قرب وجوار میں بنی طے قبیلہ کے لوگ ہیں جن کے پاس (کھانے پینے کے اشیاء اور ذبح کرنے کیلئے) چوپائے بھی موجود ہیں (تم نے ہماراامتحان لیاہے) سوہم اپنے مہمانوں کو پیٹ بھر کھاناکھلائیں گے۔

ابوالخیری (جب اپنی اونٹنی کے پاس گئے) دیکھاکہ اسکی اونٹنی کی تینوں ٹانگیں زخمی ہیں، توانہوں نے اسے رات کوہی ذبح کیااورگوشت پکاکرکھالیاساتھیوں نے کہاکہ (واقعی حاتم طائی کتنااچھامہمان نوازتھا) زندگی میں بھی ہماری مہمان نوازی کرتاتھااوروفات کے بعد بھی ہمیں خوب کھلایا (جب صبح ہوئی اورکوچ کاوقت ہوا) توساتھیوں میں سے ایک ساتھی نے ابوالخیری کواپناردیف بنایا (اپنے ساتھ پیچھے بٹھایا) اورچل دئے۔ چلتے چلتے انہوں نے ایک آدمی کودیکھاجواونٹنی پرسواراور اپنے ساتھ ایک اونٹ بھی کھینچتے ہوئے (تیزی کیساتھ انکی طرف) بڑھ رہاہے، جب قریب پہنچاتو کہنے لگاتم میں ابوالخیری کون ہے، ابوالخیری نے (فورا) کہاابوالخیری میں ہوں، آنے والے نے کہا یہ اونٹ لیجئے، میں عدی حاتم طائی کابیٹاہوں رات کومیں نے والدکوخواب میں دیکھاوہ آئے اورمجھے کہا (بیٹا) رات کو میری قبرکے پاس مہمان آئے اوردعوت طلب کی تومیں نے ابوالخیری کی اونٹنی ضیافت میں کھلا دی، تم جاؤ اسے اونٹ دے آؤ، سومیں تجھے یہ اونٹ دینے آیاہوں لویہ اونٹ تیری سواری کیلئے ہے جوچاہو (اب یہ تیری ملکیت ہے)

﴿ ابن دارۃ غطفانی نے اپنے اشعارمیں بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایاہے ﴾

ابوک ابوسفانته الخیرلم یزل لدان شب حتیٰ مات فی الخیرراغیا

به تضرالامثال فی الشعرمیتا وکان له اذذاک حیامصاحبا

قرای قبره الاضیاف اذنزلوابه ولم یقرقبرقبله الدهرراکبا.

نفحة العرب.(۷۵) [ترجمه]

اے عدی بن حاتم تیراوالد جوانی سے لیکر موت تک ہمیشہ صاحب خیررہا۔ تیراوالد ایسا عظیم شخص تھا، کہ اس نے مرنے کے بعد بھی آنے والے مہمانوں کی ضیافت کی، اس

ضیافت کی شعراء بھی اپنے اشعار میں ذکر کرتے ہیں۔
مذکورہ بالادلائل سے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ وفات کے بعد بھی امداد فرماتے ہیں نیز حاتم طائی کی سخاوت جو اسکی زندگی میں مشہور تھی اور مرنے کے بعد بھی اسکی سخاوت ومہمان نوازی مشہور ہے، ایک سخی کی سخاوت ومہمان نوازی کا یہ عالم ہے تو اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی سخاوت کا کیا عالم ہوگا۔ انکا لنگر تو ہمہ وقت چلتا ہے۔(جسے شک ہو وہ داتا علی ہجویری ،اور حضرت بابا سیدوغوث، سیدنا عبدالغفور بابا، سراج الاولیاء رحمت اللہ علیہما کے مزارات شریف پر جا کر ملاحظہ فرمالیں۔مترجم)

لنگرِ داتا میں حاضر امیر وغریب ہے
عرس کے موقعہ پہ دائم حَلِیبُ حَلِیبُ ہے
دربارِ سَیّدُوْغَوْث میں لنگر ہے صبح شام
مشہور فی العالم ہے بغداد ہی کا نام

از نتیجہ فکر محمد عبدالعلیم القادری مترجم کتاب ھذا

سَیّدُوْغَوْث سے میری مراد سیدنا سراج الاولیاء بابا عبدالغفور القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنکا مزار اقدس سیدوشریف سوات میں مرکز انوار وتجلیات، ومرجع خلائق ہے

آرزو کرتا ہوں تجھ سے یاغفور المذنبین
شیخ عبدالغفور سراج اولیاء کیواسطے (مترجم)

﴿اکیسویں بحث وہابیوں کے اقوال کے جوابات﴾

اعتراض۔وہابیوں کا کہنا ہے کہ اللہ سے بلاواسطہ(ڈارک)مانگواپنی دعاؤں میں یوں مت کہوکہ یا نبی اللہ ﷺ یاغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہمارے لئے بارگاہ خداوندی میں(ہماری ان حوائج ومشکلات کے حل کیلئے)سفارش کریں،یایوں کہنا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی یاولی تم اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے مانگوایسا کہنا صحیح نہیں،کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِط ہم اسکے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

﴿جوابات حاضر خدمت ہیں﴾

وہابیوں کا یہ کہنا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یہ قول کئی وجوہ کے بنا مردود ہے۔

بنی اسرائیل میں جب ایک شخص نے اپنے چچازاد بھائی کو قتل کیااورمقدمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے گئے،تواللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پروحی نازل فرمائی کہ اپنی قوم سے کہدو، وہ گائے ذبح کردیں ۔اللہ تعالی ارشاد فرماتاہے۔

(۱) وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تَذۡبَحُوۡا بَقَرَةً ط (الیٰ قوله)

قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ لَّنَا مَاهِیَ ط(الی قوله)

قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ لَّنَا مَا لَوۡنُهَا(الیٰ قوله)

قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ لَّنَا مَاهِیَ لا اِنَّ الۡبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیۡنَا .پارہ ۱ .سورۃ بقرۃ رکوع۸/۸

(پیارے محبوب ﷺ یادکیجیے)اس وقت کو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو(قوم پھر حاضر ہوئی) کہنے لگی(یاموسیٰ علیہ السلام)آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں گائے کارنگ بتادے (وہ قوم پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی)اورکہنے لگی) (یاموسیٰ علیہ السلام)آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ اس گائے کارنگ کیساہے(وہ قوم پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی)اورکہنے لگی)(یاموسیٰ علیہ السلام)آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ اس گائے (کی عمر کتنی ہے) کیونکہ(اس رنگ کی، کئی گائے پائیں گئیں)سوہم(اس گائے کے معاملہ میں)شبہ میں پڑگئے ہیں۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۲) وَاِذْقُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَارَبَّکَ یُخْرِجْ لَنَامِمَّاتُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا. پارہ (۱) رکوع. ۱۸/۸

اور جب کہا تم (بنی اسرائیل) نے (موسیٰ علیہ السلام سے) یاموسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کرسکتے ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجیئے کہ نکالے ہمارے لئے اس میں سے جو زمین اگاتی ہے۔ (جیسے) ساگ۔ ککڑی۔ پیاز۔ وغیرہ۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۳) وَلَمَّاوَقَعَ عَلَیْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْایٰمُوْسَی ادْعُ لَنَارَبَّکَ بِمَاعَهِدَ عِنْدَکَ

اور جب ان پر (اللہ کا) عذاب آتا، کہتے یاموسیٰ (علیہ السلام) ہمارے لئے اس عہد و پیمان کے مطابق اپنے رب سے دعا کیجئے جو عہد و پیمان تیرے رب نے تجھ سے کیا ہے۔

☆۔ میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام **علیھم السلام** سے یوں عرض کرنا کہ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگیں یا یوں کہنا کہ یااللہ انبیاء کرام **علیھم السلام** کے وسیلہ سے ہمارے مشکلات ہم سے دور فرما، بالکل جائز و ثابت بالقرآن ہے

﴿بائیسویں بحث اسنادِ مجازی کے جواز کا ثبوت اور اسکی مثالیں﴾

بائیسویں بحث اسنادِ مجازی کے جواز میں ہے۔مثلاً کوئی کہے یاغوث اعظم رحمت اللہ علیہ آپ میرا یہ کام کردیں،یا یوں کہا یا پیر با با (سیدی علی ترمذی پیرخراساں) آپ میری یہ فلاں مشکل حل فرمادیں۔

استفتاء۔کیافرماتے ہیں علماء کرام اہلسنت وجماعت اس مسئلہ میں کہ اگرکوئی مسلمان یوں کہے آپ میرا یہ کام کردیں۔یایوں کہا یا پیر با با (سیدی علی ترمذی پیرخراساں) آپ میری یہ فلاں مشکل حل فرمادیں۔ آیااس طرح کہناجائز ہے یانہیں۔بینواتوجروا

الجواب۔ یاغوث اعظم رحمت اللہ علیہ آپ میرا یہ کام کردیں،یایوں کہا یا پیر با با (سیدی علی ترمذی پیرخراساں) آپ میری فلاں مشکل حل فرمادیں،اس طرح کہنا شرعاً جائز ہے کیونکہ یہ اسنادمجازی ہے،اسنادِمجازی ہی مرادلیناواجب ہے،ان الفاظ سے اسنادِ حقیقی مرادلینامحال ہے۔دلائل مندرجہ ذیل ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)ولابد للمجازمن (مانعة من الحقيقة) لفظية اومعنوية (الیٰ قوله) كصدور الكلام من الموحد(ای المؤمن)مختصر المعانی (۵۲) المحق .مطول(۱۰۹)

مثل اشاب الصغير .وافنیٰ الكبير(كر الغداة وَمَرَّالْعَشْی) فان صدورهذا الكلام من الموحد (المذكور) قرينة معنوية (مانعة من الحقيقة دالة)علی اسناد اشاب وافنیٰ علی كر الغداة ومر العشی مجاز .مختصر المعانی (۹۵)

(جہاں مجازلیاجائے)تووہاں ایسے قرینے کاپایا جانا ضروری ہے جولفظاًومعناًدونوں طرح حقیقت کے پائے جانے سے مانع ہو،جیسے(بعض باتوں کا)مسلمانوں کی زبانوں سے نکلنا۔۔ جیسے(کوئی کہے)اس نے چھوٹے کوجوان کردیا(یایوں کہے)فلاں نے بڑے کو فنا کردیا(چونکہ فناکرنااوربچے کوبڑاکرنااللہ تعالیٰ کاکام ہے کہ اسی کی قدرت کاملہ سے بچہ نشو ونماپاتاہے اوراللہ تعالیٰ نے جسے فناکرناہوفناکردیتاہے،اب یہ کلمات مسلمان کی زبان سے نکلے ہیں تومانناپڑے گا) کہ یہاں اسنادِمجازی ہے اوریہاں ایسا قرینہ پایاجا رہاہے جوحقیقت کے نہ پائے جانے پر دلالت کرتاہے،نیزیہ ان صیغوں (اَشَابَ،اور،اَفْنٰی) کو ہم کرالغداۃ(صبح

باربارآیا) وَمَرَّالعَشِیُّ (شام کاوقت گذرگیا) جیسے کلمات کی طرف منسوب کریں گے، کیونکہ نہ توصبح کاوقت خودبار بار آتاہے اورنہ شام کاوقت خودگذرتاہے بلکہ (صبح کے وقت کاباربارآنابھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے اورشام کے وقت کا گذرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔تویہ کلمات جب مسلمان کی زبان سے اداء ہوئے توکیاوہ دین سے خارج ہوگا، نہیں، بلکہ) یہاں بھی اسنادِمجازی مانناپڑیگا۔

☆۔۔۔۔۔۔۔۔میں (مفتی شائستہ گلؒ کہتاہوں کہ)علم اصول کے ان قواعد سے خوب ظاہر ہوا کہ اگرکوئی مسلمان یوں کہے یاغوث اعظم رحمت اللہ علیہ آپ میرایہ کام کر دیں، یایوں کہے یا پیربابا(سیدی علی ترمذی پیرخراساں) آپ میری فلاں مشکل حل فرما دیں تویہ کہنابھی جائزہے کیونکہ یہاں بھی اسناد مجازی ہے اوراسنادِمجازی لیناہی واجب ہے اسنادِحقیقی لینامحال ہے۔

(۲)مذکورہ عبارت میں جوصیغے اوپربیان ہوئے

نمبر(۱) اَشَابَ الصَّغِیرَ (اس نے بچے کو بڑاکیا)

نمبر(۲) اَفْنَی الْکَبِیرَ (اس نے بڑے کوفناکیا)

(۳)کَرَّالْغَدُ(صبح کاوقت بار بار لوٹ آیا)

(۴) مَرَّ الْعَشِیُّ (شام کاوقت گذرگیا)

(۵) اسی طرح وَاَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ (موسم بہار نے سبزیاں اگائیں)

اسی طرح کے کلمات وصیغ اگرکسی مسلمان کی زبان سے اداء ہوئے تواس پرکفروشرک کا حکم نہ کریں گے بلکہ تمام علماء اصول نے لکھاہے کہ یہاں اسنادِمجازی ہی مراد لیا جائیگا کیونکہ نہ توموسم بہارسبزیاں اگاتاہے اورنہ کوئی بچے کوبڑاکرسکتاہے اورنہ کوئی کسی کوفنا کرسکتاہے نہ ہی صبح کاوقت خود بار بار آسکتاہے اورنہ ہی شام کاوقت خودگذرتاہے۔ بچے کوبڑاکرناشام کے وقت کاگذرناصبح کے وقت کابارباآناموسم بہار (ودیگرموسم میں) سبزیوں کا اگانا یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں تواگرکوئی مسلمان یوں کہہ دے تب بھی وہ مسلمان ہی ہے نہ کہ مشرک، کیونکہ ان کلمات کی نسبت زمانے کی طرف نہیں بلکہ حقیقت میں یہ نسبت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔تواسے کیا کہاجائیگا۔ اے سائل، اسے اسنادِ مجازی کہاجاتاہے۔

میں مزید وضاحت کروں کہ ایسے الفاظ کہنے سے کوئی مسلمان کافرومشرک وبدعتی نہیں ہوتا جیسے کہ آپ نے اوپر دئے گئے دلائل ملاحظہ فرمائے۔سواب اس کے بعدبھی اگرکوئی شخص کلماتِ مندرجہ بالا کہنے والے مسلمان کوکافرمشرک وبدعتی کہے گا۔وہ خودبدعتی گمراہ کافرو مشرک ہوجائے گا،کافرسے اگریہ الفاظ صادرہوجائیں تووہ توویسے بھی کافرہے مزید بر آں وہ دھری مبطل دہریہ ہے(مطول۔۱۰۹)

پھریہ کافراللہ تعالیٰ کی ذات کونہیں جانتا،جاھل باللہ مؤثرقادر(مختصر المعانی ۵۳) کیونکہ وہ کافر ان کلمات کوزمانے کی طرف ہی منسوب کریگا یہاں وہ اسنادحقیقی ہی مرادلے گا یہی اسکاعقیدہ ہے،سواس پرکفرو دہریہ ہونے کا اطلاق ہوگا،میں نے علم معانی واصول کی کتابوں کاخلاصہ پیش کیا جسے مزیدطلب ہووہ (۱) تلخیص(۲)مطول (۳) مختصرالمعانی (۴)دسوقی،نامی کتابوں کامطالعہ فرمائے لیکن افسوس کہ وہابی جاہل ہے اسے اصول وفنون کاادراک نہیں۔

﴿حضرت علامہ تاج الدین سبکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۳)قال التاج الدین السبکی ولایقصد الناس بسؤال الاولیاء ذلک قبل الموت وبعدہ نسبتھم الی الخلق والایجاد والاستقلال بالافعال فان ھذا لایقصدہ مسلم بل لایخطر ببال احدمن العوام فضلا عن غیر ھم (ای عن العلماء) دلائل.فصرف (الوھابیۃ)الکلام (ای ھذا الکلام الصادرمن اھل السنۃ والجماعۃ)الیہ (ای الی الخلق والایجاد والاستقلال بجعلہ اسنادًا حقیقاً)

ومنعہ (ای منع ھذاالقول بکونہ شرکا) من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی العوام وکیف یحکم بلکفرعلی من اعتقد ثبوت التصرف لھم فی حیاتھم وبعد موتھم حیث کان مرجع ذلک الی قدرۃ اللہ تعالیٰ خلقا وایجادا کیف وکتب جمھورالمسلمین طافحۃ بہ وانہ جائز البتۃ حتیٰ کاد ان یلحق باالضروریات بل بالبدیھات.نفخات القرب.(۱۷)

(مسلمان جب بھی اولیاء کرام سے مانگتے ہیں)وہ اولیاء کرام کوبالذات وباالفعل والاستقلال نہیں سمجھتے(اولیاء سے بالذات مانگنا)یہ خیال کبھی کوئی عام مسلمان نہیں کرتا(کیونکہ بالذات

دینے والا اللہ کی ذات ہے، یوں ہی وہ اللہ بالفعل وباالاستقلال عطاکرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی بھی بالذات بالفعل باالاستقلال عطاکرنے والانہیں) رہے علماء ربانیین (کہ وہ باذن اللہ کشف والہام ومکاشفہ کے ذریعہ اولیاء اللہ زندہ یا صاحب مزار ہوں کے مراتب ودرجات کوجانتے ہیں) سووہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں،

مگر وہابیہ نے اس قول (جوابھی اوپر بیان کیاگیا) کواسنادِحقیقی کی طرف منسوب کرکے شرک کہا (جب کہ ہم بھی کہتے ہیں کہ اگران باتوں کااسنادِحقیقی اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اورکی طرف ہوتو شرک ہوگا مگریہاں تواسنادِمجازی ہے پھرشرک کیسے)

وہابیوں کایہ قول تلبیس فی الدین ہے، دین میں اسنادِمجازی ہے پھرشرک کیسے) وہابیوں کا یہ قول تلبیس فی الدین ہے (دین میں اپنی جانب سے باتیں گھڑنا، باطل کوحق اورحق کو باطل سے ملانا) اورعوام الناس میں دین کے بارے میں شکوک وشبہات پیداکرنے والی باتیں ہیں۔

(۲) مسلمانوں کاعقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کے تصرفات چاہے انکی حیات میں ہوں یا رحلت کے بعد ہوں یہ تصرفات اللہ جل جلالہ ہی کی عطاکردہ ہیں پھرمسلمانوں پرکفروشرک کا حکم لگانا کس طرح جائز ہوگا۔

(۳) جمہورمسلمانوں کی کتابوں میں موجودومکتوب ہے کہ اس طرح کہناجائزہے، اوریہ امرواقع ہے اس (طرح کہ اسنادِمجازی ہو) تواسکے جوازمیں کوئی شک وشبہ نہیں، بلکہ یہ ضروریات وبدیھیات کے ساتھ ملحق ہیں۔

(۴) ومایقع من بعض العوام من قولهم یاسیدی فلان مثلاان قضیت لی کذااوشفیت لی مریضی فلک علی کذا.

(فاالجواب) فهومن الجهل بکیفیة الطلب ولکن لایعدذلک کفرالانهم لایقصدون بذلک الایجاد من الولی وانما یجعلونه فی نیاتهم وسیلة الی مولاهم (۴) حیث کان المتوسل به فی اعتقادهم من اهل القرب والمحبة للخالق.

عوام الناس میں سے بعض یوں کہدیتے ہیں یاسیدی فلاں ،میرایہ کام کردے یایوں کہدے، اگرمیرا (فلاں بھائی وغیرہ) کوتونے صحت بخشی تومجھ پرتیرے لئے فلاں شئ (دینا) لازم ہے، سواسکا،

جواب یہ ہے! کہ سائل کے مانگنے کے اس انداز کواسکی لاعلمی پرمحمول کریں گے، اسے

اسکی لاعلمی کی بنا کافرنہ گردانیں گے، کیونکہ وہ مسلمان جس سے اس طرح کے کلمات صادر ہوئے ہیں وہ اس شی کے دینے یا مشکل کو حل کرنے میں اس ولی کو مستقل بالذات نہیں سمجھتا بلکہ اسکی نیت میں صرف اتناہی ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور میری ان مشکلات کے حل اور بیمار کے شفایاب ہونے کاایک وسیلہ ہیں(اسکے سواء اسکی نیت میں اور کچھ نہیں ہوتا) کیونکہ سائل جوان نفوسِ قدسیہ کیساتھ متوسل الی اللہ ہے، یہی سمجھتا ہے کہ یہ وہ ذواتِ قدسیہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کاقرب ومحبت حاصل ہے۔سواس صورت میں الفاظِ مذکورہ کہنے سے وہ مسلمان ہرگز کافرومشرک نہ ہوا۔

(۵) الاتری انهم یکررون فی اثناء کلامهم یاصاحب الطاهرعند ربک اطلب لی من مولاک یفعل ربی کذا فان ذالک دلیل منهم علیٰ انفراد الله بالفعل وعلی انه لاشئ للولی الاتجرد السبب.

مزید برآں وہ سائل جب بھی (زبان کھولتا ہے) تو باربار(اسکی زبان پر یہ الفاظ ہوتے ہیں)اے "ذاتِ قدسیہ" اللہ کریم سے میرے حق میں سوال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرا فلاں کام درست فرمادے(میرافلاں مشکل حل فرمادے)سویہ الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی کو صرف ایک سبب(وسیلہ) سمجھتا ہے اوران کاموں کاہونا، کرنا، مشکل کاحل کرنا، بالفعل اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سواء کوئی مستقل بالذات نہیں، جواُن مشکلات کوبالفعل حل کرے، ولی اللہ حلِ مشکلات کاسبب ہے

ثابت ہواکہ اگرکسی مسلمان سے اس طرح کے کلمات صادربھی ہوئے تووہ کافرومشرک نہیں۔

﴿علامہ یوسف نبہانیؒ فرماتے ہیں﴾

(۶)انه لایرد المتوسل به لان القریب المحبوب لایردفیماطلب فهومن باب قوله علیه السلام رب رجل اشعث اغبر ذی ضمرین لواقسم علی الله لَابَرَّهُ.شواهد الحق.(۵۲)

چھٹی دلیل یہ ہے(کہ سائل ومتوسل نے جس ولی کاوسیلہ لیاہے)وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ اورمحبوب ہے اورمقرب ومحبوب جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مانگے

تواللہ تعالیٰ اسکامانگاہواسوال ردنہیں فرماتاجیسے کہ حضورپرنورﷺنے فرمایاہے کہ(اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہوں گے)جنکے (سرکے)بال بکھرے ہوئے ہوں

گے(جسم پر، کپڑوں پر)مٹی پڑی ہوگی۔خشیت الٰہی سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رونے والے ہونگے ایسے لوگ(اللہ تعالیٰ کے فقراء واولیاء) اگر(کسی کام کے ہونے کی)قسم کھالیں تواللہ تعالیٰ(اس کام کوضرورپو را فرماتاہے)اورانکوحانث ہونے نہیں دیتا(حانث ہونے کامطلب یہ ہوتاہے کہ اگرکوئی مسلمان کسی کام کے ہونے یاکرنے کی قسم کھائے اوروہ کام نہ کیاتواب وہ فقہاء کی اصطلاح میں حانث کہلاتاہے،اسکاکفارہ یہ ہوتاہے کہ یاتوکسی غلام کوآزادکردے یاساٹھ مسکینوں کوکھاناکھلائے یاتین روزے رکھے،اللہ تعالیٰ کے فقراء یہ پراگندہ حال والے جن کے دل دین کے چراغ ہیں اگرکسی شئ کے ہونے کی قسم کھالیں تواللہ تعالیٰ اس کام کواس لئے پورافرماتاہے کہ میرایہ بندۂ صالح حانث بھی نہ ہواور لوگوں پرواضح ہوجائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اورولی اللہ ہیں۔مترجم)

(۷) ولانری زائرا مسلما ولو عامیا یتوهم فضلامن ان یعتقد ان لله شریکا من خلقه فمهما اعتقدالزائرمن علودرجة المزورفلا یعتقدفیه الا انه عبدمقرب لله تعالیٰ یسأل الله تعالیٰ کما یسأل الزائر.

ساتویں دلیل یہ ہے!کہ ہم نے آج تک کسی زائر کونہیں دیکھاکہ وہ اللہ کے ولی کو اللہ تعالیٰ کا شریک جانے بلکہ زائر،یہ اعتقادرکھتاہے کہ (مُـزوَّر)جس کی زیارت کی گئی (صاحبِ مزار،یازندہ بحیاتِ دنیاوی)کواللہ تعالیٰ نے مراتبِ علیا(بلندمراتب پر)فائزکیا ہے نیزوہ اتناہی اعتقادرکھتاہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کانہایت مقرب ومحبوب بندہ ہے۔وہ بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتاہے جس طرح زائرسوال کرتاہے۔

✿

(۸) وان المزوراطهرمنه روحاواصفیٰ نفسابمااعطاه الله تعالیٰ من الکمال الانسانی وان کان العوام لایستطیعون التعبیرعما تکنه صدورهم من حسن العقیدة وکمال الایمان الهمهم الله تعالیٰ ۔تطہیرالفوائد ومن دنس الاعتقاد۔۱۷

آٹھویں دلیل یہ ہے۔کہ صاحبِ مزار۔زائرسے ازروئے نفس وروح کے زیادہ طیب وطاہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کمالِ انسانیت عطا فرمایاہے،رہے عوام الناس تواگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حسن عقیدت اورکمالِ ایمان عطافرمایاہے مگرجوکچھ انکے سینوں میں موجود ہے(اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے ساتھ حسنِ عقیدت وایمانِ کامل)وہ اس(حسنِ عقیدت کو

الفاظ کی) صورت میں آشکارنہیں کرسکتے۔

(۹) والمجاز العقلی فی القرآن کثیر قوله تعالی، وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُه' زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا اسند الزیادة وهی فعل الله تعالیٰ اسندت الی الاٰ یات لکونها سببا لها.
مختصر المعانی مجاز.(۵۹) مطول مجاز(۱۰۷)
مجازِ عقلی اسنادی قرآن کریم میں کثیر ہیں،مثلا ،اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے.وَاِذَاتُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا (جب ان پراللہ کی اٰیات پڑھی جاتی ہیں توانکاایمان اورقوی ہوجاتاہے)یہاں ایمان کی قوت کیلئے اٰیات مبارکہ کو سبب بتایاگیا۔
حالانکہ ایمان کی قوۃ کافعل اللہ تعالیٰ کاخاصہ ہے پھربھی اسناد آیات کی جانب ہے۔ معلوم ہواکہ اسنادِ عقلی مجازی جائز ہے۔

(۱۰) قوله تعالیٰ.یذبح ابنائهم(الآیة) نسبة الذبح الذی هوفعل الجیش اسند الیٰ فرعون لانه سبب امر.مختصر المعانی (۵۹)مطول (۱۰۷)
اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔ ذبح کیا اسنے انکے بیٹوں کو،یہاں ذبح کی نسبت فرعون کی طرف کی گئی حالانکہ بنی اسرائیل کے بیٹوں کوفرعون کے سپاہی ذبح کررہے تھے،یہ اسناد فرعون کی طرف اس بناپرہے کہ (بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرنے کاحکم چونکہ فرعون نے دیاتھا لہذاذبح کرنے کا سبب فرعون کا) امر ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے ﴾

(۱۱) قوله تعالیٰ .ینزع عنهما لباسهما(الآیة)
نسب نزع لباس (عن آدم وحواء علیهما السلام وهوفعل الله تعالیٰ حقیقتاً) الیٰ ابلیس لان سببه الاکل من الشجرة وسبب الاکل وسوسة ومقاسمةبانه لهمالمن الناصحین .مختصر المعانی مجاز(۵۹) ومطول (۱۰۷)
اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔شیطٰن نے ان دونوں کالباس اتروادیا،چونکہ شیطٰن کے وسوسہ سے وہ شجرہ ممنوعہ کھایاگیاجس سے منع کیاگیاتھا شیطٰن نے اس شجرہ کے کھانے سے ان کی زندگیوں کے بڑھ جانے کی قسمیں کھاکرانہیں یقین دلایاتھا،شیطٰن نے ان سے(یہ بھی کہا تھاکہ)میں تم دونوں کاخیرخواہ ہوں(شجرۂ ممنوعہ کا کھانا تھاکہ دونوں لباس سے عاری ہو گئے)لباس سے عاری کرانے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے شیطٰن کی طرف کی، حالانکہ لباس پہنانا

لباس سے عاری کرانااللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ میں شامل ہے جیسے(کہ حدیث قدسی ہے
تم لباس سے عاری تھے سومیں نے تمہیں لباس پہنایا،تم بھوکے تھے میں نے تمہیں کھلایا)
مگر یہاں لباس سے عاری کرانے کی نسبت شیطٰن کی طرف کی گئی سو یہ نسبتِ مجازی ہے

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے ﴾

(۱۲) يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًاO(الآية)سورہ مزمل،
نُسِبَ الْفِعْلُ اِلَى الزَّمَانِ وَهُوَفِعْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى حَقِيْقَةً. مختصر المعانی (۵۹)ومطول (۱۰۸)
اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔وہ دن(قیامت کا ہولناک دن)بچوں کوبوڑھا کردیگا۔(اسکی
ہولناکیوں کودیکھ کرجوان، بچے بھی بوڑے ہوجائیں گے)یہاں اللہ تعالیٰ نے بچوں کوبوڑھا
کرنے کی نسبت زمانے کی طرف کردی حالانکہ بچوں کو(جوان کرنا)بوڑھاکرنا یہ اللہ تعالیٰ
کاکام ہے۔پھربھی نسبت زمانے کی طرف ہے

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے ﴾

(۱۳) وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا(الآية)
نَسَبَ الْاِخْرَاجَ اِلَى مَكَانٍ وَهُوَفِعْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى حَقِيْقَةً. مختصر المعانی (۵۹)ومطول (۱۰۸)
(اورجب)زمین اپنابوجھ(خزانے) نکال باہرکریگی۔یہاں اللہ تعالیٰ نے بوجھ نکالنے کی
نسبت زمین کی طرف کی ہے حالانکہ خزانے نکالنے کافعل اللہ تعالیٰ کاہے یہ اللہ تعالیٰ
کی قدرت میں شامل ہے۔پھربھی نسبت زمین کی طرف ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے ﴾

(۱۴) يَاهَامَانُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا(الآية)
اے ہامان ۔میرے لئے مکان رفیع بنا
فَاِنَّ الْبِنَاءَ فِعْلُ الْعَمَلَةِ وَهَامَانُ سَبَبٌ اٰمِرٌ. مختصر المعانی (۵۹)ومطول (۱۰۸)
بنگلہ بنانا معماروں کاکام ہے نہ کہ ہامان نے بنگلہ بنانا تھا(بنگلہ بنانے)کے لئے ہامان
کاتوصرف حکم کرناتھاپھربھی ان لوگوں نے بنگلہ بنانے کی نسبت ہامان کی طرف کی۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴾

(۱۵) اَصَلٰوتکَ تَاْمُرُکَ

کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے۔

مختصر المعانی (۵۹) ومطول (۱۰۸)

یہاں حکم کرنے کی نسبت نماز کی طرف کی گئی حالانکہ حکم کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ کیونکہ امر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴾

(۱۶) کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ (الآیۃ)

(اللہ تعالیٰ ایک نیکی پر سو نیکیوں کا اجر عطا فرمائے گا) جس طرح کہ اگاتی ہے ایک دانہ سات سٹوں کو اور ہر سٹے میں سو دانے ہوتے ہیں۔

یہاں اگانے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے دانے کی طرف کی حالانکہ اگانے والا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴾

(۱۷) فَلَایُخْرِجَنَّکُمَا مِنَ الْجَنَّةِ (الآیۃ)

(اے آدم وحوا) نہ نکالے شیطن تمہیں جنت سے

وَالْاِخْرَاجُ فِعْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْاِبْلِیْسُ سَبَبٌ. مطول (۱۰۸)

یہاں اخراج (نکالنے) کی نسبت اللہ تعالیٰ نے شیطن کی طرف کی حالانکہ اخراج (کہیں سے کسی کو نکالنا) اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور ابلیس اخراج کا سبب ہے پھر بھی اخراج کی نسبت شیطن کی طرف ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴾

(۱۸) وَاذْکُرْفِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ (الیٰ قولہ) فَاَرْسَلْنَا اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ط (الیٰ قولہ) قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا O پارہ (۱۶) سورۃ مریم (19) (20)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے (اے پیارے محبوب ﷺ) اور یاد کیجئے مریم کی کتاب میں، جب وہ الگ ہوگئی اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو مشرق کی جانب تھا، پس بنایا اس نے

لوگوں کی طرف سے ایک پردہ، پھرہم نے اس کی طرف اپنی روح (جبرئیلؑ) کوبھیجا پس وہ ظاہرہوااسکے سامنے ایک کامل انسان کی شکل وصورت میں مریم بولی میں اللہ رحمٰن کیسا تھ تجھ سے پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے جبرئیل نے کہامیں توتیرے رب کا بھیجاہواہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹاعطاء کروں۔
غورفرمائیں! کہ بیٹاعطاکرنے کی نسبت جبرئیل کی طرف ہے حالانکہ اولادعطاکرنااللہ تعالیٰ کاکام ہے۔

معلوم ہواکہ یہاں نسبتِ مجازی ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے ﴾

(۱۹) قولہ تعالیٰ (حکایۃ عن عیسیٰ علیہ السلام) اَنِّیْ قَدْجِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْءَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ ج وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ (الآیۃ پارہ ۳ آل عمران آیت ،49)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال بیان کرتے ہوئے اللہ کریم جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے (عیسیٰ علیہ السلام) نے فرمایامیں پیداکرتاہوں تمہارے لئے پرندہ اس میں پھونکتاہوں سو ہوجائے گاوہ (اڑتاہوا) پرندہ۔ اللہ کے حکم سے
(۲) اور میں ٹھیک کرتاہوں مادر زاد اندھوں کو
(۳) اور میں ٹھیک کرتاہوں کوڑھ کے بیماروں کو (کوڑھ)
(۴) اورمیں زندہ کرتاہوں مردوں، کواللہ کے حکم سے۔
دیکھئے اس آیت مبارک میں اَنْفُخُ (میں پھونکتاہوں) اُبْرِئُ (میں ٹھیک کرتاہوں) اُحْیِ (میں زندہ کرتاہوں) یہ سارے صیغے واحد متکلم کے ہیں، تمام صیغوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ کرنے مریضوں کوٹھیک کرنے مادرزاداندھوں کوٹھیک کرنے کوڑھ کے بیماروں کوصحت یاب کرنے کی نسبت اپنی طرف کررہے ہیں جبکہ یہ مذکورہ صفات تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔ معلوم ہواکہ یہاں بھی یہ ساری نسبتیں مجازی ہیں۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴾

(۲۰) فَمَارَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ (ای ماربحوافی تجارتهم) مختصر المعانی (۶۱)
فَلَمَّا كَانَتِ التِّجَارَةُ سَبَبًالِرُبحٍ اُسْنِدَ اِلَيْهَا مَجَا زًا. دسوقی. (۶۱)
پس فائدہ نہ دیاانکوانکی تجارت نے۔مرادیہ ہے کہ ان تاجروں کوفائدہ نہ ہواکیونکہ تجارت ازخود فائدہ نہیں دیتی سومعلوم ہواکہ تجارت ربح (فائدہ اٹھانے کاسبب ہے) یہاں بھی اسنادِ مجازی ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴾

(۲۱) وَلَمَّاوَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُقَالُوْايٰمُوْسٰى ادْعُ لَنَارَبَّكَ بِمَاعَهِدَ عِنْدَكَ ج لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّاالرِّجْزَلَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ ٥پارہ ۹اعراف ،آیت(34)
اورجب بنی اسرائیل پرعذاب نازل ہوا! تو کہنے لگے اے موسیٰ (علیہ السلام) اپنے رب سے ہمارے لئے (اس عذاب کے ٹلنے) کی دعا کیجئے اس عہد کے سبب (برکت سے) جواللہ نے آپ سے کیاہے۔اگرآپ ہم سے اس عذاب کوہٹادیں گے توہم ضرور ضرور آپ پرایمان لائیں گے۔اوربنی اسرائیل کوآپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔
اس آیت میں بنی اسرائیل کے ان الفاظ پرغورفرمائیں کہتے ہیں(لئن کشفت) اگر آپ ہم سے عذاب کوٹال دیں گے حالانکہ عذاب کارفع کرنا(اٹھانا) اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے،تویہاں عذاب کے اٹھادینے کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب مجازی ہے

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴾

(۲۲) خُذْمِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا. سورة توبه .آیت(103)
اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔(اے پیارے محبوب ﷺ) انکے مالوں میں سے زکوٰۃ لواس مال زکوٰۃ کے ساتھ انہیں پاک کرواورانہیں خوب پاک کرو۔
اس آیت کریمہ میں (تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ) اے محبوب ﷺ آپ انکوپاک طیب وطاہر فرمادیں حالانکہ گناہوں سے پاک کرنااللہ تعالیٰ کاکام ہے تویہاں حضورپرنور ﷺ کی طرف نسبت مجازی ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴾

(۲۳)اِنَّامُنَجُّوکَ وَاَھْلَکَ اِلَّاامْرَاَتَکَ کَانَتْ مِنَ الْغَابِرِیْنَ ط پارہ ۲۰۔عنکبوت۔رکوع۔۴/۱۶

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کاواقعہ ذکرکرتے ہوئے فرمایاہے

(فرشتوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہااے نوح) ہم آپکو اورآپکے اہل (ماننے والوں کو) نجات دیں گے (اس طوفان سے بچائیں گے) سوائے آپ کی زوجہ کے کہ وہ رہ جانے والوں میں سے ہے۔

یہاں (انا منجوک) کاجملہ غورطلب ہے کہ فرشتوں نے کہاکہ ہم آپ اورآپکے ماننے والوں کونجات دیں گے حالانکہ نجات دینے والااللہ کریم کی ذات ہے۔سومعلوم ہواکہ یہ نسبت مجازی ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴾

(۲۴) اِنَّامُھْلِکُوْااَھْلِ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ .الآیۃ.پارہ (۲۰)سورۃ عنکبوت.آیت(31)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے (فرشتوں نے کہا) کہ ہم ضرورضروراس بستی والوں کوہلاک کریں گے اس آیت کریمہ میں (اِنَّامُھْلِکُوْا) میں (اہل قریہ) کوہلاک کرنے کی نسبت فرشتوں نے اپنی طرف کی ہے حالانکہ ہلاک کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیارمیں ہے۔

میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں کہ قرآن کریم کی آیاتِ بینات واصولِ فقہ سے ثابت ہواکہ اگرکوئی مسلمان یہ کہے، یاغوث اعظم دستگیرؒ میری یہ فلاں مشکل حل فرمادیں، یایوں کہا، یاپیر بابا (شیخ علیؒ ترمذی پیرخراساں) میرافلاں کام کردیں، سواس طرح کہناشرعاً جائز ہے، کیونکہ یہ اسنادِمجازی ہے، اسنادِمجازی مرادلیناہی واجب ہے، ان الفاظ سے اسنادِحقیقی مرادلینامحال ہے۔

﴿حضور پرنور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کا ثبوت﴾

ومانعین کی تردید

تینتسویں بحث

رسول کریم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کیلئے سفر کرنے کا ثبوت اور مانعین کا رد
تمام علماء اس بات پر متفق ہیں، کہ ابن تیمیہ علیہ ماعلیہ کا قول (زیارت روضہ رسول ﷺ کے بارے) میں مردود ہے، ابن تیمیہ کا یہ قول کہ

(۱) رسول اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا حرام ہے۔

(۲) رسول اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کیلئے سفر کرنا حرام ہے۔

(۳) ابن تیمیہ علیہ ماعلیہ کہتا ہے، کہ اگر کسی مسلمان نے اپنی زوجہ کو تین طلاق مغلظ دیں تو یہ واقع نہیں ہوتیں۔ (نعوذباالله من اقوال الوهابية الضالة المضلة، مترجم)

شیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمت اللہ علیہ نے ابن حجر کے کلام کو ترجیح دی ہے اور ابن تیمیہ کا رد کیا ہے۔

(۱) قلمایخلوا کتاب منهامن شذوذه فی مسائل یخالف بهامذاهب المسلمین و یشنع علی علماء الاسلام ولاسیما الاولیاء العارفین کالشیخ الاکبر سیدی محی الدین فقد کفره واخرجه من الدین،

مع ان جمهور الأمة اتفقوا علی انه من اکابر الاولیاء وسموه سلطان الاولیاء واظن بل اتیقین ان السبب الوحید لعدم انتفاء الناس بکتب ابن تیمیة وعلمه مع جلالةقدره شذوذه فی تلک المسائل واعتراضه علی هؤلاء الاکابر وماشبهت الابکنوز مملوةمن الجواهر النفیسة ولکنه امر صورة من بدعه ومخالفته للامة بحیات قاتلات فهنی تمنع الناس من الاقبال علما والانتفاع بها.

مواهب لدینة مقصدعاشر فصل ثانی مصنفه ابن حجر عسقلانی .ثم عجاله برسادوله (۱۷)

(۲) وقد افرط ابن تیمیة من الحنابلة حیث حرم السفرلزیارة النبی ﷺ کماافرط غیره حیث قال کون الزیارة قربة معلومة من الدین باالضرورة وجاحده محکوم علیه بالکفرولعل الثانی اقرب الی الصواب لان تحریم مااجمع علیه العلماء فیه باالاستحباب یکون کفرالانه فوق تحریم المباح المتفق علیه فی هذاالباب.

شرح القاری للشفاء.ثم رساله عجالةبرساله دوله (۲۱)

(علامہ یوسف النبھانیؒ وعلامہ ملاعلی قاریؒ لکھتے ہیں)

کہ ابن تیمیہ کے قلم میں ایسازورِ (گند) تھا کہ اسکے قلم سے کوئی عالم کوئی ولی اللہ نہ بچ سکا، خصوصا اولیاء کرام کی تو بہت مخالفت کی جیسے حضرت شیخ اکبرسیدی محی الدین رحمت اللہ علیہ، جو بالاتفاق ولی اللہ تھے، بلکہ جمہور علماء اس پر متفق ہیں، کہ سیدی محی الدین (رحمت اللہ علیہ) اکابر اولیاء میں سے تھے، اور انہیں سلطانِ اولیاء کے نام سے ہمیشہ یاد کرتے ہیں، مگر ابن تیمیہ (علیہ ماعلیہ) نے اس ولی کامل کو بھی نہ بخشا بلکہ انہیں بھی کافر و بے دین کہا اور لکھا (نعوذ باللہ)

مذاہبِ اربعہ (کے آئمہ) سے مسائل میں مخالفت کی، ابن تیمیہ باوجودیکہ بڑے عالم تھے مگر (اپنے قلم سے مسلمانوں پر کفروشرک کے حکم صادر کرنے علماء واولیاء اللہ کو کافر ومشرک گرداننے کی وجہ سے) مسلمانوں نے انکی کتابوں کی طرف التفات نہ کیا، جبکہ یہ علماء و اولیاء اللہ (جنکے سینے) بلاریب اللہ تعالیٰ کے (اسرار ورموز) کے نفیس وعمدہ موتیوں سے بھرے ہوئے ہیں، لیکن (ابن تیمیہ نے اپنے قلم اوراپنی بدعات ومخالفت اولیاء وعلماء سے ان نفوسِ قدسیہ کے بارے میں ایسے خرافات لکھے اورزبان سے کہے) کہ اسکی مثال اس زہریلے سانپ کی طرح ہے جوخزانے کے اردگرد بیٹھ جائے اورکسی کواس خزانہ سے مستفیض نہ ہونے دے، اس نے بھی اسی طرح سانپ بن کرمسلمانوں کوان نفوسِ قدسیہ کے پاس زیارت کے لئے آنے اورنفع حاصل کرنے سے منع کرنے کی ناکام کوشش کی۔

صاحبِ شرح القاری لکھتے ہیں

ابن تیمیہ علیہ ماعلیہ نے حنابلہ پر بہتان لگایاہے اوربہت زیادتی کی ہے (یہ کہکر کہ (کہ میں حنبلی ہوں اورپھر یہ لکھا) کہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے جاناحرام ہے، یہ حنابلہ پربہت زیادتی ہے (اس لئے کہ انہوں نے ایسی گستاخی نہیں کی) جبکہ ایک طائفہ (گروہ) نے بھی افراط وتفریط سے کام لیا اورانہوں نے کہاکہ روضہ رسول ﷺ کی زیارت دین کے ان قربات معلومہ ضروریہ میں سے ہے (یعنی وہ عبادات جنکا اداء کرنا ضروری ہے) اوراس سے انکارکرنے والے پرکفرکافتویٰ صادر کیا ہے سو یہ قول

بھی افراط فی الدین ہے

لیکن دونوں اقوال میں (ابن تیمیہ کا قولِ حرمت، دوسرے طبقہ کا قولِ قرباتِ معلومہ ضروریہ، اور منکر پر کفر کا فتویٰ) ان دونوں طرح کے افراط وتفریط میں قولِ ثانی پھر بھی اقرب الی الصواب ہے (حق کے قریب ہے) کیونکہ جس کام کو علماء اسلام نے مستحب کہا ہے سو اسے حرام کہنا کفر ہے۔ جیسے کہ علماء اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ اگر اسلام میں کوئی شی مباح بھی ہو اور کوئی اسے (بلا دلیل) حرام کہے تو یہ بھی کفر ہے تو مستحب امر کو حرام کہنا اس سے بڑھکر ہے (یعنی مباح کو حرام کہنے والا اگر کافر ہے تو مستحب کو حرام کہنے والا بطریق اولیٰ کافر ہوگا)۔

آگے لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ اور اسکا تلمیذ خاص ابن قیم بن عبدالھادی نے ان مسائل اور دیگر مسائل میں چونکہ اجماع امت کی مخالفت کی ہے سو وہ مذہب حنبلی سے بھی خارج ہوگیا۔

نیز ابن تیمیہ نے نہ تو کسی عالم و فقیہ وصوفی کو چھوڑا اور نہ کسی عالمِ علمِ کلام کو اور نہ حضرت اشعریؒ کو اور نہ جناب ماتریدیؒ کو بخشا (تمام علماء واصفیاء پر کفر وشرک کے فتوے صادر کئے خذله الله تعالیٰ)

﴿حضرت علامہ شهاب الدين الخفاجی الحنفیؒ﴾

شرح شفاء میں لکھتے ہیں

کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

(اللہ کی لعنت ہو اس قوم پر جنہوں نے انبیاء (علیہم السلام) کے قبور کو مسجدیں بناڈالا) کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

(۳) واعلم ان هذا الحديث هو الذى دعىٰ ابن تيمية ومن تبعه كابن القيم الى مقالته الشنيعة التى كفروه بها وصنف فيها السبكى مصنفامستقلا. وهى منعه من زيارة قبر النبى ﷺ و شد الرحال اليه وهو كما قيل لمهبط الوحى حقاترحل النجب. وعند المرتجى ينتهى الطلب فتوهم انه حمىٰ جانب التوحيد بخرافات لاينبغى ذكرها. فانهالاتصدرعن عاقل فضلاعن فاضل.........

شرح شفاء للخفاجى. ثم رساله عجاله برساله دوله (۲۱)

ابن تیمیہ اوراسکے متبعین جیسے ابن قیم نے اس حدیث شریف کو(رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت نہ کرنے کے دلائل میں پیش کرکے علماء اسلام ومسلمانوں پر کفر کے فتوے صادر کئے اوراپنے مقالوں میں نہایت خرافات لکھے)جسکی وجہ سے علماء اسلام نے اسے(اوراسکے متبعین کو) کافرکہا، بلکہ امام سبکی رحمت اللہ علیہ نے تورسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کرنے کے جواز وثواب،اورمانعین کے ردمیں مستقل رسالہ لکھاہے، اور شدالرحال کی بہترین توضیح کی ہے،

رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت ایک تواس وجہ سے بھی کی جاتی ہے کہ یہ وہ مقام رفیع ہے جہاں وحی الٰہی نازل ہواکرتی تھی۔نیزیہ وہ مقام اقدس ہے کہ جس کی طرف صحابہ وتابعین واولیاء کاملین نے رختِ سفرباندھا۔نیزیہ وہ مقام مقدس ہے کہ جس نے اس مقام پرجودعائیں مانگیں شرف قبولیت ملی،

مگرابن تیمیہ اوراسکے متبعین نے رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کومنع اور شرک کہکر یہ سمجھاکہ میں نے(شائد بزعم فاسد)توحید کوبچایا(نعوذ بالله) اس باب میں ابن تیمیہ علیہ ماعلیہ نے ایسے ایسے خرافات لکھے ہیں جنہیں بیان کرنا میں مناسب بھی نہیں سمجھتا،باوجودعلم کے دعویٰ کے ابن تیمیہ سے ایسی خرافات صادر ہوئیں (لاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم)جب کہ ایسی خرافات کے وقوع کاکسی(عام)عاقل سے بھی امید نہیں کیجاسکتی۔

﴿حضرت علامہ ابن حجرعسقلانی رحمت اللہ علیہ﴾

شدالرحال والی حدیث کی تشریح وتوضیح کرنے کے بعد لکھتے ہیں

(۴) فبطل بذالک قول من منع بشد الرحال الیٰ زیارة القبر الشریف وغیره من القبور الصالحین والله اعلم ..فتح الباری ثم رسالہ عجالہ برسادولہ (۲۱)

(میرے اس تشریح کے بعد) جوشخص نبی کریم ﷺ اوربزرگان دین کے مزارات کی طرف سفرکرنے سے روکتے ہیں(یاروکنے کی بات کرتے ہیں)میرے اس توضیح کے بعد انکا قول باطل ہوگیا۔

﴿حضرت علامہ زرقانی رحمت اللہ علیہ﴾
شرح مواہب میں لکھتے ہیں

(۵)ولکن هذاالرجل (یعنی ابن تیمیة) ابتدع له مذهبا وهوعدم تعظیم القبور وانها انما تزارللترحم والاعتباربشرط ان لایشد الیهارحل.فصار کل ماخالفه عنده کالصائل لایبالی بمایدفعه .فاذالم یجدله شبهة واهیة یدفعه بهابزعمه .انتقل الیٰ دعویٰ انه کذب علی من نسب الیه مجازفة وعدم نصفة وقد انصف من قال فیه علمه اکبرمن عقله۔شرح مواہب للدنیہ ثم عجالہ برسادولہ(۳۰)

ابن تیمیہ ایسا(گمراہ)شخص ہے کہ اس نے ایک نیادین گھڑلیاہے(اسکے دین میں)اہل قبورکی تعظیم معدوم ہے،حالانکہ اہل قبورکی زیارت تومحض اس لئے کی جاتی ہے کہ(چونکہ مسلمانوں کی قبریں جنت کے باغوں میں سے باغات ہیں اوراللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کے مقامات ہیں تویہاں آکر)مسلمان زائر،رحمت الٰہی کاطلب گارہوتاہے،نیزیہ مقاماتِ عبرت ہیں(زائر، عبرت حاصل کرے کہ جب یہ مسلمان اوربزرگانِ دین اس فانی دیناکوچھوڑکر جاسکتے ہیں تومیں نے بھی ایک دن جاناہی ہے عبرت حاصل کرکے اپنے اعمال کودرست کرلے)

(جبکہ ابن تیمیہ)لاتشدالرحال کی شرط لگاتاہے،تواسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی حملہ آور حملہ کرتاہے،اورسمت مخالف سے مخالفت میں کچھ بھی آئے یہ اسکی پرواہ ہی نہیں کرتا یہاں تک کہ جب اسکے زعم میں کوئی شبہ واہیہ نہ پایاجائے جسکے ساتھ وہ سمت مخالف کا دفاع کرسکے توپھراپنے دعویٰ کی طرف راجع ہوتاہے،اوریقین کرتاہے کہ میرادعویٰ غلط ہے جھوٹ پرمبنی ہے اورمیں نے انصاف نہیں کیا(پھربھی وہ جھوٹاانسان اتناہٹ دھرم ہے کہ اسکی پرواہ ہی نہیں کرتا)کسی نے سچ کہاہے کہ ابن تیمیہ (علیہ ماعلیہ) وہ شخص ناسمجھ تھاجسکا علم اسکی عقل سے زیادہ تھا(یعنی اللہ نے علم تودیامگر عقل اس سے چھین لی اسی ناسمجھی اورعقل نہ ہونے کی بناوہ مسلمانوں پربے جاکفروشرک کے فتوے صادر کرتا تھا)

﴿ علامہ ابن زین العابدین شامیؒ فرماتے ہیں ﴾

(٢) وزيارة قبره ﷺ مندوبة اى باجماع المسلمين ومانسب الى الحافظ ابن تيمية الحنبلى من انه يقول بالنهى عنهافقد قال بعض العلماء انه لا اصل له وانمايقول بالنهى عن شدالرحال الىٰ غير المساجد فلايخالف فيهاكزيارة سائر القبورومع هذا فقد رد كلامه كثيرمن العلماء وللامام السبكى فيه تاليف منيف.

شامی جلد ٢ . اٰخرالحج (٢٧٩)..

نبی محترم کے روضہ اطہر کی زیارت کرناباجماع مسلمین مستحب ہے (کسی مسلمان عالم نے مخالفت نہیں کی سوائے ابن تیمیہ کے) اوراس مخالفت کی نسبت ابن تیمیہ ہی کی طرف ہے (سرکاردوعالم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت سے روکناکفروشرک کہنا) سواس (گمراہ کی بات ایک تو قابل التفات ہی نہیں دوسرایہ کہ) اسکے اس (دعوے) کی کوئی اصل نہیں۔رہی اسکی یہ دلیل کہ (حضور ﷺ نے فرمایاہے کہ لاتشدالرحال الاالی ثلاثة مساجد۔نہ باندھے جائیں کجاوے مگرتین مساجد کی طرف) ابن تیمیہ کااس مقام پراس حدیث کو دلیل بنانا (اسکی جہالت پردلالت کرتاہے اس لیئے کہ اس حدیث میں زیارۃ قبورکاذکرتک نہیں بلکہ مساجد ثلاثہ کاذکرہے تواس حدیث کو قبورکی زیارت یاحضورپرنور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت سے منع کی دلیل بناناجہالت کے سواء اورکیا ہوسکتا ہے۔مترجم)

زیارت قبورسے کسی مسلمان عالم دین نے منع نہیں کیاکیونکہ نفسِ زیارت القبورمیں کوئی مخالفت ہے ہی نہیں۔بہت سارے علماء نے اسکی (ان خرافات کی وجہ سے سخت مخالفت کی ہے) اوراسکے اقوال کی تردیدکی ہے۔بلکہ حضرت علامہ سبکی رحمت اللہ علیہ نے تواسکے رد میں مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

میں کہتاہوں

اقول ليت شعرى قول بعض العلماء انه لااصل له (الىٰ آخره)غلط فاحش لاترىٰ الىٰ من كان بمسافة السفرلايكون له طريق الىٰ الزيارة سوىٰ شد الرحال .فهذاممنوع عنده من الزيارة فيكون آخر كلام هذاالبعض منافيالاول كلامه .فظهر انه يقول (ابن تيمية) بمنع زيارة البعيد من المدينة.وشد الرحال.

مجھے افسوس ہے کہ بعض علماء نے کہاہے کہ(ابن تیمیہ کی طرف جوبات منسوب ہے شدالرحال والی)اس کی کوئی اصل نہیں غلط ہے،حالانکہ اسکے اقوال میں سے شد الرحال والی بات ثابت ہے،رہا شدالرحال الیٰ زیارت القبور (کجاوے باندھنا زیارتِ قبور کیلئے) سوا سکے بغیر تو کوئی چارہ نہیں،کیونکہ جب زائراورصاحب مزارمیں فاصلہ ہو(اور یہ مسلمان جانا چاہتا ہو)تو(میں کہتاہوں کہ یہ مسلمان بغیر)شدالرحال کے کیسے جائے گا،چونکہ اس کا کلام کہ زیارت قبورکیلئے شدالرحال منع ہے اب اگراسکے متبعین علماء یہ کہیں کہ وہ شد الرحال الی القبو رکا کہنے والانہیں)تواسکامطلب یہ ہواکہ اسکاکلام ثانی کلام اول کے منافی ہے(جبکہ آج تک اسکااپنے کلام سے انکارثابت نہیں)تولامحالہ ماننا پڑیگاکہ ابن تیمیہ مدینہ منورہ سے دور رہنے والوں کے لئے اب بھی شدالرحال کا قائل ہے(جبکہ ہم نے اس بات کوباطل ثابت کرکے اسکے قول کومردودٹھرایا ہے)

﴿حضرت علامہ زرقانیؒ﴾

شرح مواہب میں لکھتے ہیں

(۷) قال ابن تيمية ومالك من اعظم الائمة كراهية لذلك (اى لزيارة قبر النبى ﷺ)يقال له جى اى كتاب نص على كراهية فانه نص فى رواية ابن وهب عنه وهو اجل اصحابه انه يقف للدعاء واقل مراتب الطلب الاستحباب وجزم به الحافظ ابوالحسن القابسى (رحمة الله عليه) وابوبكربن عبدالرحمن وغيرهمامن ائمة مذهب مالك .وجزم به العلامة خليل بن اسحاق فى منسكه افمايستحى هذا الرجل من تكذيبه بمالم يحط بعلمه انه صاركل ماخالفماابتدعه بفاسد عقله كالصائل لايبالى بمايدفعه .فاذالم يجد له شبهة واهية يدفعه بهابزعمه.انتقل الى دعوىٰ انه كذب على من نسب اليه مجازفة وعدم نصفة وقد انصف من قال فيه علمه اكبرمن عقله شرح المواهب للدنيه.ثم رساله عجاله برسادوله (۳۰)..........

ابن تیمیہ نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ(پرالزام لگایاہے)کہ مذہب کے اتنے بڑے امام نے نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کیلئے(شدالرحال کو)مکروہ(ناپسند) کہاہے،ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ وہ کونسی دلیل یاکتاب ہے جس میں امام مالک رحمۃ

اللہ علیہ نے (نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کیلئے شدالرحال کومکروہ یامنع لکھا ہوبلکہ ہم دلیل پیش کرتے ہیں کہ) حضرت ابن وھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتمدِ خاص (وہ ساتھی جوامام مالک کے جلیل القدر ساتھیوں میں سے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضور پرنور ﷺ کے روضہ اقدس کے پاس) کھڑے ہوکردعامانگتے تھے۔ کم مراتب والا (اپنے) حوائج (اعلیٰ مرتبہ والے سے طلب کرتاہے) مالکی مذہب کے ائمہ حضرت حافظ ابوالحسن القابسی حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے اس روایت کوصحیح کہاہے، حضرت علامہ خلیل ابن اسحاق نے بھی اپنی منسک (کتاب) میں اس روایت کوصحیح کہاہے۔ توکیااس شخص ابن تیمیہ کوحیاوشرم نہیں آتی، جس نے ایساجھوٹ بولاجسے اس کاعلم بھی احاطہ نہیں کرسکتا۔

اس شخص (ابن تیمیہ) نے بزعم فاسد جومخالفت کی ہے حقیقتاً یہ دین میں ایک نئی بدعت ہے تواسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی حملہ آورحملہ کرتاہے، اورسمت مخالف سے مخالفت میں کچھ بھی آئے یہ اسکی پرواہ ہی نہیں کرتا یہاں تک کہ جب اسکے زعم میں کوئی دلیل نہ پائی جائے جسکے ساتھ وہ سمت مخالف کا دفاع کرسکے توپھراپنے دعویٰ کی طرف راجع ہوتاہے اور یقین کرتاہے کہ میرادعویٰ غلط ہے جھوٹ پرمبنی ہے اورمیں نے انصاف نہیں کیا (پھربھی وہ جھوٹا انسان اتناہٹ دھرم ہے کہ اسکی پرواہ ہی نہیں کرتا) کسی نے سچ کہاہے، کہ ابن تیمیہ علیہ ماعلیہ وہ شخصِ ناسمجھ تھاجسکا علم اسکی عقل سے زیادہ تھا (یعنی اللہ نے علم تودیامگر عقل اس سے چھین لی اسی ناسمجھی اورعقل نہ ہونے کی بناوہ مسلمانوں پربے جا کفر وشرک کے فتوے صادرکرتاتھا)

روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کے مسئلہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے قول کی تحریف معنوی

ابن تیمیہ کہتاہے کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایاہے۔
عن مالک انہ کرہ ان یقول زرت قبرالنبی ﷺ اس طرح کہناکہ میں نے نبی کریم ﷺ کی قبرکی زیارت کی ایساکہنامکروہ (ناپسندیدہ) ہے۔

﴿امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں۔کہ﴾

وقد اجاب عندالمحققون من اصحابه بانه مكروه ادبالااصل الزيارة فانهامن افضل الاعمال واجل القربات الموصلة الى ذى الجلال وان مشروعيتها محل اجماع بلا نزاع والله تعالىٰ الهادى الى الصواب. قسطلانی فتح الباری. ثم رسالہ عجالہ برسادولہ (۲۰)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے جواکابرو محققین ہیں،انہوں نے امام مالک رضی اللہ عنہ کے اس قول کی توضیح کرتے ہوئے لکھاہے،کہ امام مالک کا یہ فرمانا کہ یوں نہ کہوکہ میں نے حضور ﷺ کی قبرکی زیارت کی(اس پرغورکیاجائے تواس میں جولفظ ہے قبر کی زیارت کی)اس طرح کہنے کو امام مالک نے ناپسند فرمایا(یعنی یوں نہ کہوکہ میں نے حضور ﷺ کی قبر کی زیارت کی بلکہ یوں کہوکہ میں نے نبی کریم ﷺ کے روضہ انور کی زیارت کی)اس آستانہ عالیشان کاادب سکھانے کیلئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کلماتِ مذکورہ بالافرمائے،نہ کہ روضہ اطہرکی زیارت سے منع فرمایا) کیونکہ رسول کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت توافضل الاعمال(تمام اعمال میں افضل)اور اجل القربات(اللہ جل جلالہ کی قربت کاذریعہ)ہے۔

نیزیہ توایسامسئلہ ہے کہ اس کی مشروعیت پرتمام علماء اسلام کااجماع ہے،

اللہ تعالیٰ ہی حق تک پہنچانے والاہے(وہی اللہ مُوصِلُ اِلَى الْمَطْلُوبُ ہے)

(۳)نبی کریم ﷺ روضہ اطہرمیں حیات ہیں،لہٰذامقام ادب یہ ہے کہ یوں کہاجائے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی،ادب کوملحوظ خاطررکھتے ہوئے بوجہ حیات النبی ﷺ کے یوں کہنا خلاف ادب ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی قبرکی زیارت کی،امام مالک کے اس قول کا مطلب بھی یہی ہے،البتہ ابن تیمیہ نے غلط سمجھااللہ اسے عقل دے

رسالہ عجالہ برسادولہ (۲۲)

﴿دعا کیوقت روضۂ اطہر شریف کی جانب منہ کرنے کا ثبوت﴾

[ومانعین کی تردید]

چوبیسویں بحث

دعا کے وقت روضہ اطہر کی جانب منہ کرنے کے جواز کا ثبوت اور مانعین کا رد بلیغ۔

(۱)قال ابن الهمام الحنفی ان استقبال القبر الشریف افضل من استقبال القبلة .واما مانقل عن الامام ابی حنیفة ان استقبال القبلة افضل فمردود بمارواه الامام بنفسه فی مسنده عن ابن عمر انه قال من السنة استقبال القبر المکرم وجعل الظهر للقبلة .فتح القدیر جلد(۱)ثم رسالہ عجالہ برسادوله (۲۳)

حضرت علامہ ابن ہمام حنفی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ(مدینہ طیبہ میں حاضر ہوکر مواجہ شریف کے سامنے)دعامانگتے وقت قبلہ شریف کے بجائے روضہ اطہر کے سامنے منہ کرنا افضل ہے اور وہ روایت جوامام اعظم کی جانب منسوب کرکے نقل کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امام اعظم نے فرمایا ہے کہ دعامانگتے وقت قبلہ شریف کی طرف منہ کرنا افضل ہے یہ روایت ہی غلط ہے(یہ امام اعظمؒ پر بہتان ہے) بلکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے تو اپنی مسند میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے،کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا،کہ روضہ رسول ﷺ کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ دعا کیوقت بجائے قبلہ شریف کے روضہ اطہر کی طرف منہ کرے اور قبلہ شریف کی جانب پشت ہو۔

﴿علامہ زرقانی نے دعا کیوقت ائمہ اربعہ کے اقوال سے ثابت کیا ہے﴾

کہ دعا کیوقت نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر واقدس کی جانب منہ کرکے دعامانگی جائے۔ نیز لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے وہ صحیح نہیں(کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت جوحضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے ہے آپ نے ملاحظہ فرمالی)

(۲) اذلم ینقله عن الامام احدمن اهل مذهبه بل کتبهم طافة باستحباب التوسل (باهل القبور)ونقل المخالف غیرمعتبر فایاک ان تغتربذالک.شرح المواهب

نیز احناف میں سے کسی نے اس قول کونقل نہیں کیا بلکہ احناف کی کتابیں اہل قبور کے توسل کے ثبوت سے بھری ہوئیں ہیں، لہذا مخالفین کا قول معتبر نہیں خیال کرنا کہیں مخالف کا قول تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے۔ رسالہ عجالہ بر مادولہ(۲۲)

☆۔۔۔حضرت قاضی عیاض رحمت اللہ علیہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں میں سے ایک راوی ابن حمید رحمت اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ

(۳) روی القاضی عیاض بسنده الیٰ ابن حمید احد رواة مالک قال نظر ابو جعفر امیر المؤمنین مالکافی مسجد رسول الله ﷺ فقال مالک یاامیر المؤمنین لاترفع صوتک فی هذا المسجدفالله ادب قوما فقال(لاترفعوا اصواتکم)ومد قوما فقال (الذین یغضون اصواتهم)وذم قوما فقال (ینادونک)وان حرمته میتا کحرمته حیا. فاستکان له ابوجعفر.وقال یاابا عبدالله استقبل القبلة وادعوا.ام استقبل رسول الله ﷺ فقال ولم تصرف وجهک عنه وهووسیلتک ووسیلة ابیک آدم علی نبیناوعلیه الصلوٰة والسلام الی الله تعالیٰ یوم القیامة .بل استقبله واستشفع به فیشفعه الله تعالیٰ.شفاء.قاضی عیاض.

امام مالک رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں(تشریف فرماتھے کہ اچانک)امیرالمؤمنین ابوجعفر منصور نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی طرف التفات کی(دیکھا) سوحضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے ابوجعفر منصور سے فرمایااے امیرالمؤمنین مسجد نبوی شریف میں اپنی آواز پست کر، بلند نہ کرنا(یہ جائے ادب ہے)اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو(اس مقامِ علیا کا) ادب سکھاتے ہوئے فرمایاہے(لَاتَرْفَعُوْااَصْوَاتَکُمْ)(میرے محبوب ﷺ کے دربار میں)اپنی آوازوں کوپست رکھو(اورجولوگ سرکاردوعالم ﷺ کے دربارِ گوہربارمیں اپنی آوازوں کوپست رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انکی تعریف کرتے ہوئے فرماتاہے)(اَلَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ)وہ لوگ جو (میرے محبوب دوعالم ﷺ کے دربارِ گوہربارمیں)اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں(اورجنہوں نے رسول اللہ ﷺ کوجیسے ایک دوسرے کوپکاراجاتاہے اس انداز سے پکاراتواللہ تعالیٰ نے اس طرح پکارنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا)(یُنَادُوْنَکَ(اے پیارے محبوب ﷺ)جولوگ(آپکو اس طرح)پکارتے ہیں(جس طرح وہ ایک دوسرے کوپکارتے ہیں

ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی ہے)
(جواحباب ان آیات کومکمل دیکھنا چاہتے ہیں،وہ سورہ الحجرات میں اسی سورۃ کے ابتدائی آیات کا مطالعہ فرمائیں۔مترجم)
(اے امیرالمؤمنین ابوجعفر)حضور پرنور ﷺ کی عزت وادب واحترام اسی طرح کیاجاتا ہے جس طرح حضور پرنور ﷺ کی عزت واحترام (دنیا کی)زندگی میں کیاجاتا تھا، سو امیرالمؤمنین ابوجعفر منصور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہوئے،اورعرض کیا(امام مالک کے ادب کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نام نہ لیابلکہ کنیت سے پکارتے ہوئے یوں کہا)یاابا عبداللہ(یہ امام مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے)کیادعامانگتے وقت میں قبلہ شریف کی جانب منہ کرکے دعامانگوں یاحضور پرنور ﷺ کی جانب منہ کرکے دعامانگوں، توحضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،اے امیرالمؤمنین کیاآپ اس ذاتِ اقدس سے منہ پھیرنا چاہتے ہیں جو(بارگاہ، خداوندی میں)تیرابھی وسیلہ ہیں اورسیدنا آدم علیہ السلام کے بھی وسیلہ ہیں(بلکہ قیامت تک جمیع امت کیلئے بارگاہ خداوندی میں وسیلہ ہیں سودعامانگتے وقت اس عظمت والے نبی محترم ﷺ سے چہرہ کسی دوسری طرف جانب کیونکر پھیراجاسکتا ہے) بلکہ تورحمت عالم ﷺ کی جانب ہی منہ کراوربارگاہِ خداوندی میں حضور پرنور ﷺ کا وسیلہ پیش کر، رَبِّ کائنات جل جلالہٗ سرورکائنات ﷺ کی شفاعت تیرے حق میں قبول فرمائے گا۔

حضرت علامہ شہاب خفاجی حنفی فرماتے ہیں

(۴)وفیہ ردعلی ماقالہ ابن تیمیۃ من ان استقبال القبرالشریف فی الدعاء عند الزیارۃ امر منکر لم یقل بہ احد ولم یروَ الافی اوردھا المصنف قاضی عیاض ھذا (ای فی الشفاء)وللہ در المصنف حیث اوردھابسند صحیح .وذکرا نہ تلقھا عن عدۃ من ثقۃ مشائخہ فقول ابن تیمیۃ انھا امرمنکر کذب محض ومجازفۃ من ترھاتہ وقولہ لم یقل لم یروا باطل فان مذھب مالک واحمد والشافعی (والامام الاعظم کما مر) استحباب الاستقبال القبر الشریف فی السلام والدعاء وھومسطرفی کتبھم .شرح الشفاء ثم رسالہ عجالہ برسادولہ (۲۲)

ابن تیمیہ نے جوکہاہے کہ دعامانگتے وقت رسول اللہ ﷺ کی جانب منہ کرکے دعا کرنا غلط ہے اس (مردود کا) یہ کہناغلط ہے،اس بات کوآج تک علماء اسلام میں کسی نے نہیں کہا(سوائے اس مردود کے)اورامام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پربھی اس (مردود) نے افتراء باندھا (جبکہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ توکیاانکے شاگردوں معتقدین محبین میں سے کسی نے ایسی گستاخی نہیں کی الحمدللہ)اس پورے واقعہ کوقاضی عیاض رحمت اللہ علیہ نے نہایت ثقہ روات (مضبوط راویوں سے) روایت کیا ہے

سو ثابت ہواکہ ابن تیمیہ (خودبھی مردود) اورقول بھی مردود ہے،اور پرلے درجے کا جھوٹا ہے، بلکہ دیگرخباثتوں کی طرح یہ بھی اسکی ایک عجب خباثت ہے،اورابن تیمیہ کا یہ کہناکہ اس باب میں کسی کا کوئی قول یاروایت موجودنہیں،اسکایہ کہناباطل ہے،کیونکہ ائمہ اربعہ کے نزدیک حضورپرنور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کیلئے سفرکرناجائزاورصلوٰۃ وسلام پیش کرتے وقت نیزدعامانگنے کے وقت حضورپرنور ﷺ کے روضہ اطہرکی جانب منہ کرنامستحب ہے،یہ چاروں ائمہ کے کتب میں موجودہے۔

علامة الوهابية. القول بكون العرش مكاناالله تعالىٰ هومردود وكفر عند جميع اهل السنة والجماعة.

ابن تیمیہ جودہابیوں کاپیشواہے نے یہ بھی کہاہے کہ عرش مکان الٰہی ہے(نعوذ باللہ)
ابن تیمیہ کا یہ قول اہلسنت وجماعت کے نزدیک مردود وکفرہے۔
معلوم ہواکہ ائمہ اسلام اس بات پرمتفق ہیں کہ سرکارِمدینہ پرنورسینہ ﷺ پرصلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعددعامانگتے وقت قبلہ شریف کی طرف پشت کرکے دعامانگنی چاہئے۔مانعین کاقول مردودہے۔

وقتِ دعاہے چہرہ تیرامحبوب ﷺ کی جانب
قولِ ائمہ ہے اب توہومسرورائے صاحب (مترجم)

پچیسویں بحث

﴿انبیاء کرام واولیاء کے تبرکات کاثبوت﴾

قرآن وحدیث کی روشنی میں

انبیاء کرام واولیاء اللہ کے تبرکات کاثبوت قرآن کریم واحادیث صحیحہ ومعتبر علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ حضرت یوسف علیہ السلام کاواقعہ قرآن کریم میں ذکرفرماتاہے۔

(۱) (جب یوسف علیہ السلام کووا لدِمحترم (حضرت یعقوب علیہ السلام) کی بینائی جومحبت یوسف میں چلی گئی تھی کاعلم ہواتویوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے کہا)

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا (الیٰ قوله تعالی)

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۝ پارہ (۱۳) سورۃ یوسف رکوع ۴/۱۰

(میرے بھائیو) میری یہ قمیص لیجاکراباجان کے چہرۂ (مبارک) پرڈال دوبینائی (انشاء اللہ اس قمیص کی برکت سے) واپس آجائے گی (الیٰ قولہ تعالیٰ) سوجب آیاخوشخبری دینے والا ڈالااسنے وہ قمیص (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے چہرہ (مبارک) پرتوبینائی (اسی وقت) واپس آگئی،غورفرمائیں،کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے کرتہ مبارک کی برکت سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس لوٹ آئی،معلوم ہواکہ انبیاء کرام **علیہم السلام** کے تبرکات میں شفاء بھی ہے۔

﴿حضرت جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

وھو قمیص ابراھیم علیه السلام الذی لبسه حین القی فی النار کان فی عنقه فی الجب وھومن الجنة اُمر جبرائیل بارساله له وقال ان فیه ریحھا. ولایلقیٰ علی مبتلی الا عوفی. جلالین (۱۹۸)

یہ کرتہ جنت سے آیاتھا (پہلی مرتبہ جب حضرت) ابراہیم علیہ السلام کونارِنمرودمیں ڈالا گیا تویہی قمیص حضرت ابراہیم علیہ السلام کوپہنائی گئی۔پھرجب یوسف علیہ السلام کوکنویں میں ڈالاگیاتوحضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈالی گئی۔پھرجبرئیل امین علیہ السلام کوحکم ہواکہ (یوسف علیہ السلام سے کہاجائے) کہ یہ کرتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیجاجائے۔اوربعض علماء نے فرمایاکہ اس کرتے میں جنت کی خوشبوبھی تھی۔نیز جس مریض

پرڈالی جاتی (باذن اللہ) اس قمیص کی برکت سے شفایاب ہوجاتا۔

(۲) اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط پارہ ۲ .سورۃ بقرۃ .رکوع .۱۶ /۳۲

(حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے حالات ابترہوتے چلے گئے اکثریت بت پرستی و سرکشی میں مبتلاہوگئی، یہاں تک کہ ان پرعمالقہ مسلط ہوگئے (جوقوم جالوت سے مشہور تھے) اللہ تعالیٰ نے شمویل علیہ السلام کونبوت عطافرمائی، بنی اسرائیل نے کہاکہ اگر آپ نبی ہیں توہم پرایک بادشاہ مقرر کیجئے تاکہ ہم قوم عمالقہ سے جہادکریں کیونکہ انہوں نے ہمیں اپنے وطن سے نکالاہماری اولادکوقتل کیا،حضرت شمویل علیہ السلام نے ان پر طالوت کوبادشاہ مقررکیا، انکے تقرر پربنی اسرائیل سیخ پاہوئے اور حضرت شمویل سے کہاکہ یہ تو ایک غریب آدمی ہے نیزسلطنت تویہودبن یعقوب کی اولادمیں چلی آرہی ہے یہ شخص نہ تو امیرہے اورنہ یہودبن یعقوب کی اولادمیں سے ہیں تویہ ہمارابادشاہ کیسے بن سکتاہے،اب بنی اسرائیل حضرت شمویل علیہ السلام سے مطالبہ کرنے لگے کہ اگریہ ہمارابادشاہ ہے تو ہمیں اسکی بادشاہی کی کوئی نشانی دیجئے،

(آیت کاترجمہ پڑھیں) اور (حضرتِ شمویل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے) فرمایا(اسکی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے گا،اس میں تمہارے لئے رب کی جانب سے دلوں کاچین (اطمینان) ہے ،اور(اس میں) موسیٰ (علیہ السلام)اورہارون(علیہ السلام کے ترکہ میں سے کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں۔فرشتے اسے اٹھالائیں گے۔

(یہ تابوت(صندوق) شمشادکی لکڑی کابناہواتھا جسکی لمبائی تین ہاتھ اورچھوڑائی دوہاتھ تھی۔ اس میں مختلف انواع واقسام کے تبرکات موجود تھے۔نیزاس میں توریت شریف کے الواح کا کچھ حصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نعلین شریفین۔اورآپکے کپڑے آپکاعصا اورحضرت ہارون علیہ السلام کاعمامہ شریف،اورکچھ من (من وسلویٰ جوبنی اسرائیل پرنازل ہوتاتھا) یہ تبرکات موجودتھے۔موسیٰ علیہ السلام جنگوں کے مواقع پراسی تابوت کوآگے رکھتے جس سے بنی اسرائیل کواطمینان اوردشمنوں پراسکی برکت سے فتح حاصل ہوتی نیزجب بنی اسرائیل کو

کوئی مشکل پیش آتی تو انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات سے بھرے ہوئے اس صندوق کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اللہ تعالیٰ انکی مشکل حل فرماتا۔خازن۔ومعالم جلد(۱)مدارک جلد(۱) جلالین۔وغیرھم۔(تعلیق،محمد عبدالعلیم القادری کان اللہ لہ)

ارشاد ربانی ہے

(۳) یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّھۡرَ الۡحَرَامَ وَلَا الۡھَدۡیَ وَلَا الۡقَلَآئِدَ ط پارہ (۶) رکوع ۵/۱

اے ایمان والو۔شعائراللہ کی بیحرمتی نہ کرو(نیز)اورحرمت والے مہینے اورجوجانور(حرم شریف کی طرف اس لئے ہانکے جائیں کہ وہ وہاں ذبح کیے جائیں) اور(وہ جانور) جنکے گلوں میں ہارڈالے جائیں(تاکہ لوگ پہچان لیں کہ یہ حدودحرم میں دس ذی الحج کواللہ کے نام پرذبح کیئے جائیں گے)

آیات مذکورہ بالاسے تبرکات کی تعظیم وحرمت معلوم ہوئی۔نیزتبرکات سے بیماروں کوشفاء ملتی ہے دشمنوں پرتبرکات کی برکت سے فتح ملتی ہے۔یہ تبرکات شعائر اللہ ہیں۔اورشعائر اللہ کی تعظیم شرعاً واجب ہے۔

﴿حضور پرنور ﷺ کے موئے مبارک سے بیماروں کوشفاء ملی﴾

(۱) عن عثمان بن عبدالله بن موهب رضی اللہ عنہ قال ارسلنی اهلی الیٰ سلمة رضی الله تعالیٰ عنها بقدح من مآء وكان اذا اصاب الانسان عين اوشئ بعث اليها مخضبه فاخرجت من شعر رسول الله ﷺ وكَانَتْ تُمسِكُهُ فِيْ جُلْجُلٍ من فضة فَخَضْخَضَتْهُ له فشرب منه قال فاطلعتُ فى الجلجل فرأيت شعرات حمراء .

رواه البخاری جلد(۱)ثم المشكوة الطب والرقى (۳۹۰)

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے گھروالوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا پیالہ دے کر بھیجا،(مدینہ طیبہ میں اگرکسی کونظرلگ جاتی یا کوئی شخص (بیمار ہوتا)تولوگ حضرت ام سلمہؓ کے پاس لگن بھیجتے تھے،حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک(بال)نکالتیں،انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے موئے مبارک

کوچاندی کی کُپّی میں رکھاہواتھا،اس(بیمار یاجسے نظربد یاکوئی عارضہ ہوتا کیلئے)رسول اکرم ﷺ کے موئے مبارک کو(بمع اس کپی کے)پانی میں گھول دیتی، اس سے انہوں نے پیا (اور شفایاب ہوگئے)حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔میں نے اس کپی میں جھانکا توچند سرخ بال مبارک دیکھے۔

اسی معنی پرمندرجہ ذیل احادیث بھی منقول ہیں

(۲) حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنھم سے بخاری۔ثم مشکوٰۃ۔ترجل۔(۳۸۴)

(۳)حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بخاری ومسلم۔ثم مشکوٰۃ۔باب الحلق۔(۲۳۲)

(۴) حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنھم سے بخاری۔جلد(۱) وضوء(۲۹)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بخاری۔جلد(۱) وضوء(۲۹)

شارح عینی نے فرمایا

كانو ايتبر كون ويستشفعون من بر كتهافيشربون الماء فيحصل لهم الشفاء.عینی البخاری

صحابہ کرام (وتابعین رضوان الله عليهم اجمعين) اس موئے مبارک سے تبرک حاصل کرتے تھے اوراسکی برکت سے شفاپاتے(اس طرح کہ وہ موئے مبارک پانی میں گھول دیاجاتا)اوروہ اس پانی کوپیتے تو(اللہ تعالیٰ موئے مبارک کی برکت سے) انہیں شفاء عطافرماتا۔

حضور پرنور ﷺ کے ہاتھ مبارک سے

صحابہ کرامؓ تبرک حاصل کرتے

(۱)عن انس رضی اللہ عنہ **قال كان رسول الله** ﷺ **اذاصلىٰ الغدة جاء خدم المدينة بانيتهم فمايوتىٰ باناء الاغمس يده فيه وربماجائه فی الغداة البارد ة فيغمس يده فيها .رواه مسلم جلد(۲)ص(۲۵۶)**

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ جب فجر کی نمازاداء فرماتے تو مدینۃ طیبہ(کے رہنے والے)خدام برتنوں سمیت حاضرخدمت ہوتے،توحضور پرنور ﷺ اس پانی میں برکت کیلئے ہاتھ مبارک ڈالدیتے اورکبھی کبھارتوسخت سردی میں(خدام تبرک کے حصول کیلئے اپنے برتن حاضر کرتے تب بھی حضورِ پرنور ﷺ اپنادستِ اقدس اس میں ڈال دیتے۔

﴿علامہ نووی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

کہ اس حدیث شریف سے چند اشیاء ثابت ہوئیں۔
(۱) نبی کریم ﷺ اور صالحین رضی اللہ عنہم کے آثار سے تبرک کا حصول۔
(۲) تبرک کے حصول (کا یہ انداز) کہ حضور ﷺ پانی کے برتن میں ہاتھ مبارک ڈالتے تھے صحابہ کرام ہر موسم میں حضور پرنور ﷺ کے ہاتھ مبارک سے تبرک حاصل کرتے تھے۔
(۳) نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک سے تبرک کا حصول۔
(۴) صحابہ کرام موئے مبارک کی ایسی عزت وتکریم کرتے جو کسی اور بال کی نہ ہوتی، صحابہ کرام موئے مبارک (کی زیارت اس انداز سے کرتے) کہ (محبت رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے موئے مبارک کی زیارت کیلئے) ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش تو کرتے مگر موئے مبارک ایک دوسرے کی جانب نہ بڑھاتے (جس طرح پانی پیتے وقت پیالہ ایک دوسرے کی جانب بڑھایا جاتا ہے) نووی ۔المسلم جلد۲۔(۲۵۶)

﴿نبی کریم ﷺ کے لباس مبارک سے شفاء﴾

(۱) عن ام عطیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ حین توفیت بنتہ علیہ السلام فاذا فرغن (من الغسل) فاٰذننی فلما فرغنا اٰذناہ فاعطانا حقوہ فقال اشعرنہا ایاہ. رواہ البخاری بستۃ اسانید. جلد ۱. جنائز (۱۳۹) و (۱۴۰)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت (زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت رسول اللہ ﷺ وفات ہوئیں (اور ہم غسل دینے لگیں) تو حضور پرنور ﷺ نے (ہم سے) فرمایا کہ جب تم (زینب کو) غسل دے چکو، تو مجھے بتا دینا، سو جب ہم (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دینے سے فارغ ہوئیں تو ہم نے حضور پرنور ﷺ کو اطلاع دی، تو حضور پرنور ﷺ نے ہمیں اپنا تہبند عنایت فرمایا، اور فرمایا اسی میں کفنا دو۔

اللھم صل علی محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک

اللھم صل علی محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک

﴿علامہ عینیؒ لکھتے ہیں﴾

(۲) هُوَاَصْلٌ فِي التَّبَرُكِ بِآثَارِالصَّالِحِيْنَ .

کہ یہ حدیث شریف انبیاء کرام علی نبیناوعلیهم الصلوٰة والسلام واولیاء اللہ رحمت اللہ علیہم اجمعین کے آثار کے ساتھ تبرک کے حصول کیلئے اصل ہے (پختہ دلیل ہے)

عینی البخاری. وفتح الباری. ونووی ومرقات. ولمعات. ومدارج النبوة.

﴿حضرتِ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں﴾

(۳) قالت اسماء هذه جبة رسول الله ﷺ (الىٰ قولها) فنحن نغسلهاللمرضىٰ نستشفى بها. رواه مسلم جلد. ۲ لباس. (۱۹۱)

(۴) علامہ نووی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آثارصالحین اورانکے لباس سے تبرک حاصل کرنامستحب ہے حدیث مذکورہ اسکی قوی دلیل ہے۔نووی المسلم جلد۲۔لباس (۱۹۱)

﴿حضرتِ سھل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۵) عن سهل ان امراة جاءت النبى ﷺ ببردة منسوجة فيها حاشيتهاتدرون ماالبردة قالوا الشملة قال نعم قالت نسجتهابيدى فجئت لاكسوكهافاخذهاالنبى ﷺ محتاجااليهافخرج اليناوانهاازاره فحسنهافلان فقال اكسنيهامااحسنهافقال القوم مااحسنت لبسهاالنبى ﷺ محتاجااليها ثم سألته وعلمت انه لايرد قال انى والله ماسئلته لالبسه انماسئلته لتكون كفنى قال سهل فكانت كفنه.

بخارى جلد. اول. (۱۷۰)

سھل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور پرنور ﷺ کے پاس حاضرہوئی اورایک بنی ہوئی حاشیہ دارچادر نبی کریم ﷺ کے لئے تحفہ لائی (انہوں نے ساتھیوں سے کہا) تم جانتے ہو (کہ) بردہ کیاہے،لوگوں نے کہاشملہ حضرت سھل نے کہا ہاں شملہ (جب لوگ سمجھ گئے کہ بردہ کیاہے تو حضرت سھل نے آگے واقعہ ذکر فرمایا) کہ (یارسول اللہ ﷺ یہ شملہ) میں نے اپنے ہاتھوں سے بناہے میں چاہتی ہوں کہ آپ اس چادر کوپہنیں، نبی کریم ﷺ کواسکی ضرورت تھی (تشریف لے گئے اور) اسی چادرکا تہبند (باندھ کرباہرتشریف لائے) ایک (صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عرض گذارہوئے (سبحان اللہ) کیاعمدہ چادر (مبارک) ہے (یارسول اللہ ﷺ) یہ مجھے عنایت فرمائیں صحابہ کرام (رضوان الله عليهم اجمعین نے) کہا (اے عبدالرحمٰن بن عوف) تم نے اچھانہ کیاتم جانتے ہوکہ حضور ﷺ کوچادرکی ضرورت تھی، اورپہن لی، نیزتمہیں یہ بھی (اچھی طرح) علم ہے کہ حضور پرنور ﷺ کسی سائل کے سوال کوردنہیں فرماتے (عبدالرحمٰن بن عوف) نے کہا اللہ جل جلالہ کی قسم (اے صحابہ کرام) میں نے یہ شملہ مبارک اس لئے نہیں مانگا کہ میں اسے (اپنے استعمال میں) لاؤں پہنوں، بلکہ (میرامقصدوحید یہ ہے) کہ (جب میں اس دارفانی سے کوچ کرجاؤں) تویہی شملہ (جوحضور پرنور ﷺ کے جسم اطہر سے مس ہوا) میراکفن بن جائے، حضرت سھل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جب وفات ہوئے تو) اسی چادر (مبارک میں) کفنائے گئے۔

﴿حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی الله عنهما فرماتے ہیں﴾

(۲) عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما ان عبدالله بن ابی لماتوفی جاء ابنه الی النبی ﷺ فقال اعطنی قمیصک اکفنه فیه و صل علیه و استغفرله فاعطاه قمیصه فقال اذنی اصلی علیه فاذنه فلماارادان یصلی علیه جذبه عمرفقال أليس الله نهاک ان تصلی علی المنافقین فقال انا بین خیرتین قال (استغفرلهم اولا تستغفر لهم ان تستغفرلهم سبعین مرة فلن یغفرالله لهم)فصلی علیه فنزلت (ولاتصلی علی احد منهم مات ابداولاتقم علی قبره)بخاری جلد اول صفحه (۱۶۹)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) جب مرگیا، اسکا بیٹا (عبداللہ جواسلام قبول کرچکاتھا) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہنے لگا (یارسول اللہ ﷺ) اپنی قمیص مبارک عنایت کیجئے (نیزمیرے والد کی) نمازجنازہ پڑھائیں اسکے لئے دعا کیجئے نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص اسکودے دی (کیونکہ عبداللہ ابن ابی نے اپنی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کودی تھی حضور ﷺ نے اسکا بدلہ اتارا) اور فرمایا کہ (جنازہ تیارہو جائے تومجھ کوبتادینا (جب جنازہ تیارہوا تو) عبداللہ نے (حضور پرنور ﷺ کو) اطلاع دی، حضور پرنور ﷺ نے (اس پرجنازہ) پڑھنے کاارادہ فرمایا (کہ حضرت) عمررضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو (اس منافق پر نمازجنازہ نہ پڑھانے کی) کوشش کی اورعرض گذارہوئے یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ جل جلالہ نے آپکومنافقوں پرنماز پڑھنے سے منع نہیں کیا

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا مجھ کو یہ اختیار دیا ہے (اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے) کہ ان (منافقین) کے لئے (آپ) بخشش کی دعا کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ستر بار (بھی) دعا کریں جب بھی اللہ انکو نہیں بخشے گا۔ حضور پرنور ﷺ نے اس پر نماز پڑھی پھر سورۃ برأت کی یہ آیت نازل ہوئی۔ منافقین میں سے کوئی بھی مرجائے اس پر نماز (جنازہ) نہ پڑھ۔ نہ اسکی قبر پر کھڑا ہو۔

﴾تبرکات کا ثبوت علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں﴿

حضرت اسماعیل حقی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ جب نبی کریم ﷺ نے حلق فرمایا، اور حالق حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، تو حضور پرنور ﷺ نے آدھے بال مبارک حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوعطاء فرمائے اور آدھے تمام صحابہ کرام میں تقسیم فرمادئے، صحابہ کرام ان سے تبرک حاصل کرتے تھے اور (جب دشمن کے مقابلے کیلئے جانا ہوتا) تو حضور پرنور ﷺ کے موئے مبارک کوساتھ رکھتے اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں پر فتح عطا فرماتا۔

﴾اسرار محمدیہ کے مصنف لکھتے ہیں﴿

کہ اگر موئے مصطفوی ﷺ کسی گنہگار کی قبر پر رکھ دیا جائے تو قبر والے کوموئے مبارک کی برکت سے قبر کے عذاب سے نجات مل جاتی ہے۔یہی حکم حضور پرنور ﷺ کے عصاء مبارک ودیگر تبرکات کا ہے۔

نیز لکھتے ہیں کہ اگر یہی تبرکات کسی مسلمان کے گھر میں ہوں یا کسی گاؤں میں ہوں تو اس گھر یا گاوں میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے (کوئی ناگہانی) آفت نہیں آئیگی۔

نیز زم زم شریف کا بھی یہ حکم ہے۔کہ اگر زم زم شریف سے کفن دھو لیا جائے یا غلاف کعبہ شریف میں کفن دیا جائے توان تبرکات کی برکت (سے وہ مسلمان) قبر کے عذاب سے (انشاء اللہ وتعالیٰ) محفوظ رہے گا۔

نیز قرآن کریم کو اگر کاغذ پر لکھ کر مرحوم کے ہاتھ پر رکھ دیا جائے تو (اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو قرآن کریم کے ان) اوراق کی برکتوں سے بخش دے۔

﴾مصنفِ روح البیان﴿

(وَلَا تَقُمْ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا) کے تحت لکھتے ہیں

سوال؟ جناب والا نبی کریم ﷺ کے تبرکات میں سے چھری جو بطور تبرک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد اور دیگر بادشاہوں کے خزانوں میں بتسلسل چلی آرہی تھی، ہم نے دیکھا کہ ان تبرکات کے باوجود انکی کوئی امداد نہ ہوئی جب کہ ایک گاؤں والوں کے پاس حضور ﷺ کا جھنڈا ابھی موجود ہے مگر پھر بھی وہ مشکلات میں مبتلا ہوتے ہیں۔

جواب! یہ آفتیں ان پران تبرکات کی بیحرمتی کی وجہ سے آتیں ہیں، جیسے کہ حرمین شریفین میں کبھی طاعون نہیں آیا مگر جب لوگوں نے حرمین طیبین کی بے حرمتی کی تو وہاں کے لوگ طاعون میں مبتلا کردیئے گئے۔

روح البیان جلد(۱) سورۃ توبہ۔ آیت (وَلَاتَقُمْ عَلٰی اَحَدٍمِّنْھُمْ مَاتَ اَبَدًا) کے تحت۔ص (۹۳۲)

﴿علامہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں﴾

مؤمن ہی مدینہ شریف جاتا ہے

(۲)فکان کل ثابت الایمان منشرح الصدربه یرحل الیٰ المد ینة ثم بعد ذلک فی کل وقت الیٰ زمانـنا زیارة قبرالنبی ﷺ والتبرک بمشاهد اثاره ﷺ واثار الصحابه الکرام رضوان الله علیهم اجمعین فلایاتیها الامؤمن هذا کلام القاضی عیاض .نووی المسلم جلد(۱)ص (۸۴)

جسکاایمان کامل وپختہ ہواور(جسکا سینہ اللہ تعالیٰ نے کشادہ کیا ہودل وسینہ محبتِ رسول ﷺ سے سرشارہو)وہ مؤمن مسلمان مدینہ طیبہ(زادھا اللہ شرفھا) کی حاضری دیتاہے، ہر زمانہ میں(صحابہ کرام تابعین وتبع تابعین یعنی خیرالقرون کے زمانہ سے لیکر)ہمارے زمانے تک (مسلمان)حضور پرنور ﷺ کے روضہ اطہرکی زیارت کرتے ہیں اورحضور پرنور ﷺ وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار(تبرکات مبارک)سے برکت حاصل کرتے ہیں(ان باتوں کااظہار)مؤمن سے ہی ہوسکتاہے۔

﴿علامہ صاویؒ لکھتے ہیں﴾

کہ اولیاء اللہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جواللہ جلّ جلالہ کے حضورپہنچنے کے لئے اسبابِ عادیہ ہیں

(۳)(مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْامِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ ج اِتَّخَذَتْ بَیْتًا ط وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ م لَوْکَانُوْا یَعْلَمُوْنَ٥. آیت41.سورة.عنکبوت.پاره.۲۰)

ای اصنامایرجون نفعها(جلالین)

هذاوجه الشبه.... اتخذوااصنامایعبدونها(الیٰ قوله)وحمل المفسر(لفظ) الاولیاء علی الاصنام مخرج للاولیاء بمعنی المتوسلین فی خدمة ربهم فان اتخاذهم بمعنی التبرک بهم والالتجاء لهم والتعلق باذیالهم ماموربه وهم اسباب، عادیة تنزل

الرحمة والبركات عندهم لابهم (اے لابسبب ایجادهم وخلقهم بقرينة قوله اسباب عادية)خلافالمن (ای الوهابية)جهل وعائد وزعم ان التبرک بهم شرک.
صاوی جلد ۳.عنکبوت (۱۹۷)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔
وہ لوگ جنھوں نے اللہ کے سواء اورں(بتوں)کودوست(مالک وناصرومددگارو معبود) بنالئے ہیں،کی مثال(ایسی ہے جیسے)مکڑی،مکڑی نے گھربنایا(جالے کا،کہ وہ بارش وسردی گرمی گردوغبارکسی چیز سے حفاظت کرنے والا گھرنہیں)اگروہ جانتے ہوتے۔
(بتوں کی مثال بھی ایسی ہی ہے،کہ وہ اپنی عبادت کرنے والوں کو نہ تو دنیا میں کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں،اورنہ آخرت میں، نہ انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچاسکتے ہیں، نہ کچھ ضررپہنچاسکتے ہیں)
(علامہ جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ مشرکین ان بتوں سے نفع کی امید کرتے ہیں(علامہ صاوی لکھتے ہیں کہ مفسرقرآن حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ) نے(کہاکہ اس آیت میں اولیاء)سے بت مرادہیں(اس سے اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام مرادنہیں لیے جاسکتے کیونکہ(اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام)تو وہ ہیں جوشب وروز اللہ جل جلالہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں(وہ کسی سے نہیں کہتے کہ تم ہماری عبادت کرو، بلکہ وہ توخودبھی اورآنے والوں کواللہ جل جلالہ کی عبادت کی ترغیب وتلقین کرتے تھے،کرتے ہیں) (رہا) انکی حیات اوروفات کے بعدانسے تبرک کاحصول انکو اللہ جل جلالہ کی بارگاہ اقدس میں وسیلہ بنانا، انکا دامن گیر ہونا،یہ تمام وہ امورہیں جنکا(خود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وابتغوا اليه الوسيلة فرماکر)مأمور بنایا ہے (یعنی مسلمانوں کواس کاامردیاگیاہے کہ تم اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرواوریہ نفوسِ قدسیہ واعمالِ صالحہ بہترین وسیلہ ہیں)
نیزیہ اولیاء کرام اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے کے اسبابِ عادیہ ہیں۔
(ہاں وہابیہ)جوجاہل اورمنکرہیں وہ(اولیاء کوبارگاہِ الٰہی میں وسیلہ ماننا تودرکنار)انکے ساتھ تبرک کے حصول کوبھی شرک کہتے ہیں(نعوذبالله من جهل الوهابيين الضالين والمضلين. مترجم)
☆.......میں(مفتی شائستہ گل) کہتاہوں۔

چونکہ وسیلہ بذواتِ فاضلہ (انبیاء کرام علیهم السلام واولیاء کرام رحمت الله عليهم اجمعين) قرآن واحادیث وفقہاء امت سے ثابت ہے سوجوشخص وسیلہ وتبرکات انبیاء کرام علیھم

السلام و تبرکاتِ اولیاء رحمت اللہ علیهم اجمعین کوشرک کہے تووہ خودمشرک ہوگیا

﴿صاحب عینی البخاریؒ لکھتے ہیں﴾

(۴)وان من ارادالصلوٰۃ فی مساجد الصالحین والتبرک بها متطوعا بذالک فمباح
عینی البخاری جلد(۳) شدالرحال (۶۸۳)

صاحبِ عینی لکھتے ہیں۔کہ اگرکوئی (مسلمان زائر) اولیاء اللہ رحمت اللہ علیهم اجمعین (کے مزارات کے قرب وجوار میں بنی ہوئی)مسجد میں نماز اس نیت سے پڑھے کہ برکت حاصل ہو(انکی برکت سے میری یہ نماز قبولِ بارگاہ ربانی ہو۔صرف یہی نیت ہو) تو یہ اَمرِ مباح ہے۔

(۵)ولواخذ شعر النبی ﷺ ممن عنده واعطاه هدية عظيمة لاعلی و جه البيع والشراء لاباس به .سراجيه .بيوع.جلد(۳) ص (۱۵۲)

فتاویٰ سراجیہ میں لکھاہے کہ اگرکوئی شخص حضور پرنور ﷺ کے موئے شریف کسی سے لے اوراس مسلمان کو(تحفہ)میں ہدیہ عظیم دے دے توکوئی حرج نہیں بشرطیکہ خریدو فروخت کی نیت نہ ہو(کیونکہ یہ اللہ کے نبی ﷺ وعلیہ التحیۃ والثناء کے تبرکات میں سے ہے اورتبرکات کی بیع وشراء نہیں)

تبرک توں حاصل دولتِ دنیاودین۔۔۔تبرک ولی دایاتبرک ازرحمت للعٰلمین (مترجم)

﴿قضاء عمری کا ثبوت﴾

چھبیسویں بحث قضاء عمری کا ثبوت قرآن کریم کی روشنی میں ہے

(۱) اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ. نماز قائم کرو

اس حکم میں اداء وقضاء تمام نمازیں شامل ہوگئیں۔کیونکہ جن دلائل سے اداء ثابت۔اسی سے قضاء بھی ثابت۔قضاء عمری میں قضاء نمازوں کواداء کرناپڑھتاہے لہذا قضاء عمری اس آیت مبارک سے ثابت ہوگئی۔

﴿قضاء عمری کے اقسام﴾

قضاء عمری کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) **یقینی** (۲) **ظنی** (۳) **وھمی**

القضاء یجب بمایجب به الاداء علی المذھب الصحیح

صحیح مذہب کے مطابق جن دلائل سے اداء ثابت ،انہی دلائل سے قضاء ثابت۔

بحرالرائق. جلد ۲ (۲۸۷) الراجح. طحاوی(۲۶۴) درمختار جلد ۱ (۲۸۷)

عندالمحققین..

فقہاء کے اقوال واصطلاحات

(۱)قال عامة المشائخ .حسامی. ومولوی. امر. صفحه(۱۹۰)

(۲) ان عندنا النص الموجب للاداء وھوقوله تعالیٰ اقیمو الصلوٰۃ بعینه دال علی وجوب القضاء لاحاجة الیٰ نص جدید (نورالانوار. امر. ۳۴)

(۳) فان نص القضاء مظھر لوجوب القضاء بالنص الثابت لامثبت. مولوی. امر. (۱۹۴)

(۴)عندالمحققین. درمختار(الراجح) بحرالرائق.

صاحب بحرالرائق فرماتے ہیں،یہی راجح قول ہے۔

صاحب درمختار لکھتے ہیں،محققین کے نزدیک یہی (حق واصوب ہے)

صاحبِ حسامی لکھتے ہیں، اکثر فقہاء کا یہی قول ہے۔
صاحب نورالانوار لکھتے ہیں، کہ ہمارے پاس اداء کے وجوب کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم اقیمواالصلوٰۃ موجود ہے جواداء کے وجوب پردلالت کرتاہے تو یہی حکم قضاء کے وجوب پربھی دلالت کرتاہے ہمیں نص جدید کی ضرورت نہیں۔
صاحب کتاب ''مولوی'' لکھتے ہیں، نص قضاء، وجوب قضاء کا نص ثابت کیساتھ مظہر ہے نہ کہ مثبت۔
میں (مفتی شائستہ گل) کہتاہوں کہ آیت مذکورہ قضاء عمری کے تمام اقسام کیلئے دلیل ہے
(۲) قضاء عمری شرائطِ ارکان، واجبات، سنن، مستحبات، وفضیلتِ وقت کے ساتھ کامل نماز ہے اورجس نماز میں اشیاء مذکورہ پائیں جائیں۔تویقیناًوہ عبادت مأموربھاہے (اسکاحکم دیا گیاہے)

اسکے دلائل مندرجہ ذیل ہیں
(۱) **یَااَیّھَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمۡ** ۔(بقرۃ) اے لوگو اللہ کی عبادت کرو
(۲) **وَاِنَّ ھٰذَارَبِّیۡ وَرَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ** ۔آل عمرآن
اوربیشک یہ میرا اورتمہارا رب ہے سواسی کی عبادت کرو۔
آیات بالا سے قضاء عمری ثابت ہوگئی۔
(۳) تیسری دلیل یہ ہے۔
قضاء عمری فرائض، واجبات، سنن، ومستحبات کے ساتھ صلوٰۃ کاملہ ہے اورجس نماز میں اشیاء مذکورہ پائی جائیں وہ صلوٰۃ حسنہ مأموربھاہے۔
(دلائل ملاحظہ فرمائیں)
(۱) **مَنۡ جَاءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِھَا.**
جس نے ایک نیکی کی اسے دس نیکیوں کاثواب ملتاہے۔
(۳) **اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیأ ت**۔سورہ ھود
نمازقائم کرودن کے اطراف میں (فجر، ظہر، عصر) اوررات کے ساعات میں (مغرب وعشاء) بیشک نیکی گناہوں کولیجاتی (مٹاتی) ہے۔

آیات مذکورہ بالامیں دوفوائدذکرکئے گئے ایک ثواب کثیر۔دوسرانمازوں میں اگرنقصانات واقع ہوں کا''عفو''۔یعنی نمازوں میں تاخیرکے وقوع سے جوگناہ لازم ہوا''کاعفو''۔

﴿قضاء عمری کاثبوت احادیث صحیحہ کی روشنی میں﴾

وہ احادیث مبارکہ جوقضاء عمری کے اثبات میں ہیں۔

(۱) وہ احادیث مبارکہ جن میں جبرئیل امین علیہ السلام کاامامت کرنا۔(جہاں اداء میں امامت کے ثبوت کیلئے ہے وہاں یہی حدیث قضاء نمازوں میں امامت کے ثبوت کے لیے کافی ہے)

بخاری ،مسلم ،ترمذی ،ابوداود، نسائی، ابن ماجہ،

ان احادیث سے جہاں اوقاتِ نمازکاعلم ہواوہیں نمازکی ادائیگی کاعلم،اداء کاعلم،قضاء کاعلم، ا،بنا برمذہب (۲) بنا برصحیح (۳) بنا برقول راجح۔

(۲)احادیث خندق(یعنی خندق کے موقع پر مدینہ طیبہ میں مشرکین نے حضور ﷺ وصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کواس اندازسے محبوس کیاکہ حضور ﷺ وصحابہ چارنمازیں اداء نہ کرسکے،حدیث آگے آرہی ہے جوکئی اجلہ صحابہ کرام)جیسے سیدناعلی، سیدنا عبداللہ بن مسعود،سیدناا بی سعید الخدری،سیدنا جا بر رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے

میری کتاب(جسکانام البرھان النفس الامری)ہے اس میں میں نے ان تمام احادیث مبارکہ کو ذکردیاہے اس کتاب کامطالعہ فرمائیں۔ یہاں بنابراختصارمیں صرف ایک ہی حدیث تحریرکروں گا۔نیزمیں نے اپنی اس کتاب میں تمام دلائل وحوالہ جات مابہ وماعلیہ ذکر کردئے ہیں ،اسکا مطالعہ فرمائیں ۔

﴿عبداللہ ابن مسعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۳) عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان المشرکین شغلوا رسول اللہ ﷺ عن اربع صلوٰت یوم الخندق حتیٰ ذھب من الیل ماشاء شااللہ فامر بلالا فاذن ثم اقام فصلی الظھر ثم امرفاذن ثم اقام فصلی العصرثم امرفاذن ثم اقام فصلی المغرب ثم امرفاذن ثم اقام فصلی العشاء.

اخرجہ .ابوداود.والنسائی،وابویعلی الموصلی،والبیھقی ،نصب الرأیۃ، جلد ا .فوایت. ۱۹۹

عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ مشرکین نے خندق کے دن حضور پرنور ﷺ وصحابہ رضوان اللـه علیهم اجمعین کو(اتنا) مشغول(ومجبور کیا) کہ حضور پرنور ﷺ وصحابہ کرام رضوان الله علیهم سے چار نمازیں رہ گئیں یہاں تک کہ رات کا(بھی ایک) حصہ بمشیت الٰہی گذر گیا (یہ وہ زمانہ تھا کہ جس دور میں نماز خوف پڑھنے کا حکم نہ آیا تھا) سو حضور پرنور ﷺ نے بلالؓ کو حکم فرمایا(کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔
پھر اقامت کہی گئی(حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام **رضوان الله علیهم اجمعین** نے) ظہر کی نماز ادا کی،
پھر حضور پرنور ﷺ نے (حضرت) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا
(کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔
پھر اقامت کہی گئی
(حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام **رضوان الله علیهم اجمعین** نے) عصر کی نماز ادا کی،
پھر حضور پرنور ﷺ نے (حضرت) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا
(کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔
پھر اقامت کہی گئی(حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام **رضوان الله علیهم اجمعین** نے) مغرب کی نماز ادا کی،
پھر حضور پرنور ﷺ نے (حضرت) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا
(کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔
پھر اقامت کہی گئی
(حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام **رضوان الله علیهم اجمعین** نے) عشاء کی نماز ادا کی،
(حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ قضاء نمازوں کی ادائیگی کیلئے اذان دینا اقامت کہنا، جماعت کے ساتھ اداء کرنا ثابت وجائز ہے)

صحابہ کرامؓ وتابعینؒ وائمہ مجتہدینؒ

رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال کی روشنی میں قضاء عمری کا ثبوت

(۱)وفی العتابية عن ابی نصر فیمن یقضی صلوٰۃ عمرہ من غیر ان فاته شئ یرید الاحتیاط فان کان لاجل النقصان والکراھة فحسن وان لم یکن لذلک لا یفعل والصحیح انه یجوز. الابعد صلوٰۃ الفجر والعصر وقد فعل ذلک کثیر من السلف کذا فی المضمرات.

ثم الهندیة. جلدا. باب قضاء الفوائت ص(۱۲۴) وقاضی خان جلد اول. قضاء المتروکات(۵۶)
وتتارخانیة قضاء الفوائت ثم الشامی جلدا نوافل.(۴۶۹) طحاوی المراقی(۲۶۸)

عتابیہ(نامی کتاب)میں حضرت ابوالنصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ اگرکسی(مسلمان) سے کبھی کوئی نماز فوت نہ بھی ہوئی ہوصرف احتیاط مقصود ہواوراسی احتیاط کو مدنظر رکھتے ہوئے قضاء عمری پڑھ لے،سویہ قضاء عمری پڑھنا(دوحالتوں سے خالی نہیں یاتواس لئے قضاء عمری پڑھی کہ)اس سے(زندگی بھر) کی نمازوں میں کوئی کمی واقع ہوئی ہوگی(جسکا اسے علم نہ ہوگا)یاکوئی کراہت(نماز میں کوئی ایسا فعل واقع ہوا ہوگا جومکروہ ہو اور اسے اسکا علم نہ ہو)توان نقائص(کوختم کرنے)اورمکروہات(کی معافی کیلئے وہ مسلمان)اگرقضاء عمری پڑھتاہے توحَسَنٌ(بہت ہی اچھاہے)اوراگر(اسے اپنی نمازوں میں کہیں بھی کوئی کمی نظرنہیں آتی یااسے علم ہے کہ میری نمازمیں مکروہات واقع نہیں ہوئے)اوروہ شخص قضاء عمری نہ پڑھے توکوئی حرج نہیں(مگرایسا مسلمان کون ہے جسے پختہ یقین ہوکہ میری نماز ہرحیثیت سے کامل واکمل ہے لہذا)صحیح(اورہرحال میں بہتریہ ہے)

کہ قضاء عمری جائزہے،اس(شرط کیساتھ)کہ نمازفجرونمازعصر کے بعدنہ پڑھے(ان دواوقات کے علاوہ جب چاہے پڑھے)یہ فعل(قضاء عمری)سلف صالحینؒ سے عملاً ثابت ہے۔

(کثیر من السلف) بہت سے سلف صالحینؒ نے پڑھی (للاکثرحکم الکل)اکثرکیلئے کل کاحکم ہوتاہے۔

(سلف) میں سیدناامام اعظم ابوحنیفہ انکے تلامذہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سب ہی شامل ہیں،سوثابت ہواکہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اورانکے تلامذہ نے بھی قضاء عمری پڑھی

☆۔میں(مفتی شائستہ گل) کہتاہوں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے تلامذہ کی قضاء عمری پڑھنے کے ثبوت کیلئے یہ ایک حدیث بھی کافی ہے۔اس پر درمختار جلد(۴) شہادت۔ص(۴۲۶) مجموعہ رسائل الشامی جلد(۱) تنبیہ الولاۃ والحکام (۳۶۳) عینی الکنز جلد۳(شہادت۔۳۳) نے تصریح فرمائی ہے۔

(۲) قال رسول اللہ ﷺ خیرالقرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم
نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے بہترزمانہ میرازمانہ ہے پھران لوگوں کازمانہ جوان سے پیوست ہوں، پھران لوگوں کازمانہ جوان سے پیوست ہوں۔

﴿سلف صالحین کافعل قوی حجت ودلیل ہے﴾

(۱) **فِعْلُ السَّلَفِ مِنْ اَقْوَی الْحِجَجِ**. زیلعی.جلد ا (اذان) ص(۹۳)
سلف صالحین کافعل(جوکام ان سے صادرہوا ہووہ کام مسلمانوں کیلئے) قوی دلیل ہے۔

(۲) **کُلُّ خَیْرٍ فِی اِتِّبَاعِ مَنْ سَلَفَ**.
گذرے ہوئے (مسلمانوں) کی تابعداری کرنے میں ہی خیر(بہتری)ہے۔
شامی جلد(ا) اوقات (۲۸۸)اتحاف المرید شرح جوھرۃ التوحید۔(۱۴۳)

(۳) وقال ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ من کان مستنا فلیستن بمن قد مات
رواہ ابوداود.رزین .مشکوۃ .اعتصام .(ص ۱۴)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،جوشخص چاہتاہے(کہ میں)کس طریقے کی پیروی کروں تواسے چاہیے کہ وہ ان(بزرگوں کے)طریقوں کواختیارکرے جووفات شدہ ہیں فقہاء نے قضاء عمری کے ثبوت میں سلف صالحین کے فعل سے ہی استدلال کیاہے جیسے کہ آپ نے مذکورہ بالاآٹھ کتابوں کے حوالوں کوملاحظہ فرمایا۔

﴿امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قضاء عمری کا ثبوت﴾

حضرت علامہ فقیہ ابواللیث السمر قندی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

(۱)قال ابو حنيفة (رضی الله تعالیٰ عن) ان من قضیٰ خمس صلوٰت فريضة مع الوتر فی وقت الظهر فی اٰ خرجمعة رمضان بجماعة واذان لاولهاواقامة للكل وبدونهاللوتروبضم السورة مع الفاتحة فی كلهاوضم الركعة الرابعة وثلٰث قعدات فی المغرب والوتر فقد كان جبر لنقصانات المؤديات ولتاخيرات الفوائت الموجبة للعقاب .

عيون الفقيه ابی الليث السمرقندی ثم مجمع الفتاویٰ .باب المرتد.وشرح السيرالكبير للسرخسی .وشرح المجمع لصاحب الكنز.ثم رسالة لمولاناالسندی الشاه منصوری (۴۸)وبمعناه فتاویٰ محمد بن الفضل ثم منية المفتی، ثم رسالة مولاناالسندی (۴۷) وامال الفتاویٰ ثم البحر جلد ا .نوافل (۴۱)وفوائت (۸۰) ودرمختار .وردالمختار .جلد ا .نوافل(۴۶۹)

امام اعظم رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ رمضان کا آخری جمعہ(جمعۃ الوداع) آئے تو جس نے پانچوں اوقات کی نمازیں بمع وتر کے اس دن پڑھ لیں تو یہ اس مسلمان کیلئے اسکی نمازوں میں رہ جانے والی کمی کواور فوت شدہ نمازوں کوتاخیر سے(اداء کی گئی ہوں)اس تاخیرکی وجہ سے اس کیلئے جوسزا(عنداللہ)واجب ہو گئی ہو(بفضلہ تعالیٰ اور اس قضاء عمری کے پڑھنے کی برکت سے مغفرت کی امید قوی ہے

(قضاء عمری کس طرح اداکریں؟ادائیگی کا طریقہ مندرجہ ذیل ہے)

(۱) ہرنماز کیلئے اذان دے۔(۲) بقیہ نمازوں کیلئے صرف تکبیر کہے۔

(۳)ہررکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے ساتھ ہی سورۃ ملالے۔

(۴) مغرب کی نماز میں جب قاعدۂ اخیرہ پڑھ لے تو کھڑے ہوکرچوتھی رکعت ملالے اور چوتھی رکعت کے بعدپھرقاعدہ کرے،اورالتحیات مکمل پڑھ کرسلام پھیرلے۔

(۵)وتروں میں بھی بعینہ یہی طریقہ اختیارکرلے(جومغرب کی قضاء نماز کے طریقہ میں سمجھادیا گیا)

﴿علماءِ احناف کے اقوال کی روشنی میں قضاء عمری کا ثبوت﴾

فقیه ابو اللیث المجتهد السمرقندی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۳)قال الفقیه ابو اللیث المجتهد السمرقندی اذاجآء یوم الجمعة الاخیرة من شهر رمضان ینبغی للمسلم ان یطهر بدنه تطهیرا بمبالغة ثم یودی جمعة وبعد الفراغ من ذلک یصلی خمس صلوٰت یبتدأ من وقت الصبح الی العشاء مع الوتر ویخیر فی اداء تلک الصلوٰات بین الاداء بالانفراد او الجماعة لکن الاداء بالجماعة اولی تیسیرا علی الناس ویکون ذلک جبیرة منه لمافات من الصلوٰات فی عمره بالجماعة .

عیون لفقیه ابی اللیث السمرقندی جلد ۱ .جمعة ثم مجمع الفتاویٰ بحث المسائل المتفرقة (اوراق القلمیة.ص) ۳۰۹)

فقیه ابو اللیث المجتهد السمرقندی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں جمعۃ الوداع کے دن مسلمانوں کوچاہئے کہ اس دن (غسل)کرکے بدن اچھی طرح پاک وصاف کرلے جمعۃ الوداع کی نمازاداء کرے، فراغت کے بعد پانچ نمازیں اداء کرے (من وقت الصبح الی العشاء) فجر،ظہر، عصر، مغرب،عشاء،وتر(جومسلمان قضاء عمری پڑھے)اسے اختیار ہے چاہے اکیلے پڑھے یاجماعت کے ساتھ،لیکن جماعت سے پڑھنابہتر ہے۔کیونکہ اس میں تمام مسلمانوں کے لئے آسانی ہے (نیز جماعت سے پڑھنے میں یہ برکت ہے)

کہ اگرزندگی میں اس سے کبھی جماعت کے ساتھ نمازرہ گئی ہو تواس جماعت میں شریک ہونے کی برکت سے(اسکی وہ کمی بھی پوری ہوجائیگی یہ ایساہوگا جیسے زخموں پر) پٹی ہو

﴿مفتی اعظم سرحد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

میں(مفتی شائستہ گل رحمۃ اللہ علیہ)نے اس کتاب(مجمع الفتاویٰ)کا حضرت علامہ قاضی درمکنون صاحب رحمت اللہ علیہ کی حیات میں انکی لائبریری میں مطالعہ کیا،پھرانکی رحلت کے بعد (بمقام زیارت کلی کاکاصاحب رحمۃ اللہ علیہ)حضرت کے صاحبزادہ محترم قاضی عصمت اللہ صاحب کی موجودگی میں دو مرتبہ مطالعہ کیا،

نیزاسی معنیٰ پر(یعنی قدرمختلف الفاظ کیساتھ) مندرجہ ذیل کتابوں میں یہ مسئلہ موجود ہے (ملاحظہ فرمائیں)

شمنی المختصر،ثم حاشیه فصیح الدین لشرح الوقایة،ثم کلام الضروری (ص. ۲۵) وتحفة المواعظ. جمعه لیعقوب چرخی،(۴۲) ثم جامع الفوائد(۴۶) وفتاویٰ الحجة للامام قاضی خان کماقاله الکبیری(۵۳۹)ثم جامع الفوائد .فوائت(۸۹) بنقله فتوح الاوراد. وروح البیان جلد. الجزء السابع(۴۲)

﴿آخرالظہر بمع جمعہ کاثبوت احادیث کی روشنی میں﴾

ستائیسویں بحث۔

احادیث کی روشنی میں جمعہ کے بعدآخرالظہر پڑھنے کااثبات

(۱) عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ من فاتته الرکعتان فلیصل اربعاوفی روایة الظهر. اخرجه البیهقی .مشکوٰة .جمعه قبیل صلوٰة الخوف .ومما یتعلق بالفوائت الحکمی وهومالایوجد فی الجمعة شرط من شروطها(ای انتفی الشرط اتفاقا او اختلافا کمایدل علیه العبادات الآتیة) فان منها المصر(عندالامام الاعظم فقط. الیٰ قوله) واختلفوافی حد المصر اختلافا کثیرا قلما اتفاقا وقوعه فی بلد ولهذا قالوا فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة (ای فی فراغ الذمة من فرض الوقت ینبغی ان یصلوابعد الجمعة اربع رکعات ینوون الظهر. مرقات آخر الجمعة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس سے(نماز جمعہ کے دورکعت(فرض)رہ جائیں(حقیقتاً یاحکماً)توظہرکی چاررکعتیں پڑھ لے،اورایک روایت میں توصراحتاً ظہر(کے وقت کانام لیا گیاہے)

(فواتِ حکمی کیاہے)

(فواتِ حکمی کی وضاحت) فواتِ حکمی یہ ہے کہ جمعہ کی (نمازکی ادائیگی) کی جوشرائط ہیں اگراس میں ایک شرط بھی نہ پائی جائے

(تویقیناًجمعہ کی نمازاداء نہ ہوئی کیونکہ یہ قاعدہ ہے **اذافات الشرط فات المشروط**، جب شرط فوت ہوجائے تومشروط بھی فوت ہو جاتا ہے جمعہ کی شرائط میں سے اگرایک شرط

بھی نہ پائی جائے توجمعہ کی نماز نہ ہوگی)جیسے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کی صحت کی شرائط میں ایک شرط(امام اعظم کے نزدیک)مصر(شہر)ہے۔
اورشہر(کی حدود کے تعین میں) علماء کااختلاف ہے(کہ کتنابڑاہواس میں کیاکیا ہو۔وغیرہ)
(اب جب شہر کی حدود کے تعین میں اختلاف پایاگیا تواس بناپر)علماء لکھتے ہیں،کہ جہاں جمعہ کی نماز(کی شرائط میں کمی کے باعث)جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے جوازاور غیرجواز میں شک واقع ہوجائے تواسے چاہیے(یعنی واجب ہے)کہ وہ ظہر کی نیت سے چار رکعات نماز پڑھ لے۔

(مفتی اعظم سرحدرحمت اللہ علیہ کی وضاحت ۔مترجم)

مندرجہ بالاعبارت میں دواشیاء کاذکرقابل غورہے۔

(۱) فواتِ حکمی کی تعریف کرنا۔

(۲)ولھذا قالوا.

فواتِ حکمی کی تعریف اورلھذاقالوا سے خوب ظاہروبین ہوا کہ فواتِ حکمی دوحالتوں سے خالی نہیں۔

(۱) صورۃِانتفاءِ شرط اتفاقًا.

(۲) صورۃِ انتفاءِ شرط اختلافًا.

سو ان دونوں صورتوں کومدنظررکھکر (ان صورتوں کے تناظرمیں)
مندرجہ بالا حدیث سے وجہ استدلال کی چار صورتیں ہوگئیں۔
(۱) وجہ اول یہ ہے،ائمہ اربعہ کے مذاہب کے مطابق جمعہ کی نمازکی ادائیگی کیلئے طے شدہ شرائط میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہوتواس گاؤں میں جمعہ کی نماز(اگرپڑھی جائے تو) اداء نہ ہوگی۔
مثلا۔امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان شرائط میں سے ایک شرط مصر(شہرکا ہونا) ہے (اگرشرطِ مصرمفقود ہو،توامام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جمعہ کی نمازنہ ہوئی، توظہر کی چاررکعات پڑھ لے۔مترجم)
(۲)امام شافعی اورامام احمدرحمت اللہ علیہما کے مذاہب کے مطابق شرائط جمعہ میں سے ایک یہ ہے،کہ اس گاؤں میں (کم از کم) چالیس آدمی رہتے ہوں۔

بحوالہ برجندی۔جلد۔1۔ جمعہ ص۔(١٦٨) وابوالمکارم۔جلد(1) جمعہ۔(98)والقسطلانی۔جمعہ۔
(٣)امام مالک رحمت اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق مسجد(کبیروقدیمی) بڑی اور پرانی جامع مسجد موجود ہو،وہاں سوق(بازار)ہونالازمی ہے،اگروہاں اشیاءِ مذکورہ نہ ہوں تواس گاؤں میں جمعہ کی نمازاداء نہ ہوگی قسطلانی .باب الجمعة.

یہ ہے فواتِ شرط اتفاقاً۔

معلوم ہوا کہ جمعہ کی شرائط میں سے کسی شرط کے فوت ہونے سے جمعہ کی نماز (اولاً تو اداء نہ ہوگی اوراگر بالفرض پڑھ لی تو) اسکے ساتھ آخرالظہر پڑھنا ضروری ہوا۔

دوسری وجہ یہ ہے

کہ جمعہ کی شرائط کافوات(مفقود ہونا) جیسے کہ ،جس گاؤں میں احناف کے نزدشرائط میں سے'' مصر'' کامَفقُودُ ہونا۔(مَفقُودُ کامعنیٰ ہے کسی چیز کانہ پایاجانا،مترجم)
☆۔امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک(جامع مسجد،ومسجد عتیق،وبازار) کاہونالازم امام شافعی وامام احمد بن حنبل رضوان اللہ علیہم کے نزدیک چالیس آدمیوں کاہونا جواس گاؤں میں دائماًرہتے ہوں۔
اس صورت میں جمعہ کی ادائیگی **کی شرائط کافوات اختلافاً** آیاہے۔
سوخوب ظاہرہوا کہ ایسے گاؤں میں جہاں شرائط کافوات اختلافاًہوجمعہ کی نماز کے ساتھ چاررکعات آخرالظہر کی نیت سے پڑھناحدیث مذکورہ بالا،وشرائط کافوات اختلافا،سے ثابت ہوا۔

تیسری وجہ یہ ہے

کہ جس گاؤں میں امام مالک وامام شافعی رحمت اللہ علیہما کے متعین کردہ شرائط پائی جائیں مگرامام اعظم کے متعین کردہ شرائط میں سے ایک شرط مفقودہو(مثلا) مصرہونا۔
لہذا انتفاء شرط پایاگیاتوجمعہ کے ساتھ وہاں چاررکعات آخرالظہر کے پڑھنے ثابت ہو گئے

چوتھی وجہ یہ ہے

چونکہ احناف کی شرائط میں سے مصرکاہوناشرط ہے(مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں)
المصر مالایسع اکبرمساجده اهله المکلفون و المصر موضع یکون فيه امام وقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام ویکون فیها سکک واسواق ولها رساتیق .
.شامی جلد(1)جمعه وکبیری جمعه وفتح القدیر .جلد(1) جمعه. وبحرالرائق.جمعه .جلد(1)

(مصر کی تعریف عندالاحناف)

اتنی بڑی جامع مسجد ہوکہ جومسلمان مکلّف ہیں(جن پرنمازیں فرض ہیں) اتنے کثیرہوں کہ اس مسجد میں نہ سماسکیں۔(کثرت وازدحام کی وجہ سے اس میں آنہ سکیں)

نیزشہراس مقام کوکہاجاتاہے۔کہ جس میں امام و قاضی موجودہو(قاضی سے مراداس زمانے کے لحاظ سے ،عدالت ہے،یاایسامفتی وقت موجودہوجولوگوں کے فیصلے کرتاہو)اوروہ(اسلامی قوانین کے تحت)حدود قائم کرتاہو۔

اگرشرائط مذکورہ بالامیں سے ایک بھی شرط نہ پائی جائے۔تویقیناً پھراختلافِ مذاہب موجود، سوثابت ہوا کہ وہاں جمعہ کیساتھ چاررکعات آخرالظہر کی نیت سے پڑھی جائیں۔

﴿پانچویں وجہ﴾

کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاریب تابعی ہے۔ اورتابعی کاقول بھی جمہورعلماء کے مذہب کے مطابق حدیث ہواکرتی ہے۔

الحديث عند جمهور المحدثين قول وفعل وتقرير رسول الله ﷺ والصحابی والتابعی.مقدمة المشکوٰة للشيخ عبدالحق محدث الدهلوی ومقدمة الترمذی لسيد الشريف الجرجانی وشرحُ شرحِ النخبة للعلی القاری.

جمہورمحدثین کی اصطلاح میں رسول اللہ ﷺاورصحابیؓ اورتابعیؒ کے قول وفعل وتقریر کوحدیث کہتے ہیں۔

حدیث قولی وہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے کوئی حدیث قولاً ثابت ہو۔

حدیث فعلی وہ ہے۔کہ رسول اکرم ﷺ سے کوئی حدیث فعلاً ثابت ہو۔

حدیث تقریری وہ ہے۔کہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے کسی صحابی نے کوئی کام کیا یاکوئی بات کی اورحضور پرنور ﷺ نے اس پرسکوت اختیارفرمایا تویہ حدیث تقریری کہلاتی ہے۔

﴿پھرحدیث کی تین قسمیں ہیں﴾

حدیث مرفوع۔حدیث موقوف۔حدیث مقطوع

(1) حدیث مرفوع وہ ہے کہ جسکا رفع حضور پرنور ﷺ تک ہو۔

(2) حدیث موقوف وہ ہے کہ جسکا رفع صحابی تک ہو۔

(3) حدیث مقطوع وہ ہے کہ جسکا رفع تابعی تک ہو۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ تابعی کاقول ،فعل، تقریر بھی حدیث ہے اورامام اعظم بلا ریب تابعی ہیں انکاقول حدیث ہے(توجمعہ بمع آخرالظہر پڑھنے پرامام اعظم کی حدیث ملا حظہ فرمالیں)

﴿امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة لوقوع الشک فی المصراوغیره واقام اهله الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات وینووابهاالظهر حتی لولم تقع الجمعة موقعها یخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین

کذا فی الکافی وهکذا فی المحیط.هندیة جلد(1) ص(203) و کبیری (600)ومنحة الخالق.(143) وشامی جلد1 ،ص(756)

مصریادوسری شرط کے مفقودہونے کی بنا اگر جمعہ کی نمازکی ادائیگی میں شک واقع ہو جائے (شک کے وقوع کے باوجوداگروہاں کے مسلمان)جمعہ قائم کردیں توانہیں چاہئے کہ جمعہ کی نمازکے بعد چاررکعات ظہرکی نیت سے پڑھ لیں،تاکہ اگر جمعہ کی نماز واقع نہ ہوئی توظہرکی چاررکعات پڑہنے کایہ فائدہ ہوجائے گاکہ وہ یقین کے ساتھ اس ذمہ سے فارغ ہوجائے گا۔جواسکے ذمے تھا،یعنی جمعہ کے فرض اپنی جگہ پرواقع نہیں ہوئے اور آخرالظہر کے چاررکعات پڑھ لئے توعہدۂ وقت سے یقیناًفارغ ہوا۔

نیز۔**ظاهر الروایة** کے بہت سارے مسائل حاکم شہید نے جمع فرمائے ہیں۔

شامی جلد(1) رسم المفتی (48)

مذہب کے نقل کرنے میں **کافی** (نامی کتاب) معتمد ہے۔شامی جلد(1) رسم المفتی (47)

(یعنی یہ وہ کتاب ہے جس میں مذہب کے اقوال لائے گئے ہیں اوراس کتاب پر سب کاقوی اعتماد ہے)

﴿چھٹی وجہ یہ ہے﴾

لما ابتلی اهل مرو باقامة جمعتين مع اختلاف العلماء في جوازهما امر ائمتهم باداء الاربع بعد الجمعة حتما احتياطا واختلفوا في نيتها قيل الاحوط ان يقول نويت اٰخر ظهر ادركت وقته ولم اصله بعد وقال الحسن اختياری ان يصلی الظهر بهذه النية ثم يصلی اربعا بنية السنة .

قنية .جمعة .(49)ثم البناية حاشية الهداية .جمعة .جلد1 (ص.1016)ثم ازالة الاوهام(59)

جب مَرو(جگہ کا نام ہے)کے رہنے والے مسلمانوں کوجمعہ کی نماز دومقامات پر پڑھنے میں مبتلا کردیا گیا(یعنی وہاں کے رہنے والوں کودومقامات پرجمعہ ادا کرنے کوکہا گیا کہ اس علاقہ میں دومقامات پرجمعہ پڑھایاجائے)

(جب)علماء کے مابین ایک ہی علاقہ میں دوجگہ جمعہ کی نماز کے جواز وغیرِ جواز کا اختلاف ہواتووہاں کے علماء نے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعدچاررکعات ظہراحتیاطی لازماً پڑہنے کوکہا پھرجب ظہراحتیاطی کی نیت میں اختلاف واقع ہوا۔تو(علماء) نے کہا کہ احوط(بہتر) یہ ہے کہ ظہراحتیاطی پڑہنے والایوں نیت کرے

عربی میں(نَوَيْتُ اٰخِرَ ظُهْرٍ اَدْرَكْتُ وَقْتَهُ وَلَمْ اُصَلِّهِ بَعْدَهُ)

ظہراحتیاطی کی نیت

نیت کرتاہوں میں چاررکعت اٰخرظہرکی واسطے اللہ تعالٰی کے منہ طرف خانہ کعبہ شریف کے" اللہ اکبر"

(نیت کے الفاظ زبان سے اداء کرے توبہتر ہے۔نہیں تودل میں ارادہ کرلے کیونکہ نیت دل کے ارادے کانام ہے،البتہ دونوں کوجمع کرنا افضل ہے۔

وہ الفاظ یہ ہیں،نیت کرتاہوں چاررکعات ظہرکی سب میں پچھلی ظہرکی جسکاوقت میں نے پایااورنہ پڑھی۔

(حضرت امام حسنؒ ابن زیادؒ امام اعظمؒ کے شاگردہیں) فرماتے ہیں،کہ میرااختیارکردہ ، پسندیدہ(قول) یہ ہے(کہ جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد)ظہرِ احتیاطی اس نیت سے پڑھے (جوذکرہوا) اسکے بعد چہاررکعت سنتِ جمعہ پڑھ لے ۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کا حلفیہ بیان

وقد اقسم تلامیذ الامام الاعظم ایماناً غلاظاً ماقلنا فی مسئلة قولًا الاوھو روایتنا عن الامام (ملخصا) والوالجیة. والحاوی القدسی. ثم شامی جلد(1) قبیل رسم المفتی (46)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں نے سخت قسمیں کھائیں (اللہ کی قسم) ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ ہم نے اپنے امام (اعظم سیدنا نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے لیا۔

میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں کہ مذکورہ بالاتمام احادیث و عبارات سے ثابت ہوگیا۔ کہ جہاں شرائطِ مذکورہ میں سے کسی شرط کے مفقود ہونے کااحتمال ہو۔وہاں ظہر احتیاطی پڑھنا ضروری ہے۔

آخرالظہر کااثبات علماء احناف کے اقوال کی روشنی میں

جمعہ کے دن آخرالظہر (ظہر احتیاطی) پڑھنا **ظاھر الروایة** ہے۔

ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة لوقوع الشک فی المصراوغیرہ واقام اھله الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات وینووابھاالظھر حتیٰ لولم تقع الجمعة موقعھا یخرج عن عھدة فرض الوقت بیقین کذا فی الکافی وھٰکذا فی المحیط. ھندیة جلد(1) ص(203) وکبیری (600)ومنحة الخالق.(143) وشامی جلد1.ص(756)
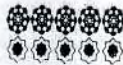
مصریادوسری شرط کے مفقودہونے کی بنا اگر جمعہ کی نمازکی ادائیگی میں شک واقع ہو جائے (شک کے وقوع کے باوجود اگروہاں کے مسلمان) جمعہ قائم کردیں توانہیں چاہیے کہ جمعہ کی نمازکے بعد چاررکعات ظہرکی نیت سے پڑھ لیں،تاکہ اگرجمعہ کی نمازواقع نہ ہوئی توظہرکی چاررکعات پڑھنے کایہ فائدہ ہوجائے گا کہ وہ یقین کے ساتھ اس ذمہ سے عہدہ براء ہوجائے گا۔جواسکے ذمے تھا۔

(ا)حاکم کی کتاب (کافی) مذہب کے نقل کرنے میں معتمد ہے۔ شامی رسم المفتی جلد (1)ص (48)

(۲) اگرفتویٰ مختلف فیہ ہو تو ترجیح ظاہر الروایۃ کو دی جائیگی بحر الرائق ثم شامی جلد. رسم المفتی ٦٧

(۳) اگرکسی نے فتویٰ دیا اوروہ فتویٰ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہو توباطل ہے(یعنی وہ فتویٰ ہی باطل ہے)جب تک اسکی تصحیح نہ ہو۔ بحر الرائق ثم شامی جلد ۱ . رسم المفتی ٦٧

جمعہ کی نماز کے بعد آخرالظہر چار رکعت (ظہر احتیاطی) پڑھنا متون میں منقول ہے۔

مثلا حاکم شہید کی کتاب کافی ۔(2) الاشباہ والنظائر ۔(3) مواہب الرحمٰن باب الجمعہ

مزید تفصیل کیلئے میری کتاب [الادلة الشرعية] ملا حظہ فرمائیں ۔

مزید برآں، جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر (ظہر احتیاطی) پڑھنا مجتہدین کا قول ہے جیسے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،حسن بن زیاد، کے دلائل آپ نے ملاحظہ فرمائے اب علامہ قاضی خان رحمت اللہ علیہ کاقول ملا حظہ فرمائیں۔

والاحتياط فی القریٰ ان يصلی السنة اربعا ثم يصلی الظهر اربعا ثم ركعتين سنة الوقت ،هو الصحيح المختار. فتاوی الحجة القاضی خان ،ثم الكبيری جمعه (600)ومنحة الخالق جلد ۲ (143)صغيری. ومجموعة سلطانی جمعة و الفتاوی الخيری (۲۱)وشامی جلد ۱ .(543) ونقلوه عن الكافی والمحيط. والقنية وفتح القدير. جلد 1 .(158) وبرجندی جلد 1 ص (183)

دیہاتوں میں احوط یہ ہے احتیاط اسی میں ہے

کہ پہلے چاررکعات سنت جمعہ پڑھے (پھردورکعات فرض جمعہ پڑھے) اسکے بعد جمعہ کے چہاررکعات سنت کی نیت سے پڑھے۔پھر چہاررکعات ظہراحتیاطی پڑھے۔پھردو رکعات پڑھے

(1) یہ قول صحیح بھی ہے (2) او رمختار بھی ہے.

(4) جمعہ کی نماز کے بعدآخر الظہر(نماز ظہر احتیاطی)پڑھنا(متون کے بعد) شروح نے بھی نقل کیاہے۔مثلا۔فتح القدیر،کبیری،صغیری،،بحرالرائق، نہرالفائق،نے مصر کے مسئلہ میں۔نیز شارحینِ ہدایۃ ،شرح الباقانی،نے بھی نقل کیاہے۔نیز شرح المجمع نے بھی اس مسئلہ کونقل کیاہے۔فرماتے ہیں۔

المختار ان يصلی بعد الجمعة اربعا ينوی بها اٰخر الظهر ادركتُ وقته ولم اُصلی وبهذا افتیٰ شيخنا شيخ امين الدين بن عبد العال مفتی الديار المصرية .

فتاویٰ. المصنف الغزی التمرتاشی. (11)

مختار قول یہ ہے کہ جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد چہار رکعات آخر الظهر (نماز ظہر احتیاطی) پڑھے، آخر الظہر کی نیت کے ساتھ (نیت یوں کرلے) نیت کرتاہوں چار رکعات ظہر کی سب میں پچھلی ظہر کی جسکا وقت میں نے پایااورنہ پڑھی۔
ہمارے شیخ حضرت علامہ مفتی امین الدین کا یہی فتویٰ ہے (کہ ظہرِ احتیاطی پڑھنی چاہیے)
(عام مسلمان بھائیوں کے سمجھانے کیلئے عرض کروں کہ عبارات مذکورہ بالا میں یہ لفظ بار بار آرہاہے کہ متون یاشروح نے نقل کیاہے اس کامطلب یہ ہے کہ عبارت مذکورہ فلاں کتاب کے متن یاشرح میں موجود ہے وہاں سے لیاگیاہے اس نقل سے مراد اصطلاح فقہاء میں استعمال ہونے والا نقل ہے نہ کہ عوام الناس کی اصطلاح والا نقل۔مترجم)
(5) جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظهر (نماز ظہر احتیاطی) پڑھنا معتبر کُتُبِ فَتَاوٰی نے بھی نقل کیاہے۔
مثلا۔ فتاوٰی قاضی خان ،ومحیط، وتتارخانیه،وعالمگیری، وسرجیه، ومضمرات، وفتاوٰی لامام الغزی صاحب تنویر الابصار،ومجموعه سلطانی ، ومجموعه خانی، بنقل عمدة الاسلام ، وظهيرية، وصيرفية، وفتاوٰی اهو.
(6) جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظهر (نماز ظہر احتیاطی) پڑھنا معتمد حواشی نے بھی نقل کیاہے۔
مثلا۔ حاشیه خیر الدین الرملی، بحر .ومنحة الخالق،ورد المحتار،وطحاوی، ودرمختار،و طحطاوی مراقی ، وطوالع الانوار، وچلپی شرح الوقاية.
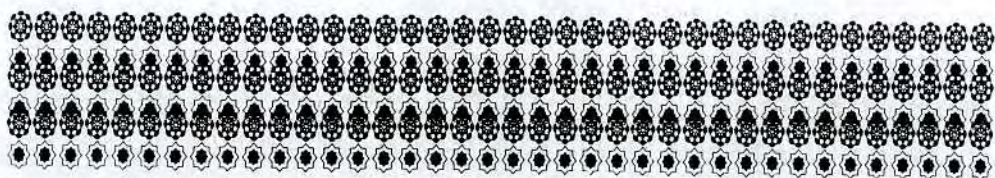
﴿ دیہاتوں میں جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر ﴾

(نماز ظہر احتیاطی) پڑھنے کا ثبوت

(۱) والاحتیاط فی القریٰ (الیٰ قوله) هذا هو الصحیح المختار.
دیہاتوں میں احتیاط (اسی میں ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر (نماز ظہر احتیاطی) پڑھے) یہی صحیح ہے یہی مختار ہے۔
بارہ (12) کتب نے اسے نقل کیا ہے، ان سے جو الفاظ صریح ثابت ہوئے قابل غور ہیں
(1) قریٰ کے ساتھ لفظ احتیاط۔(2) لفظ صحیح ۔(3) لفظ مختار.
(۲) لاشک فی جواز الجمعة فی البلاد والقصبات ۔فتاویٰ الحجہ ثم الخیریۃ جمعہ جلد ا۔ ص۔20
شہروں اور دیہاتوں میں جمعہ کے جواز میں شک نہیں، جائز ہے (بشرطیکہ ظہر احتیاطی پڑھی جائے)
(۳) فی الجواهر لو صلوا فی القریٰ لزمهم اداء الظهر۔
شامی جمعہ جلدا (۵۴۲) جامع الرموز جلدا (۱۱۵)
اگر مسلمان دیہاتوں میں (جمعہ پڑھیں) توان پرواجب ہے کہ وہ ظہر کی نماز اداء کریں
(۴) وعنداصحابنا لاتجب الجمعة علی اهل القری لحدیث علی.
سادة المتقین جلد۳. جمعه. ثم ازالة الاوهام والبحر الرائق جلد. ۲ جمعه (141) من التجنیس. والبزازیة جلد. جمعة (163) ومنحة الخالق. جلد۲. جمعه (141)
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق ہمارے (احناف بزرگوں نے کہا ہے) کہ دیہات میں مسلمانوں پر جمعہ واجب نہیں۔
(۵) وشرط لادائها ای لوجوب اداء الجمعة (الیٰ قوله) المصر. جامع الرموز جلدا۔ جمعہ (115)
جمعہ کی نماز کے وجوب کی شرائط میں سے ایک شرط ''شہر'' ہونا۔ شہر کی قید سے دیہات خارج ہوگئے)
(۶) ومنها المصر حتیٰ لم تجب في القریٰ. خلاصة الفتاویٰ ۔جمعۃ جلد ا (ص۔165)
(نماز جمعہ کی شرائط میں سے ایک شرط شہر کا ہونا) لہذا دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنا واجب نہیں۔
(۷) ولوجوبها شرائط فی المصلی الحریة والذکورة (الیٰ قوله) وشرائط فی غیر المصلی المصر والسلطان. الخ. فتح القدیر. جمعه جلد ا. (257)

جمعہ کے وجوب کی شرائط میں سے ایک'' حریت'' ہے(یعنی نمازی کا آزاد ہونا) ذکورۃ (یعنی مردوں پر نماز جمعہ واجب ہے نہ کہ خواتین پر الیٰ قولہ)
اور عید گاہ کے علاوہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کیلئے ایک تو مصر(شہر ہونا) دوسرا مسلم حاکم کا ہونا شرط ہے
☆۔۔۔میں(مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں(دو چیزیں ذہن نشین ہوں۔
(1) ایک ہے جمعہ کے وجوب کی شرائط(یعنی جمعہ کس پر کب واجب ہوتا ہے)
(2) جمعے کے اداء کرنے کے صحت کی شرائط(جمعہ اداء کرنا کہاں کہاں صحیح ہے اور کن کن مقامات پر جمعہ جائز نہیں)
سو مذکورہ تمام علماء احناف وکتب ومتون و شروح سے یہ بات ثابت ہوگئی، کہ جمعہ کی نماز کے وجوب کے لئے(مصر ہونا، اور بادشاہ ہونا، مسلمان ہونا) جہاں شرائطِ مذکورہ نہ پائیں جائیں تو وہاں کے مسلمانوں پر جمعہ واجب نہیں، شرائطِ مذکورہ بالا کی موجودگی میں مسلمانوں پر جمعہ واجب۔
اور اگر شرائط مذکورہ میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو(نہ پائی جائے) تو ان مسلمانوں پر جمعہ کی نماز واجب نہیں۔
جیسے قریہ(دیہات) کہ وہاں بسبب نہ پائے جانے شرائط کے جمعہ کی نماز واجب نہیں مگر جائز ہے۔
کیونکہ (1) شرائط کا فقدان (جمعہ) کی نَفیٔ وُجوُبْ کو مستلزم ہے۔
(2)جمعہ) کی . نفِی جَوَازْ کو مستلزم نہیں۔
(1)یعنی جہاں شرائط مذکورہ نہ پائے جائیں تو وہاں جمعہ کی نماز واجب نہیں)
(2)شرائط مفقود ہوں تو جمعہ واجب تو نہ ہوا، لیکن وہاں کے مسلمان اگر پڑھ لیں تو جائز ہے کیونکہ جمعہ کے وجوب کے احکام اور ہیں، اور جمعہ کے جواز کے احکام وجوب کے احکام سے الگ ہیں۔، لہذا اجروثواب کے حصول کیلئے جواز کافی۔
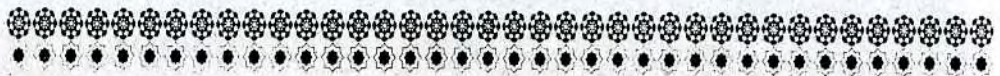
اٹھائیسویں بحث دورِاسقاط کا ثبوت

دَوَر اسقاط کی برکت سے میت قبر میں عذاب الٰہی سے نجات پاتا ہے۔

(1) ولاینبغی ان یتساھل فی ھذا الامر (ای دور الاسقاط) فان به نجاة المیت من عذاب الله تعالیٰ و غضبه.

مجموعۃ رسائل الشامی جلد۔ا۔رسالہ منۃ الجلیل لاسقاط ماعلی الذمۃ من کثیر وقلیل۔(223)

(مسلمانوں کو) چاہیے کہ وہ (دَوَر اسقاط) میں سستی نہ کریں (بلکہ میت کے قبر میں رکھنے سے پہلے پہلے دورہ اسقاط کرلے) کیونکہ (یہ حیلہ اسقاط) میت کیلئے عذابِ قبر، و غضب الٰہی سے بچنے کا وسیلہ وذریعہ ہے۔

(2) فحیلة لابراء ذمة المیت من جمیع ماعلیه ان یدفع (الی قوله) و ھذا (ای الدور المکرر) ھو المخلص فی ذلک انشاء الله تعالیٰ بمنه و کرمه. مراقی الارواح، بحث الاسقاط (263)

حیلۂ اسقاط (دراصل یہ ہے) کہ مرحوم کے ذمہ (کوان حقوق اللہ سے فارغ کرنا جواسکے ذمہ تھے اورزندگی میں اداء نہ کئے ہوں) سو حیلۂ اسقاط سے میت کاذمہ ان تمام (حقوق) سے فارغ ہوجائیگا (سوچاہئے کہ ولی میت کی جانب سے صدقہ دے اسکی نجات کیلئے حیلۂ اسقاط کرے) اور (یہ دورجومکرر کیاجاتاہے) اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے نیز اس (دور مکرر) کی برکت سے اس (میت کو عذابوں سے) نجات عطاء فرمائے گا۔

(3) الصدقة النافلة ممحاة لکثیر من الذنوب المدخلة النار. قسطلانی. کتاب العلم (۱۹۰)

نفلی صدقہ (ایسے عظیم) گناہوں کو (بھی) مٹادیتاہے جوگناہ دخول نار کے سبب ہوں (یعنی وہ گناہ جن کے کرنے سے مسلمان جہنم میں داخل ہونے کا مستحق ہوجائے مگرجب وہ مسلمان نفلی صدقہ کرے تواللہ تعالیٰ اس نفلی صدقہ کی برکت سے اسے اس عذاب سے نجات عطا کردیتاہے۔

(4) الاطعام بِرٌ مُبْتَدَاً یُصْلِحُ مَاحِیا للسیات. فتح القدیر. صوم جلد ا. (۴۰۴)

(مسکینوں کو) کھانا کھلانا (صدقہ نفلی ہے) یہ (ان) گناہوں کومٹادیتی ہیں (جوگناہ اللہ تعالیٰ

کے عذابوں کو لازم کرنے والی ہیں)

(5)و قال الامام محمدولواعطیٰ الورثة المصحف لفقیرواحدمن غیران یبین قیمة المصحف وتعداد مافات منه من الصلوٰت والصوم وغیرهما من الواجبات صح وسقط من المیت کل حق فات عنه

ملحقات السیرالکبیر لمحمد ثم خلاصة الفقه ثم تحفة الصلحا ثم اعلام المؤمنین . ص. ۳۳.

حضرت امام محمد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مرحوم سے جوحقوق اللہ فوت ہوئے ہوں (مثلا) نماز، روزہ، واجبات، وغیرہ، کی تعداد متعین کئے بغیر اگرمرحوم کے ورثاکسی فقیرکوقرآن کریم کی قیمت بتائے بغیر ''قرآن کریم'' دے دیں جائز ہے(فقیرکوقرآن کریم دینے کی برکت) سے میت کے ذمے جتنے حقوق اللہ ہوں ساقط (معاف) ہوجائیں گے۔(انشاء اللہ وتعالیٰ)

(6) وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم خلافا للمعتزلة .

متن شرح العقائدالنسفیة(۱۴۱ ۳)

(اہلسنت کے نزدیک)زندہ مسلمانوں کے صدقات اوردعائیں مرحومین کیلئے نافع ہیں (مرحومین کونفع دیتی ہیں اسکے ذمہ اگرحقوق اللہ ہوں تومسلمانوں کی دعاؤں اور صدقات کی برکتوں سے مرحوم کاذمہ فارغ ہوجاتاہے،یعنی اسکے گناہ معاف ہوجاتے ہیں،اورمرحوم کو عذابوں سے نجات مل جاتی ہے،البتہ ایک فرقہ)معتزلہ اس(قول کے)خلاف ہے (انکے نزدیک زندوں کی دعاؤں اورصدقات سے مردوں کوفائدہ نہیں ملتا)

(7) بل یتعین ذلک الوکیل لیسقط عما فی ذمة المیت ، ویتخلص من العهدة انشاء الله .مجموعة رسائل الشامی جلد ا .ص(222)

معین کرے وکیل(اس صدقے کیلئے وکیل متعین کیاجائے)تاکہ(وہ اس دوراسقاط کے ذریعے)میت کے ذمہ(جوفرائض وواجبات رہ گئے تھے)ساقط کرے۔

(حیلہ اسقاط کی برکت سے)انشاء اللہ وتعالیٰ وہ اپنے ذمہ سے فارغ ہوجائے گا۔

(اسکے ذمے جوبھی فرائض وواجبات رہ گئے تھے انشاء اللہ حیلۂ اسقاط کی برکت سے بری الذمہ ہوجائے گا)

(8) هكذاينبغى ان يفعل وان كان الشخص محافظا على صلوته احتياطا خشية ان يكون قد وقع خلل ولم يشعربه .مجموعة رسائل الشامى جلد ا .(212)

(مسلمان جب **فوت** ہوجائے) اگرچہ وہ مسلمان (مرحوم زندگی بھر) نمازیں پڑھتارہا ہو تب بھی اس بات کاخوف توہے (کہ خدانخواستہ) اس سے نماز میں کوئی خلل واقع ہوگیا ہے اوراسے علم تک نہ ہوتوچاہیے کہ (مرحوم کیلئے دوراسقاط کیاجائے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس دوراسقاط کی برکت سے نجات عطافرمائے)

﴿صاحب رسائل شامی فرماتے ہیں﴾

(۹) وقدبلغنى عن بعض مشائخ عصرنا انه كان يقول بلزوم الدورهذا هو الذى ينبغى ان يعض بالنواجذعليه ويجعل المصير اليه .مجموعة رسائل الشامى. جلد ا .(222)

کہ میرے زمانے کے مشائخ (فقہاء) میں سے ایک بزرگ (فقیہ) سے مجھ تک یہ بات پہنچی، وہ فرماتے تھے کہ دور (اسقاط) لازم ہے (اللہ اللہ یہ ایسا عظیم ومفید قول ہے) کہ جسے عقل ڈاڑ سے پکڑو (یعنی مضبوطی سے عمل کرو) اوراسی قول کی طرف راجع ہوناچاہیے۔

﴿دور اسقاط کی چار قسمیں ہیں﴾

ان میں سے ایک دور مُضمَرمُجمَلُ مُرَوَّجُ ہے

وجہ حصریہ ہے۔

کہ دَوَرْدو حالتوں سے خالی نہیں یاتو

(1) دَوَر مصرح ہوگا

(2) یا دَوَرمُضمَر ہوگا

پھرہرایک کی دو،دو قسمیں ہیں۔

(1) دَوَرِ مصرح مفصل

(2) دَوَرِ مصرح **مجمل**

(1) دَوَرِمُضمَر مفصل

(2) دَوَرِمُضمَر مجمل

﴿دورمصرح ۔ کی توضیح﴾

(1) مرحوم کا ولی، یاوکیل فقیرکوفدیہ دے دے۔

(2) وہ فقیر اس فدیہ کوقبول کرے ۔

(3) قبول کرنے کے بعدیہ فقیراس فدیہ کو مرحوم کے ولی یادکیل کو واپس دے دے۔

(4) وہ ولی یاوکیل اس فدیہ کوقبول کرکے قبضہ شرعی کیساتھ مالک بنے۔

(5) وہ ولی ،یاوکیل یہ فدیہ فقیرکو دوبارہ دے دے۔

(6) وہ ولی یاوکیل اس فدیہ کوقبول کرکے قبضہ شرعی کیساتھ مالک بنے۔

(7) وہ ولی ،یاوکیل یہ فدیہ فقیر کو دوبارہ دے دے۔

یہ ہے دورمصرح کی توضیح وطریقہ کار(اللہ تعالیٰ سے امیدقوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے اوراس دورِمصرح کی برکتوں سے اپنے بندے کے فرائض وواجبات معاف فرمادے)

﴿دورِ مضمر کی توضیح﴾

دور مضمرپھردوحالتوں سے خالی نہیں۔

(1)دور مضمریاتو ایک واسطہ سے ہوگا۔

(2)یا دو واسطوں سے۔

اگردورِ مضمر ایک واسطہ سے ہو۔تواسکاطریقہ یوں ہوگا۔مثلا

(1) مرحوم کا ولی یاوکیل فقیرکوفدیہ دیدے ۔

(2)اوریہ فقیروہ فدیہ دوسرے فقیر کوہبہ(بخش)دے وہ فقیر اس فدیہ کاقبضۂ شرعی کے ساتھ مالک بن جائے

(3)پھروہ دوسرا فقیر میت کے ولی یاوکیل کو ہبہ کرکے مالک بنادے۔

اوراگردورِ مضمردو واسطوں سے ہو تواسکا طریقہ کاریوں ہوگا۔

مثلا۔

میت کاولی یاوکیل فقیر کوفدیہ دیکر اسے مالک بنادے ۔

یہ فقیر وہ فدیہ دوسرے فقیر کوہبہ کرکے اسے مالک بنادے۔

دوسرا فقیر اس مال کا مالک بننے کے بعد تیسرے فقیر کو ہبہ کرکے اسے مالک بنادے۔ تیسرا فقیر اس فدیے کا مالک بننے کے بعد اسے پھر مرحوم کے ولی یا وکیل کو ہبہ کرکے مالک بنادے اس طرح دَوَر کرتے رہیں یہاں تک کہ میت کے ذمے جتنی نمازیں روزے واجبات وفرائض ہوں ساقط ہوجائیں (باذن الله وببركة حيلة الدور الاسقاط)

﴿آیئے دور مصرح اور دور مضمر پر﴾
فقہاء کرام کی کتابوں سے کچھ دلائل پیش کروں

(1) فحيلته لابراء ذمة الميت عن جميع ما عليه ان يدفع (ذلك المقدار للفقير) بقصد اسقاط ما يرد عن الميت (فيسقط عن المیت بقدره ثم) بعد قبضه (يهبه الفقير للولى) او للاجنبى (ويقبضه) لتتم الهبة وتملك (ثم يدفعه الموهوب له (للفقير) بجهة الاسقاط متبرعا به عن الميت (فيسقط) عن الميت (بقدره) ايضا (ثم يهبه الفقير للولى) اوللاجنبى (ويقبضه ثم يدفعه الولى للفقير) متبرعا عن الميت وهكذا يفعل مرارا (حتى يسقط ما كان) يظنه (على الميت من صلوٰة وصيام) ونحوهما مماذكرنامن الواجبات وهكذا هوالمخلص فى ذلك انشاء الله وتعالىٰ بمنه وكرمه نور الايضاح ومراقى الفلاح. (ص.263)

میت کے ذمے جو حقوق اللہ ہیں ان سے بری الذمہ ہونے کیلئے حیلۂ (اسقاط) کا طریقہ یہ ہے۔ کہ

(جتنی نمازیں روزے فرائض وواجبات اسکے ذمے باقی ہیں ان فرائض وواجبات کا (بلوغ سے قبل کا عرصہ نکال کر بقیہ عمر کا) حساب لگالے اور پھر مرحوم کا ولی یا وکیل) اسی حساب سے

(1) فقیر کو اس نیت کے ساتھ فدیہ دے دے

کہ اللہ تعالیٰ کے جو کچھ حقوق میت کے ذمے ہیں (اس فدیہ کی برکت سے) وہ ساقط (ختم) ہوجائیں۔

(2) پھر وہ فقیر یہ فدیہ جسکا وہ مالک بنا مرحوم کے ولی کو ہبہ کردے۔ اسے فدیہ کے مال کا قبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنادے (یہی دور مصرح کا طریقہ ہے اسے دورِ مصرح کہتے ہیں

جسکی تفصیل پہلے گذر چکی)
(2) پھر وہ فقیر جوفدیہ کے مال کا مالک بنا ہے کسی اجنبی کو ہبہ کردے۔
(اجنبی سے مراد وہ شخص جسکا مرحوم سے ازروئے نسب کے کوئی تعلق نہ ہو(نہ بحیثیتِ ذوالفروض کے اور نہ بحیثیتِ عصبہ کے)
اسے فدیہ کے مال کا قبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنادے، تاکہ ہبہ اور تملیک تام ہوجائے۔
(یہی دورِ مضمر کا طریقہ ہے اسے دورِ مضمر کہتے ہیں جسکی تفصیل پہلے گذر چکی)
(3) پھر مَوْهُوبٌ لَه (یعنی مرحوم کا ولی جس نے اس فقیر کوفدیہ کا مال دیا تھا، یا اجنبی اگرچہ ابتداءً وہ مَوْهُوبٌ لَه نہ تھا، کیونکہ اس فقیر کوفدیہ مرحوم کے ولی نے دیا تھا تو مَوْهُوبٌ لَه وہی ولی ہے)
سو مَوْهُوبٌ لَه وہ مال جسکا فقیر نے اسکو مالک بنایا وہ مَوْهُوبٌ لَه میت پر صدقہ کرتے ہوئے یہ مالِ فدیہ ایک مرتبہ پھر اس فقیر کودے دے (وہی نیت کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اس فدیہ کے ذریعے مرحوم کو بخش دے) اس مرتبہ کے اس عمل سے میت کے ذمے جو حقوق اللہ ہیں اس فدیہ کی مقدار کے لحاظ سے اتنے ہی نمازوں اور روزں کا ذمہ پھر فارغ ہو جائے گا۔
(4) پھر وہ فقیر جوفدیہ کے مال کا مالک بنا ہے مرحوم کے ولی کو یا اجنبی شخص کو ہبہ کردے
(اجنبی سے مراد وہ شخص جسکا مرحوم سے ازروئے نسب کے کوئی تعلق نہ ہو(نہ بحیثیتِ ذوالفروض کے اور نہ بحیثیتِ عصبہ کے)
مرحوم کے ولی کو یا اجنبی کو فدیہ کے مال کا قبضہ شرعی کیساتھ مالک بنادے۔تاکہ ہبہ اور تملیک تام ہوجائے۔
(5) پھر مَوْهُوبٌ لَه (یعنی مرحوم کا ولی جس نے اس فقیر کوفدیہ کا مال دیا تھا، یا اجنبی اگرچہ ابتداء وہ مَوْهُوبٌ لَه نہ تھا، کیونکہ اس فقیر کوفدیہ مرحوم کے ولی نے دیا تھا تو مَوْهُوبٌ لَه وہی ولی ہے)
سو مَوْهُوبٌ لَه وہ مال جسکا فقیر نے اسکو مالک بنایا وہ مَوْهُوبٌ لَه میت کیلئے صدقہ کرتے ہوئے یہ مالِ فدیہ ایک مرتبہ پھر اس فقیر کودے دے (وہی نیت کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اس فدیہ کے ذریعے مرحوم کو بخش دے) اس مرتبہ کے اس عمل سے میت کے ذمے جو

حقوق اللہ ہیں، ایک مرتبہ پھر اس فدیہ کی مقدار کے لحاظ سے میت کا اتنے ہی نمازوں اورروزں سے ذمہ فارغ ہوجائے گا۔
(6) یہ عمل باربار دہراتے رہیں یہاں تک کہ مرحوم کے ولی کے یقین کے ساتھ مرحوم کے ذمے جتنے حقوق اللہ (صیام وصلوٰۃ، وواجبات وغیرھم) ہوں وہ (باذن اللہ) وبالیقین ساقط ہوجائیں۔
یہ باربار فدیہ کا تکرار (حیلۂ اسقاط) انشاء اللہ تعالیٰ وبفضلہ وکرمہ (مرحوم کی نجات) کا ذریعہ بن جائے گا۔

﴿دَوْرِ مصرح مفصل کی توضیح﴾

دَوْرِ مصرح مفصل ﴾اس میں حقوق اللہ کے ہرفرد، اور ہرنوع، ومقدارِ فدیہ کوبیان کیاجاتا ہے

﴿دَوْرِ مصرح مجمل کی توضیح﴾

دَوْرِ مصرح مجمل ﴾اس میں حقوق اللہ کے ہرفرد، اور ہرنوع، اور ہرحق، نیز مقدارِ فدیہ کابیان نہیں ہوتا

دَوْرِ مجمل، ومفصل کی تشریح۔ بدلیل عبارات فقہاء

واطلاق كلام المصنف يدل علىٰ انه لو دفع الفدية مجملة الى الفقير الواحد قبل الدفن من غير تفصيل كل نوع من حقوق الله تعالىٰ جاز ولهذا لم يشترط المصنف العدد والمقدار وبه اخذ بعض العلماء (جواهر النفيس. ص 28)

(جواہر النفیس کے مصنف فرماتے ہیں) کہ **درهم الكيس** (نامی کتاب کے مصنف) کا کلام اس بات پردلالت کرتاہے کہ اگرفدیہ مجملہ (مرحوم کیلئے جو فدیہ بطوراسقاط دیا جائے اور فدیہ کی مقدار ظاہرومتعین نہ ہو) نیزحقوق اللہ کی تفصیل بھی بیان نہ ہو تب بھی دَوْرجائز ہے، اس بناپرمصنف نے تعددِحقوق اللہ اور فدیہ کی مقدارکے تعین کی شرط نہیں لگائی۔

افضلیت بحثیت عمل:

دَوْرِ مجمل پرعلماء کاعمل رہاہے۔ البتہ دورمفصل افضل ہے۔ نیز دَوْرِمفصل پرجمہورعلماء کاعمل رہاہے۔
(اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اوردَوْرِ مجمل ہویامفصل کی برکت سے **(مردہ)** اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے نجات پاتاہے)

﴿دَوَرُ کے انواعِ اربعہ کے جواز کا بیان﴾

خصوصیت کیساتھ دَوْرِ مضمر مجمل مروج کے جواز کا بیان

ان علاقوں (صوبہ سرحد، بلوچستان، افغانستان، سندھ، پنجاب، وکشمیر) میں دَوْرِ مضمر مجمل مروج ہے۔

اس کی چار قسمیں ہیں۔

صاحب درمختار، وطحطاوی فرماتے ہیں

اور فدیہ کی مقدار کے تعین کی شرط نہیں لگائی۔

افضلیت بحثیت عمل.

دَوْرِ مجمل پر علماء کا عمل رہا ہے، البتہ دَوْرِ مفصل افضل ہے، نیز دَوْرِ مفصل پر جمہور علماء کا عمل رہا ہے (اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور دَوْرِ مجمل ہویا مفصل کی برکت سے (**مردہ**) اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے نجات پاتا ہے)

(1) فمايفعل الآن من تدوير الكفارة بين الحاضرين و كل يقول للآخر وهبت هذه الدرهم لاسقاط ماعلى فلان من الصيام والصلوٰة وغيرهما ويقبلها الآخر صحيح. طحطاوی. الدرالمختار.

آج کل (مسلمانوں) میں دَوْرِ (اسقاط) کا عمل جاری ہے (یہ تدویر، دَوْر حقیقت میں مرحوم کے گناہوں کا) کفارہ ہے (اور طریقہ یہ اختیار کیئے ہوئے ہیں کہ ان میں ایک) دوسرے سے کہتا ہے، میں نے یہ دراھم تجھے ہبہ کیئے

دوسرا کہتا ہے، میں نے قبول کیئے، یہ عمل صحیح (جائز) ہے (مسلمان یہ عمل اس لئے کرتے ہیں تاکہ اسکے ذریعے مرحوم کے ذمے جتنی نمازیں روزے وغیرہ ہیں وہ معاف ہوجائیں)

☆۔۔۔۔۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ جب دَوْرِ مضمر مجمل مروج کا جواز ثابت ہوا تو دَوْر کے دوسرے اقسام کا جائز ہونا بھی ثابت ہوا۔

(2) ويجوز اعطاء فدية صلوٰة وصيام ايام ونحوهما لواحد من الفقراء (جملة)

نمازوں روزوں ودیگر فرائض وواجبات کا فدیہ اگر ایک ہی فقیر کو دے دیا جائے تو جائز ہے

نورالایضاح .ومراقی الفلاح (263) والفتاویٰ الحجة لقاضی خان.ثم هندیة جلد ا .فوائت(175)
وکبیری فوائت (583) وجوهرة جلد ا .(143) وسراجیه.جلد ا .(98)والمضمرات ثم جواهر النفیس
(30) وبحر الرائق.ومنحة الخالق .فوائت(98) والقدوری.والفاتح صوم جلد ا (87)

(علماء فقہ حنفی کے نزدیک جوقول)منصوص علیہ ہے

والمنصوص علیه فی المذهب وعلیه العمل ان یجمع الوارث عشرة رجال لیس فیهم غنی ولاعبد ولاصبی ولامجنون(الیٰ قوله) مماتعارفه الناس ونص علیه اهل المذهب ان الواجب اذاکثرادارو صرة.(212)

(علماء فقہ حنفی کے نزدیک جوقول)منصوص علیہ ہے،اوراسی پرعلماء کاعمل ہے(وہ یہ ہے) (کہ میت کاولی)دس آدمیوں(فقیروں)کوجمع کرے(ایسے آدمیوں کوکہ جن میں)غنی نہ ہوکوئی غلام و بچہ نہ ہو(ان دس آدمیوں میں)کوئی پاگل نہ ہو(اورمرحوم کے ذمے حقوق اللہ بھی کثیرہوں)توپھرپیسوں کی وہ تھیلی(ان دس فقراء میں)بارباپھیرناضروری ہے،یہی (فی زماننا لوگوں)میں متعارف بھی ہے اوراہل مذہب(علماء کا)اسی پرنص بھی ہے۔

﴿فقراء میں تھیلی کے باربار پھیرنے کے دلائل ملاحظہ فرمائیں﴾

(1)لادارة الصرة طرائق.مجموعه رسائل شامی(212)

صرة(وہ تھیلی جس میں مرحوم کے حیلہ اسقاط کافدیہ رکھاہواہے) پھیرنے کیلئے کئی طرق ہیں

(2) اخرج الدور.مجموعه رسائل شامی(223)

(اگرمرحوم کے ذمے.حقوق اللہ کثیرہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوتوپھر)دَوْرکو(مسلسل) چلائیں(تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیرحقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔باذن اللہ)

(3)ان یوَکل وکالة دوریة.مجموعه رسائل شامی (221)

(اگرمرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیرہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوتوپھردَوْرکیلئے)کسی (فقیرکو)وکیل بنادے(وہ فقیردوسرے فقیرکو مرحوم کے ذمے حقوق اللہ کے سقوط کیلئے یہ فدیہ دیتے ہوئے وکیل بنادے یہ دَوْرتسلسل سے ہوتارہے یہاں تک کہ وہ حقوق مرحوم کے ذمے سے ساقط ہوجائیں امیدقوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے اورفدیہ کے دَوْرسے مرحوم کے ذمے جوحقوق ہیں وہ ساقط ہوجائیں)

(4)ویعید الدور. مجموعہ رسائل شامی(223)(عاد. یعید. عودا. کسی شی کابار بار لوٹ کر آنا)
(اگرمرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیر ہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوتو پھر)دَوْر کو(مسلسل) چلائیں
(تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیرحقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔باذن اللہ)

(5)فلیقصد الی الدور. مجموعہ رسائل شامی(223)
(اگرمرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیر ہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوتو پھرمرحوم کاولی) دَوْر کا پختہ ارادہ کرے (یعنی اس قلیل فدیہ کا کئی فقیروں میں باربارپھیرنے کایاایک فقیرکودے کرمالک بنائے وہ فقیرپھرولی کوفدیہ دیکرقبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنائے۔پھرولی اس فقیر کو فدیہ کی رقم دے یہ تسلسل جاری رکھیں تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیر حقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔باذن اللہ)

(6)فَبِالدَّوْر. مجموعہ رسائل شامی(223)
(اگرمرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیر ہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوتواب یہ حقوق کس طرح ساقط ہوں؟ صاحب شامی لکھتے ہیں کہ اس کاطریقہ یہ ہے کہ یہ حقوق کثیرہ ساقط ہونگے)دو ر(مسلسل) کیساتھ(یعنی اس قلیل فدیہ کوئی فقیروں میں باربارپھیرے یاایک فقیرکودیکرمالک بنائے وہ فقیرپھرولی کوفدیہ دیکرقبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنائے،پھرولی اس فقیرکوفدیہ کی رقم دے یہ تسلسل جاری رکھیں تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیرحقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔باذن اللہ)

(7)فلیقصد م۔یرھا. مجموعہ رسائل شامی(97)
(اگرمرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیر ہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوتو پھراس فدیہ کا)دَوَر کرنے والادَوَرکاپختہ ارادہ کرے(یعنی اس قلیل فدیہ کا کئی فقیروں میں باربارپھیرنے کایاایک فقیر کودے کرمالک بنائے وہ فقیرپھرولی کوفدیہ دیکرقبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنائے،پھرولی اس فقیرکوفدیہ کی رقم دے یہ تسلسل جاری رکھیں تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیرحقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔باذن اللہ)

(8)فیدور المقسط بنفسه وارثا اوغیره اویوکل غیره. مجموعه رسائل شامی (97)
(اگرمرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیرہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوتوپھر جومسلمان اس مرحوم کے ذمے ان حقوق کثیرہ کو) ساقط کرنے والا ہو(چاہے وہ ساقط کرنے والا مرحوم کا) وارث ہویاکوئی دوسرا (مسلمان ہو وہ اس قلیل فدیہ کا) دَور کرے (یاوہ مسقط۔حقوق کو مرحوم کے ذمے سے ساقط کرنے والا۔چاہے مرحوم کاوارث ہویاکوئی بھی مسلمان ہووہ اس عمل سقوط''دَوراسقاط'' پر) کسی (بھی مسلمان) کووکیل بنائے۔
(تاکہ یہ قلیل فدیہ کئی فقیروں میں باربارپھیرے یاایک فقیرکودے کرمالک بنائے وہ فقیر پھرحقوق کے ساقط کرنے والے کو فدیہ دیکرقبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنائے،پھرساقط کرنے والا(خود وارث ہویاکوئی مسلمان یاوکیل)اس فقیرکوفدیہ کی رقم دے یہ تسلسل جاری رکھیں تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیرحقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔
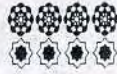
(9)فحینئذ تصیرفدیة عشر سنین موداة فی دور واحد. مجموعه رسائل شامی (223)
(اگرمرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیرہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوپھراس قلیل فدیہ کوکئی فقیروں میں باربارپھیرا گیا یاایک فقیرکودے کرمالک بنایااس فقیرنے پھرولی کوفدیہ دیکر قبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنایا،پھرولی نے اس فقیرکوفدیہ کی رقم دے دی :یاکئی فقراء نے ایک دوسرے کوہبہ کرتے ہوئے یہ تسلسل جاری رکھا۔توتسلسل دَورکا ایک مرتبہ بھی(باذن اللہ تعالیٰ) اس مرحوم کے دس سال کیلئے کفایت کریگا (سبحان اللہ اگردَورکے ایک مرتبہ سے مرحوم کے دس سال کے وہ حقوق جواس کے ذمے ہیں ساقط ہوجاتے ہیں توپھرجب کئی مرتبہ دورِمذکورکیاجائے تو کتنے سالوں کے حقوق سے مرحوم کاذمہ فارغ ہوگا)

(10)واذا کان الولی جاهلا فلابد حینئذ (ای حین الدور)من توکیل من یدرک ذلک کله من اهل العلم والصلاح. مجموعه رسائل شامی (223)
(صاحب شامی لکھتے ہیں) کہ (مرحوم کاولی مرحوم کے ذمے حقوق اللہ جومرحوم کے ذمے ہیں کثیرہیں اوریہ چاہتاہے کہ ان حقوق سے مرحوم کاذمہ فارغ ہوجائے مگر)ولی کو

(دورِاسقاط کاطریقہ)نہیں آتاتو(اس وقت ولی کیلئے)لازم ہے کہ(وہ دَوَر کیلئے) صاحبان علم ودانش کو(جو)دورِاسقاط کے تمام طرق کوجانتے ہوں کو وکیل بنائے(تاکہ وہ صاحبانِ علم ودانش اس عمل ''دوراسقاط'' کو جاری کریں وہ علماء مسلسل دَورکریں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم اوردورِاسقاط کی برکتوں سے مرحوم کے ذمے جوحقوق ہیں کوساقط کردے)

(11) **فتکون الوکالة لاحد اهل العلم العارفین بذلک (ای بالدور)مجموعه رسائل شامی(223)**

(صاحبِ شامی لکھتے ہیں) کہ (مرحوم کے ذمے اگر حقوق اللہ کثیر ہوں اورولی چاہتاہے کہ ان حقوق سے مرحوم کاذمہ فارغ ہوجائے اورولی)صاحبانِ علم ودانش میں سے کسی کووکیل بنائے(تاکہ وہ بہتراندازسے مرحوم کے ذمے کوحقوق اللہ سے فارغ کرسکیں) تو (ولی کاصاحبانِ علم ودانش میں سے کسی ایک کو)وکیل بناناصحیح ہے اوریہ وکالت درست ہے

❀❀❀❀
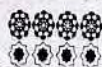
میں(مفتی شائستہ گل) کہتاہوں،کہ عباراتِ مذکورہ میں(لفظ)**دَورْ** : باربارذکرہوا،لفظ دَورْ عبارات مذکورہ میں مطلق ہے(اورقاعدہ ہے **المطلق یجری علی اطلاقه۔** مطلق اپنے اطلاق پرجاری ہوتاہے)اس قاعدہ کومدِ نظررکھتے ہوئے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ دَورْ(دَورْ) کے تمام اقسام کوشامل ہے۔چاہے

وہ. دَورِ مصرح مفصل .ہو۔

یاوہ. دَورِ مصرح **مجمل**.ہو۔

یاوہ ۔ دَورِمُضْمَر مفصل .ہو۔

یاوہ ۔ دَورِمُضْمَر مجمل.ہو۔

چونکہ ہمارے زمانہ میں خصوصا ان علاقوں(صوبہ سرحد،بلوچستان،افغانستان، سندھ، وکشمیروغیرہ)میں دورِ مضمرمجمل مروج ہے۔اورمندرجہ بالا تمام دلائل وبراہین سے ثابت ہوا کہ دورمضمر مجمل جائزہے سومسلمان دورمضمرمجمل کے عامل رہیں کہ اس میں مسلمانوں کیلئے بھی آسانی اور مرحوم کے مغفرت کا ساماں بھی۔(باذن اللہ)
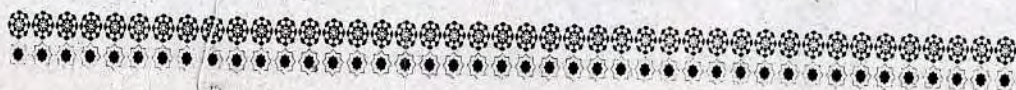
﴿دورِاسقاط کا ثبوت قرآن کریم﴾

کی آیات کی روشنی میں۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(1) مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِىْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ (الآیۃ)سورۃ نساء پارہ 4

(اللہ حکم دیتا ہے تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں۔

بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔

☆۔۔پھراگرصرف لڑکیاں ہوں ،دوسے زیادہ، توان کے لئے ہے جوکچھ تم نے چھوڑا، دوتہائی (حصہ)

☆۔اوراگرایک لڑکی ہوتواس کے لئے (ترکہ میں سے پورے مال کا) آدھا(حصہ) ہے

☆۔اور(اگرمرحوم کے والدین زندہ ہوں) توہرایک کو ترکہ میں سے چھٹا(حصہ) ہے۔ بشرطیکہ مرحوم کے لئے اولاد(موجود) ہو۔

☆۔۔۔پھراگرمرحوم کی اولاد نہ ہو(صرف)ماں باپ ہوں تو(مرحوم کی)والدہ کوتہائی(حصہ ملے گا)

☆۔۔پھراگر مرحوم کے کئی بہن بھائی ہوں،توماں کاچھٹا(حصہ) ہے(۔تعلیق۔مترجم)

☆ ..مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِىْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ.

اس وصیت(کوپورا کرنے) کے بعدجو(مرحوم) کرگیا ہے۔

آیت مذکورہ میں دَوراسقاط کے ثبوت کیلئے لفظ وَصِيَّةٍ ہی میری دلیل ہے کیونکہ لفظ'' وَصِيَّةٍ'' مطلق ہے،اس وصیت میں دَور (کیساتھ وصیت کوپورا کرنا) اوردَور(کے بغیرمیت کی وصیت پوراکرنا) دونوں حالتوں کوشامل ہے،کیونکہ لفظ وَصِيَّة کسی قید کیساتھ مقیدنہیں بلکہ مطلق ہے،علم اصول کاقاعدہ ہے(**المطلق یجری علی اطلاقه**) مطلق اپنے اطلاق پرجاری ہوتا ہے،کیونکہ مطلق کاجوبھی فردپایا جائے وہ اپنے اطلاق پرایسا قائم رہتا ہے جیسے منصوص علیہ۔چونکہ دَور بھی لفظ :وَصِيَّةٍ: کا ایک فرد ہے۔سوجب دَور کیے بغیر کے وصیت کاپورا کرنا ثابت تو دَور کیساتھ بھی وصیت پورا کرنا ثابت ہوا۔سو

اگر کوئی اس کا منکر ہوتو ایسا ہے جیساوہ،فرض نماز،روزہ، حج، زکواۃ کا ودیگر احکام دین کامنکر یعنی فرد کی تصریح قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔جیسے قرآن کریم میں ایمان لانے کاذکرہے ،اعمال کاذکرہے(مگرایمان کن کن ذوات قدسیہ پرلانالازم نیز کن کن اشیاء پرایمان لانالازم ہرفرد کاالگ الگ ذکرنہیں(ان افراد کاذکرپھراحادیث مبارکہ میں ملتا ہے) سووہ شخص جو دَور کا منکرہوگا، وہ لفظ :**وَصِيَّةٍ**: کے ایک فرد کامنکرہوگا،سومنکراپنی انکارکیوجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔

ثابت ہوا کہ''**وَصِيَّةٍ**''دَورِمُضمَر مجمل ہے۔جوبحمدہ تعالیٰ رائج ہے۔

دوسری دلیل

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْدَيْنٍ. الآية .سورة نساء

مرحوم کی وصیت کوپوراکیاجائے اور(اگراس پرقرضہ ہوتو)قرضہ (اداء کیاجائے اسکے بعد ذوالفروض ،عصبہ وغیرہ کے حصص قرآن وحدیث کے بیان کردہ اصول کے مطابق اداء کیے جائیں)آیت مذکورہ میں لفظ وصیت ہی میری دلیل ہے جسکی پوری بحث اوپرگذرگئی

تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْدَيْنٍ. الآية .سورة نساء

آیت مذکورہ میں لفظ وصیت ہی میری دلیل ہے جسکی پوری بحث اوپرگذرگئی۔

چوتھی دلیل

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْدَيْنٍ. الآية .سورة نساء

آیت مذکورہ میں لفظ وصیت ہی میری دلیل ہے جسکی پوری بحث اوپرگذرگئی۔

پانچویں،چھٹی ،ساتویں،آٹھویں، دلیل ان ہی مذکورہ آیات میں لفظ (**دَيْنٌ**) ہے۔

﴾دورِ اسقاط کا ثبوت بالاَحادیثِ القَولِیّہ وَالفِعلَیّہ﴿

(1) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لا یصوم احد ولکن یطعم عنہ.

رواہ النسائی، وعینی البخاری ثم حاشیۃ البخاری صوم (262) ومجموعۃ رسائل الشامی جلد 1 (313) ومجمع الانہار صوم (242) والآثار جلد 1 (141) والسنن الکبریٰ ثم جوہر النقی جلد 4 والذیلعی جلد 2 (463) ودرایۃ (177)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اگر کسی سے فرض روزہ رہ گیا ہو اور وفات پاجائے تو مسلمان مرحوم کی جانب سے) روزہ نہ رکھیں بلکہ (اسکے ایصال ثواب کے لئے مسکینوں کو) کھانا کھلا دے۔

وجہ استدلال اس حدیث میں (ولکن یطعم) کے الفاظ ہیں۔

ولکن یطعم مطلق ہے (سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ اسکی جانب سے کھلا دے، یہ مطلق ہے کیونکہ کونسا کھانا کھلائیں کتنا کھلائیں کب کھلائیں کتنے آدمیوں کو کھلائیں کس وقت کھلائیں وغیرہ ذلک) دَور کے بعد کھلائیں یا دَور سے پہلے، معلوم ہوا یہ مطلق ہے سو یہ دَور اور غیر دَور دونوں حالتوں کو شامل، نیز میت کی جانب سے کوئی بھی کھلا دے چاہے میت کا ولی ہو، یا کھلانے والا کوئی اجنبی ہو، یا متبرع ہو (میت کی جانب سے کھلانے والا صرف صدقہ کرنے والا ہو، تا کہ مرحوم کو ثواب پہنچے، اس طرح صدقہ کرنے والے کو متبرع کہتے ہیں) یا ولی کسی سے قرض لے کر فقیروں مسکینوں کو میت کی جانب سے کھلائے، یا میت کا ولی کسی سے عاریتاً لیکر کھلائے، "ولکن یطعم" کے الفاظ سب کو شامل ہیں۔

فائدہ۔ اس حدیث سے نماز کا فدیہ صراحتاً ثابت ہوا۔ سو جس نے اس سے قیاساً یا استحساناً اثبات کیا ہے سو وہ بھی ہمارے لئے مفید ہے کیونکہ یہ دوسرے درجہ کی دلیل ہے۔

﴾عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے﴿

(2) عن بنُ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن رسول اللہ ﷺ قال من مات وعلیہ صیام شہر رمضان فلیطعم مکان یوم مسکینا. رواہ الترمذی وقال والصحیح انہ

موقوف علی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔مشکوٰۃ ۔صوم قضاء (194)
حضرت نافع حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص وفات پا جائے (اس حال میں) کہ اس پر (اسکے ذمہ) رمضان کے روزے رہ جائیں، سو (اسکے ولی کو چاہیے کہ اسکی جانب سے فدیہ کے طور پر) ایک مسکین کو کھانا کھلادے۔
اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی لکھا اور فرمایا، صحیح یہ ہے کہ حدیث مذکور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔
وجہ استدلال اس حدیث سے (فلیطعم) کے الفاظ ہیں۔
(فلیطعم) مطلق ہے، مطلق اپنے تمام افراد کو شامل ہوتا ہے۔اور ان افراد میں ایک فرد۔
دَوَرِمُضْمَرْ مجمل ہے، جو بحمدہ تعالیٰ ہمارے ہاں طریقہ مروجہ ہے، اسی پر عمل ہے۔
مندرجہ بالا دلائل میں فقیر نے احادیثِ قولیہ پیش کیں اب احادیثِ فعلیہ ملاحظہ فرمائیں

❀❀❀❀❀❀❀

☆۔۔(2) جاء الصحابی الی النبی ﷺ فقال هلكت اهلكت فقال كيف قال جامعت امرأتی فی نهار رمضان فقال فعليک اعتاق رقبة فقال رقبتی هذه وليس لی غيرهافقال (ﷺ) صم شهرين متتابعين فقال ليس لی طاقة صوم واحدجامعت مع امرأتی فكيف اصوم شهرين فقال اعط طعام ستين مسكينافقال ليس لی طاقة انابنفسه مسكين فقال اعطنی صاعامن تمرلافک به رقبتک فقال والله ليس عندی صاع تمر فقال ﷺ ياعثمان اعط لذلک الرجل صاعامن تمرففعل عثمان بن عفان كماامرالنبی ﷺ اعطیٰ لذلک الرجل فقال له النبی ﷺ اعطنی هذاالصاع من التمرمن فدية صوم واحد ففعل وقبل النبی ﷺ فكذ لک ستين مرة بالايجاب والقبول فقال ﷺ قد فک رقبتک بهذه الحيلة واعط الصاع مسكينافقال والله ليس المسكين افضل منی فتبسم النبی ﷺ واعطیٰ له الصاع.فتاوىٰ املح.

❀❀❀❀❀❀❀

☆۔۔ایک صحابی حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیامیں ہلاک

ہوااور(اپنی زوجہ کو)ہلاک کیا۔
☆۔۔حضور پرنور ﷺ نے فرمایا،کیسے۔صحابیؓ نے عرض کیا،میں نے اپنی زوجہ سے رمضان کے مہینہ میں دن کومجامعت کی۔
☆۔۔حضور پرنور ﷺ نے فرمایا(اس کا کفارہ یہ ہے) کہ تو ایک غلام آزاد کر۔
☆صحابیؓ نے عرض کیا سرکار میری گردن تو یہ ہے اسکے علاوہ میرے پاس کوئی گردن نہیں
☆۔۔حضور پر نور ﷺ نے فرمایا(اگر تیرے پاس کسی غلام کوآزاد کرنے کے لئے کچھ نہیں تو پھر) دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو۔
☆۔۔صحابیؓ نے عرض کیا مجھ میں ایک روزہ رکھنے کی طاقت نہ تھی(صبر نہ کرسکا اور عمل مذکور صادر ہوا) تو دو مہینے کے مسلسل روزے کیسے رکھ سکوں گا۔
☆۔۔حضور پرنور ﷺ نے فرمایا۔(پھر) ساٹھ مسکینوں کوکھانا کھلا دو۔
☆۔۔صحابیؓ نے عرض کیا۔(یارسول اللہ ﷺ)میں خود مسکین ہوں اتنی طاقت نہیں (کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دوں)
☆۔۔حضور پرنور ﷺ نے فرمایا۔(پھر یوں کرو کہ) ایک صاع (ساڑے چار کلو) کھجور مجھے دو تاکہ اسکے ساتھ(فدیہ دیکر) تیری گردن آزاد کردوں۔
☆۔۔صحابی نے عرض کیا(یارسول اللہ ﷺ)میرے پاس ایک صاع (بھی)نہیں(جو آپکی خدمت میں پیش کرسکوں)
☆حضور پرنور ﷺ نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ سے)فرمایا اسے ایک صاع کھجور دیدو
☆۔۔حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اسے ایک صاع کھجور دی۔
☆۔۔حضور پرنور ﷺ نے اس سے فرمایا۔ایک روزے کے بدلے یہ ایک صاع کھجور مجھے دے دو۔
☆۔۔صحابیؓ نے ایک صاع کھجور حضور پرنور ﷺ کو دے دیا۔
☆۔۔حضور پرنور ﷺ نے قبول فرمائے۔
☆۔۔حضور پرنور ﷺ نے وہ کھجور اس صحابی کو واپس دے دیں۔

☆ ۔۔پھر صحابیؓ سے فرمایا (اب یہ) کھجور مجھے دے دو۔
☆ ۔۔صحابیؓ نے وہ کھجور پھر رسول اللہ ﷺ کو دے دیں۔
☆ ۔۔اس طرح دَور ہوتا رہا۔
☆ ۔یہاں تک کہ ساٹھ مرتبہ ایجاب وقبول ہوتا رہا (ایجاب وقبول، ایک کا دینا دوسرے کا قبول کرنا)
☆ ۔۔(جب ساٹھ مرتبہ دَور پورا ہوا)
☆ ۔۔تو حضور پرنور ﷺ نے اس سے فرمایا۔
☆ ۔۔بیشک اس حیلہ کیساتھ تیری گردن آزاد ہوگئی۔
☆ ۔۔(اب جاؤ اور) کھجور کا یہ ایک صاع کسی مسکین کو دے دو۔
☆ ۔(وہ صحابیؓ پھر عرض گذار ہوا یارسول اللہ ﷺ) اللہ کی قسم مجھ سے زیادہ مسکین کوئی نہیں
(اس بات سے حضور پرنور ﷺ خوب محظوظ ہوئے) تبسم فرمایا اور وہ صاع اسی کو عطا فرمایا
☆ ۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں، حدیث مذکورہ بالا سے دو باتیں ثابت ہوئیں

۞۞۞۞۞

(1) اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

(2) **دَورْ** ۔ جو الحمد للہ ہمارے ہاں رائج ہے۔

اللهم صل علی النبی المختار صلی الله علیه وسلم

اللهم صل علی النبی المختار صلی الله علیه وسلم

اللهم صل علی النبی المختار صلی الله علیه وسلم

اللهم صل علی النبی المختار صلی الله علیه وسلم

اللهم صل علی النبی المختار صلی الله علیه وسلم

﴿دَور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے بھی ثابت ہے﴾

(4)قال المؤرخ صاحب الفتوح محمد بن عمر الواقدی اخبرناابوعاصم عن ابن جریج عن ابن شهاب عن ابی مسلمة عن ابی موسیٰ الاشعری قال فعل عمر رضی الله عنه تداورجزء القرآن من مالی لا (الیٰ) عم یتسآء لون :
فی عشرین رجلاً بعد صلوٰة الجنازة لامرأة ملقبة بحبیبة زوجة قلاب (وفی نسخة مِلاب)فتاویٰ السمرقندی ثم المنهاج الواضح. ودرة البررة للغزالی.

محمد بن عمر الواقدی رحمت اللہ علیہ (عظیم)

مورخ ومؤلف (الفتوح) فرماتے ہیں، ہمیں ابوعاصم نے خبردی، وہ ابن جریج سے روایت کرتے ہیں وہ ابن شہاب سے وہ ابوسلمہ سے وہ ابوموسیٰ اشعری سے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک خاتون حبیبہ جوقلاب یاملاب (بشک راوی) کی زوجہ تھی (وفات ہوئی) توانکی نمازجنازہ سے فارغ ہوکرحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس آدمیوں کے درمیاں (یعنی بیس آدمیوں کوبٹھاکر) قرآن کریم (کے جو اجزاء موجود تھے جومختلف اشیاء پرلکھے گئے تھے، جواجزاء میسرآئے، ان اجزاء مبارک کولیکر) دَور فرمایا (اس وقت جواجزاء مبارک میسرآئے یہ تھے) مَالِیَ لَا۔ سے لیکر۔عم یتسآء لون۔ تک (انہی کو لیکردَور فرمایا)

اس حدیث سے چنداشیاء ثابت ہوئیں۔

(1) دَور۔بعد الجنازة۔

(2) دَور میں قرآن کریم کاشامل کرنا۔

(3) دَور میں چندافراد کابیٹھنا۔

الحمد للہ آج بھی مسلمانوں میں یہ عمل رائج ہے۔
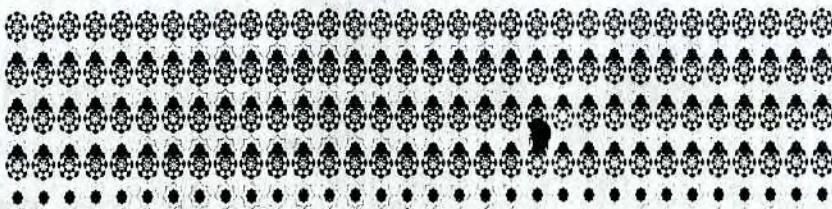
﴿حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان﴾

(5) حدثنا العباس بن سفیان عن ابی علیة عن ابن عون عن محمد عن عبدالله بن عمر قال قال ایها المسلمون اجعلو القرآن وسیلة لنجاة الموتیٰ فتحلقوا (ای وادار وه) وقولوا (ای فی الدعاء) اللهم اغفر لهذ االمیت بحرمة القرآن المجید .

حضرت عباس بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوعلیہ سے وہ ابن عون سے وہ محمد سے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اے مسلمانوں مرحومین کی نجات کے لئے قرآن کریم کو وسیلہ بناؤ، سوحلقہ بناؤ (یعنی دَور کرو) اور (اللہ تعالیٰ سے مرحوم کیلئے دعا مانگتے ہوئے یوں) کہو یااللہ قرآن مجید کی عزت وحرمت کا واسطہ اس مرحوم کو مغفرت نصیب فرما۔

﴿القرآن شافع للمؤمنين حياتا وبعد ممات﴾

(6) وثبت بهذالسند (الآتی) ایضا اخبرنا سعد عن ایوب عن جمیع عن عبدالرحمٰن عن ابی بكرة انه اوجد دوران القرآن عمرو القرآن شافع للمؤمنین حیاتاو بعد ممات الفتاویٰ السمرقندیة لابی اللیث .ثم منهاج الواضح(264)

آنے والی سند سے بھی دور ثابت ہوا۔

ہمیں خبر دی سعد نے وہ ایوب سے وہ جمیع سے وہ عبدالرحمٰن وہ ابوبکرۃ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے قرآن کریم کے دور (کا طریقہ) حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ سے پایا ہے قرآن کریم مسلمانوں کی حیات میں بھی شفاعت کرنے والا ہے اوروفات کے بعد بھی اس سند سے بھی دَور ثابت ہوا۔

﴿دَور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں﴾

(7) وشاع فعله (ای فعل الدور) فی زمان خلافة عثمان وقال الامام السمرقندی ثم اشتهر فی خلافة هارون .الفتاویٰ السمرقندی لابی اللیث ثم منهاج الواضح.(264)

دَور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عام ہوا، امام سمرقندی فرماتے ہیں پھر ہارون الرشید کے دَورِ خلافت میں بہت شہرت پاگیا۔

﴿امام محمد رحمت اللہ علیہ دوسرے طبقہ کے مجتہد و، دَوَر﴾

(8) قال الامام محمد اسهل طريقته ان يبيع الوارث على الفقير مصحفا صحيحا قابلا للقرأة بغبن فاحش ثم يهب الفقير ثم فثم حتىٰ يستتم لعل الله تعالىٰ يجعله فدية فى مقابلة الصوم والصلوٰة والزكوٰة والمنذورات . كتاب الحيل لمحمد ثم درة البررة للغزالى ثم منهاج الواضح .(268)

امام محمد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ (دورِ اسقاط کا) آسان طریقہ یہ ہے کہ (مرحوم) کا وارث ایسا مصحف جو صحیح الاوراق ہو، قابلِ تلاوت ہو، (یعنی حروف واضح ہوں) فقیر کو غالی قیمت کیساتھ فروخت کردے، پھر وہ فقیر اس نسخہ کو (میت کے وارث یا اجنبی کو) بخش دے (وارث یا اجنبی کو قبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنادے) اسی طرح ایک دوسرے کو مسلسل ہبہ کرتے رہیں، حتیٰ کہ (مرحوم) کی جتنی نمازیں روزے زکوٰۃ اور مانے ہوئے نذور اسکے ذمے رہ گئے ہوں اسکے لئے دَوَر مکمل ہو جائے) اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے امید قوی ہے کہ اس حیلہ (دَور اسقاط) کو مرحوم کی نمازوں روزں زکوٰۃ اور مانے ہوئے نذور (جو اسکے ذمہ رہ گئے ہوں) کے بدلے فدیہ بنالے۔

میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ امام محمد رحمت اللہ علیہ جو طبقۂ ثانیہ کے مجتہد ہیں، اس نے دَورِ اسقاط کو صرف تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کو دَورِ اسقاط کا آسان طریقہ بھی سکھادیا۔

﴿دَور اسقاط کے بارے میں معتبر علماء کرام کے اقوال﴾

(1) المنصوص عليه فى المذهب وعليه العمل ان يجمع الوارث عشرة رجال ليس فيهم غنى ولا صبى ولا مجنون (الىٰ قوله) ومما تعارفه الناس ونص عليه اهل المذهب ان الواجب اذا اكثر الواجب اداروا صرة مشتملة على نقود او غيرها كجواهر او حلى وبنو الامر على اعتبار القيمة ولادارة الصرة طرائق. مجموعة رسائل . جلد ۱ (212.211)

جوبات مذہب میں منصوص علیہ ہے اور اسی پر عمل ہے، وہ یہ ہے کہ میت کا وارث ایسے دس آدمیوں کو جمع کرلے جن میں غنی، نابالغ، و مجنون (پاگل) نہ ہو (الیٰ قولہ) وہ قول جس پر اہل مذہب کی تصریح موجود ہے اور مسلمانوں میں مشہور ہے، کہ جب (مرحوم کے ذمے واجبات (فرائض۔ نمازیں، روزے، نذور، وغیرہ) کثیر ہوں تو پھر وہ تھیلا جس میں نقدیات

موجود ہوں مثلاً۔جواہرات،یازیورات وغیرہ تواس تھیلے(کاآپس میں بارباردَورکریں) (اس تھیلے میں جوکچھ ہے)علماء کرام نے اسکی قیمت کااعتبارکیا(یعنی اسمیں جتنا کچھ ہے اس سے فدیہ کاحساب لگاکردَورکریں تاکہ میت کے ذمہ جتنے فرائض وغیرہ ہیں اسکے لئے وہ دَورکفایت کرے)نیز صرۃ(تھیلہ)پھیرنے کے کئی طریقے ہیں۔

﴿علامہ شامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں﴾

(2)والمنصوص فی کلامھم متونا وشروحا وحواش ان المیت لولم یترک شیئا یفعل لہ ذلک (ای الدور)الوارث من مالہ انشاء،فان لم یکن للوارث مال یستوھب من الغیراو یستقرض لیدفعہ للفقیرثم یستوھبہ من الفقیر و ھکذا.مجموعة رسائل الشامی جلد ا .(212)

علماء کرام کے قول میں جس قول پرمتون،وشروح ،وحواشی میں تصریح کی گئی ہے۔یہ ہے کہ(اگر)میت نے ترکہ میں کچھ بھی نہ چھوڑاہو،سواگروارث چاہے تواپنے مال میں سے اسکے لئے (دَوراسقاط) کرے،اوراگر میت کے وارث کے پاس مال نہ ہو(جس سے وہ میت کے فرائض وغیرہ کافدیہ اداکرسکے)توکسی سے یاتوبطور ہبہ یابطورقرض رقم لے لے،تاکہ وہ(وارث یہ مال)فقیرکو(میت کے فدیہ)میں دے،پھروہ وارث کو ہبہ کردے(بخش دے اورقبضہ شرعی کیساتھ وارث کومالک بنادے پھروارث اس فقیرکومال ہبہ کردے فقیرقبول کرلے وہ فقیریہ مال پھروارث کوہبہ کردے)اس طرح(دَور کرتے رہیں تاکہ میت کے ذمے جوفرائض وواجبات ہیں اسکے ذمے سے ساقط ہوجائیں)

﴿فقہاء لکھتے ہیں﴾

(3)وان کانت الصلوٰۃ کثیرۃ والحنطۃ قلیلۃ ثم یعطیٰ ثلاثۃ اصواع عن صلواۃ یوم ولیلۃ مع الوتر،مثلا الیٰ الفقیرثم یدفعھا الفقیرالیٰ الوارث ثم یدفعھا الوارث الی الفقیرثم یدفعھاالفقیر الی الوارث ھکذا یفعل مرارا حتیٰ یستوعب الصلوٰۃ ونحوھا

❀❀❀❀

کبیری فوائت.(583)والتتارخانیہ .ثم مختصر.ثم جواھر النفیس (30)وبرھانہ جلد ا (332)ولملتقط.ثم الاشباہ فن.5.حیلہ (414) وشرح ھدیة ابن العماد عن

والده معزیا الی احکام الجنائز .ثم منحة الخالق.فوائت جلد ۲ (97)وجامع الرموز.صوم (162)

اگر(وارث میت کے فدیہ میں گندم دینا چاہتا ہے) مگر(فدیہ میں دیا جانے والا)گندم کم ہے اور(مرحوم کے ذمے حقوق اللہ مثلاً) نمازیں وغیرہ کثیر ہیں،تووہ(وارث میت کے فدیہ میں) تین صاع (ساڑے تیرہ کلو) ایک دن کی نمازوں بمع وتر کے بدلے فقیر کودیدے۔

(ہر نماز کے بدلے سوادوکلوگندم کافدیہ بنا وہ فقیریہ فدیہ قبول کرلے) پھرفقیروہ فدیہ وارث کوہبہ کرے (وارث کوقبضہ شرعی کیساتھ مالک بنادے) پھروہ وارث یہ فدیہ فقیر کو دے پھروہ فقیروارث کوہبہ کردے(وارث کوقبضہ شرعی کیساتھ مالک بنادے)اسی طرح کئی مرتبہ دَورکرلے حتیٰ کہ(یہ فدیہ ان)نمازوں وواجبات وزکوٰۃ ونذورکی)کفایت کرے۔

﴿میت کی جانب سے ولی کی تبرع﴾

(4) ان تبرع الولی بالاسقاط یجوز.

اگرولی نے(میت کے ذمے حقوق اللہ کے)اسقاط کیلئے تبرعاً(اپنی جانب سے فدیہ دیا)جائز ہے۔ حوالے ملاحظہ فرمائیں

(1).فتاویٰ الحجة للقاضی خان (2) ثم الهندية.فوائت جلد ۱ (170)(3) وكبيرى.(583) (4)والمراقى(263) (5)وشامى جلد ۱ (292)(6) ومجموعة رسائل الشامى جلد ۱ .(210تا.219) (7)والفاتح صوم(178)(8)واللباب جلد ۱ (143) (9)وجوهرة (43)(10)وجامع الرموز جلد.صوم (162)(11)والملتقى ثم مجمع الانهر صوم (243) (12)وتتارخانيه(13) ثم كبيرى (583)(14)وتنويريه(492)(15)وعين الهداية جلد ۲ .(1253)(16)والملتقط ثم الجواهر(17) (17) وبرهنه جلد ۲ (336)(18)ونور الهدىٰ جلد ۲ .(260)(19) وقاضى خان(186)(20) ومالابد منه(108)

(5) ویجوز تبرع الاجنبی به.

(میت پرحقوق اللہ ہوں اسکے اسقاط کیلئے اگر)اجنبی تبرعاً(فدیہ بصورت دَور) دینا چاہے توجائز ہے۔ حوالے ملاحظہ فرمائیں

(1)المراقى (363) (2)والطحاوى(262)(3)شامى جلد ۱ .(492)(4)وعينى الهداية (1252) (5) وبرهنه جلد ۱ (221) (6) ومنحة الخالق جلد ۲ .صوم (97)
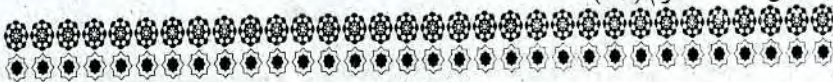
﴿خطبہ دورِ اسقاط﴾

اردو،زبان میں

مرحوم یامرحومہ کے ورثاء مرحوم یامرحومہ کے بلوغ سے لیکروفات تک اسکی عمرکاحساب لگا کراس حساب سے اسکے ذمہ روزہ اورنمازوں کاحساب لگاکرفدیہ نکال لیں برکت کے حصول کیلئے قرآن کریم بھی ساتھ رکھ لیں اورکسی فقیرکودے دیں اوراگرفدیہ اس کے روزوں اورنمازوں سے کم پڑھ رہاہوتو بہتر ہے کہ جنازہ پڑھ کرچندعلماء صلحاء دائرہ بنا کر بیٹھ جائیں،مرحوم یامرحومہ کے ورثاء تبرعاً یااجنبی تبرعاً یہ فدیہ جسے دے وہ مندرجہ ذیل الفاظ کہے

خطبہ مندرجہ ذیل ہے۔

فرائض وواجبات،اورنذروں کے کفارات بلکہ جمیع حقوق اللہ جومرحوم یامرحومہ کے ذمہ واجب الاداتھے،امیدقوی ہے کہ اس مرحوم یامرحومہ نے وہ اداء کئے ہونگے،مگر عذریا نسیان کے سبب بعض رہ گئے ہونگے،اب ان حقوق کے اداء کرنے سے یہ مرحوم یا مرحومہ بسبب رحلت کے عاجزہے،سویہ کلامِ پاک جس کی قیمت بے انتہاء اوربرکت بہت زیادہ ہے اوریہ مال ومتاع بغیرظروف کے ان حقوق کے عوض میں جن کے بدلے میں حضورِ پرنور ﷺ نے فدیہ مقررومتعین کیاہے،میں نے بطورِحیلۂ اسقاط قبول کیا،پھروہ دوسرے کوبخشے،دوسراعالم اسے قبول کرے پھرتیسرے کوبخشے وہ قبول کرکے چوتھے کوبخشے اس طرح دورکرتے رہیں، حتیٰ کہ مرحوم یامرحومہ کے ذمے سے حقوق اللہ ساقط ہوجائیں ۔(باذن اللہ تعالیٰ) تعلیق مترجم)
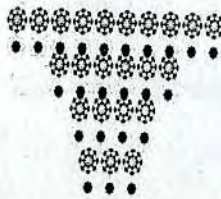
﴿خطبہ دورِ اسقاط﴾

پشتو زبان میں

دَفرَائِضُو دَوَاجِبَاتُو دَنذُورَاتُو دَکفارَاتُو بَلکِهٗ جَمِیعُ حُقُوقُ دَبارِیٔ تَعَالیٰ چهٔ وَاجِبُ الْاَدَاءُ وُوِیٔ زِمَهٔ دَدِے حَاضِرُ مُتوَفّی یَامُتوَفَّاةٗ بَاندِے سَائِیرِیٔ دَشَانُ دَمُسُلمَانُ سَرَهٔ چهٔ اَکثرُبَه ئِے اَدَاکړے وِیٔ اَوبَعضے بهٔ تِرینهٔ فُوتُ شوِے وِیٔ پهٔ سَبَبُ دَعُذرُ اَوْ نِسیَانُ سَرَهٔ ،اُوسُ دِے دَ اَدَا دَهَغِے مَافَاتُو ځنے عَاجِزَهٔ دِے پهٔ سَبَبُ دَمرګ سَرَهٔ دَا کَلَامُ اللّٰهُ چهٔ قِیمَتُ ئِے بِلَاانتِهَاء دِے اَوبَرَکَتُ ئِے ډیرُ زِیَاتُ دِے اَودَامَالُ مَتَاعُ بَغَیرُدَدِے ظُرُوفُ نه پَه بَدَلَهٔ دَهَغَهٔ حُقُوقُو کِښے چه شَارِعِ ﷺ پَکښے فِدیَهٔ مُقَرَّرکړے دَهٔ مَاپه حِیلَهٔ دَاِسقَاطُ سَرَهٔ قَبُولَهٔ کړے وَهٔ مَاتَاسُوتَهٔ بَخِلِے دَهٔ

دا

خطبه ویونکے به ئے بل ته اوبخی اوهغه به ئے بل ته،یعنی چه څومره کسان دور اسقاط ته ناست وی هغوی به ئے یوبل ته اوبخی،

❁❁❁❁

(بشکریه مولانافضل واحدصاحب نقشبندی القادری.ناظم اعلیٰ دارلعلوم محمدیه حنفه سنیه ،لنڈی شاه متهٔ مردان)

بتعاونِ مولانامحمد عبدالغفور القادری ایم اے اسلامیات کراچی یونیورسٹی

تعلیق مترجم.محمدعبدالعلیم القادری کان الله له.شیخ الحدیث و ناظم اعلیٰ :دارالعلوم قادریه سبحانیه شاه فیصل کالونی ۵ کراچی ۲۵)

﴾میت کے ایصالِ ثواب کیلئے صدقہ نفلی کے جواز کا ثبوت﴿

انتیسویں بحث:

❁❁❁❁

میت کودفنانے کے بعد پہلی رات مرحوم کیلئے صدقہ کرنا

(1) وَفِی شِرْعَةِ الْاِسْلَامِ اَنْ یَّتَصَدَّقَ وَلِیُ الْمَیِّتِ لَهُ قَبْلَ مَضِیّ اللَّیْلَةِ الْاُوْلیٰ بِشَیٍٔ مِمَّاتَیَسَّرَلَهُ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْشَیْئًا فَلْیُصَلِّ رَکْعَتَیْنِ یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ فَاتِحَةَ الْکِتَابِ وَاٰیَةَ الْکُرْسِی مَرَّةً وَسُوْرَةَ التَّکَاثُرِ عَشَرَمَرَاتٍ . شرح شرعة الاسلام.(568)ومطالعه ثم برهنه جلد ا (363)والطحطاوی جنائز(373) والتجنیس والمزید ثم مجموعه سلطانی جنازه(69) وجواهر النفیس(138)

❁❁❁❁

میت کاولی مرحوم کیلئے جوکچھ میسرآئے پہلی رات گذرنے سے پہلے ہی صدقہ کرے اور اگر(ولی کے پاس صدقہ کرنے کیلئے کچھ نہ ہوتووہ مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے) دو رکعات نفل(اس اندازسے)پڑھے کہ ہررکعت میں سورۂ فاتحہ(پھر) آیت الکرسی ایک مرتبہ اور(اسکے بعد)سورۂ تکاثر دس مرتبہ پڑھ لے(اوراسکاثواب مرحوم کوبخش دے۔ اللہ غفور الرحیم ہے)

(3) وَیَسْتَحِبُّ اَنْ یَّتَصَدُّقَ عَلَی الْمَیّت بَعْدَ الدَّفْنِ اِلٰی سَبْعَةِ اَیَّامٍ کُلّ یَوْمٍ بِشَیٍٔ مِمَّا تَیَسَّرَ .شرعة الاسلام وشرحها(529) وطحطاوی جنائز(372)واشعة اللمعات(434) ومطالعه ثم برهنه جلد ا (363)وشامی جلد ا (630)وفتح القدیر جلد ۳خطر(465) وکبیری (658) وانجاح الحاجة لعبد الغنی ثم آفتاب انوارصداقت (438) والمرقات.

❁❁❁❁❁❁❁

میت کودفنانے کے بعدمیت کے(ایصال ثواب کیلئے مسلسل)سات رات جوکچھ میسر ہو صدقہ کرنا مستحب ہے۔

(3) اخرج الامام احمد فی الزهد وابونعیم فی الحلیة عن طاؤس قال ان الموتیٰ یفتنون فی قبورهم سبعا فکانوا یستحبون ان یطعم عنهم تلک الایام .شرح الصدور.

حضرت امام احمدرحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل قبور(قبر میں دفن ہونے کے بعد) سات دنوں تک آزمائشوں میں مبتلاکردیئے جاتے ہیں سو اہل اسلام نے(اس امرکو) مستحب جاناہے کہ مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے سات روز (مسکینوں کو) کھانا کھلادیا جائے۔

مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے صدقہ نفلی کا ثبوت

مرحوم کو جب دفنایا جائے تو پہلے دن مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ کرنا، سوئم ،ساتویں، نیز چہلم، برسی، عرس، بمع گیارویں شریف، سب جائز۔ دلائل مندرجہ ذیل ہیں،

(1)وفی دعا الاحیاء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم خلافاللمعتزلة.

❁❁❁❁❁❁❁

العقائد النسفية. وشرحها (123) ورمضان افندی (213) والمراقی والطحطاوی (341) وزاد اللبيب.تنعيم (78)وشرح القاری للفقه الاكبر(158)وتمهيد ابی الشكور السالمی القول الرابع (165.166)وفتح القدير جلد ا .(404)

☆زندوں کی دعاؤں سے مرحومین کوفائدہ ملتا ہے البتہ(فرقہ باطلہ)معتزلہ اسکے خلاف ہے

❁❁❁❁❁❁❁

(2)الصدقة النافلة ممحاة لكثير من الذنوب المدخلة النار.

قسطلانی شرح بخاری كتاب العلم جلد ا .(190)

☆۔۔۔وہ گناہ جوجہنم میں لیجانے وا ہیں صدقہ نافلہ ان گناہوں کومٹانے وا ہے۔

(3)الاطعام بر مبتدأ يصلح ماحيا للسيئات .فتح القدير صوم جلد ا .(404)

❁❁❁❁❁❁❁

(مساکین کو) کھانا کھلانا(بہترین)نیکی ہے نیز یہ(گناہوں کے)مٹانے کی صلاحیت رکھتا ہے

(4)من اعتق عبده عن ابيه الميت فالاجر للميت ان شاء الله وكذاالصدقات والدعوات لابويه وكل مؤمن يكون الاجر لهم من غيران ينقص من اجر الابن شئ على الصحيح من مذهب جمهور العلماء .(ملخصا) وهبانية.ثم المضمرات ثم الدر المختار ،والعلامة عبدالبر وقاضی القضاة السروجی والقاضی سعد الدين ثم الشامی جلد ۵(79)

(اگرکسی مسلمان کا والدوفات پاجائے اوربیٹا والد روح کے ایصال ثواب کیلئے) ایک غلام آزادکردے توانشاء اللہ تعالیٰ اسکا ثواب بنابر قول صحیح،وا لدِ مرحوم(روح کوپہنچ جائے گا)جمہور علماء کامذہب ہے،کہ بیٹااگر(غلام آزاد کرنے کے علاوہ)اور کوئی شئ صدقہ کرے یاوالدین کیلئے دعا(مغفرت) کرلے یاتمام مسلمانوں کیلئے دعاکرنے(مرحومین) کو بھی اجر ملے گا،اورا سے صدقہ ودعا کااجراسے بھی بغیرکسی کمی کے ملے گا،(انشاء اللہ تعالیٰ)

مرنے سے پہلے اپنے لئے صدقہ کرنے کی وصیت کرنا

(1) سئل ابوالقاسم عن رجل دفع الی ابنته خمسین درهما قال ان مت فاعمری قبری وخمسة دراهم لک واشتری بالباقی حنطة فتصدقی بهاقال اما الخمسة لهافلایجوز وینظر الی القبر الذی امرت بعمارته ان کان یحتاج الی عمارته للتحصین عمرت بقدر ذلک اما الزیادة علی ذلک یعنی التزیین فالوصیة باطلة ویتصدق بالباقی علی الفقرآء .خلاصة الفتاویٰ وصایا.جلد ۲ .(433)

حضرت ابوالقاسم رحمت اللہ علیہ سے پوچھا گیا(کہ اگر ایک)شخص اپنی بیٹی کوپچاس دراھم دے(اوروصیت کرتے ہوئے اپنی بیٹی سے)کہے کہ جب میں وفات ہوجاؤں تومیری قبر بنوالو(ان پچاس دراھم میں سے)پانچ دراھم تیرے ہیں،اوربقیہ دراھم کاگندم خرید کر صدقہ کردینا(حضرت امام ابوالقاسم رحمت اللہ علیہ)

نے فرمایاکہ وہ پانچ دراھم تو اس لڑکی کے ہیں،اسکے لئے(بقیہ دراھم کہیں اورخرچ کرنا) جائزنہیں(بلکہ اب وہ والد کی)قبرکے بنانے کی طرف متوجہ ہوجائے جسکے بنانے کو اسے حکم دیاگیاتھا،اگرقبرکی مضبوطی مطلوب ہے توبرائے مضبوطی بنالے اسکے سواء تزین وغیرہ کیلئے ہوتووصیت باطل ہوگی(قبر کی مضبوطی سے جو مال بچ گیاہے)وہ فقرا میں تقسیم کرلے

(2)رجل اوصٰی بان یتصدق بثلث ماله فللوصی ان یجعل ماعلی الغاصب صدقة علیه اذاکان فقیرا ولوصرفه الی اولاده الکبار جازو کذا یدفع الیٰ امرأته ولایدفع اولاده الصغار.الخلاصة الفتاوٰی .وصایة جلد ۲(438)

صاحب خلاصۃ الفتاوٰی لکھتے ہیں کہ اگرکسی شخص نے وصیت کی کہ(میری وفات کے بعدمیرے مال کاتہائی حصہ خیرات کردیاجائے تو(اگرمال کی کیفیت یہ ہوکہ کچھ حصہ کسی غاصب نے غصب کیاہو)سووصی کوچاہیئے کہ اگر غاصب فقیرہو تووصی وہ (مقدار)غاصب کو صدقہ کردے اور اگر وصی نے(تہائی مال جسکے لئے مرحوم کی وصیت تھی کہ اسے صدقہ کردیاجائے)مرحوم کی اولاد کودے دی وہ اولادجوبڑی ہو(بالغ ہوں سمجھ دار ہوں)یامرحوم کی زوجہ کو دے دے (تب بھی جائزہے)مگرمرحوم کی نابالغ اولادکونہ دے۔

﴿مرحومین کو صدقات کا فائدہ پہنچتا ہے﴾

احادیث کی روشنی میں

(2) عن عاصم ابن کلیب عن ابیه عن رجل من الانصارقال خرجنامع رسول الله ﷺ فی جنازة فلمارجع استقبله داعی امرأته فاجاب ،وجیئ بالطعام فوضع یده ووضع القوم ایدیهم فاکلو اورسول الله ﷺ یلوک اللقمة فی فیه ثم قال انی اجد لحم شاة اخذت بغیر اذن اهلهافسئلت المرأة تقول یارسول الله ﷺ انی ارسلت الی النقیع اشتری شاة فلم توجد فارسلت الی جارلی قد اشتریٰ شاة یرسل بهاالی بثمنهافلم یجد.فارسلت الیٰ امرأته فارسلت بهاالیّ فقال رسول الله ﷺ اطعمیه الاساریٰ.

رواه الامام احمد بسندصحیح و ابوداود،والبیهقی فی دلائل النبوة وانجاح الحاجة (438)ومشکوٰة معجزات(544)وطحطاوی المراقی جنائز(374) و کبیری جنائز (658)ومرقات،ثم انوارِ آفتابِ صداقت.(438)

❁❁❁❁
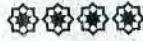
عاصم بن کلیب اپنے والد سے وہ ایک انصاری (صحابی سیررضی الله عنهم) سے روایت کرتے ہیں کہ(ایک دن)ہم(صحابہ)حضور پرنور ﷺ کے ساتھ(ایک صحابی)کے جنازہ کیلئے چلے(اس صحابی کے دفنانے سے فراغت کے بعد)جب حضور پرنور ﷺ (اورہم)واپس آنے لگے،توایک شخص جسے مرحوم کی زوجہ نے بھیجاتھا آیا(اورمرحوم کے گھرمیں کھانا تناول فرمانے کیلئے عرض گذار ہوا)سوحضور پرنور ﷺ نے اسکی دعوت قبول کی(حضور پرنور ﷺ مرحوم کے گھرقدم رنجا فرماہوئے)کھاناسامنے لایاگیاحضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان الله علیهم اجمعین نے اپنے ہاتھ مبارک کھانے کی طرف بڑھائے کھانے لگے،توحضور پرنور ﷺ لقمہ(صرف)چبانے لگے(نگلانہیں)حضور پرنور ﷺ نے فرمایا میں اس گوشت کوایسے پاتا ہوں(محسوس کررہاہوں جیسے کہ)یہ گوشت اسکے مالک کی اجازت کے بغیرلیاگیاہو۔سواس خاتون سے پوچھاگیا(یہ گوشت کہاں سے لایاگیا)وہ خاتون عرض

کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ میں نے ایک آدمی کونقیع (بکرامنڈی) بھیجاتھا تاکہ وہ بکری خریدکرلے آئے،مگروہاں بکری نہ مل سکی،پھرمیں نے اپنے پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا کہ اس نے (اپنے لئے)ایک بکری خریدی تھی (جانے والے آدمی سے میں نے یہ کہا) کہ (ہمسایہ) نے بکری جس قیمت پر خریدی ہے اسی قیمت پرہمیں دے دے۔مگرمیراہمسایہ گھرپرموجودنہ تھا(وہ آدمی جسے میں نے بھیجاتھا واپس آیا)میں نے دوبارہ بھیجا(جاکرہمسائے کی زوجہ سے کہدوکہ بکری دے دیں)اس نے وہ بکری میرے پاس بھیج دی،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کھانا قیدیوں کوکھلادو۔

﴿حضرت ملاعلی قاری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(2) هذاالحديث بظاهره يردعلى ماقدره البعض من انه يكره اتخاذ الطعام فى اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع.

کہ یہ حدیث ان لوگوں کاردکر ہے جوکہتے ہیں کہ پہلی رات کواورسوئم اورساتویں کے بعد (مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے) کھاناپکا کر(فقراء کو کھلانا)مکروہ ہے۔

المرقات شرح المشكوة فى ذيل هذا الحديث ثم آفتاب صداقت.(438)

(3)والحمل على الظاهر واجب.مختصر المعانى

قرآن وحدیث کے ظاہرپرحمل کرنا واجب ہے(توبعض لوگوں کا کہناغلط ہے)

(4) فهذاالحديث يدل على اباحة صنع اهل البيت الطعام والدعوة اليه.

طحطاوى المراقى جنائز(374) وكبيرى جنائز(658)

(حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ حدیث مرحوم کے اہل خانہ کی جانب سے(برائے ایصالِ ثواب)صدقہ(جسے ہمارے عرف میں خیرات کہاجاتا ہے) کرنا اور لوگوں کواسکی طرف بلاناجائز ہے۔

(5) واما صنعة الطعام من اهل الميت للفقراء فلاباس به لان النبى ﷺ قبل دعوة المرأة التى مات زوجها . كمافى سنن ابى داود انجاح الحاجة للشيخ عبدالغنى ثم انوار آفتاب صداقت(438)

❀❀❀❀

مرحوم کے اہل خانہ اگر(مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے)فقیروں کیلئے کھاناپکائیں(اور فقیروں

کوہی کھلائیں تو) اس میں کوئی حرج نہیں (کوئی گناہ نہیں)

اس حدیث سے استدلال کے وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

❁❁❁❁

(1) مرحوم کے اہل خانہ نے مرحوم وفات کی پہلی رات صدقہ نفلی کا کھانا پکایا اور حضور پرنور ﷺ کو کھانا پکانے کی اطلاع نہیں دی (پہلے سے باقاعدہ اجازت نہیں لی) جس سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ مرحوم کی وفات کے بعد پہلی رات کو مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کھانا پکانا صحابہ کرام **رضوان اللہ علیہم اجمعین** میں رائج تھا۔

❁❁❁❁

(2) رسول اکرم ﷺ وصحابہ کرام **رضوان اللہ علیہم اجمعین** نے خاتون کی دعوت قبول کی اور انکے گھر تشریف لے گئے، سومعلوم ہوا کہ صدقہ نفلی کا کھانا مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے پکانا، کھانے کیلئے بلانا، وہاں جانا، کھانا کھانے کی دعوت قبول کرنا سب جائز ہے

❁❁❁❁

(3) رسول اللہ ﷺ نے ایک لقمہ تناول فرمایا۔ (جوثبوتِ جواز کے لئے کافی ہے)

❁❁❁❁

(4) صحابہ کرام **رضوان اللہ علیہم اجمعین** کا یہ کھانا کھالینا اور حضور پرنور ﷺ کا انکو منع نہ کرنا، ثبوت جواز کے لئے کافی ہے

(5) اس خاتون کا بیان کرنا کہ (یہ گوشت کس طرح حاصل کیا گیا) پھر بھی حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو منع نہ فرمایا۔ یہ نہ فرمایا کہ گوشت یا اسکا کھانا حرام ہے (لہذا اے صحابہ تم نے جتنا کھایا ہے اسے قے کردو) نہ حرام فرمایا نہ صحابہ کرامؓ کو قے کرنے کا حکم فرمایا۔

(6) رسول کریم ﷺ نے اس خاتون (صحابیہ) کو حکم فرمایا (**اطعمیه الاساریٰ**. یہ کھانا قیدیوں کو کھلادو) یہ نہ فرمایا (**لا تطعمیه احدالانه حرام**. کہ کسی کو نہ کھلانا کیونکہ یہ حرام ہے، جب حرام نہ فرمایا بلکہ قیدیوں کو کھلانا ثابت ہے) سوخوب ظاہر ہوا کہ صدقہ نفلی کا پکا ہوا کھانا کھانا حلال ہے حرام نہیں۔

(7) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام **رضوان اللہ علیہم اجمعین**

ایسی دعوتوں میں تشریف لے جایا کرتے تھے، اورایسے کھانے کی جانب ہاتھ مبارک بڑھاتے تھے، توثابت ہواکہ میت کے گھرپہلی رات برائے ایصال ثواب کھانا پکانا نیز دوسرے ایام، تیجہ، سوم، ساتواں، چہلم، عرس، وگیارویں، کا کھاناپکاکرکھلاناجائزہے۔

﴿وہابیہ کے اعتراضات اورانکارد بلیغ﴾

فانقیل۔ بعض وہابیہ نے کہاکہ وہ حدیث جس میں خاتون کے ہاں دعوت کا تذکرہ ہے وہ مرحوم کی بیوی نہ تھی، کیونکہ ابوداود کے دوسرے نسخہ میں لفظ(امرأة) منکربغیر اضافت کے آیاہے، لہذا اس نسخہ کی عبارت اس بات پردلالت کرتی ہے کہ یہ کھانامیت کے گھر نہ تھا
☆۔میں کہتاہوں، حضور پرنور ﷺ اورصحابہ کرام کا مزیدتناول ترک کرناعلت کی وجہ سے ہوا نہ کہ حرمت کی وجہ سے، کیونکہ جب عارض لاحق ہواتواحتیاطاً کھاناترک کیا(احتیاط ہے نہ کہ حرمت، اگرحرمت کی وجہ ہوتی توقیدیوں کوکھلانے کاحکم کیوں فرماتے)

قلنابوجوہ. ہم مزید کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتے ہیں۔
(1) پہلے تویہ سوال ہی غلط ہے کیونکہ یہ عبارت(امرأة غیرالمیت) کسی کتاب میں ہے ہی نہیں
(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ امرأة منکرمبھم متحمل ہے، دونوں احتمالوں(امرأة المیت وامرأة غیرالمیت) کوشامل ہے، توایسی دلیل کی ضرورت پڑھی کہ وہابیہ کے احتمالِ باطل کاردکیاجائے۔
اوروہ ہے نسخہ اول میں اضافت، کیونکہ قاعدہ ہے کہ نصوص میں توفیق ہویہاں توفیق اس صورت میں ہے کہ یہ خاتون مرحوم ہی کی زوجہ ہو۔
(3) تیسری وجہ یہ ہے، کہ امرأةً میں جوتنوین ہے یہ مضاف الیہ کے عوض میں ہے۔ اصل عبارت یوں ہے(امرأة المیت) توظاہرہواکہ مرحوم کے گھر(مرحوم کے)ایصالِ ثواب کیلئے کھاناپکاکرفقیروں کوکھلاناجائز ہے اوراسکے جوازپردونوں نسخے موافق ہیں۔

(4) چوتھی وجہ یہ ہے، کہ ملاعلی قاری رحمت اللہ علیہ نے مرقات میں، صاحب طحطاوی نے طحطاوی المراقی، صاحب الکبیری نے شرح المنیہ میں، عبدالغنی النابلسیؒ نے ابن ماجہؒ کی

شرح میں)اس نسخہ کی عبارت کا تذکرہ فرمایاہے جس عبارت میں اضافت ہے،تو خوب ظاہر ہوا کہ جس نسخہ میں اضافت ہے وہی صحیح ہے اوروہ نسخہ جس میں اضافت نہیں ہے وہ اضافت والے نسخہ کی طرف راجع ہے۔

❀❀❀❀

(5)پانچویں وجہ یہ ہے،کہ اشیاء اپنے نظائر سے ثابت ہواکرتیں ہیں،ان دونوں نسخوں کے اختلاف کی مثال(مقصودِ مذکورکے متحد ہونے پر،یعنی وہ نسخہ جس میں اضافت ہے اوروہ نسخہ جس میں اضافت نہیں دونوں کامقصودایک ہے،اگرچہ الفاظ بظاہر مختلف نظرآتے ہوں)یہ ہے،جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول،لمایغدوا مِنْ نِعْمَةٍ، تنوین کیساتھ،اوردوسرے نسخہ میں(مِنْ نِعَمِهٖ)اضافت کیساتھ،دیکھاایک نسخہ میں نعمة تنوین کیساتھ موجود،جبکہ دوسرے نسخہ میں یہی لفظ اضافت کیساتھ موجود،جبکہ دونوں کا مقصود ایک ہے۔مشکوٰۃ قبیل باب المناقب ازواج النبی ﷺ(583)

﴿ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کافرمان﴾

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها انهاکانت اذا مات المیت من اهلها فاجتمع لذٰلک النساء ثم تفرقن الااهلها وخاصتها امرت ببرمة من تلبینة فطبخت ثم صنعت ثریدا فصبت التلبینة علیها قالت قلن منهافانی سمعت رسول الله ﷺ یقول التلبینة مجمة لفوادمریض تذهب ببعض الحزن.رواه البخاری کتاب الاطعمة جلد ۲(815)

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ،حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں،ہمارے خاندان میں جب کوئی وفات پاتا تووہاں خواتین جمع ہوجاتیں(تعزیت کے بعد) واپس چلیں جاتیں،سوائے ان خواتین کے جو رشتدارہوتیں یاخواص،تو آپ تلبینہ کا حکم فرماتیں جب ہانڈی(میں تلبینہ)تیار ہوجاتا تو آپ(رضی اللہ عنہا)اس سے ثرید بناتیں ،اور اس پر تلبینہ ڈال دیتیں،حضرت عائشہ(رضی اللہ عنہا)ان خواتین سے فرماتی، اس سے کھاؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ تلبینہ بیمار کے دل کوسکون واطمینان بخش ہے، اورکسی

قدر غموں کو دور کرتا ہے۔
(تلبینہ) دودھ اور آٹے سے تیار کیا ہوا حریرہ ہوتا ہے جس میں شہد بھی ملایا جاتا ہے (برمہ کا معنیٰ ہانڈی ۔تعلیق، مترجم)

﴿مرحومین کو صدقات وخیرات کا ثواب پہنچتا ہے﴾

(1) اخرج الشیخان عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان رجلا قال یارسول الله ﷺ ان امی افتلت نفسها ولم توص واظنها لوتکلمت تصدقت افلها اجرٌ ان تصدقت عنها قال نعم.
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری والدہ اچانک وفات پاگئی وصیت نہ کرسکی (یارسول اللہ ﷺ) مجھے یقین ہے کہ اگر وہ بات (اسے بات کرنے کا موقعہ ملتا تو وہ ضرور) صدقہ کرتیں (صدقہ کرنے کا حکم دیتی، یارسول اللہ ﷺ) اگر میں انکی جانب سے صدقہ کروں، تو کیا اسکو اس (صدقے) کا ثواب ملے گا (یا نہ) تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: ہاں؛ (تیرے صدقے کا ثواب تیری والدہ مرحومہ کو ملے گا)
(2) واخرج البخاری عن ابن عباس ان سعدبن عبادة توفیت امه وهو غائب فاتی رسول الله ﷺ فقال یارسول الله ﷺ ان امی ماتت وانا غائب فهل ینفعها ان تصدقت عنها قال نعم قال اشهدک ان حائطی کذا صدقة عنها. شرح الصدور ()
وبخاری وصایا. ونسائی وصایا. وموطا امام مالک.
❀❀❀❀
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کی والدہ انکی غیر موجودگی میں وفات پاگئیں، سو وہ حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری والدہ میری غیر موجودگی میں وفات ہوگئیں ہیں، اگر میں انکے لئے صدقہ کروں تو کیا (میری والدہ مرحومہ کو) اس کا نفع پہنچے گا تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا "ہاں" تو (حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپکو گواہ بناتا ہوں

کہ میرا فلاں باغ میری والدہ کی جانب سے (یعنی والدہ کیلئے) صدقہ ہے۔

❁❁❁❁

(3) واخرج احمدو الاربعة عن سعد بن عبادة انه قال یارسول الله ﷺ ان امی ماتت فای صدقة افضل قال الماء فحفر بیرا وقال هذا لام سعد. ابو داود (زکوٰۃ) وشرح الصدور.

احمداورسنن اربعہ نے روایت کی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری والدہ وفات ہوگئیں (میں اپنی والدہ مرحومہ کے لئے صدقہ کرنا چاہتا ہوں یارسول اللہ ﷺ) کونسا صدقہ افضل ہے، حضور پرنور ﷺ نے فرمایا "پانی" سو حضرت سعد بن عبادہؓ نے کنواں کھودوایا، اورکہا یہ امِ سعد کے (ایصالِ ثواب) کیلئے ہے۔

❁❁❁❁

(4) واخرج الطبرانی عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله ﷺ ان الصدقة لتطفی عن اهلها حر القبور. شرح الصدور (207)

طبرانی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بیشک صدقہ اہل قبور سے قبر کی گرمی (آگ) بجھا دیتی ہے۔

(5) واخرج الطبرانی عن الاوسط بسند صحیح عن سعد بن عبادةؓ قال قلت یارسول الله ﷺ توفیت امی ولم توص ولم تتصدق فهل ینفعها ان تصدقت عنها قال نعم ولو بکراع من شاة محرق. شرح الصدور (208)

طبرانی نے صحیح سند کیساتھ حضرت سعدؓ بن عبادہ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری والدہ وصیت اور صدقہ کئے بغیر وفات ہوگئیں (یارسول اللہ ﷺ) میرا صدقہ کرنا انکو مفید ہوگا (یا نہ) حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ہاں (انہیں فائدہ ملے گا) اگرچہ بکری کے جلے ہوئے کھر ہی کیوں نہ ہوں۔

❁❁❁❁

(6) واخرج الطبرانی فی الاوسط عن انس سمعت رسول الله ﷺ یقول مامن اهل بیت یموت میت فیتصدقون عنه بعد موته الااهداها جبرائیل علی طبق من نور ثم یقف علی شفیر القبر فیقول یاصاحب القبر العمیق هذه هدیة اهداها الیک اهلک فاقبلها فتدخل علیه فیفرح بها ویستبشر ویحزن جیرانه الذین لایهدی الیهم شیٔ. احیاء العلوم. وشرح الصدور (208)

❁❁❁❁❁❁❁

طبرانی نے اوسط میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی وفات پاتا ہے اوراسکے اہل خانہ اسکے (ایصال ثواب کیلئے) صدقہ کریں تو جبریل (امین علیہ السلام) اس (صدقہ کو) نورانی طبق (خوبصورت طشت میں رکھ کر مرحوم کی) قبر کے کنارے کھڑے ہوجاتے ہیں، اورصاحب قبرکو یوں) مخاطب کرتے ہیں (یَاصَاحِبَ الْقَبرِ الْعَمِیْقِ) اے گہری قبروالے، تیرے گھروالوں نے تیرے لئے یہ تحفہ بھیجاہے (لو) اسے قبول کر، سومرحوم (بہت) خوش ہوتاہے، اوردوسروں کے سامنے خوشی کا اظہارکرتاہے (انکے تحفے تحائف دیکھ کراوراپنے آپ کومحروم پاکر) اسکے پڑوسی غمگین ہوجاتے ہیں۔

(7) عن ابن عباسؓ ان رجلا قال لرسول اللہ ﷺ ان امہ توفیت اینفعھاان تصدقت عنھا . قال نعم . رواہ البخاری ومسلم

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیایارسول اللہ ﷺ میری والدہ وفات ہوگئیں اگرمیں اپنی مرحومہ والدہ کے (ایصال ثواب کیلئے) صدقہ کروں تو کیاانہیں نفع ہوگاتو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا "ہاں"

(8) قال ابن عباسؓ کان رسول اللہ ﷺ یحث علی الدعاء والصدقۃ والقرب المھداۃ للاموات من اقاربھم واخوانھم یقول ان ذلک کلہ ینفعھم .

کشف الغمہ قبیل التعریبیہ جلد ا .(174)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ (صحابہ کرامؓ) کو دعا اور صدقہ کرنے (خصوصا) مرحومین کیلئے انکے بھائیوں اورعزیزواقارب کی جانب سے تحائف بھیجنے کاترغیب دلاتے تھے، نیزفرماتے تھے کہ یہ تمام اشیاء مرحومین کونفع پہنچاتیں ہیں (القرب المھداۃ) وہ عبادت جونفلی ہوچاہے روزے ہوں یانفلی نمازیں، یاقرآن کریم کی تلاوت، طواف بیت اللہ شریف، حج، عمرہ، دعا یعنی ہروہ نیک عمل جوقرب الٰہی کاذریعہ بنے اسکا ثواب مرحومین کوبخشو کہ یہ مرحومین کیلئے نافع ہیں۔تعلیق۔مترجم)

(9) عن انس قال یارسول اللہ ﷺ انانتصدق عن موتاناونحج عنھم وندعوالھم

اَیـصـل اِلیهـم قـال نـعـم انه یصل الیهم و انهم یفرحون به کمایفرح احد کم بالطبق اهدی الیه . کشف الحجاب.(5)ورواه العبکری.ثم انوار آفتاب صداقت(454)ومسنداحمد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ نے حضور پرنور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم اپنے مرحومین کیلئے صدقہ ،حج،اوردعا کرتے ہیں کیااس کا(ثواب مرحومین) کوپہنچتاہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،ہاں،اسکاثواب انہیں پہنچتاہے اوروہ اس سے خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے(جب کسی کے پاس)کوئی طشت ہدیہ میں بھیجی جائے(اور وہ اس ہدیہ تحفہ سے خوش ہوتاہے اسی طرح جب تم مرحومین کے ایصالِ ثواب کیلئے صدقہ کرتے ہو تووہ انہیں پیش کیاجاتاہے اوروہ بھی زندوں کی طرح اس ہدیہ سے خوش ہوتے ہیں)

(10)عـن ابـی عـمـروقـال قال رسول الله ﷺ اذا تـصـدق احـدکـم صـدقة تـطوعا فلیجعلها عن ابویه فیکون لهما اجره ولاینقص من اجره شیٔ.رواه الطبرانی اوسط.ثم شرح الصدور (208)(122)

طبرانی نے ابوعمرضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب تم میں کوئی نفلی صدقہ کرے تووہ کردے اپنے والدین کیلئے(یعنی اسکاثواب اپنے والدین کوبخشے)سواسکااجرانکے لئے ہوگا (والدین کے ارواح کواس صدقہ کاثواب پہنچے گا)بخشنے والے کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

(11)عن انس قال قال رسول الله ﷺ الصدقة تطفیٔ غضب الرب .
رواه احمد والترمذی. وشرح الصدور(313)وشرح العقائدالنسفیة(123)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاصدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کوٹھنڈا کرتاہے

(12)عن انس قال قال رسول الله ﷺ الصدقة تطفیٔ الخطیئة کماتطفیٔ الماء النار.
رواه ابن ماجه..

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاصدقہ گناہوں کواس طرح مٹادیتاہے جس طرح پانی آگ کوبجھادیتی ہے۔

(اللہ کیاجہنم اب بھی نہ سردہوگا۔۔رو،رو کے مصطفیٰؐ نے دریابہادئے ہیں)

(سیدی الشاہ امام احمدرضاخانؒ افغانی ثم بریلوی،تعلیق،مترجم)

❁❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁❁

اللهم احفظنامن عذاب القبر،آمین یارب العلمین ،بجاه رحمة للعلمین صلی الله علیه وسلم(مترجم)

﴿میت کے گھر میں تین دن تک ضیافت ممنوع ہے﴾

فان قیل. بعض لوگ کہتے ہیں کہ میت کے گھر میں تین دن تک کھانا پکانا مکروہ ہے
قلنابوجوہ. میں (مفتی شائستہ گل) کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتاہوں۔

(1) **لایباح اتخاذ الضیافة عندثلاثة ایام .**

(اگرکوئی وفات ہوجائے) تومرحوم کے گھرتین دن تک ضیافت (مہمان نوازی کرنا) مباح نہیں

خلاصة الفتاوی جلد ۲ . کراهية (538) کذافی التتارخانية() ثم الهندية جلد ا . جنائز (235)

❁❁❁❁❁❁❁

(2) **ویکره اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت**

مرحوم کے گھر (مہمان نوازی) ضیافت طلب کرنا مکروہ ہے

فتح القدیر. جنائز. جلد ا (302) وکبیری جنائز (657) وطحطاوی المراقی. جنائز (474) وشامی جنائز جلد ا (603)

❁❁❁❁❁❁❁

(3) **وعللوه بانه شرع فی السرورلافی الحزن وقالواهی بدعة مستقبحة .**

فتح القدیر جلد ا جنائز (302) وکبیری جنائز (657) وشامی جنائز جلد ا (603)

❁❁❁❁❁❁❁

(علماء کرام نے مہمان نوازی کے ممانعت کی علت) یہ بیان کی ہے کہ چونکہ مہمان نوازی خوشیوں کے مواقع پرہوا کرتی ہے نہ کہ مواقع غم میں، (اس لئے فقہاء نے ضیافت کومنع لکھاہے)

نیزعلماء نے کہاہے کہ (مرحوم کے گھرتین دن تک مہمان نوازی) بدعتِ قبیحہ ہے۔ (نہ کہ انکے لئے خیرات وصدقات منع ہیں ،نعوذباللہ)

فان قیل ؟ کچھ لوگ میت کے گھرتین دن تک کھاناپکانے کومطلقا ممنوع قراردیتے ہیں اوراس پرحضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ کی روایت کردہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

عن جریربن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنه قال کنانعد (وفی روایة نریٰ) الاجتماع الیٰ اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة . رواه الامام احمد وابن ماجة کبیری (657)

حضرت جریربن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میت کے گھراجتماع اورمرحوم

کے اہل خانہ کی جانب سے کھانا تیارکرنے کو نوحہ شمارکرتے ہیں۔
قلنابوجوہ. اس اعتراض کاہم کئی وجوہ سے جواب دیتے ہیں۔

﴿وجہ اول یہ ہے﴾

(فقہاء اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سیدنا جریرؓ کی حدیث کامطلب یہ ہے کہ مرحوم کے گھروالوں سے ضیافت طلب کرنامنع ،اوربدعتِ قبیحہ ہے او ہم سارے فقہاء اسکے قائل ہیں کہ مرحوم کے گھروالوں سے ضیافت طلب کرنامنع اوربدعتِ قبیحہ ہے، صدقہ وخیرات منع نہیں، تعلیق،مترجم)وضاحت ملاحظہ فرمائیں

(1)ویکره اتخاذالضیافة من اهل المیت لانه شرع فی السرور لافی الحزن قالوا هی بدعة مستقبحة لماروی الامام احمد و ابن ماجة باسناد صحیح عن جریرابن عبدالله قال کنانعد الاجتماع الیٰ اهل المیت و صنعهم الطعام من النیاحة ....

کبیری جنائز (657)وفتح القدیر جلد ا (302) جنائز .وطحطاوی المراقی (374)والشامی جلد ا .جنائز(603)

❀❀❀❀❀❀❀

میت کے گھروالوں سے مہمان نوازی طلب کرنامکروہ ہے،کیونکہ مہمان نوازی خوشیوں کے مواقع پرہواکرتی ہے نہ کہ مواقع غم میں نیزعلماء نے کہاہے کہ(مرحوم کے گھرتین دن تک مہمان نوازی)بدعتِ قبیحہ ہے،کیونکہ امام احمداورابن ماجہ نے سندصحیح کے ساتھ حضرت جریربن عبداللہ سے روایت کیاہے،حضرت جریربن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میت کے گھراجتماع اوروہاں (دعوت ضیافت کو) نوحہ شمارکرتے ہیں۔

﴿دوسری وجہ یہ ہے﴾

دوسری وجہ یہ ہے کہ فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرت جریربن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صرف اس بات پردلالت کرتی ہے کہ مرنے والے کے گھر ضیافت کی کراہت عندالموت ہے(اس وقت مکروہ ہے جب موت طاری ہو)**ای عندنزع الروح فقط**.یعنی جب نزع کاعالم ہو۔

(2)قول البزازی یکره اتخاذ الطعام (الیٰ قوله) لایخلواعن نظر لانه لادلیل علی

الکراهة الاحدیث جریر بن عبدالله المتقدم وانما یدل علیٰ الکراهة ذلک عند الموت فقط. کبیری جنائز (678) وطحطاوی المراقی جنائز (374)

❀❀❀❀❀❀❀

علامہ بزازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرحوم (کے گھروالوں) سے ضیافت طلب کرنا مکروہ ہے، بزازی کا یہ قول بھی نظر سے خالی نہیں کیونکہ انہوں نے بھی کراہت پرکوئی دلیل پیش نہ کی، رہا حضرت جریربن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سواس سے مراد ضیافت عند الموت ہے اوروہ مکروہ ہے۔

(اس وقت مکروہ ہے جب موت طاری ہو) ای عندنزع الروح فقط۔یعنی جب نزع کاعالم ہو۔

﴿تیسری وجہ یہ ہے﴾

مرحوم کے اہل خانہ کی جانب سے مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے وفات کے بعد تین دن تک صدقہ وخیرات کرنے کے جواز پرمیں نے بحمدہ تعالیٰ چودہ احادیث صحیح، صحاح ستہ واز کتب، امام مالک وطبرانی، احیاء العلوم، کشف الغمہ، امام احمد، شرح الصدور، شرح العقائدالنسفیہ، سے پیش ہیں۔

ظاہر ہواکہ حضرت عبداللہ بن جریررضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے مرادضیافت عند الموت ہی ہے اوروہ احادیث جو(برائے ایصال ثواب برائے مرحوم) پرصریح ہیں، ان دونوں میں توفیق وتطبیق اسی طرح ہوگی کہ عبداللہ بن جریررضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے مراد ضیافت عندالموت لیاجائے، کیونکہ نصوص میں اصل توفیق ہے۔اوریہاں توفیق کی ایک ہی صورت ہے جواوپربیان ہوئی۔

﴿وجہ چہارم یہ ہے﴾

وجہ چہارم یہ ہے کہ جریربن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث غیرمقبول ہے جیسے کہ فقہاء کرام نے تصریح کی ہے۔

(4)علی (علاوہ ازیں) انہ قد عارضہ ما رواہ الامام احمد بسندصحیح وابوداود عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار(الیٰ آخرہ ومرتمامہ) الیٰ قول الحلبی فھذا یدل علی اباحۃ صنع اھل المیت الطعام والدعوۃ . کبیری جنائز (658)وطحطاوی المراقی جنائز(374)

جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حدیث سے معارض ہے جو حضرت امام احمدؒ نے سند صحیح کیساتھ اورابوداود نے عاصم بن کلیب سے اورانہوں نے اپنے والد کلیب سے اورانہوں نے انصاری سے روایت کی ہے،سومعلوم ہوا کہ یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ مرحوم کے گھر(مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے)کھاناتیار کرنااور(کھانے کیلئے فقراء کو)بلانا جائز ہے

﴿پانچویں وجہ یہ ہے﴾

کہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث غیرمقبول ہے،کیونکہ میت کے دفن کے بعدمرحوم کے ایصال ثواب کیلئے

(1) پہلی رات صدقہ وخیرات کرنا آٹھ کتابوں سے ثابت ہوا کہ سنت ہے۔

(کمامر مفصلا) جیسے کہ ابھی تفصیلا گذرا۔

(2) پہلی رات تاساتویں شب،مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے صدقہ کرناپندرہ کتابوں سے ثابت ہے کہ یہ مستحب ہے،جسکی بحث تفصیلا گذرچکی۔

(3) کتبِ فقہ ،وقسطلانی،وعلم العقائدتقریبااٹھارہ کتابوں سے ثابت ہوا کہ صدقہ وخیرات کرنے سے مرحوم کونفع(فائدہ)پہنچتاہے،انکارکرنے والامعتزلہ ہے ۔

شرح العقائدالنسفی ۔رمضان افندی ونبراس، وتمہیدابی الشکورالسالمی۔ کمامرانفا.،جسکی بحث تفصیلا گذرچکی۔

❁❁❁❁❁❁❁

میں نے دین اسلام کی اکتالیس کُتُبُ سے ثابت کیا کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے صدقہ وخیرات کرنا(مرحوم کے گھرمیں حسب استطاعت کھانا پکا کرفقیروں کوکھلانا) بعدازدفن تاسوئم جائزہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اگراس دعوتِ ضیافت کے بارے میں تسلیم کیاجائے تب توصحیح ہے جسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دعوتِ ضیافت کرنامنع ہے ۔ اوراگراس حدیث سے مرادیہ ہوکہ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کچھ پکا کرفقیروں کوکھلانامنع ہے توپھریہ حدیث اہل سنت والجماعت کے نزدیک غیرمقبول ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁❁

دعا بعد نماز جنازہ

مصنف

مفتی شائستہ گلؒ القادری

مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

ناشر مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی، شاہ فیصل کالونی 5 کراچی 25 پاکستان

فون! 03332108534
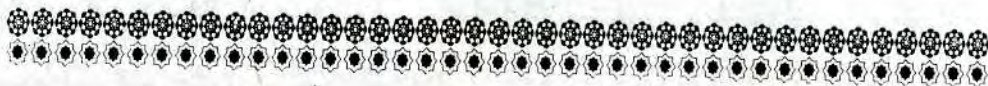
﴿نماز جنازہ کے بعد دعاء مانگنے کا ثبوت﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین ومتین دریں مسئلہ کہ نماز جنازہ کے بعد دعامانگنا شرعاً جائز ہے یانہ ،بینوا وتوجروا۔المستفتی بادشاہ گل صاحب کیمبلپور۔خصوصا دربار لالاجی صاحب رحمت اللہ علیہ

❀❀❀❀❀❀❀

جواب۔نماز جنازہ کے بعد دعا بیٹھ کر مانگنا یقیناً جائز ہے یہ نبی کریم ﷺ کا امر بھی ہے اور فعل بھی نیز یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اورامت مرحومہ کا فعل بھی ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

(1)عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذاصليتم على الميت فاخلصوا له الدعاء

ابو داود جلد ۲ .جنائز (456) و ابن ماجه جنائز (109)ثم مشكوٰة صلوٰة الجنائز فصل ۲ .(138)

❀❀❀❀❀❀❀

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میت پرنماز پڑھو تو خلوص سے اسکے لئے دعا کرو اس حدیث سے نماز جنازہ کے بعد دعامانگنا ثابت ہوا جولوگ اس دعا سے وہ دعامراد لیتے ہیں جو نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے ان کو اس حدیث کے اس جملہ (فاخلصوا له الدعاء) میں غور کرنا چاہیئے۔

کیونکہ وہ دعاء جونماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے وہ خالصتا میت کے لئے کہاں ہوتی ہے،وہ تو تمام زندوں،مُردوں،غائب،حاضر،مردوں،عورتوں،سب کے لئے ہوتی ہے، جبکہ حدیث کے الفاظ ہیں،کہ جب تم نماز جنازہ پڑھ لوتو مرحوم کیلئے خلوص سے دعامانگو،سو معلوم ہوا کہ اس دعا سے مراد جنازہ پڑھنے کے بعد کی دعا ہے(کہ جب تم نماز جنازہ پڑھ چکو تو اخلاص کیساتھ میت کے لئے دعاء مانگو)

(2) نیز(**اذاصليتم على الميت**)شرط ہے اور(**فاخلصوا له الدعاء**) اسکی جزا ہے۔شرط اورجزامیں تغائر ہوتا ہے۔

(3) حدیث مبارک میں(صليتم)ماضی کا صیغہ ہے،اور(فاخلصوا)امر کا صیغہ ہے، اور یہاں(فا)برائے تعقیب مع الوصل ہے۔ثابت ہوا کہ نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد فورا دعامانگنے کا حکم ہے۔

(2) عن ابن عمر قال ان سبقتمونی بالصلوٰة فلا تسبقونی بالدعاء له .

مبسوط السرخسی جلد ۲ .باب غسل الميت (67)

(ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما ایک جنازہ میں شرکت کیلئے اسوقت پہنچے
جب کہ نمازِ جنازہ پڑھا جاچکا تھا) تو فرمایا اگر تم نے نماز جنازہ پڑھنے میں سبقت کی تو (میت
کے لئے دعا کرنے میں) سبقت نہ کرو (بلکہ آؤ ملکر دعا کریں)
نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا صحابہ کرام **رضوان اللہ علیہم اجمعین** سے قولاً وفعلاً ثابت ہوا
نیز (**فلاتسبقونی**) مجھ سے آگے نہ بڑھو یہ جملہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نمازِ جنازہ کے
بعد دعا مانگنا صحابہ کرام **رضوان اللہ علیہم اجمعین** کا عمل رہا، پھر (**فلاتسبقونی**) میں بھی
(ف) برائے تعقیب مع الوصل ہے، جو بتا رہا ہے کہ دعا بعد نماز جنازہ عملِ صحابہؓ ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(3) **بعداز سلام بخواند) اللھم لاتحرمنا اجره ولاتفتنا بعده واغفرلنا وله .**

ثم مشکوٰة. (138) وابن ماجه، والترمذی، واحمد، رواه ابوداود. ثم زاد الآخرة. والبحر الذخائر النهر الفائق.

(میت پر جب نماز جنازہ پڑھ لے سلام پھیر لے تو اسکے بعد کہے) یا اللہ ہمیں اسکے اجر سے
محروم نہ کر۔ اور اسکے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈال۔ ہمیں اور مرحوم کو بخش دے۔

❁❁❁❁❁❁❁

() **عن عبداللہ بن ابی اوفیٰ وکان من اصحاب الشجرة فماتت ابنت له (الیٰ ان قال)
ثم کبر عیلھا اربعا ثم قام بعد الرابعة قدر مابین التکبیرتین یدعوا ثم قال کان رسول اللہ
ﷺ یصنع فی الجنائز ھکذا** . رواه البیهقی جلد ۴. (42) وفتح الربانی (126) وکنز العمال کتاب الجنائز

❁❁❁❁❁❁❁

عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ جوان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے
حضور پرنور ﷺ کی بیعت کی تھی (ابراہیم رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایت ہے کہ جب) انکی
صاحبزادی وفات ہوئی (الیٰ ان قال) تو آپ نے ان پر چار تکبیریں کہیں، پھر چار تکبیروں کے بعد
جتنی دیر دو تکبیروں میں فاصلہ ہوتا ہے کے مقدار کھڑے ہو کر دعا کی (بیٹھ کر نہ بقیام حقیقی)
(پھر حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ
اسی طرح دعا کرتے دیکھا ہے۔
اس حدیث میں (**یصنع**) مضارع کا صیغہ ہے جو دوام واستمرار پر دلالت کرتا ہے (دیکھئے)
شرح جامی بحث مجموع (261) مختصر المعانی (181)
ثابت ہوا کہ حضور پرنور ﷺ نے نماز جنازہ کے بعد ہمیشہ دعا فرمائی ہے۔ نیز فتح القدیر۔ امامت
۔جلد ا (343) وکبیری۔ امامت (57) وشامی امامت جلد ا (282.271) نے تصریح فرمائی ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(5)عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله ﷺ لایردالقضاء الاالدعاء.
رواہ الترمذی جلد ۲ .ابواب القدر(261)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قضاء (غیر مبرم) کودعا کے سواء اور(کوئی چیز) نہیں ٹال سکتی۔

اس حدیث میں لفظ(دعا)مطلق ہے۔مطلق اپنے اطلاق پرجاری ہوتا ہے(المطلق یجری علی اطلاقه) سواس حدیث میں لفظ دعااُس دعاکوبھی شامل ہواجودعاجنازہ کے بعدمانگی جاتی ہے۔

6)عن ام سلمة قالت قال رسول الله ﷺ اذاحضرتم المريض اوالميت فقولوا خيرا فان الملائكة يؤمنون على تقولون .رواہ الترمذی جلد ۱ .جنائز(124)ومسلم جلد ۱ .جنائز.

❁❁❁❁❁❁❁

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کسی مریض(کی عیادت)یامیت کے پاس جاؤ تو(وہاں)کلمہ خیرکہو(مریض کوتسلی اورمرحوم کیلئے دعامغفرت کرو) کیونکہ فرشتے تمہارے ان کلمات پرآمین کہتے ہیں۔

میت کے پاس دعااوراس پرفرشتوں کاآمین کہنا یہ بھی مطلق ہے۔اس میں نہ زمان کی قید نہ مکان کی قید لہذایہ دعاجب بھی میت کے لئے مانگی جائے جائزہے توپھریہ مطلق نمازجنازہ کے بعددعامانگنے کو بھی شامل ہوا(اوریہ دعاہم جنازہ سے فراغت کے بعد بیٹھ کرمانگتے ہیں اسے بھی شامل ہوا)۔

(7)وترفع الايدى فى دعاء الاستسقاء ونحوه لان رفع اليدفى الدعاء سنة و كذلك عنددعائه بعدفراغه من التسبيح والتهليل والتكبيروعقيب الصلوات كماعليه المسلمون فى سائرالبلدان .نورالایضاح المراقی والطحطاوی قبیل الامامة(170)

❁❁❁❁❁❁❁

دعاء استقاء میں اوراسکے مثل(جیسے نماز جنازہ کے بعدکی دعا)میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ کیونکہ دعاؤں میں ہاتھ کابلندکرناسنت ہے۔اسی طرح جب تسبیح وتھلیل،وتکبیر سے فارغ ہوں اورنمازوں سے فراغت کے بعد ہاتھ اٹھاکردعائیں مانگناسنت ہے۔تمام مسلمانوں کا تمام شہروں میں یہی معمول ہے۔

دیکھئے اصل مسئلہ کاعموم اورلفظ (صلوات) کاعموم اس دعاکوبھی شامل ہے جونماز جنازہ کے بعد بیٹھ کربھیئیۃ اجتماعیہ کی جاتی ہے۔اورجمیع مسلمانوں کامعمول ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

(8)ولایقوم بالدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فیھاکذافی المحیط ثم القنیۃ ثم برجندی جنائز(181)ثم حاشیۃ شرح الیاس جلد ا (233)وجامع الرموزجلد ا جنائز(125)والمرقات علی المشکوۃ والزخیرۃ ثم کبیری.

نمازجنازہ کے بعددعاکیلئے کھڑے نہ ہوں(بلکہ نمازجنازہ کے بعد بیٹھ کر دعامانگو) کیونکہ (کھڑے ہوکردعاء)زیادت(فی الجنازۃ)کے مشابہ ہے۔

عبارت مذکورہ بالاغورطلب ہے کہ عبارت مذکورہ قیام کی حالت میں دعامانگنے کی نفی کررہاہے نہ کہ بیٹھ کردعامانگنے کی۔سومفھوم مخالف کی نفی کیساتھ نمازجنازہ کے بعددعابحالت جلوس (بیٹھنے کی حا لت میں)ثابت ہوگئی اورمفھوم مخالف فقہاء کرام کی روایات میں حجت ہے جیسے کہ فرضیت جمعہ میں آزاد(ہوناشرط ہے تواگرکوئی مسلمان آزادنہ ہوبلکہ غلام ہو اور غلام جمعہ کی نمازاداکرے تواسکی نما ز ہو جائیگی)۔

(9)وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتھم نفع لھم خلافا للمعتزلۃ.شرح العقائد .(122)

زندوں کی دعاؤں اورصدقات میں مرحومین کیلئے نفع ہے(البتہ)معتزلہ اس کے خلاف ہیں

(10)وتحقق ماذکرواان کون الدعاء غیرجائز لم یقل بہ احد کمانقل عن حمقۃ زماننا ممن لاشعورلھم فی علم الدین بوجہ من اھل البدعۃ المستحدثۃ طھرالله الارض منھم بمنہ. .تتمہ مجمع البحار(65)

(اقوال مذکورہ سے)یہ بات محقق ہوگئی(تحقیق تک پہنچ گئی)کہ(بعدنمازجنازہ)دعاکرنا جائز ہے(دعا بعد نمازجنازہ کاانکارکسی نے نہیں کیاسوائے)ہمارے زمانے کے ان احمقوں نے جوعلم دین سے نابلدہیں جو دین کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے(یہ احمق)اہل بدعت ہیں (انہوں نے دعابعد الجنازۃ سے انکارکرکے دین میں)ایک نئی بدعت ایجادکی۔اللہ تعالیٰ اپنے خاص کرم کیساتھ ان (پلیدوں سے) زمین کو پاک فرمادے

(11)عن انس قال اتی النبی ﷺ بجنازۃ فلماقام یکبرفسأل ﷺ ھل علی صاحبکم دین قالوانعم دیناران فعدل النبی ﷺ وقال صلواعلی صاحبکم فقال عَلِیٌّ دینہ عَلَیَّ یَارَسُوْلَ اللہ ﷺ بریٔ منھمافتقدم رسول اللہ ﷺ ثم قال لعلی جزاک اللہ خیرا

فک اللہ رھانک کمافکت رھان اخیک وانہ لیس من میت یموت وعلیہ دین الاوھومرتھن بدینہ ومن فک رھان میت فک اللہ رھانہ یوم القیامۃ فقال بعض القوم یارسول اللہ ﷺ ھذالِعَلِیٍ خاصۃ ام للمسلمین عامۃ قال للمسلمین عامۃ

فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۲ (422) و کشف الغمۃ من جمیع الامۃ جلد ۲ .22)مطبوعۃ مصر

❀❀❀❀❀❀❀

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ ایک جنازہ میں تشریف لائے جب تکبیر کہنے کیلئے کھڑے ہوئے (اس سے قبل کہ تکبیر کہتے) صحابہ کرام سے پوچھا کیا تمہارے اس ساتھی پرکسی کاقرض تو نہیں؟

توصحابہ کرام نے عرض کی جی ہاں (یارسول اللہ ﷺ) مرحوم پردودینارقرض ہے توحضور پر نور ﷺ (جہاں کھڑے تھے) وہاں سے ہٹ گئے اورفرمایاتم اپنے ساتھی پرجنازہ پڑھ لو (سرکاردوعالم ﷺ کایہ) فرماناتھاکہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (آگے بڑھے اورعرض کی یارسول اللہ ﷺ) انکے دو درھم کامیں ضامن ہوں یہ ان دو درھم سے بری الذمہ ہیں (آپ تشریف لائیں جنازہ پڑھائیں) حضورنبی کریم ﷺ اپنی جگہ تشریف لائے اورجنازہ پڑھایاپھرعلیؓ سے فرمایا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جس طرح تونے اپنے بھائی کی گردن آزاد کردی اللہ تعالیٰ تیری گردن بھی اسی طرح آزادکردے.

(اے صحابہ) جب کوئی شخص مقروض وفات ہوتاہے تواس کی گردن اس قرض میں گروی رہتی ہے (یعنی جب کوئی شخص اس حال میں اس دنیاسے رحلت کرتاہے کہ اس پرکسی کا قرض ہوتووہ اس قرض میں گروی رہتاہے) (لہذا) جس نے مرحوم کی گردن آزادکی اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن اسکی گردن کوآزاد فرمائے گا۔صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیایہ (فضیلت) صرف علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے یاتمام مسلمانوں کے لئے ؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایایہ (فضیلت) تمام مسلمانوں کیلئے ہے۔

☆میں کہتاہوں کہ حدیث مذکورہ بالاسے دعا بعدجنازہ اوروعظ ونصیحت کر ناثابت ہوگیا۔

(12) روی عن عاصم بن عمربن قتادۃ وعن عبداللہ بن ابی بکرۃ استشھد زیدابن حارثۃ وجعفربن ابی طالب فصلی علیھما (علٰحدۃ علٰحدہ) ودعالھما وقال

استغفروا لهما. مغازی الراقدی. والطبرانی ثم فتح القدیر جلد ا. الصلوۃ علی المیت. (289)

عاصم بن عمر قتادہ اورعبداللہ بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (کہ جب) زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر الگ الگ نماز جنازہ پڑھی اور دونوں کیلئے دعا کی (پھر) حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے صحابہ) مرحومین کے لئے استغفار کرو (دعا مغفرت کرو)

فان قیل؟ اگر معترض اعتراض کرے کہ یہ دعا بیچ نماز کے تھی، نہ کہ نماز جنازہ کے بعد؟ قلنا! ہم جواب دیتے ہیں کہ جناب تمہارا یہ اعتراض لغو ہے، لگتا آپ نے حدیث مبارک کی عبارت پر غور نہیں کیا کیونکہ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں (**فصلیٰ علیهما و دعا لهما** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور انکے لئے دعا کی) اس عبارت میں **فصلیٰ علیهما** اور **دعالهما** کے درمیان (و) حرف عطف ہے. **فصلیٰ علیهما** معطوف علیہ ہے اور **دعالهما** معطوف ہے، قاعدہ یہ ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغائرۃ ہوا کرتی ہے (یعنی معطوف اور ہوتا ہے اور معطوف اور دونوں ایک چیز نہیں ہوتی بلکہ دونوں میں فرق ہوتا ہے) اسکی مثال یوں سمجھ لیجئے **جاء نی زید وعمر**، آیا میرے پاس زید اور عمر، دیکھیں، زید اور عمر دونوں کے آنے کی بات کی گئی مگر زید اور ہے اور عمر اور ہے، سو معلوم ہوا کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغائرۃ ہوا کرتی ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز جنازہ پڑھی تو اسکے بعد دعا کی. یہ دعا نماز جنازہ کے بعد ہے۔

(اےُ مُسَلمَانَهُ دُعَاوُ کَهُ پَسْ دَجَنَازِ ے
ثَوَابُ دےُ سَتَادَپَارَهُ هُمْ دَمِرِےُ بِیَابَهُ زےُ.

مُتَرجِمُ. محمد عبدالعلیم القادری کان اللہ لہ)
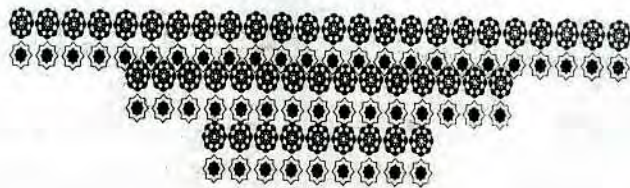
سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کا ثبوت

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق اجتماعی دعاسنتوں کے بعد ہے۔

(۱) وعندالحنفیة یکره المکث قاعدا یشغل بالدعاء والصلوٰۃ علیه السلام قبل ان یصلی السنة. قسطلانی باب یستقبل الامام الناس اذاسلم. جلد ۲ .(126)نقلا من فتح الباری

احناف کے نزدیک فرض کے بعد سنت پڑھنے سے پہلے دعامانگنے اوردرودوسلام پڑھنے کیلئے کچھ دیر بیٹھنامکروہ ہے۔

(۲) والمختارعند الحنفیة ان یشتغل بعداداء المکتوبة بالسنة ویکره ان یشتغل بالدعاء والتسبیح قبل اداء السنة . کذافی الباری والقسطلانی .عقائد السنیة(37)

احناف کے نزدیک مختار(قول)یہ ہے،کہ فرض پڑھنے کے بعدسنت اداکرے،سنت ادا کرنے سے پہلے دعااورتسبیحات پڑھنے میں مشغول ہونا مکروہ ہے۔

(۳)عندنا السنة مقدمة علی الدعاء الذی هوعقب الفراغ.بحرالرائق.صفة الصلوٰۃ.جلد ۱ .۱۳۷

ہم احناف کے نزدیک سنت مقدم ہیں اس دعاپر جوسنتوں کے بعد(اللہ جل جلالہ سے) مانگی جاتی ہے

(۴)اذاارادالامام ان یتنفل فی المحراب ویقبل علی الناس للدعاء والذکروالدعاء جازله ان یتنفل کیف شاء والافضل ان یجعل یمینه الیهم ویساره الی المحراب وعکسه وبه قال ابو حنیفة ومن فوائد هذاالحدیث مکث الامام فی موضعه ومکث القوم فی اماکنهم .عینی البخاری باب التسلیم جلد۳(189)

امام(جب فرض پڑھنے سے فارغ)ہواور محراب میں ہی سنت،نوافل پڑھناچاہے نیزیہ ارادہ ہوکہ نفل پڑھکرمیں قوم کی طرف دعا،وذکر،کیلئے رخ کروں گا،تواسکے لئے جائز ہے کہ محراب میں جہاں چاہے کھڑاہوالبتہ(جب سنت ونوافل سے فارغ ہوتو)افضل یہ ہے کہ قوم کی طرف دایاں پہلواورمحراب کی طرف بایاں پہلو ہواسکاعکس(یعنی قوم کی طرف بایاں پہلواورمحراب کی طرف دایاں پہلو)کرے تب امام(جب فرض پڑھنے سے فارغ) ہواور محراب میں ہی سنت، نوافل پڑھناچاہے نیزیہ ارادہ ہوکہ نفل پڑھکرمیں قوم کی طرف دعا،وذکر،کیلئے رخ کروں گاتو اسکے لئے جائزہے کہ محراب میں جہاں چاہے کھڑاہو۔

البتہ (جب سنت ونوافل سے فارغ ہوتو) افضل یہ ہے کہ قوم کی طرف دایاں پہلواور محراب کیطرف بایاں پہلو ہواسکاعکس کرے تب بھی صحیح ہے۔
امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں، اس حدیث سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوا (کہ اگر) امام اسی جگہ (جہاں اسنے فرض نماز پڑھی ہے) ٹھہرے (تب بھی جائز ہے) اورقوم (نے جہاں فرض پڑھے ہیں) وہیں ٹھریں (یعنی سنن، و نوافل وہیں پڑھیں) تب بھی جائز ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(۵) والسنة فی الادعیة تاخیرھاعن الصلوٰة. ھدایة. کسوف. (225)
دعاؤں میں سنت (طریقہ) یہ ہے کہ (جب) نماز (یعنی فرض سنت ونوافل سے فارغ ہو) تو دعائیں مانگیں جائیں (ادعیہ میں تاخیراز تکمیلِ نمازسنت طریقہ ہے)

❁❁❁❁❁❁❁

(٦) روی عن امام المسلمین انه اذادعاالامام بعد الفراغ من الصلوٰة حول وجهه الی الجماعة. مقدمة الفقیه ابی اللیث (19) ثم شرح شرعة الاسلام (116)
امام المسلمین سیدنانعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب امام نماز سے فارغ ہواوردعامانگے توقوم (مقتدیوں) کی طرف منہ کرلے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(۷) الاشتغال بالسنة عقیب الفرض افضل من الدعاء. الاشباہ فن. ۲ صلوٰة. (128)
فرض کے بعد سنت پڑھنے میں مشغول ہونا دعا میں مشغول ہونے سے افضل ہے۔
☆۔۔۔مذکورہ بالاتمام عبارات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ دعامانگناسنت پڑھنے کے بعدہے نیزدعا احناف کے نزدیک بہئیتِ اجتماعیہ بھی ثابت۔

﴿سنتوں کے بعداجتماعی دعاء﴾

قرآن واحادیث، واقوال علماء کی روشنی میں

سنتوں کے بعداجتماعی صورت میں دعا کرناقرآن کریم، واحادیث، واقوال علماء کی روشنی میں۔
(ا) سب سے پہلے چندقواعد ذکرکروں گا تاکہ آنے والی آیات واحادیث واقوال علماء آسانی سے سمجھ آجائیں۔

قاعدہ اولیٰ یہ ہے

احناف کے نزدیک جس حدیث میں یہ الفاظ آجائیں
(دبر المکتوبة. بعدالمکتوبة. عقیب الفرض) اس سے (ہروہ کام جو) فرضوں، سنتوں کے بعد ہو، مراد ہوا کرتا ہے، نہ کہ فرض وسنت کے درمیان۔

میرے پیش کردہ قاعدہ پر چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

واما روی من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلوٰة فلادلالة فیها علی الاتیان بهاعقیب الفرض قبل السنة بل یحمل عل الاتیان بهابعد السنة لان السنة من لواحق الفریضة ولایخرجها تخلل السنة بینها وبین الفرض عن کونها بعد الفرض وعقیبه لان السنة من لواحق الفریضة وتوابعهاومکملا تهافلم تکن اجنبیة منها فمایفعل بعد السنة یطلق علیه انه فعل بعد الفریضة وعقیبها.

کبیری صفة الصلوٰة(389) وشامی صفة جلد ا (356) والمراقی اذکار(187) وفتح القدیر نوافل جلد ا (191) وبحرالرائق

❀❀❀❀❀❀❀

وہ احادیث جوان اذکار کیلئے وارد ہیں جونماز کے بعد پڑھی جاتیں ہیں سوان احادیث میں ان اذکار کافرض نماز کے فورابعد سنتوں سے پہلے پڑھنے کی دلیل نہیں بلکہ یہ اوراد، واذکار فرض کے بعد سنتوں کے پڑھنے پرمحمول ہیں کیونکہ سنن فرائض کے لواحقات میں سے ہیں (اگرسوال ہوکہ کیافرض کے فورابعداگرہم سنت پڑھیں گے تو یہ سنت فرض اوروہ اوراد جنکا تذکرہ احادیث میں آیاہے مخل نہیں ہونگے ؟

توہم جواب دینگے) کہ ان اوراد، اذکار اور فرضوں کے درمیاں (سنت جوپڑھی گئیں ہیں) مخل نہ ہونگیں، کیونکہ سنن فرائض کے لواحقات، توابع، اورمکملات میں سے ہیں یہ فرائض کیلئے اجنبی نہیں۔

سوجواذکارسنتوں کے بعد پڑھے جائیں گے اس پرفرضوں کے بعد پڑھنے کااطلاق کیا جائیگا

﴿قاعدہ مذکورہ کے ثبوت کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں﴾

حدیث قدسی ہے۔

(1) قوله علیه الصلوٰة السلام (حکایة عن الله تعالیٰ فی حدیث قدسی طویل) قال

الرب تعالیٰ انظرواھل لعبدی من تطوع فیکمل به ماانتقص من الفریضة.......
رواه ابو داود،ثم مشکوٰة صلوٰة التسبیح(117) وفتح القدیر
حضور پرنور ﷺ نے فرمایا(قیامت کے دن)اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گامیرے بندے کے سنن،ونوافل کودیکھوکیامیرے بندے کے(صحیفہ اعمال میں)نوافل ہیں (اگرصحیفہ اعمال میں نوافل ہوں)تواسکے فرائض میں جوکمی واقع ہوئی ہوان نوافل سے پوری کی جائے گی

(2)الفرائض تکمل بالنوافل .احیاء العلوم
فرض نوافل سے پورے کیئے جائیں گے

(3)السنن مکملات للفرائض .هدایة.
سنن فرائض کومکمل کرنے والے ہیں۔

(4)السنة تبع للمفروض .فتح القدیر..............سنت فرض کے تابع ہے۔
جب یہ ثابت ہواکہ سنن فرع ہیں اورفرض اصل ہیں توفرع حکم اصل میں داخل وشامل

دلائل ملاحظہ ہوں

(5)قوله تعالیٰ.یابنی اسرایل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم .الایة.
اے بنی اسرائیل یاد کرومیری اس نعمت کوجومیں نے تم پرکی۔

(6)لان هذاخطاب للموجودین فی زمان نبینا ﷺ ولاشک ان الانعام کان علی اصولهم فی زمان موسیٰ علیه السلام .
خطاب ان بنی اسرائیل سے کیاجارہاہے جونبی کریم ﷺ کے زمانے میں موجودہیں۔
حالانکہ نعمتیں انکے ان آباؤ اجدادپرکی گیں تھیں جوموسیٰ علیہ السلام کے دورمیں گذرے ہیں دیکھیئے انعام بنی اسرائیل کے اباوٴ واجدادپر مگرخطاب انکی اولاد،دراولادسے۔چونکہ اولاد فرع ہے اباوٴ اجدا اصل، سوجوحکم اصل کاوہی فرع کا۔

دوسری دلیل

(7) اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے ۔وَاِذْنَجَّیْنَاکُمْ مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ .الآیة.
اوریادکرواے بنی اسرائیل جب ہم نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی۔
یہاں بھی خطاب ان بنی اسرائیل سے ہے جونبی کریم ﷺ کے زمانے میں موجودہیں۔
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انکے اباوٴ واجدادکوفرعونیوں سے نجات عطافرمائی تھی۔(نہ کہ انکو)

پھر خطاب ان سے ہوا معلوم ہوا کہ اولاد فرع ہے اباؤواجداداصل ہیں،توجوحکم اصل کاوہی حکم فرع کا۔
ثابت ہوا کہ فرض اصل ہیں جبکہ سنت اسکی فرع،سوجوحکم اصل کاوہی حکم فرع کا تولا محالہ ماننے پڑے گا،کہ یہ اوراد،و وظائف سنتوں کے بعد ہیں نہ کہ فوراًفرضوں کے بعد۔
فقہاء کرام کے اقوال کوملاحظہ فرائیں۔فقہاء فرماتے ہیں۔
(8)قول الفقهاء .التبع كالعبد والجندى وامراة اوفاها مهرها والتلميذ والمكترى يعتبّر نية الاقامةوالسفر من متبوعهم دونهم فيصيرو ن مقيمين ومسافرين بنية متبوعهم. فتح القدير. مسافر. جلد ا (557) والخلاصة.مسافر.جلد ا (163)
❁❁❁❁❁❁❁
تابع (کی مثال) جیسے غلام ،سپاہی،زوجہ،شاگرد،ان افراد کی نیت نہ توسفرکیلئے معتبر ہے نہ اقامت کیلئے،جب تک انکے متبوع نیت نہ کریں ان کا مسافرہونایامقیم ہونامتبوع کی نیت پرمنحصرہے اگر متبوع سفرکی نیت کرے گاتویہ مسافر اوراگر متبوع اقامت کی نیت کرے گا۔تویہ مقیم،
معلوم یہ ہوا کہ سفرواقامت کادارومدارمتبوع کی نیت پرہے نہ کہ تابع کی نیت پر۔
(توضیح۔ عام مؤمنین و مسلمین کیلئے۔تابع،ومتبوع کی چند مثالیں۔
متبوع تابع

متبوع۔جسکی تابعداری کی جائے اسے متبوع کہتے ہیں	تابع۔تابعداری کرنے والے کوتابع کہتے ہیں
مالک	غلام
امیرلشکر	سپاہی
شوہر	زوجہ
استاد	شاگرد

تابع جوبھی نیت کرے وہ غیرمعتبر۔متبوع جونیت کرے وہ معتبر،اسی کی نیت پردار ومدار ہے۔کیونکہ متبوع اصل اورتابع فرع۔سوجوحکم اصل کاوہی حکم فرع کا۔تعلیق۔مترجم)
☆۔۔۔نتیجہ یہ نکلا کہ سنن توابع ہیں اور فرائض اصل ہیں ۔
سوثابت ہوا کہ اذکاروو ظائف سنن کے بعد ہیں۔

دوسرا قاعدہ

کہ احکام شرعیہ عام ہیں(احکام شرعیہ میں عموم ہے)احکام شرعیہ حضور نبی کریم ﷺ اور جمیع امت کوشامل ہیں۔جیسے،کہ اللہ تعالیٰ کاامر ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ.

اس امرمیں حضور نبی کریم ﷺ اورجمیع امت شامل۔

اسی طرح،اللہ تعالیٰ کا یہ امر۔

فَاِذَافَرَغْتَ فَانْصَبْ.

اس امرمیں حضور نبی کریم ﷺ اورجمیع امت شامل۔

سوائے ان احکام کے جن میں نص صریح سے حضور پرنور ﷺ کی تخصیص کی گئی ہو۔ (اس میں حضور پرنور ﷺ اورامت شریک نہیں جیسے رات کوتہجد حضور ﷺ پرفرض امت کیلئے نفل۔وغیرہ ذلک۔مترجم)

اس قاعدہ پردلیل ملاحظہ ہو

علامہ صاوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(1)قولہ تعالیٰ.(قل اعوذ) ای اتخذ الامر للنبی ﷺ ویتناول غیرہ من امت لان اوامرالقرآن ونواھیہ لاتخص فردا دون فرد. صاوی جلد۴.پارہ.30 سورۃ الناس(268)

❁❁❁❁❁❁❁

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا(قل اعوذ،میں پناہ مانگتاہوں لوگوں کے رب کیساتھ)یہ امرتورسول اللہ ﷺ سے ہے مگرجمیع امت اس امرمیں شامل،کیونکہ قرآن کریم کے اوامرونواہی کسی فردِواحدکیلئے نہیں۔(چونکہ یہ حکم عام ہے خاص نہیں تونبی کریم ﷺ وجمیع امت شامل)

قاعدہ مذکورہ پردوسری دلیل

(2)قولہ تعالیٰ.فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِنْھَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَھَالِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْ اَزْوَاجِ اَدْعِیَائِھِمْ (الخ)

قدحوت ھذالاٰیة احکاما(الیٰ قولہ) والثالث ان الامة مساویة للنبی ﷺ فی الحکم الاماخصہ اللہ تعالیٰ بہ لانہ اخبر انہ احل ذلک لنبی ﷺ لیکون المؤمنین

مساوین له. احکام القرآن للجصاص جلد۳. احزاب (444)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

جب زید کی غرض اس سے پوری ہوئی (حضرت زینب کوطلاق دی اورعدت پوری ہوگئی) توہم نے (زینب) تیرے نکاح میں دے دی تا کہ مسلمانوں پرحرج نہ ہوانکے منہ بولے بیٹوں کے ازواج میں (علامہ جصاص لکھتے ہیں) یہ آیت کئی احکام کوشامل ہے۔الیٰ آخرہ۔

(والثالث) تیسراحکم یہ ہے

کہ احکام شرعیہ میں امت نبی کریم ﷺ کے ساتھ شامل ہیں سوائے ان احکام کے جن احکام کیساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کومختص کیاہو۔

علامہ جصاص لکھتے ہیں

کہ(مساوات فی الاحکام کی یہی آیت مثال ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس نکاح کی حلت کی خبردی۔کہ(منہ بولے بیٹے زید کی مطلقہ حضرت زینب) آپ کے لئے حلال ہے،تاکہ مسلمان(اگرکبھی اس طرح منہ بولے بیٹے کی مطلقہ یابیوہ سے نکاح کرنا چاہیں تووہ بھی)اس حکم میں شامل ہوں۔

سووہ حکم جس میں فرمایا گیا(فاذافرغت فانصب۔

اے محبوب ﷺ جب آپ فارغ ہوجائیں نمازسے تودعامیں خوب کوشش کرو)

اس حکم میں امتی بھی شامل،ان قواعد کومدنظررکھتے ہوئے معنیٰ یہ ہواکہ اے میرے محبوب ﷺ،اوراے میرے محبوب ﷺ کے امتیو تم جب بھی نمازسے فارغ ہوجاؤ۔تودعامیں خوب کوشش کرو۔

میں نے ثابت کیاکہ سنت فرائض کے توابع ،ومکملات میں سے ہیں اورحکم ہے کہ جب تم نمازسے فارغ ہوجاؤ، تواس نمازسے یقیناً سنت بھی مرادہیں،سوثابت ہواکہ جب تم فرائض وسنن سے فارغ ہوجاؤ تودعامیں خوب کوشش کرو۔

☆۔۔۔۔دلائل مذکورہ بالاقواعد سے ظاہرہواکہ امام اورمقتدیوں کاسنتوں کے بعد اجتماعی دعاکرنا جائزہے ۔

تیسرا قاعدہ

تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ جوشئ مطلق ذکر کیاجائے۔تووہ اپنے اطلاق پرجاری ہوتاہے۔
قاعدہ مذکورہ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

(بـل) العمل به (ان يجزى كل ماصدق عليه) المطلق(من المقيدات)بيان لما يعنى ان يحمل على اطلاقه بحيث يمكن للمكلف ان يأتى بماشاء من افراده سواء كان ذلک الـمقيـد المنصوص اوغيره فيكون كل فردمن افراد المطلق مجزيا مماهو الواجب عليه.تحرير الاصول مع شرحه (۱۳۳۱)

بلکہ اس پرعمل کیاجائے گاتاکہ جائزہوجائے ہروہ عمل جس پرمطلق صادق آئے مقیدات میں سے،یعنی مطلق کومحمول کریں گے اس کے اطلاق پراس حثیت سے کہ مکلّف(مطلق کے افرادمیں سے جسے چاہے) عمل کرسکے چاہے،وہ مقیدمنصوص علیہ ہویانہ ہو، سومطلق کاہرفردہراس شئ کوجو اس پرلازم ہو،جائزکرنے والاہوگا۔

اس قاعدہ کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) **حكم المطلق ان يجرى على اطلاقه.**

شاشی،وفصول(۱۱)وتنقيح وتوضيح (۱۶۹) ومنار،ونورالانوار.

مطلق کاحکم یہ ہے کہ وہ اپنے اطلاق پر جاری ہوتاہے

(۲) ولنـاقـوله تعالىٰ.(ولاتسئلوا عن اشياء ان تبدلكم تسؤكم)فهذه الأية على ان المطلق يجرى على اطلاقه .تنقيح وتوضيح (۱۷۳)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

اشیاء کے بارے میں سوال نہ کرو اگرظاہرہوجائے تمہارے لئے سوتمہیں برالگے گا۔
یہ آیت دلالت کرتی ہے،کہ مطلق اپنے اطلاق پرجاری ہوتاہے۔ہمارے لئے یہی دلیل کافی ہے۔

☆۔۔۔۔میں کہتاہوں کہ چونکہ لفظ(دعا)ایات واحادیث واقوال علماء میں مطلق آیاہے سنت کے بعددعا بھی اس مطلق کے افرادمیں سے ہے لہذاسنتوں کے دعاثابت ہوگئی۔
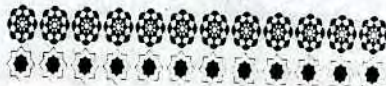
﴿قرآن کریم سے فرض وسنتوں﴾
کے بعد اجتماعی دعاء کا ثبوت

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(۱) **فَاِذَافَرَغتَ فَانْصَبْ**

اے حبیب ﷺ جب آپ فارغ ہوں نماز سے پس دعامیں خوب کوشش کیجئے۔سورۃ انشراح

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

(۲) عن ابن عباس اذافرغت من صلوتک فاجتھد فی الدعاء.

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ(اذا فرغت) کامعنی ہے کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوں تودعامیں خوب کوشش کیجئے۔

❀❀❀❀❀❀❀

مدارک جلد۴.(390)وخازن جلد۴.(390)وجلالین وجمل جلد ۴ .(550)وابن جریروتفسیرابن عباس(514) ومعالم جلد۴ (220) وکبیرللرازی جلد۸(457) وابوالسعودجلد۸(485)واحکام القرآن للجصاص(582)

(۳) عن علی وابن عباس فَاِذَافَرَغتَ فَانْصَبْ فی الدعاء بسند صحیح .تفسیرابن جریرطبری.

حضرت علیؓ وعبداللہؓ ابن عباسؓ رضی اللہ عنھمااس آیت(فَاِذَافَرَغتَ فَانْصَبْ) کی تفسیرکرتے ہوئے لکھتے ہیں،کہ فاذافرغت کامعنیٰ یہ ہے کہ ارشادخداوندی ہے جب آپ نماز سے فارغ ہوں توخوب کوشش کیجئے دعامیں۔

(۴) عن ابن عباس فاذافرغت ممافرض علیک ومن الصلوٰۃ فاسئل اللہ وارغب الیہ وانصب .تفسیرابن جریرطبری.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت(فاذافرغت) کامعنی یہ ہے کہ جب آپ ان فرائض سے فارغ ہوجائیں جوآپ پرفرض کی گئیں ہیں اورنماز سے سواللہ سے مانگیئے اوراللہ ہی کی طرف راغب ہوں اور دعامیں خوب کوشش کیجئے۔

(۵) عن مجاھدوقتادۃ قالفَاِذَافَرَغتَ فَانْصَبْ (لیٰ آخرہ)امرہ اذافرغ من الصلوٰۃ ان یبالغ فی دعائہ .خازن ومعالم.

حضرتِ مجاہدؒ اورقتادہؒ فرماتے ہیں(فَاِذَافَرَغتَ فَانْصَبْ) کامعنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم فرمایاکہ جب نماز سے فارغ ہوں،سوچاہیے کہ اپنی دعامیں خوب مبالغہ کیا جائے۔

(۶) عن قتادة بسند صحیح قال فاذا فرغت من صلوتک فانصب فی الدعاء . خازن ومعالم .
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (فاذا فرغت) کا معنی یہ ہے کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوں تو دعا میں خوب کوشش کیجئے۔

(۷) قال ابن عباس وقتادة والضحاک ومقاتل الکلبی فاذافرغت من الصلوٰة المکتوبة فانصب الیٰ ربک فی الدعاء وارغب الیه فی المسئلة یعطیک . خازن.
☆۔۔عبداللہ بن عباسؓ قتادہؓ ضحاکؓ، مقاتل الکلبیؒ فرماتے ہیں (فاذافرغت) کا معنی یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ آپ جب فرض نماز سے فارغ ہوجائیں تو اپنے رب کی جانب دعا میں خوب کوشش کریں اور خوب رغبت سے مانگیئے۔اللہ آپ کو عطا فرمائے گا۔

(۸) وفائدة التعب فی الدنیاان ینفعه فی الدنیاوالآخرة. جمل جلد ۴. (۵۵۷)
☆ دنیا میں محنت ومشقت کا فائدہ تب ہے کہ اسے دنیاوآخرت میں فائدہ ہو۔

(۹) فان الدعاء بعدالصلوٰة مستجابة کذاهو الماثور عن ابن عباس وقتادة . کمالین.
صاحب کمالین فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد دعا کا مستجاب (قبول ہونا) حضرت ابن عباس و قتادہؓ سے منقول ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۰) وَقَالَ رَبُّکُمْ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ. الأیة.

اور تیرے رب کا فرمان ہے۔تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔
وجہ استدلال یہ ہے کہ یہاں بھی لفظ (دعا) مطلق ہے یہ سنتوں کے بعد دعا کو شامل ہے کیونکہ سنت بھی مطلق کے افراد میں سے ایک فرد ہے سو یہ لفظ اسے بھی شامل۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۱) وَاِذَاسَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ ط
الأیة . پاره ۲ . بقرة.

اے محبوب (ﷺ) جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں (سو ان سے فرمادیجئے کہ) میں تمہارے قریب ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب بھی (مجھ سے) دعا مانگے۔
وجہ استدلال یہ ہے کہ یہاں بھی لفظ دعا مطلق ہے یہ اس دعا کو شامل ہے جو دعا سنتوں

کے بعد اجتماعی طور پر مانگی جاتی ہے، کیونکہ یہ بھی مطلق دعا کے افراد میں سے ایک فرد ہے

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(12) قُلْ مَايَعْبَئُوْ بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَادُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًاo

پارہ (19)سورہ فرقان آیت (77)

آپ فرمادیجئے کہ تمہاری کچھ حیثیت نہ ہوتی اللہ کے ہاں اگر نہ ہوتی تمہاری دعا (عبادت وپکار) (کیونکہ) تم نے جھٹلایا، پس ہوگااب دائمی عذاب۔

☆......اللہ اکبر. اللہ اکبر، جواللہ تعالیٰ سے دعانہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اسکی پرواہ نہیں کرتا، سووہ دوزخی ہوجائیگا (العیاذ باللہ) نیز یہ دعا مطلق ہے لہذا سنتوں کے بعد جودعامانگی جاتی ہے اسے بھی شامل ہے (المطلق یجری علی اطلاقه)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(۱۳) وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ o

پارہ ۲۴. سورۃ مؤمن (60)

اورفرماتا ہے رب تمہارا، مجھ سے دعامانگومیں تمہاری دعاکوقبول کرتاہوں، جولوگ میری عبادت (دعا مانگنے) سے تکبرکرتے ہیں، عنقریب ذلیل ہوکرجہنم میں داخل ہوں گے۔۔

☆۔۔۔وجہ استدلال یہ ہے کہ دعانہ مانگنے پراللہ تعالیٰ کی جانب سے وعید آئی ہے ملاحظہ ہوحدیث مبارک۔

(۱۴) عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من لايدعوالله يغضب عليه. رواه الحاكم فى المستدرك (۱۹۴۱)

حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں جواللہ سے دعانہیں مانگتا اللہ اس پرغضب کرتا ہے۔

****

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(۱۵) قَالَ اخْسَئُوْافِيْهَا وَلَاتُكَلِّمُوْنِ o اِنَّهُ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَاوَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُالرّٰحِمِيْنَ o فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّاحَتّٰى اَنْسُوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ o. پارہ ۱۸ .مؤمنون. رکوع. ۶/۶.

رب فرمائے گا، پڑے رہواس (جہنم) میں رسوا اوربات نہ کرنا (مجھ سے) بیشک ایک گروہ

(جیسے حضرت عمارؓ، حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ) میرے بندوں میں سے کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی بہتر رحم کرنے والا ہے، تو تم نے انکا مزاح بنایا (انکے ساتھ تمسخر کیا انکا مزاح اڑایا) یہاں تک کہ (اس تمسخر کی وجہ سے) تم ہمارے ذکر کو بھول گئے (اور تم) ان سے ہنستے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۶) وَالَّذِ یْنَ جَاءُ وْمِنْ . بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُ فٌ الرَّحِيْمٌ o.

پارہ ۲۸ سورہ حشر رکوع ۴/۱

اور وہ لوگ جو انکے بعد آئے کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں انکے لئے حسد نہ ڈال جو صاحبانِ ایمان ہیں اے ہمارے رب بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

☆۔۔۔معلوم ہوا کہ ایمان والے اپنے رب سے ہر حال میں مانگا کرتے ہیں سوا گر یہی دعا سنتوں کے بعد بہیئۃ اجتماعیہ کی جائے تب بھی جائز ہے۔

(اَےُ مُسْلِمَهُ غَوَارِهُ دُعَادَخپلُ اَللّٰهُ نَهُ

اِعْتِمَادُپَهُ جَمْدُنْ نِشْتَهُ ،دَصبَا،نَهُ دَبَیْگَاهُ نَهُ. مترجم)
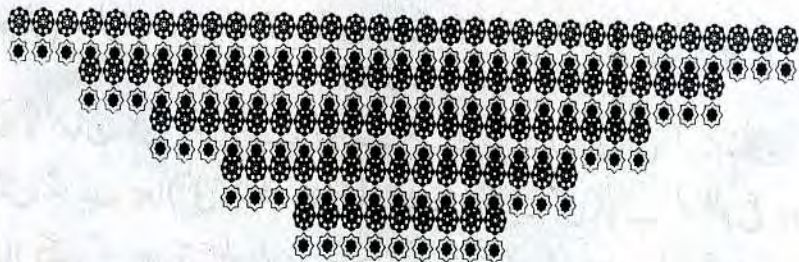
﴿احادیث سے سنتوں﴾
کے بعد اجتماعی دعاء کا ثبوت

(۱)عن النعمان بن مقرن قال شهدت القتال مع رسول الله ﷺ فكان اذالم يقاتل اول النهار انتظر حتىٰ تهب الرياح.وتحضر الصلوٰة.رواه البخارى.مشكوٰة قبيل القتال فى الجهاد(334)

نعمان بن مقرن فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزومیں شریک تھا اگردن کے حصۂ اول میں جہادنہ فرماتے توہواؤں کے چلنے کاانتظارفرماتے اور(ظہرکی)نماز کا وقت ہوتا۔

(۲) عن النعمان بن مقرن قال شهدت مع رسول الله ﷺ فكان اذالم يقاتل اول النهار انتظر حتىٰ تزول الشمس وتهب الرياح ينزل النصر.رواه ابوداود.مشكوٰة قبيل القتال فى الجهاد(334)

نعمان بن مقرن فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزومیں شریک تھا اگر دن کے اول حصہ میں جہادنہ فرماتے تو ہواؤں کے چلنے اورسورج کے ڈھل جانے کاانتظار فرماتے اورفتح (کی نوید) نازل ہوتی (تومقاتلہ شروع فرماتے)

(۳) عن قتادة عن النعمان بن مقرن قال غزوت مع النبى ﷺ فكان اذاطلع الشمس فاذاطلعت قاتل فاذاانتصف النهارامسك حتىٰ تزول الشمس قاتل حتىٰ العصر ثم يقاتل قال قتادة كان يقال عند ذلك تهيج الرياح النصرويدعوالمؤمنون لجيوشهم فى صلوتهم .رواه الترمذى.مشكوٰة. قبيل القتال فى الجهاد(334)

❁❁❁❁❁❁❁

حضرت قتادہؓ نعمان بن مقرن سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کیساتھ کئی غزوات میں شریک ہوا(نبی کریم ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی)جب فجرطلوع ہوتاامساک فرماتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوتاسوجب سورج طلوع ہوتاجہادکرتے،اورجب دوپہر کا وقت ہوتاتوجہادروک دیتے پھرجب آفتاب ڈھل جاتاتو(ظہرکے بعدپھر)قتال شروع

کرتے یہاں تک کہ عصر کاوقت آجاتا، مقاتلہ بند کردیتے تھے یہاں تک کہ عصر کی نمازادا فرماتے عصر کے بعد پھر مقاتلہ فرماتے، حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ان اوقات میں (جن میں آپ ﷺ مقاتلہ کرتے) فتح کی ہوائیں چلتیں تھیں اور مسلمان نمازوں میں اپنے لشکر کی فتح کی دعائیں مانگتے تھے۔

(۴) ای ویقول الصحابة بالحکمة فی امساک النبی ﷺ عن القتال الی الزوال .مرقات علی المشکوٰة.(334)

صحابہ کرام رضوان الله علیهم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کازوال تک جہادکو روکھنے میں حکمت یہ ہوا کرتی تھی۔

مندرجہ بالااحادیث میں یہ الفاظ مبارک قابل غور ہیں (ویدعو المؤمنون) مسلمان مجاہدین کے لئے نمازوں کے بعد دعا کرتے تھے۔یعنی فرض وسنتون کے بعد۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ مجاہدین کا کافروں سے مقاتلہ فرض وسنتوں کے بعد ہوا کرتا تھا۔

سوصحابہ کرام کامجاہدین کے لئے فرض وسنتوں کے بعد دعائیں مانگنا بہیئۃ اجتماعیہ ثابت ہوگئیں۔

(دُعَاثَابِتُ شوَهُ دَمَحُبوبُ نَهُ سَرَهُ دَصَحَابَيانوُ.

شَهُ كَلَكُ سُنِيْ خَبرَهُ مَهُ وَاوُرَهُ دَ وَابَيَانوُ. مترجم)
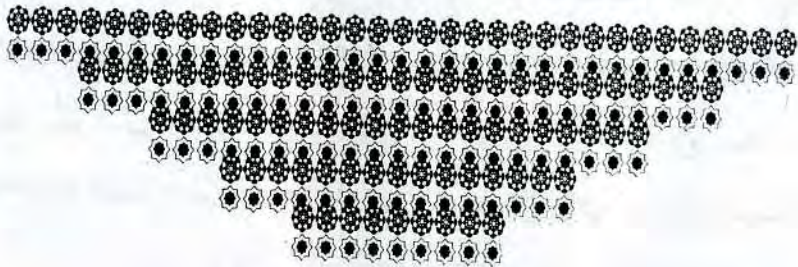
﴾نمازعیدین کے بعداجتماعی دعا﴿

(۱)عن ام عطية قالت امرنارسول الله ﷺ ان نخرج الحيض يوم العيدين وذوات الخدود فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم وتعزل الحيض عن مصلهن قالت امرأة يارسول الله ﷺ احدانا ليس لهاجلباب قال رسول الله ﷺ تلبسها صاحبتها من جلبابها .رواه البخاری جلد ا .ومسلم جلد ا .(730)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم (عورتوں کو) رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا (یہ کہ عیدین کیدن حیض والی عورتیں اور پردہ دارخواتین (عیدگاہوں کی جانب) نکلیں اور مسلمانوں کے اجتماع اوردعاؤں میں حاضر ہوں (البتہ) حیض والی عورتیں نماز نہ پڑھیں، یک خاتون نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ ہم میں سے (ایسی غریب خواتین بھی ہیں) جنکے پاس بالاپوش نہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ (کوئی حرج نہیں جن خواتین کے پاس بالاپوش نہ ہو تو) اسکے ساتھ والی اپنے بالاپوش سے اسے ڈھانپ لے۔

وجہ استدلال یہ ہے۔کہ حضور پرنور ﷺ کاخواتین کوحکم دینا کہ (اگرنمازنہیں پڑھ سکتیں بوجہ عذرماہواری کے توکوئی حرج نہیں نہ پڑھیں مگر) وہ ان دعاؤں میں شریک ہوجائیں جو دعائیں رسول اکرم ﷺ وصحابہ کرام رضوان الله عليهم اجمعين بہیئۃ اجتماعیہ مانگتے ہیں اس سے ثابت ہواکہ رسول اکرم ﷺ اورصحابہ کرام رضوان الله عليهم اجمعين نمازوں کے بعد اجتماعی دعاکرتے تھے حتیٰ کہ مسلمان خواتین بھی ان دعاؤں میں شریک ہوتیں تھیں

(۲) الادعية بعدالصلوٰت تواترت لاينكر .فيض البارى شرح صحيح البخارى.

نمازوں کے بعددعائیں (حضور پرنور ﷺ کے زمانہ مبارکہ سے لیکرآج تک اس) تواتر سے کی جارہی ہیں کہ اسکاانکارنہیں کیاجاسکتا۔

(۳) هذا هوالحق لان مافعله النبی ﷺ ومانسخه فهوجائز لنافعله لقوله تعالىٰ لكم فى رسول الله اسوة حسنة. یہی حق ہے کیونکہ جوکام حضور پرنور ﷺ خود کریں اوروہ کام منسوخ نہ ہوا ہوتو ہمارے لئے اس کام کا کرناجائزہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کاارشادگرامی ہے (ولكم فى رسول الله اسوة حسنة) تمہارے لئے میرے محبوب (ﷺ) کی زندگی (مبارک) نمونہ ہے

نماز استسقاء کے بعد اجتماعی دعا

(۱) وعن عبداللہ بن زید قال خرج رسول اللہ ﷺ بالناس الی المصلیٰ یستسقی فصلیٰ بھم رکعتین جھر فیھما بالقرأۃ واستقبل القبلۃ یدعو ورفع یدیہ وحول رداءہ حین استقبل القبلۃ. رواہ البخاری جلد ۱. ثم مشکوٰۃ. (123)

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
کہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ساتھ (نماز) استسقاء کے لئے نکلے، سوانہیں دو رکعات پڑھائیں اوران میں جہر کیا (قرأۃ بلند آواز سے پڑھی) پھر دعا کی (اس حال میں کہ حضور پرنور ﷺ) کے ہاتھ مبارک اٹھے ہوئے تھے۔اوراپنے رداء مبارک کو پھیرا (اس حال میں) کہ آپکا چہرہ انور قبلہ شریف کی طرف تھا۔

(۲) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان النبی ﷺ استسقیٰ حتیٰ رأیت اوریٰ بیاض ابطیہ. رواہ ابن ماجہ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (جب بارش ہونے کی دعا مانگتے تو دعا کے وقت دونوں ہاتھ مبارک اتنا بلند کرتے) کہ میں نے آپ ﷺ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

(۳) وَالدُّعَاءُ بِالْجَمْعِ مُسْتَحَبَّةٌ . اجتماعی دعا کرنا مستحب ہے۔
السعایۃ حاشیۃ الھدایۃ.

اجتماعی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہوئی ،سوہم مسلمان نمازوں،ونماز جنازہ،وہرنیک عمل مثلا افطار،حج ،قرآن خوانی، صدقہ وخیرات وغیرہ کے بعد اگر بہیئۃ اجتماعیہ دعا مانگیں تو یہ بدعت نہیں سنت ہے

(۴) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وماتقرب الی عبدی بشئ احب مماافترضت علیہ ومایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصرہ بہ ویدہ الذی یبطش بھا ورجلہ الذی یمشی بھاوان سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ .الحدیث .رواہ البخاری مشکوٰۃ باب الزکوٰۃ والتقرب الی اللہ تعالیٰ. (197)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایااللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی پس تحقیق میں اس کیساتھ اعلان جنگ کرتاہوں اور میرا بندہ میراتقرب ایسی کسی شئ کیساتھ(کے ذریعہ)حاصل نہیں کرتاجومیرے نزدیک ان اشیاء سے زیادہ محبوب ہوجومیں نے اس پرفرض کیں ہیں(ان ذرائع میں‌سب سے پسندیدہ ذریعہ فرائض کی ادائیگی ہے)اورمیرابندہ(فرائض کے علاوہ)نوافل پڑھتارہتاہے،یہاں تک کہ میں اسے اپنادوست بنالیتاہوں(کیونکہ وہ فرائض ونوافل دونوں ادا کرتاہے)سو جب میں اسے اپنادوست بنالیتاہوں تومیں اسکی سماعت بن جاتاہوں جس سے وہ سنتاہے، میں اسکی بینائی بن جاتاہوں جسکے ذریعہ وہ دیکھتاہے میں اسکاہاتھ بن جاتاہوں جس سے وہ پکڑتاہے،میں اسکے پاؤں بن جاتاہوں جس سے وہ چلتاہے،اوراگروہ مجھ سے(دعا)مانگے تومیں اسے دیتاہوں اوراگروہ(مکروہات وبرائیوں سے بچنے کیلئے)مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دیتاہوں۔

(حاصل یہ ہے کہ اللہ والے اللہ تعالیٰ سے دعامانگتے ہیں،دعااللہ تعالیٰ کاذکرہے اللہ والے اللہ کے ذکرسے غافل نہیں ہوتے،ذکراللہ والوں کے دل کی حیات ہے اورغفلت موت ہے،دعا مانگنے کیلئے حدیث قدسی میں وقت کاتعین نہیں مطلق ہے **المطلق یجری علی اطلاقه**،اس قاعدہ کے تحت اگرسنتوں کے بعدبہیئت اجتماعیہ دعامانگی جائے توبدعت نہیں بلکہ اس مطلق کے افرادمیں سے ایک فردہے لہذا **عمل علی الکتاب والسنة** ہے نہ کہ بدعت ۔نعوذباللہ۔تعلیق مترجم)

﴿محمدیوسف بنوری دیوبندی کاقول اوراسکارد﴾

یوسف بے نوری لکھتاہے کہ ہاں اسکے خلاف(سنتوں کے بعد دعاکے برعکس)فرض نماز کے بعددعاء قبول ہوتی ہے۔

میں راقم الحروف(مفتی شائستہ گل القادری)کہتاہوں مجھے نہایت افسوس ہے یوسف بنوری کے اس قول پر(کہ ہاں اسکے خلاف(سنتوں کے بعد دعاکے برعکس)فرض نمازکے بعد دعاء قبول ہوتی ہے)میں سمجھتاتھاکہ یہ شخص تفاسیرواحادیث۔ومذاہب اربعہ سے واقف ہوگامگرشخص مذکورنے اپنے ہی قول سے ثابت کیاکہ مذکورہ صفات میں سے(اسمیں)ایک صفت بھی موجودنہیں۔

﴿اس مسئلہ میں مذاہب اربعہ کے مستند اقوال﴾

اولااقوال الاحناف رحمهم الله تعالیٰ۔احناف کے اقوال

(1) وعندالحنفية يكره المكث قاعدا يشغل بالدعاء والصلوٰة على النبى ﷺ قبل ان يصلى السنة .قسطلانى باب يستقبل الامام الناس اذاسلم

احناف کے نزدیک (فرض کے بعد) سنت پڑھنے سے پہلے دعاودرود کے لئے کچھ وقت گذارنا مکروہ ہے (فرض پڑھ لینے کے بعد متصلا سنت پڑھے) اسکے بعددعاودرود شریف پڑھے۔ جلد۳.(136) نقلا من فتح البارى

(2) والمختار عندالحنفية ان يشتغل بعداداء المكتوبة بالسنة ويكره ان يشتغل بالدعاء والتسبيح قبل اداء السنة . كذافى فتح البارى. والقسطلانى .عقائد سنية

احناف کے نزدیک مختارقول یہ ہے کہ فرضوں کے بعدسنت پڑھے اورسنت پڑھنے سے پہلے دعا وتسبیح میں مشغول ہونامکروہ ہے۔

****

(3) عندناالسنة مقدمة على الدعاء الذى هوعقب الفراغ.

احناف کے نزدیک سنت پڑھنااس دعاجونماز سے فراغت کے بعدمانگی جاتی ہے سے مقدم ہیں۔بحرالرائق جلد ا .صفة الصلوٰة(304)

***

(4) قال فى الاختيار كل صلوٰة بعدها سنة يكره القعود بعدها والدعاء بل يشتغل بالسنة كيلايفصل بين السنة والفرائض .المراقى الفلاح اذكار(187)

کتاب) اختیارمیں کہا گیاہے کہ ہروہ نمازجسکے بعدسنن ہوں توسنت پڑھنے سے پہلے بیٹھنا اور دعامانگنا مکروہ ہے بلکہ وہ سنت پڑھے تاکہ سنت اورفرض میں اتصال ہو انفصال نہ ہو

****

(5) والقيام الى السنة متصلا بالفرض مسنون غيرانه يستحب الفصل بينهما كماكان النبى ﷺ اذاسلم لايمكث الا قدر مايقول اللهم انت السلام (الى قوله) ويستحب للامام ان يتحول الىٰ جهة يساره لتطوع ويستحب ان يستقبل بعده الناس ويستغفرون الله ثلاثاويقرء ون اية الكرسى والمعوذات ويسبحون ثلثا

وثلثون ويحمدونه كذلك ويكبرون كذلك ثم يقولون لااله الاالله وحده لاشريک له له الملک وله الحمد وهوعلى كل شئ قدير .ثم يدعون لانفسهم وللمسلمين رافعي ايديهم ثم يمسحون بهاوجوههم .

نورالايضاح والمراقى اذكار(186)تا(190) وبمعناه تنويرالابصار والدرالمختارترتيب الصلوة(352) تا(356) والخلاصة قبيل زلة القارى جلد ا .(95)وهندية قبيل القراء ة جلد ا .(106) بالفاظ متقاربة

❁❁❁❁❁❁❁

فرض پڑھنے کے بعدمتصلا سنت پڑھنے کیلئے کھڑاہوناہی سنت ہے البتہ فرض اورسنت کے درمیان اتنافاصلہ مستحب ہے جس طرح حضور پرنور ﷺ فرض پڑھنے کے بعداتنا ٹہرتے تھے جتنی دیرمیں اللهم انت السلام (الیٰ آخره) پڑھا جائے امام کیلئے مستحب ہے کہ وہ (فرض پڑھنے کے بعدسنت پڑھنے کیلئے محراب میں) بائیں طرف ہوکر(سنت اداکرے اسکے بعد)متسحب ہے کہ وہ لوگوں کی طرف منہ کرے اورسب(امام ومقتدی) تین مرتبہ استغفارپڑھیں اورایک مرتبہ آیت الکرسی اورمعوذات تینتیس مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ) تینتیس مرتبہ پڑھیں تحمید(الحمد لله) تینتیس مرتبہ تکبیر(اللہ اکبر)پڑھے،پھر لااله الا الله وحده لا شرک له ،له الملک وله الحمد وهو على كل شئ قدير ط پڑھے،پھر(امام ومقتدی) ہاتھ اٹھاکر اپنے لیئے اورتمام مسلمانوں کیلئے اجتماعی دعاکریں اورہاتھوں کوچہروں پرمسح کرلیں عبارت مذکورہ سے سنتوں کے بعد دعا بہیئت اجتماعیہ ثابت ہوگئی ۔

(6)رفع اليدين في الدعاء سنة (و) كذلک (عنددعائه بعد فراغه من التسبيح والتحميد والتكبير الذى سنذكره (عقب الصلوات) كماعليه المسلمون فى سائر البلدان .نورالايضاح والمراقى(170)

دعامیں ہاتھ بلندکرناسنت ہے اسی طرح(جب وہ نمازی فارغ ہوتسبیحات وتحمیدوتکبیر سے اور دعامانگے تواس وقت بھی ہاتھ دعاکیلئے بلند کرنا سنت ہے)جسے ہم عنقریب ذکر کریں گے،اسی طریقہ پرتمام شہروں کے رہنے والے مسلمان عامل ہیں۔

(7) اذااراد الامام ان يتنفل فى المحراب ويقبل على الناس للذكروالدعاء جاز له ان يتنفل كيف شاء والافضل ان يجعل يمينه اليهم ويساره الى المحراب و عكسه وبه قال ابوحنيفة ومن فوائد هذا الحديث وجوب مكث الامام فى موضعه ومكث القوم فى اماكنهم .عنى البخارى باب التسليم جلد٣(189)

☆ ------اگرامام کاارادہ ہوکہ(سنن ونوافل)محراب میں اداکروں اسکے بعدلوگوں کی طرف منہ کر کے ذکرودعاکروں گاتواسکے لئے جائز ہے کہ جہاں چاہے سنن ونوافل ادا کرے(سنن ونوافل پڑھنے کے بعد)افضل یہ ہے کہ امام(اس انداز سے بھیٹے کہ) اسکا دائیاں طرف مقتدیوں کی طرف ہو اوربائیاں طرف محراب کی طر ف ہو اسکاعکس بھی جائز ہے

مقتدیوں کی طرف بائیاں طرف اورمحراب کی طرف دائیں طرف)یہی قول ہے امام اعظم سیدنانعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا(چونکہ یہ امام کاقول ہے اورامام اعظم تابعی ہیں اورتابعی کاقول حدیث ہواکرتاہے لہذا)اس حدیث کامطلب یہ ہواکہ امام مقتدیوں کااپنے اپنے مقام پڑھرنا ثابت ہوا۔

عبارتِ مذکورہ بالاسے بھی سنتوں کے بعد دعابہیئۃ اجتماعیۃ ثابت ہوئی

(8) والسنة فى الادعية تاخيرها عن الصلوٰة .هداية جلد ا . كسوف(275)
دعاؤں میں سنت طریقہ یہ ہے کہ دعانماز کے بعدہو۔

(9)والامام مخير ان شاء دعا مستقبلا جالسا اوقائما اويستقبل القوم بوجهه و دعىٰ ويؤمنون قال الحلوانى وهذا احسن (الخ) فتح القدير جلد ا . كسوف(275)
ثم شامى جلد ا . كسوف(879) وبحرالرائق.
امام کواختیارہے چاہے توقبلہ شریف کی طرف منہ کرے کھڑے ہوکردعامانگے یابیٹھ کر یا قوم کی طرف منہ کرے(دعامانگے)اورقوم(امام کی دعاپر)آمین کہیں۔ام حلوانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آخری صورت بہترہے--
ثابت ہواکہ بہیئۃ اجتماعیۃ دعاکرنا سنت پڑھنے کے بعد ہے۔

(10)الاشتغال بالسنة عقيب الفرض افضل من الدعاء (الخ) اشباه نظائر كتاب الصلوٰة فن ثانى(128)
فرض (پڑھنے) کے بعد سنت (پڑھنے میں) مشغول ہوجانا دعاسے افضل ہے

ثابت ہواکہ بہیئۃ اجتماعیۃ دعاکرنا سنت پڑھنے کے بعد ہے۔

﴿اشیاء اپنے نظائر سے ثابت ہوتیں ہے﴾

قاعدہ کلیہ ہے کہ اشیاء اپنے نظائر سے ثابت ہوتی ہیں دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) قرآن کریم کے اعراب لگانا مستحب ہے۔
(2) نماز کی نیت کازبان سے اداکرنا مستحب ہے۔
(3) نمازتہجد کی رکعاتِ معدودہ مستحب ہے۔
(4) صلوٰۃ اوابین کی رکعاتِ معدودہ مستحب ہے۔
(5) صلوٰۃ اشراق وصلوٰۃ چاشت کی رکعات معدودہ مستحب ہے۔
(6) لیلۃ القدر کی نماز کی رکعاتِ معدودہ مستحب ہیں۔
(7) معدودہ استراحات تراویح مستحب ہیں (چار رکعات تراویح کے بعد بھیٹنے کواستراحت کہتے ہیں یہ چند استراحات مستحب ہیں)
(8) صلوٰۃ استسقاء کی رکعاتِ معدودہ مستحب ہیں۔
(9) تراویح میں ختم قرآن دوسری مرتبہ تیسری مرتبہ مستحب ہے۔
(10) اگر کنواں پلید ہوجائے اور مفتی نے پلیدی کے لحاظ سے کنویں سے معدود ڈول نکالنے کاحکم دیا اس سے زیادہ نکالنامستحب ہے۔
(11) حج کے ایام میں (تلبیہ، لبیک اللھم لبیک. لبیک لاشریک لک لبیک. ان الحمدو النعمۃ لک والملک. لاشریک لک) پراگرکچھ الفاظ بڑھادیئے جائیں جوالفاظ محمود ہوں یعنی اچھے ہوں تواچھے الفاظ بڑھادینامستحب ہیں۔
(12) بارہ ربیع الاول یادیگراوقات میں جلسہ عید میلاد النبی ﷺ منعقد کرنا مستحب ہے۔

جب یہ بارہ نظائر مستحب ہیں توسنتوں کے بعددعابہیئۃ اجتماعیہ بھی مستحب ہے۔

سوال؟ مولوی کفایت اللہ نے اپنے رسالہ میں لکھاہے کہ دعا بہیئۃ اجتماعیہ سنتوں کے بعد بدعت ہے۔

جواب۔۔۔۔۔میں (مفتی شائستہ گل) اس اعتراض کا کئی وجوہ سے جواب دیتاہوں۔

﴿وجہ اول یہ ہے﴾

ہوسکتا ہے یہ رسالہ مولوی کفایت اللہ کا نہ ہوبلکہ کسی وہابی نے مقاصدِ باطلہ کے لئے اسکی طرف منسوب کیاہوکیونکہ میں (مفتی شائستہ گل) نے مولوی صاحب کو ایک جلسہ میں بہت قریب سے دیکھا جو صاجزادہ عبدالقیوم صاحب کے دور میں ایک اعلیٰ افسرو بانی پشاور یونیورسٹی صوبہ سرحد نے منعقد کیا تھا مولانااس جلسہ میں تشریف لائے صوبہ سرحد کے چیدہ چیدہ علماء مدعو تھے۔جن علماء میں کاتب الحروف بھی مدعو وموجودتھا۔اسی جلسہ میں سرحد کے لئے ایک تنظیم بنائی گئی۔اس تنظیم کانام جمیعت العلماء صوبہ سرحدرکھاگیا۔مولانا عبدالرحیم صاحب اورمولانا عبدالحکیم صاحب صدرمنتخب ہوئے کاتب الحروف کونائب صدرمنتخب کیاگیا۔مولانا فضل صمدانی صاحب کوناظم اعلیٰ مقررکیاگیا۔میں نے دیکھاکہ مولای کفایت اللہ نے جتنی نمازیں پڑھائیں سنتوں کے بعدباقاعدہ بہیئۃ اجتماعیہ (اجتماعی دعائیں) کیں۔

﴿دوسری وجہ یہ ہے﴾

سنتوں کے بعداجتماعی دعا قرآن کریم کی آیات،واحادیث صیحہ،وشروح احادیث، اورفقہ حنفی،سے ثابت ہے(کمامر)جیسے کہ صفحات گذشتہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا سواسے بدعت کہنا گناہ عظیم ہے،یا جہل ہے،یاعناد ہے،(العیاذ باللہ)

﴿تیسری وجہ یہ ہے﴾

کہ اللہ والے متقی پرہیزگار بغیرعذرشرعی کے سنت ومستحب کوترک نہیں کرتے۔

والمتقي لايترک سنة ولا مستحبا بغير ضرورة. کبیری فصل الاساریٰ

اللہ والے متقی پرہیزگار بغیرعذرشرعی کے سنت ومستحب کوترک نہیں کرتے۔

﴿چوتھی وجہ یہ ہے﴾

کہ جب کوئی فعل یاقول مستحب ہواسکے متعلق کوئی عقیدہ رکھے کہ یہ واجب(لازم) ہے

تو یقیناً یہ عقیدہ غلط ہے بلکہ بدعت ہے، رہا سنت یا مستحب فعل پر مداومت سو یہ مغفرت من جانب اللہ ومحبوبیت عنداللہ ہونے کا سبب ہے نہ کہ بدعت (یعنی جو رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عامل ہوکر مداومت کرے یا فعل مستحب کا عامل ہوکر مداومت کرے سو یہ عنداللہ تعالیٰ بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے اور وہ مسلمان اس فعل پر مداومت کے سبب اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہوجاتا ہے)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ.

اے محبوب (ﷺ) فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

(معلوم ہوا کہ اتباعِ رسول ﷺ اللہ سے محبت کی دلیل ہے اور سببِ مغفرت بھی ہے تو جب دعا حضور پرنور ﷺ سے ثابت، تو سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا اتباع رسول ﷺ ہے جو سبب مغفرت اور دلیلِ محبتِ خداوند قدوس ہے۔ مخالف دشمن خدا ودشمن رسول ہے منکر یقیناً مغضوب ہے۔ مترجم)

كهٔ مِینَهٔ رَضاغوارِیْ داَللّٰهُ۔ (جل جلالہ)

اُو كړهٔ اِتِّباع ته دَنبِیْ حَبِیْبُ اللّٰهُ (ﷺ)

(مترجم)

﴿ تین مرتبہ دعا کرنا اور تینوں مرتبہ ہاتھ اٹھانا سنت ہے ﴾

(۱) عن عائشة قالت لما كانت ليلتی التی هو عندی فخرج النبی ﷺ رويدا وانطلقت فی اثره حتیٰ جاء البقيع فقام فاطال القيام ثم رفع يديه ثلٰث مرات ودعیٰ ثم انصرف فانصرفت (الیٰ قولها) فقال ان ربک يأمرک ان تأتی اهل البقيع فتستغفری لهم

.رواه مسلم جلد ا .جنائز (313) ونسائی جلد ا .جنائز

❀❀❀❀❀❀❀

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات جبکہ حضور پرنور ﷺ میرے حجرے میں موجود ومرقود تھے (اچانک اٹھے) اور آہستہ سے باہر نکلے میں انکے پیچھے پیچھے چلی آپ ﷺ (جنت) البقیع قبرستان پہنچے اور دیر تک قیام فرمایا (کھڑے رہے) پھر آپ نے تین مرتبہ دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی پھر واپس لوٹنے لگے، میں بھی لوٹی (الیٰ قولها) حضور پرنور ﷺ نے فرمایا (اے عائشہ) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم بقیع جاؤ اور (اللہ تعالیٰ سے) اہل بقیع کیلئے بخشش کی دعا کرو

علامہ نووی شارح مسلم رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۲) قال النووی فيه ای فی هذا الحديث استحباب اطالة الدعاو تكريره ورفع اليدين فيه .نووی المسلم جلد ا .جنائز .(313)

کہ طویل دعائیں کرنا بار بار دعائیں کرنا دعاؤں میں ہاتھ بلند کرنا اس حدیث کی رو سے مستحب ہے

(۳) ومن اداب الدعاء ان يكرره ثلٰثا .

دعا کے مستحبات میں سے ایک یہ ہے کہ دعا تین مرتبہ مانگی جائے۔

حصن حصين (14) وشرحه (16) ثم طحطاوی علی المراقی .اذكار (189) وخزينة الاسرار .واحياء العلوم اٰداب الدعاء جلد ا .ورواه مسلم واصله متفق عليه .سادة المتقين.

❀❀❀❀❀❀❀

(۴) ويدل عليه ماروی عن انس قال قال رسول الله ﷺ من سئل الجنة ثلٰث مرات قالت الجنة اللهم ادخله الجنة ومن استجار من النار ثلٰث مرات قالت النار اللهم اجره من النار .رواه الترمذی والنسائی ثم مشكوٰة (218)

تکرار دعا پر وہ حدیث جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بھی دلالت کرتی ہے، آپ رضی اللہ عنہ روایت

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو (اللہ تعالیٰ سے) تین مرتبہ جنت مانگنے (کی دعا کرتا ہے) تو جنت کہتی ہے یااللہ اسے جنت میں داخل فرما، اور جو شخص جہنم سے تین مرتبہ پناہ مانگتا ہے جہنم کہتی ہے یااللہ اسے جہنم سے پناہ عطا فرما۔
☆میں کہتا ہوں کہ تین بار دعا مانگنا ثابت، تین بار ہاتھ اٹھانا بھی ثابت ہوا۔

تین بار دعا مانگنا قول۔ اور تین مرتبہ ہاتھ اٹھانا فعل، قول و فعل کی موافقت کیلئے ہاتھ اٹھانا ثابت

❁❁❁❁❁❁❁

(۵) رفع النبی ﷺ یدیه فدعیٰ ساعة ثم خر ساجدا فمکث طویلا ثم قام فرفع یدیه ساعة ثم خر ساجدا فمکث طویلا ثم قام فرفع یدیه . رواه ابو داود و احمد.
نبی کریم ﷺ نے ہاتھ اٹھائے کچھ دیر دعا کی، پھر طویل سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر کچھ دیر اپنے ہاتھوں کو بلند کیا پھر طویل سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا (اور دعا کی)

❁❁❁❁❁❁❁

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث سے دعا کیلئے بار بار ہاتھ اٹھانا اور بار بار دعا کرنا صَرَاحتًا ثابت ہوا

❁❁❁❁❁❁❁

اعتراض، مسلم اور نسائی کے روایت کردہ احادیث سے تو یہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی قبرستان جا کر دعا مانگے اور دعا میں تین مرتبہ ہاتھ اٹھائے تو جائز اس سے تو قبرستان میں تین مرتبہ دعا مانگنے کیلئے ہاتھوں کا بلند کرنا ثابت ہو رہا ہے نہ کہ نماز کے بعد دعا مانگتے وقت۔
☆۔۔قلنا بوجوہ. میں کئی وجوہ سے اس اعتراض کا جواب دیتا ہوں۔

وجہ اول یہ ہے

کہ دعا مطلق ہے اور قاعدہ ہے (المطلق یجری علی اطلاقه) مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا بھی مطلق کے افراد میں سے ایک فرد ہے۔ سو مطلق اس پر بھی جاری ہوگا۔

دوسرا جواب یہ ہے

کہ علامہ نووی رحمت اللہ علیہ نے اس حدیث کے مفہوم کی توضیح فرماتے ہوئے لکھا ہے (کہ طویل دعائیں کرنا بار بار دعائیں کرنا دعاؤں میں ہاتھ بلند کرنا اس حدیث کی رو سے مستحب ہے)

تیسرا جواب یہ ہے

کہ دعا کیلئے ہاتھوں کا بلند کرنا حکم شرعی ہے اور حکم (کی تعریف یہ ہے) جس شیئ پر کسی شیٔ کا اثر مرتب ہوجائے تو اس اثر مرتب کو حکم کہتے ہیں۔معلوم ہوا کہ حکم اثر مرتب کو کہتے ہیں۔شیٔ مناسب تین بار ہاتھوں کا بلند کرنے کیلئے مطلق دعا ہے۔نہ کہ صرف قبرستان۔کیونکہ دعا زبان پر تکرار کا مقتضی ہے تو اسی طرح ہاتھوں کے بلند کرنے کے تکرار کا بھی تقاضا کرتی ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے

تین بار ہاتھوں کے اٹھانے کا حکم دعاء کی طبیعت ہے۔من حیث هی هی۔اور طبیعت کے حکم کا قاعدہ کلیہ مـن حیـث هـیَ هـی یہ ہے،کہ وہ اپنے سارے افراد پر جاری ہوتا ہے جیسے کہ قبرستان میں دعا اور نمازوں کے بعد دعا ہے وغیرہ ذلک۔دیکھئے دعاء مکرر اگرچہ ستر بار ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اِسْتَغْفِرْلَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْلَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْلَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ. پارہ(10)سورہ توبہ. آیت(80)

آپ انکے لئے بخشش طلب کریں یا بخشش طلب نہ کریں اگر آپ انکے لئے ستر بار بھی بخشش طلب کریں(تب بھی) اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا،بسبب اسکے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے انکار کیا اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

☆۔۔میں کہتا ہوں کہ اگر(سبعین مرة) سے مراد مرتبہ معدودہ ہو تو مقصود و مطلوب یہ ہوگا کہ کئی بار دعا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

اور اگر اس سے مراد کثرت ہو،تب بھی ہمارا مدعا ثابت کیونکہ کثرت تو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ oثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ o ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ o اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِO پارہ ۲۹ .سورہ الحاقة .آیت ۳۲....

اسے پکڑو پھر اسکی گردن میں زنجیر ڈال دو پھر دھنسا دو اسے جہنم میں پھر ایسی زنجیر جسکی (لمبائی) ستر گز ہو میں پرودو بیشک وہ ایمان نہ لاتا تھا عظمت والے اللہ پر۔

اس آیت میں بھی ﴿سبعون﴾ سے مراد کثرت ہے۔سو کثرت کی محبوبیت عنداللہ ظاہر وبین ہوگئی۔

رہا ان کافروں کو ستر مرتبہ بخشش کا فائدہ نہ پہنچنا سو یہ انکے کفر کی وجہ سے تھا۔جسے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے بیان فرمایا(ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَفَرُوْابِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ)اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔بسبب اسکے کہ انہوں نے اللہ اوراسکے رسول سے انکار کیا(کفرکیا)سوان کافروں کواس دعا کا فائدہ نہ پہنچنا انکے کفر کے سبب تھا۔اگر یہ لوگ کفر نہ کرتے توحضور پرنور ﷺ کا ایک مرتبہ استغفار بھی انکے بخشش کا ذریعہ بن جاتا۔حضور پرنور ﷺ کا اپنی امت کیلئے ایک مرتبہ بخشش طلب کرنا امت کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔دیکھئے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوْاَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْااَنْفُسَهُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوااللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوااللّٰهَ تَوَّابًارَّحِیْمًا.پارہ ۵،سورہ النساء،آیت ،۶۴.

(اے محبوب ﷺ)اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں(پھر)آپکے(حضور)حاضرہوں اور اللہ سے بخشش مانگیں اوررسول بھی انکے لئے(اللہ تعالیٰ سے)بخشش مانگے تووہ ضرور ضرور پائیں گے اللہ کوتوبہ قبول کرنے والانہایت مہربان۔

دیکھا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اگرامتی کے لئے ایک مرتبہ بھی بخشش کی دعا فرمائیں تواللہ تعالیٰ کی جانب سے اس خوش نصیب مسلمان کیلئے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ضرور ضرور بخش دیگا۔اورضرورضرور اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

مذکورہ بالاتمام آیات واحادیث واقوال فقہاء کرام وادلہ قاطعہ سے یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح واضح وروشن ہوگئی کہ سنتوں کے بعد بہیئۃ اجتماعیہ بار باردعا کرنااوردعا کیوقت ہاتھوں کابلند کرنا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے سنتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے سنتِ سلف وخلف ہے سنتِ فقہاء احناف ہے بدعت نہیں نیز تکرارِدعا عملِ رسول(ﷺ) بھی ہے اورعنداللہ قبول بھی ہے۔

اَے مُسْلِمَهْ پَاسَهْ لَاسْ پُورْتَهْ پَهْ دُعَاشَهْ
اُمَّتِیْ دَ خُوږْ حَبِیْبْ یِیْ دَاللّٰهْ دَدَرْ گَدَاشَهْ(مترجم)

﴿رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب عطائی﴾

کا ثبوت

مصنف

مفتی شائستہ گلؒ القادری

مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

ناشر : مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی،

شاہ فیصل کالونی 5 کراچی 25 پاکستان

ٹیلیفون........03332108534

﴿غیب کی تعریف﴾

المرادبالغیب ھوالخفی عن العباد الذی لایدرکہ الحس ولا بداھۃ العقل ابتداءً

غیب سے مرادہروہ چیز جوبندوں سے مخفی ہو حس اسکاادراک نہ کرسکے(یعنی حواس خمسہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطافرمائے ہیں اس کیساتھ بھی وہ محسوس، یعنی پانہ سکے حواس خمسہ پانچ ہیں باصرہ ،سامعہ،شامہ ،ذائقہ، لامسہ)نہ عقل پاسکے ابتداءً۔

بیضاوی .جلد ا .بقرۃ(18)جمل جلد ۲ بقرۃ(120) وابوالسعود جلد ا بقرۃ(64)وتبصیرالرحمن جلد ا بقرۃ (32) وکبیر جلد ا بقرۃ (169)وخازن ومعالم جلد ا بقرۃ(23) وجلالین جلد.بقرۃ(12)ومدارک جلد ا بقرۃ وغیرھابالفاظ متقاربۃ.

❁❁❁❁❁❁❁

﴿رسول اللہ ﷺ کاعلم غیب عطائی﴾

قرآن کریم کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

(۱) **عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلاَ یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا، اِلَّامَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ.**

(وہی اللہ)عالم الغیب ہے پس وہ اپناغیب کسی پرظاہرنہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔ پارہ ۲۹ سورۃ جن رکوع ۱۲/۲.

اس آیت میں(من ارتضیٰ) مستثنٰی ہے،اور(من رسول)اسکابیان ہے،سوخوب ظاہرہوا کہ ہمارے رسول ﷺ کواللہ تعالیٰ نے علم غیب عطافرمایا۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

(2) **وَمَاکَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ،**

اوراللہ کی یہ شان نہیں کہ تم سب کوعلم غیب عطاکردے لیکن اللہ چن لیتاہے اپنے رسولوں میں جسے چاہے(علم غیب عطاکردیتاہے) پارہ ۴.سورۃ ال عمران.

☆۔فقیرکہتاہے کہ من یشاء۔مفعول بہ ہے یجتبی فعل کا۔اور(من رسلہ)بیان ہے(من یشاء کا)سوخوب ظاہروبین ہواکہ علم غیب عطائی انبیاء کرام علیھم السلام کے لئے ثابت

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

(3) **وَلَایُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّابِمَا شَآءَ.** پارہ ۳ بقرۃ رکوع ۹/۲۴

اللہ کے علم کاکوئی احاطہ نہیں کرسکتا مگرجتنااللہ چاہے(کسی کوعطافرمائے)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(4) تِلْکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ پارہ ۳.ال عمران رکوع.

یہ غیب کی خبریں ہیں ہم آپکی طرف وحی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(5)ذلکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ.پارہ ۳.ال عمران رکوع.

یہ غیب کی خبریں ہیں ہم آپکی طرف وحی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(6)وَمَاهُوَعَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنَ.پارہ ۳۰.سورۃ تکویر.

وہ (میرے نبی ﷺ) غیب کے بتانے پر بخیل نہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(7) وَاِذْاَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا. فَلَمَّانَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ.فَلَمَّانَبَّاَهَابِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاکَ هٰذَا.قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ.پارہ ۲۸.سورۃ تحریم.آیت(3)

اورجب(میرے محبوب ﷺ)نے اپنی ازواج میں سے ایک زوجہ کورازکی بات بتائی۔ سوجب ظاہرکیااس نے اوراللہ نے(اس رازکے فاش کرنے کو)اپنے نبی پرظاہرکردیا۔ (اللہ کے نبی ﷺ نے)اسے(زوجہ کو) کچھ(حصہ)بتایااورکچھ(باتوں سے)اعراض فرمایا سوجب نبی(کریم ﷺ)اپنی زوجہ کو(کچھ باتیں)بتائیں تو کہنے لگی کس نے آپکو یہ (باتیں) بتائیں بولے(اس اللہ نے)جوسب کچھ جاننے والا اورخبررکھنے والا ہے۔

☆۔۔ان تمام آیات سے ثابت ہواکہ اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب ﷺ کوعلوم غیبیہ عطافرمائے ہیں اورحضورپرنور ﷺ نے امت کے اولیاء کرام کے سامنے بیان فرمادیاہے۔ سومعلوم ہواکہ حضور پرنور ﷺ کاعلم غیب عطائی من جانب اللہ بلاواسطہ غیرہے جبکہ اولیاء اللہ کاعلم غیب بوسیلہ وبواسطہ سیدنا محمدرسول اللہ ﷺ ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

ثَابِتُ دِےْ عِلْمِ غَیْبُ عَطَائِیْ دَخُوْرِ حَبِیْبُ عَلَیهِ السَّلَامُ

اَےْ رُوْرَهُ مُسَلْمَانَهُ دَرْتَهُ پَیشْ شُوْلُوْ کَلَامُ. (مترجم)

﴾رسول اللہ ﷺ کے علم غیب عطائی کا ثبوت﴿

احادیث کی روشنی میں

روی عن النبی ﷺ یوم فتح مکۃ وفی حفرالخندق اخبر بفتح کسریٰ وقیصر فوقع کما اخبروامثالہ عنہ ﷺ کثیرۃ لاتنکر. جامع الفصولین. جلد ۲. کلمات الکفر(302)

نبی کریم ﷺ کا مکہ کے فتح ہونے کی خبردینا، یوم الاحزاب میں کسریٰ وقیصر کے فتح ہونے کی خبریں دینا، اور بعد میں انکا فتح ہوجانا(حضور پر نور ﷺ کو من جانب اللہ علوم غیبیہ کے عطا کئے جانے کی قوی دلیل ہے) نبی کریم ﷺ نے جس طرح فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ اور بہت سارے ایسے واقعات موجود ہیں جن سے انکار ناممکن ہے۔

(2) عن عمرقال قام فینارسول اللہ ﷺ مقاما فأخبرنا عن بدء الخلق حتیٰ دخل اھل الجنۃ منازلھم . اخرجہ البخاری کتاب بدأ الخلق ثم مشکوٰۃ. جلد ۲.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ(ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ ہم میں ایک مقام پر کھڑے ہوئے اورابتداء خلق سے لیکرجنتیوں کے جنت میں داخل ہونے تک اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک ہمیں تمام خبریں دیں۔

(3) وعن عمربن الخطاب نحوہ. اخرجہ مسلم.

عمربن خطاب سے اسی طرح مروی ہے۔مسلم۔

(4) وعن حذیفۃ نحوہ. اخرجہ الشیخان

امام بخاری امام مسلم دونوں نے اسی طرح روایت کی حضرت حذیفہ رضی اللہ سے ۔

(5) عن معاذ بن جبل (الیٰ قولہ) فرأیتہ عزوجل وضع کفہ بین کتفیی فوجدت بردانامله بین ثدی فتجلیٰ لی کل شئ وعرفت . اخرجہ البخاری والترمذی وابن خزیمۃ والائمۃ بعدھم .

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ(الیٰ قولہ)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کودیکھا پھراللہ جل جلالہ نے اپنادست قدرت میرے دونوں کندوں کے درمیان رکھاجسکی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی۔سوہرچیز مجھ پرروشن ہوگئی اور میں نے جان لیا۔

(6) وعن ابن عباس (الیٰ قوله) فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض. اخرجه البخاری.
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں (الیٰ قولہ) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (پھراللہ جل جلالہ نے اپنادست قدرت میرے دونوں کندوں کے درمیان رکھاجسکی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی)سومیں نے جان لیاجوکچھ آسمانوں میں تھااورجوکچھ زمینوں میں۔

(7)وعن ابن عباس (الیٰ قوله) فعلمت مابين المشرق والمغرب. اخرجه البخاری.
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (پھراللہ جل جلالہ نے اپنادست قدرت میرے دونوں کندوں کے درمیان رکھاجسکی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی)سومیں نے جان لیا جوکچھ مشرق میں تھااورجوکچھ مغرب میں تھا۔

(8) عن ابن عمرعن النبی ﷺ قال ان الله تعالیٰ قدرفع لی الدنيا فاناانظر اليها والیٰ ماهو كائن فيها الیٰ يوم القيامة كما انظر الیٰ كفی هذه. اخرجه الصحيحان والطبرانی فی كبيره ونعيم فی كتاب الفتن وابونعيم فی الحلية
عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہمافرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایااللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے پیش فرمادی میں نے اسے اوراس میں قیامت تک ہونے تمام(واقعات واشیاء)کوایسادیکھا جس طرح اپنے اس ہتھیلی کودیکھ رہاہوں۔

علمِ غیبِ مصطفیٰ ازعطائے ذوالجلال جل جلالہ
نبیؐ است و رسولؐ است وحبیبؐ ذوالجلال

(ازنتیجہ فکرمترجم) جمعرات ۹ رستمبر۲۰۰۴

عدم مساوات

اعتراض، مذکورہ احادیث سے تو یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ علومِ رسول ﷺ علوم باری تعالیٰ جل جلالہ کے مساوی ہوگئے۔ (العیاذ باللہ)

جواب، تمام مخلوق کے علوم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محبوب ﷺ کے علوم کے سامنے سمندر کے قطرہ کے مانند ہیں اور علوم مصطفیٰ ﷺ اللہ جل جلالہ کے علم کے مقابلہ میں سمندر کے قطرہ کے مانند۔

حاصل کلام یہ ہے۔

کہ علوم باری تعالیٰ و علوم مصطفیٰ ﷺ برابر نہیں۔ وجوہ امتیاز ملاحظہ ہوں۔

(1) اللہ تعالیٰ کا علم کل	اور نبی کریم ﷺ کا علم بعض۔
(2) للہ تعالیٰ کا علم ذاتی	اور نبی کریم ﷺ کا علم عطائی۔
(3) اللہ تعالیٰ کا علم محیط	اور نبی کریم ﷺ کا علم غیر محیط۔
(4) اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی	اور نبی کریم ﷺ کا علم متناہی۔
(5) اللہ تعالیٰ کا علم قدیم	اور نبی کریم ﷺ کا علم حادث۔

اتنے تفاوت کے باوجود مساوات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اولیاء کرام کے علم غیب کا ثبوت

قرآن کریم کی روشنی میں

(۱) بدانکہ انکار اطلاع برغیب مرغیر رسول ﷺ را انکار قرآن است۔

قال اللہ تعالیٰ . واوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذاخفت علیہ فالقیہ فی الیم ولاتخافی ولاتحزنی انارادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین . پارہ (20)

ومادر موسیٰ علیہ السلام رسول ﷺ نبود وازوقت ولادت تاوقت نبوت مدت مدیدہ بودہ است تفسیر حسینی سورۃ جن۔

رسول ﷺ کے علاوہ دوسرے کے لئے من جانب اللہ علم غیب کے دیئے جانے کا انکار

بعینہ قرآن کریم کاانکارہے(قرآن کریم میں رسول مصطلح کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی علم غیب ثابت ہے دیکھئے)اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ وحی کی(ان پرالھام کیا) کہ اسے دودھ پلاسواگرتجھے ڈرہو(کہ اہل فرعون اسے قتل کردیں گے)تواسے دریامیں ڈال اور خوف نہ کرنہ غمگین ہونابیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے۔صاحب تفسیرحسینی لکھتے ہیں کہ دیکھئے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ رسول مصطلح نہ تھی (باوجوداسکے انہیں الہام کے ذریعہ علم غیب عطاکیاگیانیزابھی توموسیٰ علیہ السلام نے بھی نبوت کااعلان نہیں کیا کیونکہ)پیدائش اورنبوت کے (اعلان کے)درمیاں ایک طویل مدۃ موجودہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ نبیہ نہ تھی بلکہ ولیہ ہے کیونکہ کسی محترمہ کونبوت عطانہ کی گئی جتنے انبیاءؑ تشریف لائے سارے کے سارے مردتھے۔
صاحبِ قصیدہ امالی فرماتے ہیں وماکانت نبیا قط انثی کبھی کوئی خاتون نبی بن کرنہیں آئی دیکھئے حضرت موسیٰؑ کی والدہ ولیہ ہے پھربھی اللہ تعالیٰ نے انہیں علم غیب عطافرمادیا۔
علامہ شامی لکھتے ہیں

ویکفی بذلک ما(ای ثلاث کرامات علم الغیب)اخبربه القرآن عن الخضر بناء علی انه ولی وهو نقل عن جمهور العلماء وجمیع العارفین وان کان الاصح انه نبی

.من مجموعة رسائل الشامی جلد۲ .(312)

اولیاء کے علوم غیبیہ کے ثبوت کیلئے وہ تین کرامات کافی ہیں جن کاتذکرہ قرآن نے حضرت خضرعلیہ السلام کے حوالہ سے کیاہے۔جنکے بارے میں جمہورعلماء اوزاولیاء کاملین وعارفین نے فرمایاہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اگرچہ(بعض علماء نے فرمایاہے)کہ اصح یہ ہے کہ خضرعلیہ السلام اللہ کے نبی ہیں۔
معلوم ہواکہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کوبھی علوم غیبیہ عطا فرمائے ہیں۔
حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کاتذکرہ کرتے ہوئے۔
اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا ذَکَرِیَّاالْمِحْرَابَ وَجَدَعِنْدَهَا رِزْقًا.قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا .قَالَتْ هُوَمِنْ عِنْدِاللّٰہِ الآیة.پارہ ۳.سورہ آل عمران.آیت (37)

ذکریا(علیہ السلام)جب بھی انکے(مریم)کے پاس جاتے پاتے انکے پاس رزق(پھل)
کہا(ذکریاعلیہ السلام نے)اے(مریم)کہاں سے(آیا)تیرے پاس یہ(رزق،پھل)کہا
یہ اللہ کی جانب سے۔
ملاحظہ فرمائیں حضرت مریم علیہا السلام کے ان کلمات کو(ھو من عنداللہ، یہ پھل اللہ تعالیٰ
کی جانب سے ہیں)یہ کلمات بطریقِ الہام کے ہیں نہ کہ بطریق وحی کے کیونکہ حضرت
مریم علیھاالسلام خاتون ہیں مردنہیں اورخواتین کے اوپر وحی کانزول ممکن نہیں کیونکہ منصب
نبوت کیلئے مردکاہوناشرط اور حضرت مریم مردنہیں بلکہ خاتون ہیں تولامحالہ مانناپڑھے گاکہ
یہ الہام تھاالہام کے ذریعہ غیب کاعلم دیاگیا۔ کسی خاتون کے نبی نہ ہونے پرقرآن کریم
اورقصیدہ امالی سے دلائل آپ نے ملاحظہ فرمائے۔

داخل ہوئے محراب میں فریٰ ثمرات بے موسم
کہاں سے آئے ثمرات اے مریم یہ بے موسم
کہامریم نے اے ماموں یہ ثمرات بے موسم
اللہ کی عطاہے دینے والاثمرات بے موسم

ازنتیجہ فکر،محمد عبدالعلیم القادری۔ پیر۱۱/ اکتوبر۲۰۰۴

﴿اولیاء کرام کے علم غیب کا ثبوت﴾

احادیث کی روشنی میں

﴿سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ساریہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف سے آواز دینا﴾

(۱)(وعن ابن عمران عمر بعث جیشا وامر علیھم رجلایدعیٰ سارية فبینما عمر یخطب فجعل یصیح یاسارية الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یاامیر المؤمنین لقینا عدونافھزمونا فاذابصائح یصیح یاسارية الجبل فاسندنا ظھورناالی الجبل فھزمھم الله تعالیٰ.

رواہ البیھقی فی دلائل النبوۃ.) مشھوروعن السلف فی کتب الثقات مزبور. جامع الفصولین جلد۲ .بحث. کلمات الکفر(302)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجااوران پرایک شخص کوامیر بنایاجنہیں ساریہ کہاجاتاتھاتو جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک بلند آواز سے پکارا(**یاسارية الجبل**) اے ساریہ پہاڑ (کا جانب)لو پھرلشکر سے ایک قاصد آیا وہ کہنے لگا یاامیرالمؤمنین ہم کوہمارادشمن ملا انہوں نے ہمیں پیچھے ہٹایاتواچانک ایک بلندآواز سے پکارنے والے نے پکارااے ساریہ پہاڑکی جانب(ہوجا)ہم نے اپنی پشت پہاڑکیجانب کی،تب دشمن کو اللہ تعالیٰ نے شکست دی۔یہ حدیث نہایت مشہورومعروف ہے اور محکم کتب میں موجودومکتوب ہے

﴿سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خبر دینا﴾

کہ شکم مادر میں لڑکا ہے یالڑکی

(۲)وماجاء عن ابی بکرالصدیق انه اخبر عن حمل امرأة ذکراوکان کذالک

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے خبردی ایک عورت کے حمل کے بارے میں کہ(اس خاتون کے شکم میں)لڑکا ہے اورایساہی ہوا۔من مجموعة رسائل الشامی. جلد۲(312)

(۳)عن ابی ھریرۃ رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ لقد کان فی من قبلکم من الامم ناس محدثون من غیران یکونوا انبیاء وان یکن فی امتی فان عمربن الخطاب منھم .اخرجه البخاری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاتم سے پہلے امتیوں میں ایسے لوگ گذرے جوانبیاء نہ تھے(پھر بھی)انکی جانب الہام ہوتا تھااور (اس طرح کا) میری امت میں سے عمربن خطاب ہونگے۔

شارح بخاری محدثون کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محدثون کامعنیٰ ہے ملتھمون۔ اردومیں معنیٰ ہے الہام کئے ہوئے۔(جنکی طرف الہام کیاگیا)

(۴)عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها عن النبی ﷺ انه کان یقول قد کان فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی ا متی منهم احد فان عمربن الخطاب منهم.اخرجه مسلم و فیه اثبات علم الغیب للاولیاء.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاتم سے پہلے امتیوں میں ایسے لوگ گذرے جوانبیاء نہ تھے(پھر بھی)انکی جانب الہام ہوتا تھااور(اس طرح کا) میری امت میں سے عمربن خطاب ہونگے۔

ان احادیث میں اولیاء کرام رحمت اللہ علیہم اجمعین کے لئے علم غیب عطائی کاثبوت ہے

﴿انبیاءؑ کے لئے علم غیب عطائی کا ثبوت﴾

علماء کرام کے اقوال سے

(۱) وایدھم (ای الانبیاء) علیھم السلام (بالمعجزات الناقضات للعادات) کالعلم بالمغیبات کلام الجمادات ... العقائد النسفیة ورمضان افندی(313) وشرح العقائد النسفیة

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیھم السلام کی معجزات سے تائیدفرمائی جیسے غیوب کی خبریں دینااور انبیاء کرام علیھم السلام کا پتھروں سے کلام کرنا(معجزات خرق عادت کو کہتے ہیں)

(۲) ومعجزاته کثیرة(الیٰ قوله) کشق صدره الشریف واخباره عن المغیبات .. جوھرة التوحید. واتحاف المرید. وحاشیة الامیر. (57)

حضور پرنور ﷺ کے معجزات لاتعداد ہیں۔جیسے حضور پرنور ﷺ کے سینہ مبارک کا چاک ہونا اور حضور پرنور ﷺ کا غیب کی خبریں دینا۔

(۳) وبالجملة العلم بالغیب امر لفرد به الله سبحانه وتعالیٰ. ولاسبیل الیه (ای الی العلم بالغیب) للعباد الاباعلام منه تعالیٰ اوالھام بطریق المعجزة اوالکرامة اوارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن ذلک فیه .

شرح العقائد النسفیة ورمضان افندی (312) وشرح العلی القاری للفقه الاکبر(82)

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے بندوں کی اس تک رسائی نہیں سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کواعلام والہام کے ذریعے علم غیب عطافرمادے جیسے کہ (انبیاء علیھم السلام) کومعجزہ کے طور پراور(اولیاء کرام) کو کرامت کے طور پر عطافرمایا۔

(۴) ذکروافی کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات .ردالمحتار جلد۲ .قبیل محرمات النکاح(276)

عقائد کی کتابوں میں ذکرکیا گیاہے کہ اولیاء کرام کی کرامات میں سے بعض غیوب کی اطلاع دینا بھی (اولیاء کی کرامات میں شامل ہے)

(۵) النصوص تدل علی انه تعالیٰ متفرد بعلم الغیب کله لقوله تعالیٰ .لایعلم الغیب الاالله(وقوله تعالیٰ)وعنده مفاتیح الغیب لایعلمها الاھو.وسبب تخصیص الخمس

فی قوله تعالیٰ. ان الله عنده علم الساعة (الآیة) ان رجلا جاء الی النبی ﷺ فسأله عنها. فنزلت لکن لم ارأوا ان کثیرا من الاولیاء یطلع الغیب من هذه الخمسة وغیرها حملوا الآیة علیٰ ان یعلمها بذاته الا الله. رمضان افندی. (312)

تمام نصوص اس بات پردلالت کرتیں ہیں کہ علم غیب کلی اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔جیسے کہ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے،غیب(بالذات)سوائے اللہ کے(اورکوئی)نہیں جانتا

دوسری جگہ ارشادفرمایاکہا کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، نہیں جانتا(اس)غیب کو (بالذات)سوائے اس(اللہ)کے،اورعلوم خمسہ کی تخصیص اس قول سے یہ ہے کہ ایک آدمی حضورپرنور ﷺ کی بارگاہ میں حاضرخدمت ہوئے اوران(علوم خمسہ)کے بارے میں دریافت کیاتویہ آیت نازل ہوئی۔

جب علماء نے دیکھاکہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو علوم خمسۃ اوربہت سارے علوم غیبیہ پر مطلع فرمایاہے۔تو(یقیناً مسلمانوں کے ذہنوں میں اضطراب پیداہواکہ ایک طرف علوم خمسہ کی تخصیص اللہ تعالیٰ کے لئے اوردوسری طرف اللہ تعالیٰ نے ان علوم خمسہ پراولیاء اللہ کوبھی مطلع فرمادیاہے توان دونوں باتوں میں تطبیق کس طرح ہوگی)

سوعلماء اسلام نے علوم خمسہ والی آیت اور(اللہ تعالیٰ کے سوادوسروں سے علوم غیبیہ کی نفی پرجتنی آیات نازل ہوئی ہیں سب کو)اس معنیٰ پرمحمول کیاہے کہ وہ آیات جن میں انبیاء کرام ودیگرسے علم غیب کی نفی ہے اس سے مراد علم غیب ذاتی ہے نہ کہ عطائی۔

☆۔۔۔واضح ہواکہ اللہ تعالیٰ کے لئے علوم غیبیہ ذاتی ہیں اورحضورپرنور ﷺ اوراولیاء کے علوم غیبیہ عطائی ہیں۔انبیاء کرام کے لئے علوم غیبیہ انکے لئے بطورمعجزات ہیں اوراولیاء کرام کیلئے علوم غیبیہ بطورکرامات ہیں۔

☆..میں کہتاہوں۔کہ مذکورہ بالا آیات ودلائل سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اوراولیاء کرام کے علوم غیبیہ ذاتی نہیں عطائی ہیں۔

(۲) دوسرایہ کہ انبیاء کرام کے علوم غیبیہ انکے لئے بطورمعجزات کے ہیں اوراولیاء کرام کے لئے بطورکرامات کے ہیں توپھراختلاف واعتراض کیسے۔منکروں کواللہ تعالیٰ کے عذاب کاخوف کرناچاہیے بارگاہ الٰہی میں توبہ کرنی چاہیے نیزاپنی خرافات کوچھوڑکراہل سنت وجماعت کامسلک وعقیدہ اپناناچاہیے۔(تاکہ نارِ جہنم سے نجات مل جائے انشاء

اللہ وتعالیٰ ۔تعلیق ۔مترجم)

﴿اعتراض ۔جناب فقہاء نے تو فرمایا ہے﴾

تزوجھا بلاشھود وقال اللہ تعالیٰ ورسولہ او اللہ والملک شھود کفر اذااعتقد ان رسول والملک یعلم الغیب .جامع الفصولین والدرالمختار .وردالمحتار وغیرھا

کہ اگرکوئی شخص بغیرگواہوں کے نکاح کرے اورکہاکہ اللہ اوررسول اورفرشتے گواہ ہیں (ایسا کہنے والا) کافرہوجائے گاجب وہ یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اورفرشتے غیب جانتے ہیں۔

﴿اعتراض کے جوابات﴾

محدثین ومفسرین وفقہاء نے اس اعتراض کا نہایت آسان جواب دیاہے۔

(۱)**ویجاب بانہ یمکن التوفیق بان المنفی ھوالعلم باستقلال لاالعلم باعلام .**

اسکاجواب دیاجائے گاکہ(جن آیات میں رسول کریم ﷺ سے علم غیب کی نفی ہے اورجن آیات میں رسول کریم ﷺ کیلئے علم غیب کااثبات ہے)میں تطبیق ممکن ہے(وہ تطبیق اس طرح ہے کہ(جہاں رسول کریم ﷺ سے علم غیب کی نفی ہواس سے مراد)علم باالاستقلال کی نفی ہے(مطلب یہ ہوگاکہ رسول کریم ﷺ بذاتہ علم غیب نہیں جانتے) اور(جہاں رسول کریم ﷺ کیلئے علم غیب کااثبات ہے اس سے مرادیہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے اعلام(بتلانے ،عطاء کرنے) سے وہ علوم حضور پرنور ﷺ کوعطاء کیئے گئے ہیں۔

سوتطبیق ہوگئی کہ حضور پرنور ﷺ بذات علم غیب نہیں جانتے،اورجوعلوم غیبیہ جانتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عطاکرنے سے جانتے ہیں۔یعنی علم غیبِ الٰہی بذات،اورحضور ﷺ کا علم غیب عطائی۔حوالہ جات کے لئے مندرجہ ذیل کتب کامطالعہ کیجئے

جامع الفصولین. جلد۲ .بحث. کلمات کفر.(302) مرانفا .وشرح فقہ الاکبرلعلی القاری.(182)وشرح العقائد النسفیہ ورمضان افندی.(312) ورد المحتارجلد۲ .قبیل المحرمات(276) وفتاوی حدیثیہ (222)(223) والقسطلانی شرح البخاری جلد ا .کتاب العلم (187)(210) وصاوی جلد۴(337) والخازن جلد۲ .اعراف(266) والفتوحات الالھیۃ المعروف بالجمل اعراف جلد۲ (317) وصاوی جلد۳.لقمان (260)(261) وشفاالقاضی عیاض وتفسیر نیساپوری

ان تمام کتب کی عبارات سے معلوم ہواکہ وہ شخص کافرنہ ہوگاکیونکہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطاسے علم غیب جانتے ہیں۔

معدن الحقائق شرح کنزالدقائق نے واضح الفاظ میں جواب دیاکہ وہ شخص کافرنہ ہوگا۔

وفی المضمرات والصحیح انه لایکفر لان الانبیاء یعلمون الغیب ویعرض علیهم الاشیاء فلایکون کفرا۔

اورمضمرات میں ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا کیونکہ انبیاء کرام (اللہ تعالیٰ کی عطاء سے غیب جانتے ہیں (نیز) ان پر اشیاء پیش کی جاتیں ہیں۔ سووہ شخص کافر نہ ہوگا ،تعلیق۔مترجم)

(رہا یہ سوال کہ اسکا نکاح منعقد ہوا کہ نہیں۔

تو اسکا جواب یہ ہے کہ فقہاء کرام نے نکاح کے انعقاد کے جو شرائط لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

(النکاح ینعقد بالایجاب والقبول بلفظین یعبر بھما عن الماضی اویعبر باحدھما عن الماضی والآخر عن المستقبل مثل ان یقول زوجنی فیقول زوجتک ولاینعقد نکاح المسلمین الابحضور شاھدین حرین بالغین عاقلین مسلمین اورجل وامرأتین۔

ترجمہ: نکاح منعقد ہوتا ہے کہ دونوں ماضی کے صیغے ہوں یا ایک ماضی کے صیغہ سے اور دوسرا مستقبل کے صیغے سے ،مثلا کہے کہ تو میرے ساتھ عقد نکاح کرلے،اوردوسرا کہے میں نے تیرے ساتھ نکاح کرلیا اور مسلمانوں کا نکاح منعقد نہ ہوگا مگر یہ کہ دوآزاد عاقل بالغ مسلمان بطور گواہ موجود ہوں ،یا ایک مرداوردوعورتیں موجود ہوں) دومسلمان مرد عاقل وبالغ وآزاد یا ایک مرداوردوعورتوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول شرط قرار دیا گیا۔

چونکہ سوال مذکور میں وہ شرط نہیں پائی گئی سووہ نکاح اس شرط کے مفقود ہونے کے بناء منعقد نہ ہوگا کیونکہ قاعدہ ہے **اذافات الشرط فات المشروط** ۔جب شرط فوت ہوجائے تو مشروط بھی فوت ہوتا ہے۔گواہوں کا ہونا شرط ہے اوریہاں وہ شرط پائی نہ گئی تو نکاح جو مشروط ہے بھی منعقد نہ ہوگا۔تعلیق۔مترجم)

فرشتوں کا تذکرہ کرتے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کاارشادِگرامی ہے۔

لَاعِلْمَ لَنَآ اِلَّامَاعَلَّمْتَنَا۔

(فرشتوں نے کہا یااللہ) نہیں ہے ہمیں علم سوائے اسکے جوتونے عطافرمایا۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔

(حضرت آدم علیہ السلام کا تذکرہ کرتے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کاارشادِگرامی ہے)

اورآدم کوتمام چیزوں کے ناموں کا علم عطافرمایا۔

تِلْکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَا اِلَیْکَ ۔ پارہ ۱۲۔سورہ یوسف
(رسول کریم ﷺ کا تذکرہ کرتے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشادِ گرامی ہے) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کرتے ہیں آپکی طرف.

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ۔پارہ ۳۔سورۃ آل عمران
(دوسری جگہ اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشادفرماتا ہے) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کرتے ہیں آپکی طرف.

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ پارہ ۱۳سورہ یوسف
اوربیشک وہ علم والا ہے کیونکہ ہم نے اسے علم عطافرمایا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
(حضرت آصف بن برخیا کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشادِ گرامی ہے)

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا. پارہ .۱۵ .سورہ کھف،ایت (65)
ہم نے اسے اپنی جانب سے علم عطافرمایا۔

آیاتِ مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسے علم عطافرمانا چاہتا عطا کردیتا ہے۔
سوثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں اشیاء حضور ﷺ پرپیش کی جاتیں ہیں۔جیسے کہ شامی نے تاتارخانیہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں۔
کہ(نکاح کے وقت اگرکسی مسلمان کی زبان سے اس طرح کے کلمات نکلے وہ کافرنہ ہوگا کیونکہ)

لان الاشیاء تعرض علی روح النبی ﷺ وان الرسل یعرفون بعض الغیب. الیٰ آخرہ.
ترجمہ۔(وہ شخص کافرنہ ہوگا) کیونکہ تمام چیزیں نبی کریم ﷺ کی روح پرپیش کی جاتی ہیں۔اورانبیاء(باعلام اللہ تعالیٰ) بعض غیب جانتے ہیں۔تعلیق۔مترجم)

اگر یہ اعتراض ہو کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے (**وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ** ۔ اے محبوب ﷺ آپ فرمادیجئے) کہ اگرمیں علم غیب جانتا توخیرکثیر پالیتا)
سو اسکا جواب یہ ہے
کہ یہاں بھی علم غیب ذاتی کی نفی ہے،نہ کہ عطائی کی،دلیل ملاحظہ فرمائیں
(۲) **فان المنفی علمه من غیر واسطة واما اطلاعه علیه السلام باعلام اللہ تعالیٰ فانه**

متحقق بقوله تعالیٰ فلایظهر علی غیبه احدا ط الامن ارتضیٰ من رسول .نسیم الریاض
یہاں اس علم (غیب) کی نفی کی جارہی ہے جوعلم بغیرواسطے کے ہورہاحضور ﷺ کامطلع ہونا (امورغیبیہ پر)اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے، سویہ متحقق ہے(اس سے انکارناممکن ہے)اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتاہے.

(فَلاَ یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا ط اِلَّامَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْل)

اللہ اپنے غیب پرکسی کومطلع نہیں فرماتامگرجس رسول کوچاہے(علم غیب عطافرمادیتاہے)

﴿مزید برآں اس اعتراض کے جواب پرفتاویٰ حدیثیہ کی عبارت سے جواب ملاحظہ فرمائیں﴾

(۳)ولاینافی ماتقررمن اطلاع الاولیاء علی بعض الغیوب الآیتان المذکورتان فی السوأل ووجه عدم المنافات ان علم الانبیاء والاولیاء انماهوباعلام الله لهم وعلمنا بذالک انماهوباعلامهم لنا وهذا غیرعلم الله تعالیٰ الذی تفردبه وهی صفة من صفات القدیمة الازلیة الدائمة الابدیة المنزهة من التغیر وسمات الحدوث والنقص والمشارکة والانقسام بل هوعلم واحد علم به جمیع المعلومات کلیاتهاوجزئیاتها ماکان منها ومایکون اویجوز ان یکون لیس بضروری ولا کسبی ولاحادث بخلاف سائر الخلق.فتاویٰ حدیثیة(223)

سوال میں دوآیات جومذکورہیں وہ اولیاء اللہ کے علوم غیبیہ پرمطلع ہونے کے منافی نہیں۔ منافی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء کرام اوراولیاء کرام کاعلم اللہ تعالیٰ کی عطاسے ہے۔ اورہمارا علم انبیاء کرام واولیاء کے بتانے سے ہے(انبیاء کرام واولیاء کرام کاعلم وہ علم نہیں)جوعلم اللہ تعالیٰ کاخاصہ ہے،

(انبیاء کرام اوراولیاء کرام کےعلم اوراللہ تعالیٰ کے علوم میں امتیازکے وجوہ یہ ہیں)

(۱) اللہ تعالیٰ کا(علم غیب) قدیم ہے۔ (۲)ازلی ہے(۳)دائمی ہے(۴)ابدی ہے (۵)تغیرسے پاک ہے(۶) حدوث سے پاک ہے(۷) نقص سے پاک ہے (۸) شرکت سے پاک(۹) تقسیم سے پاک

(۱۰)اللہ کا علم تمام اشیاء کے کلیات وجزئیات کومحیط،ایساعلم جس سے وہ اللہ تمام اشیاء کے کلیات وجزئیات کوجانتاہے جوہو چکا، ہوگااورجس کاہوناجائز(ممکن)ہواسے بھی جانتا ہے

(۱۱) ایساعلم (جوعلم منطق کی اصطلاح کی حیثیت سے) نہ ضروری ہے نہ کسبی۔
(۱۲)نہ حادث ہے بخلاف تمام مخلوق (کے علم کے ،کیونکہ مخلوق کاعلم اسی کی عطاء ہے، اورحادث ہے)
قاضی عیاض رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں
کہ حضور ﷺ کے علوم غیبیہ درحقیقت حضور ﷺ کامعجزہ ہے
(۵)قال القاضی عیاض ومن ذلک ماطلع علیه من الغیوب وما یکون والاحادیث فی هذا الباب بحرلایدرک قعره ولاینزف غمره وهذه المعجزة من جملة معجزاته المعلومة علی القطع الواصل الینا خبرها علی التواتر لکثرة رواتها واتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب .شفاء القاضی عیاض (127)
قاضی عیاض رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جنہیں (ماکان) ومایکون کے غیوب پرمطلع کیا گیااس بارے میں اتنے سارے احادیث موجود ہیں جوایک سمندر بے کراں ہے ایسا سمندر جس کی تہہ تک پہنچناناممکن ہے جسکی گہرائی کا ادراک ناممکن،یہ حضور پرنور ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔حضور ﷺ کے علوم غیبیہ کے متعلق ہم تک کثیر راویوں نے تواترکیساتھ اوراتفاق معانی کیساتھ خبرپہنچائی ہے۔
فقہاء لکھتے ہیں کہ ایسا شخص جو(بغیرگواہوں کے نکاح کرے اور کہے کہ اللہ اوررسول اورفرشتے گواہ ہیں اس پر کفرکافتویٰ صادرکرناغلط ہے)
قال فی التتارخانیة وفی الحجة (لقاضی خان کمافی الکبیری) ذکرفی الملتقط انه لایکفر (بوجوه خمسة)
فتاویٰ قاضی خاں،وتاتارخانیہ اور ملتقط اسکاجواب دیتے ہوتے فرماتے ہیں کہ پانچ وجوہ کے بنا وہ شخص کافرنہیں۔
(1) لان الاشیاء تعرض علی روح النبی ﷺ
کیونکہ اشیاء حضور پرنور ﷺ کی روح مبارک پرپیش کی جاتی ہیں
(2) وان الرسل یعرفون بعض المغیبات قال الله تعالیٰ .عالم الغیب فلایظهر علی غیبه احدا الامن ارتضیٰ من رسوله.
اللہ تعالیٰ کے انبیاء بعض غیوب کوجانتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے، کہ،وہ اللہ عالم الغیب

ہے کسی کواپنے غیب پر مطلع نہیں فرماتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے(عطا کر دیتا ہے)
(3) قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات .
بلکہ میں کہتا ہوں کہ اہل سنت وجماعت کی کتابوں میں موجود ہے کہ اللہ والے بعض غیوب پر مطلع کیئے جاتے ہیں اور یہ انکی کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔
(4)وردوا علی المعتزلة المستدلین بهذه الآیة علی نفیها (وجه الرد)بان الاظهار المذکور المثبت فی الأیة بالاستثناء) بلا واسطة.
اہل سنت والجماعت نے معتزلہ کارد کیاہے کہ وہ جوآیات اپنی استدلال میں پیش کرتے ہیں حقیقت میں یہ اس علم کا اثبات ہے کیونکہ آیت مبارکہ میں اس علم کی نفی ہے جو علم ذاتی ہو(اورہم حضور ﷺاوراولیاء کرام کے لئے علم غیب عطائی مانتے ہیں)یہ علوم خود اس استثناء سے ثابت ہورہی ہیں جواس آیت میں موجود ہے(وہ یہ ہے الامن ارتضیٰ من رسوله.)(پانچویں وجہ مندرجہ ذیل ہے)
(5) او المراد من الرسول الملک ای لایظهر علی غیبه بلاواسطة الاالملک اما النبی ﷺ والاولیاء فیظهرهم علیه بواسطة الملک اوغیره .شامی جلد ۲ .قبیل المحرمات.(276)
یا آیت میں لفظ رسول سے مراد فرشتہ ہو تو معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی کوغیب پر مطلع نہیں کرتا مگرفرشتہ کے ذریعہ(مطلع فرماتاہے) نبی کریم ﷺاوراولیاء کرام کواللہ تعالیٰ نے فرشتہ یااورذریعہ سے(غیب پر)مطلع فرمایا۔
ثابت ہواکہ اس مسلمان کوکافرنہ کہیں گے۔

﴿ تیسرا جواب یہ ہے ﴾

کہ بفرضِ محال اگر یہ مان لیاجائے کہ اس شخص کومطلقاً تو کافرنہ کہیں گے مگرکفرکااحتمال تو بہرصورت ہے۔میں کہتاہوں کہ صورتِ احتمال میں بھی اس شخص کوکافرکہنا جائزنہیں۔
(۱)سئل عمن قال ان المؤمن یعلم الغیب هل یکفر لا یتبین اویستفصل بجواز العلم

بـجـزئيـات مـن الـغيـب (فاجاب بقوله)لايطلق القول بكفره لاحتماله كلامه ومن تكلم بمايحتمل الكفر وغيره وجب استفضاله كمافى الروضه وغيرها ومن ثم قال الـرافـعـي يـنـبـعـي اذانقل عن احد لفظ ظاهره الكفر ان يتأمل ويمعن النظر فيه فأن احتـمـل مـايـخـرج الـلـفـظ عن ظاهره من ارادة تخصيص اومجاز اونحوهماسئل اللافظ عن مراده وان كان الاصل فى الكلام الحقيقة والعموم وعدم الاعتماد لان الـضـرورـة مـاسة الـى الاحتيـاط فى هذالامر الفظ المحتمل فان ذكرماينفى عنه الكفرمما يحتمله اللفظ ترك. فتاوى حديثية

فتاویٰ حدیثیہ کے مصنف علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا

(حضرت)اگرکوئی شخص کہے کہ مسلمان غیب جانتاہے۔کیاوہ ان دوآیات بینات کی رو سے کافرہوایانہ؟

یااس سے یہ پوچھاجائے(کہ تونے کہاکہ مسلمان غیب جانتاہے توتیری مراد اس غیب سے کچھ)جزئیات ہیں(یاکل علوم غیبیہ ہیں)؟

تو حضرت نے جواب دیاکہ اس شخص پرکفرکا اطلاق نہ ہوگا کیونکہ اس کی بات میں (دونوں یعنی کافر ہونے اورنہ ہونے کا)احتمال پایاگیا،سوجوشخص ایسی بات کرلے جس میں احتمالِ کفرپایاجائے تواس سے اس کی تفصیل پوچھنا ضروری ہے،یہی بات(کتاب)الروضہ وغیرہ موجودہے۔

حضرت امام رافعی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

اگرکسی شخص (کی زبان سے)ایساکلمہ نکلاجوبظاہر کفرہے تو(نہایت)تأمل(غوروفکر)کرنا (ضروری ہے)نیزاس میں امعان نظر(گہری سوچ وبچار)لازمی ہے،اگراس کلام میں ایسا احتمال موجودہوکہ(اس لفظ سے ظاہرجومطلب لیاجاسکتاہے)جیسے کہ اس مسلمان سے(مراد مخصوص مسلمان ہو جیسے انبیاء کرامؑ یااولیاء کرامؒ ہوں تو انکے لئے چونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات موجودہیں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے(**فـلايـظهـر عـلى غيبـه احدا ط الامن ارتضىٰ من رسول** (وہ اللہ عالم الغیب ہے)کسی کواپنے غیب پرمطلع نہیں فرماتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے(عطاکردیتاہے)سواس کلمہ سے وہ کافرنہ ہوگا)

یا ہوسکتا ہے کہ اس شخص کا اس لفظ سے مراد مجاز ہو(حقیقت نہ ہو یہ نسبت مجازی ہو تو اس صورت میں بھی وہ کہنے والا کافر نہ ہوگا۔)

حاصل کلام یہ ہے کہ متکلم سے اس کی مراد معلوم کی جائے(اگر وہ کہے کہ میری مراد اس کلمہ سے یہ ہے کہ مسلمان بِذَّاتٖ ''ازخود''علم غیب جانتا ہے پھر تو کفر میں شک نہیں اور اگر مراد وہ ہو جو ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں تو ان صورتوں میں کافر نہ ہوگا)

اگر چہ کلام میں حقیقت ،عموم ،وعدم الاضمار،ہی اصل ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے محتمل کلمہ کے صدور میں(کفر کا فتویٰ صادر کرنے میں نہایت احیاط کی جائے)

سو اگر ایسا کلمہ ذکر کیا گیا جس سے اسکے کفر کی نفی ہو بوجہ احتمال کے، تو اسے چھوڑ دیا جائے گا(اس پر ہرگز کفر کا فتویٰ صادر نہیں کریں گے)

حسام الھندی سے جب اس سوال کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ

ثـم سئل الحسام الهندی جلد۲ (312) ومتی استـفـصل فقال اردت بقولی المؤمن یعلم الغیب ان بعض الاولیاء قد یعلمه الله ببعض المغیبات قبل من ذلک لانه جائز عقلا وواقع نقلا اذ هو من جملة الکرامات الخارجة عن الحصر علی ممر الاعصار فبعضهم یعلمه بخطاب.

جب اس سے پوچھا گیا اور اس نے کہا کہ اس ''کلمہ'' کہ مؤمن غیب جانتا ہے سے مراد یہ ہے کہ بعض اولیاء اللہ بعض غیوب پر اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے مطلع ہیں(تو اس کا یہ قول قبول کیا جائے گا اور اس پر کفر کا فتویٰ صادر نہیں کریں گے)

کیونکہ ایسا ہونا عقلاً و نقلاً جائز ہے ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے واقع ہوئی ہیں نیز یہ انکے کرامات سے ہے(ایسی کرامات اتنی کثیر ہیں)جو زمانے کے گذرنے سے(اور بڑھیں ہیں کم نہیں ہوئیں سو)ان(کرامات کا)حصر ناممکن ہے(اولیاء کرام کے مراتب مختلف ہیں)کوئی ولی اللہ تو ان غیوب کو بطور خطاب جانتے ہیں

(۲) **وبـعـضـهم یعلمه بکشف حجاب.** اور بعض اولیاء اللہ اس (غیب کو)بطریق کشف جانتے ہیں کہ انکے سامنے سے تمام پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں اور وہ اسے جان لیتے ہیں۔

(۳) وبعضهم يكشف له عن اللوح المحفوظ حتى يراه. الحسام الهندی ،
اوربعض اولیاء اللہ تووہ ہیں کہ انکے لئے لوح محفوظ سے پردے ہٹادئے جاتے ہیں
سووہ لوح محفوظ پرسب کچھ دیکھ لیتے ہیں۔مجموعة رسائل الشامی جلد ۲ (212)
(سوان براہینِ قاطعہ کے بنااس شخص کوکافرنہ کہاجائے گا۔تعلیق۔مترجم)
ان غیوب سے جمیع غیوب مرادنہیں (وہ جمیع جواللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں)
دیکھئے السیدشریف فرماتے ہیں

(۱) قال السيد الشريف الاطلاع على جميع المغيبات لايجب للنبى ﷺ (فلغيره بالاولىٰ) ولذاقال سيد الانبياء عليه الصلوٰة والسلام ولوكنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير شرح المواقف. والكبيرنيشاپوری واتحاف المريد. شرح جوهرة التوحيدوالخازن.

کہ جمیع غیوب پرمطلع ہوناحضور ﷺ کیلئے ثابت نہیں تودوسروں کیلئے بطریق اولیٰ ثابت نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا(اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی ہے اے محبوب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ)اگرمیں علم غیب جانتاہوتاتومیں خیرکثیرپالیتا۔۔

﴿پانچواں جواب﴾

پانچواں جواب یہ ہے کہ نصوصِ نفی، قبل الاعلام تھے،اورنصوصِ اثبات، بعدالاعلام ہیں لہذامنافات نہیں(یعنی وہ آیات جن میں حضورپرنور ﷺ کے علومِ غیبیہ کی نفی ہے وہ علومِ غیبیہ کی عطاسے پہلے ہیں اوروہ آیاتِ بینات جن میں حضورِ پرنور ﷺ کے علوم غیبیہ کااثبات ہے وہ علومِ غیبیہ کی عطاکے بعدہیں،لہذاآیاتِ قرآنی میں کوئی اختلاف نہیں بظاہرتضادمیں تطبیق یوں ہے جوبیان کردی گئی)اس پردلیل ملاحظہ ہوں۔
صاحب تفسیرخازن لکھتے ہیں

(۱)ويحتمل ان يكون قال ذلك قبل ان يطلعه الله تعالىٰ علىٰ علم الغيب فلما اطلعه الله تعالىٰ فلايظهر على غيبه احدا الامن ارتضىٰ من رسول. خازن. واتحاف المريد
احتمال ہے کہ یہ آیت اطلاع بالغیب سے پہلے ہومگرجب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کوعلوم غیبیہ عطافرمائے توارشادفرمایا فلايظهر على غيبه احدا الامن ارتضىٰ من رسول

اللہ کسی کواپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا مگر (ہاں) جس رسول کوچاہے (عطا کردیتا ہے)

﴿چھٹا جواب یہ ہے﴾

﴿چھٹا جواب یہ ہے، کہ حضور پرنور ﷺ کا اپنی ذات سے علم غیب کی نفی کرنا برائے تواضع وادبِ ربانی ہے (گویا) حضور ﷺ امت کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ میرا علم اللہ تعالیٰ کے علوم کے سامنے نہ ہونے کے برابر ہے۔اس پر دلیل ملاحظہ ہو،

صاحبِ تفسیر جمل فرماتے ہیں

(ا) فان قلت قد اخبر النبی ﷺ عن المغیبات وجاء احادیث فی الصحیح بذلک وھو من اعظم معجزاتہ ﷺ فکیف الجمع بینہ وبین قولہ تعالیٰ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب اوالمعنیٰ لااعلم الغیب الاان یطلعہ اللہ تعالیٰ علیہ ویقدرہ لہ.

خازن جلد ۲ .سورہ اعراف (266) ثم جمل جلد ۳ اعراف (217)

اگرکوئی سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ کاارشادگرامی ہے کہ محبوب ﷺ آپ فرمادیجئے کہ اگر میں غیب جانتا تو خیر کثیر پاتا، جب کہ حضور پرنور ﷺ نے بہت سارے غیوب کی خبردی اور اس باب میں (یعنی رسول اللہ ﷺ کیلئے غیب کے علم کے ثبوت میں) احادیث کثیرہ وارد ہیں (نیز ان غیوب کی خبردینا) حضور پرنور ﷺ کے عظیم معجزات ہیں پھر قرآن کریم کی آیت اوراحادیث (بلکہ خودقرآن کریم کی آیات میں تطبیق کس طرح ہوگی صاحب جمل و صاحب تفسیرخازن فرماتے ہیں اسکاجواب یہ ہے)

کہ (جن آیات میں حضور پرنور ﷺ سے علم غیب کی نفی ہے وہاں مراد علم غیب ذاتی ہے اورجن آیات میں حضور پرنور ﷺ کیلئے علم غیب کااثبات ہے وہاں علم غیب عطائی مراد ہے) پھراس آیت میں دواحتمال موجود ہیں

(۱) ہوسکتاہے کہ حضور پرنور ﷺ نے یہ بات ازروئے تواضع (عاجزی وانکساری) کے کہی ہو

(۲) دوسرااحتمال یہ کہ اس آیت کامعنیٰ یہ ہے کہ میں غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے بتلانے کے۔اوراللہ تعالیٰ اس بات پرقادر ہے (کہ اپنے محبوب ﷺ کوجس قدر چاہے علوم غیبیہ عطافرمادے)

﴿ساتواں جواب یہ ہے﴾

(۱) (قل لا اقول لکم) ولم یقل لیس (عندی خزائن الله) لیعلم ان خزائن الله تعالیٰ عنده وهی العلم بحقائق الاشیاء وماهیاتها عنده بأرأة الله سنریهم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسهم باستجاب دعائه ﷺ

فی قوله أرناالاشیاء کماهی ولکنه یکلم الناس علی قدرعقولهم (ولااعلم الغیب) ای لااقول لکم هذامع انه ﷺ کان یخبرهم ممامضی وعماسیکون باعلام الحق تعالیٰ وقدقال فی قصة المعراج قطرت فی فیّ قطرة علمت ماکان ومایکون.

تفسیر نیشاپوری (علامہ نیشاپوری اس آیت کی تفسیر کرے ہوئے فرماتے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا، اے محبوب ﷺ (آپ فرمادیجئے کہ میں تم سے نہیں کہتاکہ میرے پاس خزانے ہیں) نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایاکہ میرے پاس خزانے نہیں تاکہ (امت پر) ظاہر ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے حضور پرنور ﷺ کے پاس ہیں (خزانے حقیقت میں) اشیاء بمع حقائق وماہیات کے علم کانام ہے جواللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے)**سنریهم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسهم**)عنقریب ہم انکودنیاکے اطراف واکناف میں اپنی نشانیاں دیکھادیں گے اور انکے نفسوں میں) یہ آیت درحقیقت حضور پرنور ﷺ کی دعاکی قبولیت کی نشانی ہے۔کہ حضور پرنور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعامانگی،یااللہ ہمیں اشیاء دیکھاوہ جس انداز میں موجود ہیں(اللہ نے دیکھادی مثلاًفتح مکہ،اور مشرق ومغرب کی فتوحات وغیرہ) لیکن (بات دراصل یہ ہے کہ) حضور پرنور ﷺ ان سے اتنی بات فرماتے تھے جتنی کہ وہ آسانی سے سمجھ جائیں۔

علامہ نیشاپوریؒ فرماتے ہیں

دوسری آیت مبارک(**ولااعلم الغیب**) میں غیب نہیں جانتا،کامطلب یہ ہے کہ میں تم سے نہیں کہتاکہ میں(ازخود)غیب جانتاہوں۔باوجوداسکے حضور پرنور ﷺ نے صحابہ کرام کوان اشیاء وحالات کی خبردی جوگذرے ہوئے زمانے سے متعلق ہوں یاآنے والے زمانے سے متعلق ہوں،یہ سب اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے ہے(یعنی علم غیب عطائی ہے،ذاتی نہیں)

نیز نبی کریم ﷺ معراج کاواقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،یااللہ تونے میرے منہ میں قطرہ(رحمت)ٹپکایاسومیں نے جان لیاجوکچھ پہلے گذراہے اورجوکچھ آنے والے زمانے میں ہوگا۔

قطرہ رحمت ہے ثابت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول سے

اٹھ گئے پردے حجابی ارض وسماں کے حول سے

علم غیبِ مصطفیٰ ثابت ازقرآن ہے

معجزہ سرکار کا یہ رحمتِ منان ہے

مستور تھے محجوب تھے اشیاءِ ارضی اور سماں

دے دیئے علوم سارے رب کا یہ اعلان ہے

راسخ فی العقیدہ ہے خادم قادری ہے بے نوا

ہے کرم اس رب کا یارو جو مالک الرضوان ہے

لکھ دئے اغراض بھی مقاصد بھی ہیں افکار بھی

مفتیِ اعظم بلاریب مفسرقرآن ہے

ازنتیجہ فکر۔ محمد عبدالعلیم القادری جمعرات ۹ رستمبر ۲۰۰۴

﴿ثبوتِ بیعت﴾
وشرائطِ مرشد

مصنف

مفتی شائستہ گلؒ القادری

مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

ناشر مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی،

شاہ فیصل کالونی 5 کراچی 25 پاکستان

فون! 03332108534

الحمدلله رب العلمين ،الذی جعل اهل السنة والجماعة ورثت النبین والصلوة والسلام علی افضل الأنبیاء والمرسلین ﷺ وعلی اله واصحابه المتمسکین بالحق المبین. امابعد

حضرت علامہ ٭ امام المتکلمین ٭ زبدۃ العارفین ٭ حجۃ اللہ علی العلمین ٭ تاجدار اہلسنت ٭ شیخ التفسیر والحدیث ٭ محبوب العارفین ٭ زبدۃ العاشقین ٭ حجۃ الواصلین ٭ غوث العارفین ٭ خواجہ خواجگاں ٭ مبلغ اسلام ٭ مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ (ساکن لنڈی شاہ متہ مردان، مغربی پاکستان) فرماتے ہیں کہ

میں نے جب وہابیوں کو بیعتِ مسنونہ سے انکار کرتے ہوئے سنا تو میں نے ازروئے غیرت اسلامیہ یہ رسالہ مسمیٰ

(اثبات البیعة بالکتاب والحدیث واجماع الامة) ۱۳۸۳ھ میں مرتب کیا۔

بتوفیقه وکرمه ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم

یہ رسالہ ایک مقدمہ اور تین ابحاث پر مشتمل ہے۔ پھر مقدمہ چار امور پر مشتمل ہے

﴿امر اول﴾

واعلم ان البيعة من سنن الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام ومن سنن الخلفاء الراشدين الیٰ یوم القيامة باق بلانكير (الیٰ آخر الكلام) السيدالجلال ثم تذكرة الابراروالاشرار.

بیعت انبیائے کرام علیهم الصلوٰة والسلام اورخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت ہے اور بغیر کسی انکار کے قیامت تک باقی رہے گا۔

☆.... دخوله فى حكم شيخه دخوله فى حكم الله ورسوله واحياء سنه المبايعة۔

مرید کا اپنے مرشد کے حکم میں داخل ہونا اللہ جل جلالہ ونبی کریم ﷺ کے حکم میں داخل ہونا ہے، اوربیعت مسنونہ کے طریقہ کوزندہ کرنا ہے۔عوارف المعارف ثم اثبات البیعۃ (۲۱)

﴿امر دوم۔بیعت کی تعریف میں ہے﴾

فهو بيع لغوى والبيع فى اللغة مقابلة شئ بشئ على وجه العوضية وفى شيخ زاده سميت المعاهدة مبايعة تشبيهالهابها فان الامةاذا التزمواقبول شرط عليهم من تكاليف الشرع طمعا فى ثواب الرحمن وهربا من عقابه وضمن عليه الصلوٰة والسلام ذلك فى مقابلة وفائهم بالعهدالمذكور فصاركان كل واحد منهم باع ماعنده بما عندالآخر. (تفسير جمل جلد ۴. ممتحنه. ص ۳۳۴)

بیعت لغت میں معاہدہ اورمعاقدہ کوکہتے ہیں، یہ بیع لغوی ہے اورلغت میں بیع اسے کہتے ہیں کہ ایک شئ کودوسری شئے کے عوض میں دینا گویاایک شئے مقابل ہے عوض کے۔ اور شیخ زادہ نامی کتاب میں ہے، کہ "معاہدہ" مبایعت ہے، کیونکہ امت اپنے اوپرجب تکالیف شرع بمع شروط کے قبولیت کاالتزام کرلیتی ہے، اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید اورعذابِ الٰہی سے بچنے کیلئے، تورسول اللہ ﷺان کے عہدمذکورکوپوراکرنے کی بناء پران کے(دخول جنت کے)ضامن ہوجاتے ہیں، سوتکالف شرعی اوران کاپوراکرناثواب آخرت کے بدلے، اورحضور ﷺ کاضامن ہونا۔ایساہی ہے جیسے کوئی کسی شئ کودوسرے کے ہاتھوں عوض کے بدلے بیچ ڈالے۔

﴿امر سوم﴾

ذكر الله ورسوله عليه الصلوٰة والسلام في صفة البيعة خصالا ستا (كمايأتي في الآية الاولىٰ) صرح فيهن باركان النهي ولم يذكر اركان الامر وهي ستة ايضا الشهادتان والصلوٰة، والزكوٰة، والصيام، والحج، والاغتسال من الجنابة وغير ذلك.

اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ نے ذکر بیعت میں چھ اشیاء کا ذکر فرمایا ہے (جو عنقریب آیت اولیٰ میں ذکر کروں گا) ان چھ (خصال) اشیاء میں نہی کے ارکان مذکور ہیں۔ امر کے ارکان کا ذکر نہیں۔ حالاں کہ وہ بھی چھ ہیں۔

(1) شہادتین (2) نماز (3) زکوٰۃ (4) روزہ (5) حج (6) طہارت از جنابت (غسل جنابت)

اگر ذہن میں یہ بات آئے کہ خصائل مذمومہ سے نہی کا ذکر، اور خصائل امر کا ترک کیوں؟

جواب! یہ ہے کہ ان خصائل مذمومہ (شرک نہ کرنا وغیرہ) سے نہی (اللہ تعالیٰ کا منع کرنا) اور امر کے ارکان کا ذکر چھوڑنے کی دو وجوہات ہیں۔

﴿وجہ اول﴾

(۱) لان النهي دائم في كل الازمان وكل الاحوال فكان اشتراطه للتنبيه على ان الدائم اكد.

وجہ اول یہ ہے کہ نہی ہر زمانہ واحوال میں دائم ہے، یعنی جس شئ سے روکا گیا ہے اس حکم کو ہمیشہ دوام رہے گا، چاہے حالات کچھ بھی ہوں، زمانہ کوئی بھی ہو۔

نہی کے حکم کو دوام ہے اور جس شئ کے لئے حکم دوام کا ہو، وہ آکد ہے۔

سو معلوم ہوا کہ نہی، امر سے زیادہ آکد ہے۔ (سو بیعت میں ان خصائل مذمومہ سے اجتناب کی شرط، اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ جس شئ کو دوام ہو، وہ زیادہ آکد ہے)

﴿وجہ دوم یہ ہے﴾

(۲) وقيل لان هذه المناهي كان في النساء كثير من يرتكبها ولايحجزهن عنها شرف النسب فخصت بالذكر لذلك (جمل جلد ۴ ممتحنة ۳۳۴ وعن القرطبي)

بعض علماء کرام نے اسکی یہ توجیہہ بیان فرمائی ہے کہ عورتوں کی شرافتِ نسب کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، ان میں ان منہیات کا پایا جانا بکثرت ہوتا ہے، حتیٰ کہ شرافتِ نسب بھی انہیں ان منہیات سے روک نہیں سکتی۔ کیونکہ منہیات مذکورہ عورتوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ سو خاص کر منہیات ماذکر کیا گیا۔ اور امر کے ارکان وخصائل کو ترک کیا گیا۔

امر چہارم

مرشد کے شرائط کا بیان

شرط اول

(۱)

مرشد کون ہوسکتا ہے

آنکہ شخصی باید۔عالمی متبحر کہ درانواع علوم دینی وعقائد یقینی حظ وافر داشتہ باشد تادریقین وعقیدہ او خلل واقع نہ گردد،آنگاہ طالب ایں علم گردد،والا بساعلماء ناقص بسبب نقصانیت علم دینی،دریں علم خوض نمایند،وکافرگردد،چہ ازادراک عبارات واشارات ایں علم عاجز آیند، یاآنکہ ایں علم بتمامہ اشارات است،وعبارات واضح نگجند،ایضاشایدوبایدکہ علم کلام راکما حقہ دریافتہ باشد،تاطریق توفیق میاں ہردوعلم ممیّز گردد،وداندکہ معرفت ذات وصفات باری تعالیٰ درہر دوعلم متحداند،ہرکہ امتیاز بینھما جائزداند،اوضال اومضل است،مگرآنکہ درعلم کلام قال است وقیل،امااں جاحال است وتخیل،وآنجا کارِ دلائل نقل است وعقل،امااں جاانقیاد، وبرہردوبانفراد ازعقل،

پس علماء ناقص را احترازازچناں بایدکرد،کہ آدمی را از شیر مردم خور۔

بیعت لینے کے لئے پہلی شرط یہ ہے

کہ وہ پیرمتبحر فی العلم ہو(علم کا سمندرہو)اسی طرح علوم دینیہ اورعقائد یقینی اورتمام علوم کاماہرہو،تاکہ پہلے تواس کے اپنے عقائد ویقین میں خلل واقع نہ ہو،تب وہ اس علم (روحانیت) کاطالب ہوگا،کیونکہ بہت سارے جہلاء یاکم علم بوجہ علم دین نہ جاننے کے اس میں آئے(یعنی پیر بن بیٹھے)اورکافرہوئے،کیونکہ وہ اس علم(روحانی) کے عبارات واشارات کے ادراک سے عاجزہیں،یایہ کہ یہ علم بتمامہ اشارات ہیں،یہ علم صرف عبارات سے واضح نہیں ہوتا،ان علوم(کسبی ظاہری) کاحصول اس لئے بھی لازم ہے کہ بغیراس کے دونوں علوم(شریعت وطریقت) میں نہ توتفریق کرسکتاہے اورنہ وجہ امتیازجان سکتا ہے یادرکھوکہ ذات باری تعالیٰ جل جلالہ کی معرفت دونوں علوم سے یکساں حاصل ہوتی ہے اگرکوئی شخص دونوں علوم کے تفریق کاقائل ہو۔دونوں علوم کوایک دوسرے سے الگ

سمجھتا ہو ، وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔
رہا علم کلام اس میں صرف قیل وقال ہے، جب کہ یہاں حال ہی حال ہے، علم کلام میں نقل وعقل کو دخل، جب کہ یہاں انقیاد، سوان پڑھ تو اپنی جگہ ، وہ لوگ جو عالمِ کامل نہ ہوں، معمولی سا علم رکھتے ہوں،
وہ بھی پیر بننے سے احترازکریں، ایسا احتراز (بچنا)، جس طرح (اپنی حفاظت کے لئے) شیر سے احترازکرتا ہے۔ (احتراز بمعنیٰ بچنا)

﴿پیر کیلئے دوسری شرط﴾

(۲) شرط دوم: آنکہ باید شخصی زاھد وعابد مھیا از برائے زادِ آخرت، تا بنور عبادت وطاعت وکثرتِ ریاضت دل خود را مصفا کردہ کہ آئینۂ قلبیہ اوشایاں قبول آن علم گردد، والا ھرچند پیر معلم شفقت ورزد، تعلیم وتکریم نماید مرید جد وجہد تام کشد بحاصل کلی نرسد بلاخوف الحاد زندقہ باشد، کقول مَنْ قَالَ.

توبدیں رفتن بمنزل کی رسی
توبدیں سیرت بحاصل کی رسی
پس اگر آن جانے وبس اشترولی
باسبک روحاں بدیں دل کی رسی

دوسری شرط یہ ہے
کہ وہ پیر عابد وزاہد ہو، توشہ آخرت کا مفکر (آخرت کا فکر کرنیوالا ہو توشہ زادراہ کو کہا جاتا ہے یعنی پیر ایسا ہو جسے دنیا کی لالچ نہ ہوں وہ توشہ آخرت پر نظر رکھے) تاکہ عبادت وطاعت وکثرت ریاضت کے نور سے اس کا دل (ہر طرح کے نقائص) سے پاک وصاف بلکہ مصفا ہو جائے، اور اسکا آئینہ دل علم روحانیت کو قبول کرے، اگر ایسا نہ ہو یعنی وہ پیر عالم نہ ہو آئینہ قلبیہ، علم روحانیت کی قبولیت کی استطاعت نہ رکھتا ہو، باوجو اشیاء مذکورہ (کہ وہ تبحر فی العلم نہ ہو عابد وزاہد نہ ہو توشہ آخرت کا مفکر نہ ہو آئینہ قلبیہ متوجہ الی الدنیا ہو) وہ شخص پیر بن کر مرید پر نہایت شفیق بن جائے اس کا معلم بنے، اور مرید بھی نہایت کوشش کرتا رہے وہ مرید اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا، بلکہ بلانکیر وکسی خوف کے (مجھے کہنے دو) کہ وہ مرید (ایسے بے علم وطالبِ دنیا پیر) کا مرید ہو کر ملحد وزندیق ہو جائے گا۔

اشعار کا ترجمہ باختصار،اے چلنے والے اگر تو اس رفتار سے چلا (کہ پیر بے علم ہے شرائط مذکورہ اس میں نہیں پائے جائیں) تو اپنی منزل کو کیسے پہنچے گا تو اس سیرت کے ساتھ مقصود کو کیسے پائے گا (ہرگز نہیں پہنچ سکتا بلکہ کامل پیر کی تلاش کر جس میں مذکورہ شرائط موجود ہوں)

سیدنا اخون درویزہ بابا رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ اس باب میں یہ قول بھی نہایت مشہور و معروف ہے۔

وایضا دریں باب کلام مشہور است

اجیعوا بطونکم واظماؤا اکبادکم واعرؤا اجسادکم ترون الله عیانا۔

مراد از برهنه ساختن تن نه ایں ست که چوں گمراہاں زمانه فروض خودرا ھم برهنه سازند بلکه تھی ناف تازانو پوشیده داری اما ہرچه میسر از گلیم و بوریا، یا برگ درختاں وریگ بیاباں که عورت مستور سازد وقانع وشاکر باشی وایضا درلباس فاخر وکمین خودرا یکسان بنی تاشایان محبت دوستی دوست گردی وبشرف رؤیتِ اللہ مشرف شوی۔

☆۔۔۔پیر اپنے پیٹ کو بھوکا رکھے (جو ملے اس پر قانع و صابر ہو) اپنے آپ کو پیاسا رکھے (دیدار انوارِ الٰہی کیلئے) ایسا قانع و صابر و شاکر ہو تو اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کو بے حجاب دیکھے گا،جسم برہنہ رکھنے سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ جس طرح زمانہ کے بعض گمراہ (جو کپڑوں سے بالکل عاری ہوتے ہیں) اور ستر عورت کو بھی مستور نہیں کرتے (نہیں چھپاتے) بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زیر ناف تازانو پردہ فرض ہے،جسم کے اس حصے کو ڈھانپ لے اگر کپڑا میسر نہ ہو تو کیچڑ، بوریا، درختوں کے پتوں،جنگل و بیاباں کے ریت و مٹی سے اپنے ستر عورت کو چھپالے،قانع و شاکر ہو،لباس فاخرہ وغیرِ فاخرہ کو یکساں جانے،تاکہ دوستیِ رب کے قابل بن جائے اور وہ وقت آئے کہ رب کریم جل جلالہ کی رؤیت سے مشرف ہو جائے۔

﴿پیر کیلئے تیسری شرط﴾

(۳) شرط سوم: آنکه خداترس باید که باشد وبکتابها فلسفه واهل هوا (ای وهابیه وغیرهم) معتقد ومتیقن نباشد وآنها را مطالعه نکند. والا یقین اوثبوت نخواهد یافت. وحلاوت دین محمد ﷺ نخواهد دید چه هر که خداترس نباشد اوطالب حق بحقیقت نباشد. .بلکه طالب هو گفته باشد. وارادت شیطانی رامطلوب

دانسته باشد. تابع هوا ضال ومضل باشد. كقوله عليه الصلوٰة والسلام . بئس العبدعبد الهوىٰ يضله. درتفسيرچرخی آورده است که نصیب درویش ایں است که تقویٰ شعارخود سازد،وبداند که قرآن همه وعدهائے نیکومرخدا ترساں رااست نه مرد دانشمنداں راونه حاجیاں را.ونه غازیاں را.ونه شیخاں را. نه سیداں را.ونه زاهداں ظاهری را. که بظاهرزاهداند.ونه خواجگاں را.. که ازحرام گیرند. وگمراه کنند.ونان دهند وخلق راصید خود کنند انتهیٰ کلامه..وایضافیه .بدانکه ایں بهشتاں راحق تعالیٰ بترسیدن یادکرد..نه بایمان. یعنی گفت. .الذین یخشون ونگفت الذین آمنوا. تابدانی که مقصود بزرگ از ایمان ترس خدا است قال النبی ﷺ ..من قال لااله الا الله خالصا مخلصا دخل الجنة قالواوما اخلاصها قال ان تحجره عن المحارم تامعلوم شودکه ایمان آوردن بے اخلاص نتیجه نمیدهد ، واخلاص کلمه طیبه باز استادن است ازحرام وترس خداتعالیٰ ،انتهیٰ.

تیسری شرط یہ ہے

کہ وہ پیر رب کریم سے ڈرنے والا ہو،اہل ہوا(وہابیہ وغیرہ)اورکتب فلسفہ کامعتقدنہ ہو،نہ ان کتب کی صداقت پریقین رکھتاہو،یہاں تک کہ کتب مذکورہ کامطالعہ بھی نہ کرے،ورنہ اعتقادات میں ثابت قدمی نہ رہے گی،اورمقام یقین سے محروم ہوجائے گا،نیزنبی کریم ﷺ کے دین(دین اسلام) کی مٹھاس نہ پائے گا کیونکہ جوشخص اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والانہ ہو، وہ حقیقت کوپانے کاحقیقی طالب نہ ہوگا، بلکہ وہ خواہشات نفسانیہ کاطالب کہلائے گا۔اور ارادات شیطانیہ اس کی مطلوب بن جائیں گی تووہ خودبھی گمراہ ہوگااوردوسروں کوبھی گمراہ کرے گا..

نبی کریم ﷺ نے فرمایاکہ بندوں میں برابندہ وہ ہے کہ جوخواہشات نفسانیہ کابندہ بنے، خواہشات نفسانیہ اسے گمراہ کردیتی ہیں.تفسیرچرخی میں مکتوب ہے کہ درویش کاخاصہ یہ ہے کہ وہ پرہیزگاری کواپناشعاربنائے،یادرکھوکہ قرآن کریم میں جتنے وعدے مذکورہیں،وہ صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جومتقی وپرہیزگارہوں(ظاہری)عقل مندوں،(ریاکار)حاجیوں،(رسمی)

نمازیوں (برائے نام) مشائخ (ذات پرفخر کرنے والے بدعقیدہ)
سیدوں، ظاہری زاہدوں اور (نام نہاد) خواجوں جو نام ونمود کے لئے کھانا کھلانے کا اہتمام کرتے ہیں، حقیقت میں افعالِ حرام کرتے ہیں، دراصل ان اوصاف سے متصف لوگ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا شکار کرتے ہیں، یہ شکاری ہیں، اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں سے ایسے لوگ مستثنیٰ ہیں۔
کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اہل بہشت (جنت والوں) کو. الذین یخشون عن ربھم . کی صفت سے متصف کیا ہے۔
مصنف چرخی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہی مقصودِ ایمان ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے خالص ومخلص ہوکر لا الہ الا اللہ پڑھا، جنت میں داخل ہوگا۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اخلاص (کے ساتھ کلمہ توحید) پڑھنا کیا ہے؟
حضور پرنور ﷺ نے فرمایا، اخلاص سے کلمہ پڑھنے کا مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو اشیاء حرام فرمائی ہیں، ان سے بچنا، معلوم ہوا کہ بغیر اخلاص کے ایمان لانا مفید نہیں ہے۔
☆۔خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اخلاص کے ساتھ کلمہ توحید پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان تمام حرام اشیاء سے بچے اور رب کریم کے عذابوں سے ڈرنے والا بنے۔

﴿شرط چہارم﴾

(۴) شرط چهارم : آنکه چوں طالب موصوف بدیں اوصاف گردد. باید که خود را بخدمت پیر کامل متشرع متدین که زاهد ظاهری وباطنی باشد. وازتنگنای هوا اهل آں رسته. . ومعتمدطریقه سنت وجماعت گردید. واذن ارشاد وهدایت راازشیوخ متقدمین اکابرعن اکابرمن حضرت النبی ﷺ الی زمان الوصال الیه رسیده باشد رساند. خدمت ظاهروباطن اورابجاآرد تابعداز ادائے ماوجب. آنچه شیخ مصلحت بیند. بداں طریق که مناسب حال باشد. عنایت نموده تعلیم نماید کلمة کلمة حرفاً حرفاً.
طالب میں بھی جب یہ صفات موجود ہوں تو پھر وہ ایسے مرشد کو تلاش کرے،
(1) جو مکمل متشرع ہو ۔

(2)ظاہراً وباطناً زاہدومتقی ہو،
(3)اہل سنت وجماعت کے طریقہ معتمدہ پرقائم ودائم ہو۔
(4)خواہشات نفسانیہ کامریدنہ ہو۔
(5)اس کوجواذن ملاہے،یہ اذن وارشاداس کے شیخ(مرشد)سے لے کرحضورپرنورﷺ تک متصل ہو
(ایسے پیرکامل کامریدبن جائے)حکم ظاہری وباطنی کوپوراکرنے کیلئے ہروقت مستعد ہو مَا وَجَبَ (فرائض وواجبات وسنن)کی ادائیگی کے بعد حسب حال /مرشد اپنے مریدکوکلمہ توحید کی حرفاً حرفاً تعلیم دے،اورجوعنایت فرماناچاہے عنایت کرے۔

﴾پانچویں شرط﴿

(۵)شرط پنجم: آنکہ نیت وقصد طالب بایدکہ وجہ اللہ باشد۔وجویاں۔رضائے مولیٰ تعالیٰ نہ آنکہ مشقت لغیراللہ باشد۔۔درعوارف المعارف است۔۔ھرآں طالبی کہ دربدء طلب نیت کشف وکرامت باشد۔۔۔ھماں نیت اوشیطان مشخص گردد۔۔اوراگمراہ سازد۔۔۔

پانچویں شرط یہ ہے

کہ اس طالب(مریدہونے)والے کی نیت خالصتالوجہ اللہ ہواوررضائے الٰہی کامتلاشی ہو۔ اس طلب میں غیراللہ کے لئے مشقت نہ ہو۔
عواف المعارف میں لکھاہے کہ اس(مرید)کی نیت طلب کشف وکرامت کی نہ ہو۔ کیونکہ اگروہ(مرشدکے کشف وکرامت)کامنتظررہے،یہی اس کامطلوب ومقصودہوتواس کی نیت مین شیطان دخیل ہوگایہاں تک کہ شیطٰن اسے گمراہ کردے گا۔

﴾چھٹی شرط﴿

(٦)شرط ششم آنکہ شیخی راجوید۔کہ اونیز موصوف بدیں اوصاف باشد۔۔۔اصلی است دریں باب کہ شخصی کہ خود نرسید وکامل نباشد۔۔۔۔دیگرے راچوں رساندومکمل سازد۔۔۔ کہ مرشدتوہرحال میں اوصاف مذکورہ سے متصف ہو،اگرپیرمیں شرائط مذکورہ نہ ہوں،وہ خودنہ توکامل ہوگا،اورنہ عارف باللہ ہوگا،سووہ دوسروں کوکس طرح درجہ کمال پرپہنچائے گا،اورعارف بنائے گا(ہرگزنہیں ہوسکتا)

﴿ساتویں شرط﴾

(۷) شرط هفتم آنکه شیخ رابایدکه اندرخورطالب کلام کند.. کقوله علی٥ الصلوٰة والسلام...تکلموا الناس علی قدرعقولهم...
ودرآوانِ تعلیم باید... که غیرشیخ وآں همان مریدهیچ فردی ازافرادِعالَم نباشد..(نقل است) که عبدالله شطاری رحمت الله علیه تلقین ذکرمیکرد....اسپے دران جابودممانعت نمود.. که ایں نیز حیوانی ازحیوانات است.شاید که طاقت تحمل ایں بارنداشته باشد میگویدمولف ایں رساله..روزی ازروزهاباحضرت پیردربیابانی بودم سخنی میخواست. که باماگوید..دهن مبارک خودرابگوش فقیر نزدیک رسانیده اداکرد.باآنکه هیچ فرداز افراد آنجانبو ده. گفتمش
یاامام زمان وجه چه باشد.. گفت سندمشائخ بریں جمله رفته است. وایضا. هر طالبی ازطلاب زمانه مخصوص باشاراتی دیگراست.بعض باشارات یابند. وبعض بعبارت..وبعض ازتأمل ومحنت ومشقت. تذکرۃالابراروالاشرار۔ص۔۲۷۔۲۴

ساتویں شرط یہ ہے

کہ مرشداپنے مرید کے عقل کے مطابق کلام کرے (جتنااورجس انداز سے وہ سمجھ سکتاہے، اتنی ہی بات کرے) کیونکہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایاہے کہ لوگوں سے ان کی عقل (سمجھ) کے مطابق کلام کرو (یہ بات ذہن نشین رہے کہ) مرشداپنے مریدکواس وقت تعلیم روحانیت دے، جب وہاں (ذوی الارواح) میں سے کوئی موجودنہ ہو۔حضرت عبداللہ شطاری رحمت اللہ علیہ اپنے مریدکوکلمہ توحید کی تلقین فرمارہے تھے، دیکھاکہ وہاں گھوڑانمودارہوا، خاموش ہوگئے اورفرمایا یہ بھی ذوی الارواح میں سے ہے، شایدیہ حیوان اس (رازونیاز) کے ثقل کو برداشت نہ کرسکے ،

سیدنااخون درویزہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں،

ایک دن میں اپنے مرشد کامل کے ساتھ جنگل وبیابان میں سفرکررہاتھا، پیرصاحب نے چاہاکہ مجھ سے گفتگوفرمائیں،توانہوں نے اپنامنہ مبارک میرے کان کے قریب کیا، اور

(نہایت آہستگی ولطافت سے) گفتگوفرمائی،جب کہ وہاں ذوی الارواح میں سے کوئی بھی نہ تھا، میں نے عرض کیا حضور اس اندازکو اختیارکرنے میں کون ساراز پوشیدہ ہے.نہایت ہی مشفقانہ اورلطیف انداز میں فرمایایہ اندازگفتگو(مریدوں کیساتھ)طریقہ مشائخ ہے. یہ بات بھی ذھن نشین رہے کہ طلبہ (مریدین مختلف الحال ہوتے ہیں کچھ تومرشد کے صرف اشارات سے مطلوب تک پہنچ کرباکمال ہو جاتے ہیں، کچھ تعلیم وتعلم سے ،اورکچھ خاص توجہ اور محنت شاقہ کے بعد درجاتِ کمال کوپہنچتے ہیں۔

﴿پیر کامل کی مختصراوراہم شرائط﴾

شرطِ اول

(۱) آنکہ عالم بعلم تفسیرواحادیث شریفہ باشد۔

پیر طریقت کے لئے پہلی شرط یہ ہے

کہ وہ مفسرقرآن اورمحدث ہو۔علم تفسیروعلم حدیث کاماہرہو۔

﴿دوسری شرط﴾

(۲) آنکہ مسائل شریعت راآنچہ کردنی وگفتنی باشد.تمام دریافتہ باشد

دوسری شرط یہ ہے

کہ شریعتِ مطہرہ کے وہ مسائل جواعمال سے متعلق ہوں یااقوال سے۔کوجانتاہو۔

﴿تیسری شرط﴾

(۳) شرط سوم آنکه علم مناظره که درمیان علماءِ اسلام ومبتدعان ناتمام است دریافته باشد.تاخودرامتابعانِ خودرا ازوساوس شیطانی واز خیالِ فاسدمبتدعان بدان طریق نگهدارد.چه اگرمدعی ناقل باشد..صحت نقل جوید..والااقامت دلیل خواهد.

تیسری شرط یہ ہے کہ وہ (پیر) علم مناظرہ کوجانتاہو۔کیونکہ کبھی کبھارعلماء حق ۔۔۔۔اور بدعتیوں (وہابیوں ودیگرمفسدین) کے درمیان مناظرہ بھی ہوتاہے۔۔جب (پیرطریقت) علم مناظرہ جانتا ہو تووہ اپنے آپ کواوراپنے مریدیں کوبدعتیوں (وہابیوں ودیگرمفسدین) کی گمراہیوں اورشیطن لعین کے وسوسوں سے بچاسکے گا۔۔کیونکہ اگرمدعی ناقل ہوتوصحتِ نقل ضروری ہے ورنہ مدعی اپنے دعویٰ پردلیل قائم کرے(کیونکہ دعویٰ بلادلیل مردود ہے)

﴿شرط چہارم﴾

شرط چهارم: آنکه علم تعاط....وآں سیراست میان نفس وروح..ومیان روح ورب الارباب...بایدکه عالم بایں اشیاء باشد..کماحقهم.....تادرسلوک بضلالت نه افتد...بسامردم دریں ورطه هلاک شده.....وبے دین وبے ایمان رفته...چه بساوقت باشدکه برزخ روح رادریابد.....وآنراخدادادند..کافر گردد (نعوذباالله من ذلک)واین علمی است که درتحریر نیاید . مگر بطول صحبت مرشد..

چوتھی شرط یہ ہے

کہ حقیقت میں اس علم کانفس اورروح کے درمیان ایک خاص تعلق ہے،پھرروح اوررب کریم جل جلالہ کے درمیان اخص تعلق ہے،سوپیرطریقت کاکماحقہ ان علوم کاعالم ہونا چاہئے تاکہ سلوک کے منازل طے کرتے ہوئے گمراہیوں میں نہ پڑجائے،کیونکہ بہت سارے (نام نہاد پیر)ان راہوں میں (بغیرعلم کے)پڑے اوردین وایمان سے ہاتھ دھوبیٹھے، اور ہلاک ہوگئے۔

بسااوقات(جاہل پیر)برزخِ روح کوپاکراسے اپنارب سمجھتا ہے اورکافرہوجاتا ہے۔(نعوذ باللہ من ذلک)چونکہ یہ علم اشارات ونکات ہیں،صرف عبارات سے سمجھے نہیں جاسکتے، سو ضروری ہے کہ،وہ(مرید)مرشد کامل کی صحبت کوطویل عرصہ تک اختیارکرے،توجہ مرشد وطوالتِ صحبت سے منزل تک پہنچ جائے گا۔

﴿پانچویں اہم ترین شرط﴾

(۵) پنجم اهم ترین شرط آنکه..شایدوباید که ایں پیرماذون ومرخص ومجازباشد...ازجانب پیری که اونیزموصوف بدیں اوصاف باشد.....هکذاالیٰ عهد رسول الله ﷺ.والاهلاک ابد گردد..

پانچویں اہم ترین شرط یہ ہے

کہ وہ پیر! اپنے پیرطریقت کاماذون وخلیفہ مجازہوکہ وہ پیراوصاف بالاسے متصف ہو۔ اسی طرح تمام مشائخ کاحال ہو۔۔۔۔۔زمانہ مصطفوی ﷺ تک،ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کے

لئے ہلاک ہوجائے گا۔

﴿بحث اول﴾

﴿بیعت کا ثبوت قران کریم کی روشنی میں﴾

یَاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِذَا جَاءَ کَ الْمُوْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَلاَ یَسْرِقْنَ وَلاَ یَزْنِیْنَ وَلاَ یَقْتُلْنَ اَوْلاَدَھُنَّ وَلاَ یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْلَھُنَّ اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ O

(سورة الممتحنه :پاره ۲۸ آیت ۱۲)

ترجمہ :اے غیب کے جاننے والے نبی (مکرم) جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مؤمنہ عورتیں، تاکہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کوشریک نہیں بنائیں گی اورنہ چوری کریں گی اورنہ بدکاری کریں گی اورنہ اپنے بچوں کوقتل کریں گی اورنہیں لگائیں گی جھوٹاالزام جوانہوں نے گھڑلیاہواپنے ہاتھوں اورپاؤں کے درمیان اورآپ کی نافرمانی نہیں کریں گی کسی نیک کام میں،تو (اے محبوب ﷺ) انہیں بیعت فرمالیاکریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہافرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ کاعورتوں سے بیعت صرف کلاما تھا، (بیعت کے لئے بھی) کسی عورت کاہاتھ نہ چھوا۔

ولـمافرغ من هجرة المكان ذكرهجرة الافعال فقال (ياايهاالنبى)الذى له الاطلاع الـمبشرلضمان الثواب والمغفرة (اذاجاءك المؤمنات يبايعنك)لضمان الثواب والـمـغـفرة(على) اعمال القلب(لايشركن بالله شيئاو)اعمال البدن بشهوة البطن (لايسـرقن و)لشهوة الفرج الحاصلة من شهوة البطن (لايزنين) وللغضبية المتعلقة بـمـاحصل من شهوة الفرج(ولايقتلن اولادهن ولاياتين ببهتان يفترينه) اى يختلقنه فـى الولد لان تقول لزوجهاهذى ولدى منك يستقطنه عليهم من مواقعتهم اياهن لمصيرهم (بين ايديهن وارجلهن ولايعصينك فى) امرك اياهن بفرض (مروف) عـن فـريـضـة (فـبـايـعهن) على ضمان الثواب والمغفرة على استغفارهن عن اضداد مـاذكـر(واسـتـغـفـرلهـن الـلـه)فـانـه تـعـالىٰ يحقق الضمان ايضا(ان الله غفور)لمن

استغفر لہ (رحیم)بالثواب والمغفرۃ لمن ضمنہ.تبصیر الرحمن :ممتحنۃ جلد۲.ص:۳۳۸

ہجرۃ مکان کاتذکرہ کرنے سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہجرت افعال کاذکر فرمایا اللہ نے فرمایااے نبی ﷺ!(وہ نبی جسے اللہ تعالیٰ نے اجروثواب ومغفرت کی بشارت دینے والا بنایا)جب مؤمن عورتیں ثواب واجر کے حصول اوراعمال قلبیہ،پرآپ سے بیعت لینے آئیں،یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کوشریک نہ ٹھرائیں گی(اورشہوت بطن کا اعمالِ بدن کیساتھ)چوری نہیں کریں گی

(اورشہوت فرج جوشہوت بطن سے حاصل ہوتی ہے،جیسے)زنانہیں کریں گی،اوروہ غضب وغصہ جوشہوت فرج سے متعلق ہے جیسے اپنی اولادکوقتل نہیں کریں گی،اورجھوٹا(گھڑا ہوا) الزام نہیں لگائیں گی،یعنی کسی نوزائیدہ بچے کواچک کراپنی گودمیں ڈال لینااورپھریہ دعویٰ کرناکہ یہ میرابچہ ہے،اسی طرح بدکاری سے جوحمل قرارپائے،اسے اپنے خاوند کی طرف منسوب کردینا،ایسانہیں کریں گی نیزیہ کہ فرائض یعنی اوامرمن جانب اللہ میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی،تواے حبیب ﷺ!آپ مغفرت وثواب کے ضمان پران سے بیعت لے لیں اوران کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں کیونکہ آپ کے ضمان مغفرت کو محقق کرنابھی اللہ کاکام ہے،اس لئے کہ جومجھ سے مغفرت طلب کرے توبے شک میں (اللہ)ان کے گناہوں کوبخشنے والامہربان ہوں۔

﴿ثبوتِ بیعت پردوسری آیت﴾

(۱) اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا.

ترجمہ :(اے پیارے نبی ﷺ)بے شک جولوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں،اللہ کا دست قدرت انکے ہاتھوں پر ہے،پس جس نے توڑلیا اس بیعت کوتواسکے توڑنے کاوبال اسکی ذات پرہے اورجس نے ایفاکیاعہدکوجواسنے اللہ

تعالیٰ سے کیا تو وہ اسکو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔سورۃ الفتح پارہ ۲۶ آیت ۱۰

﴿تیسری آیت۔۔ثبوت بیعت پر﴾

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا سورۃ الفتح پارہ ۲۶ آیت ۱۸

یقیناً اللہ راضی ہوگیا ان مومنوں سے،جب وہ بیعت کررہے تھے آپ کی،اس درخت کے نیچے،پس اسے معلوم ہے،جو ان کے دلوں مین تھاپس اس نے ان پراطمینان اتارا اور (بطور انعام)انہیں یہ فتح بخشی ۔

﴿چوتھی آیت۔ ثبوت بیعت پر﴾

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ المائدۃ پارہ ۶ .آیت ۳۵)

اے ایمان والواللہ سے ڈرتے رہواور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو،اور اسکی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاو۔

﴿پانچویں آیت ۔ ثبوت بیعت پر﴾

مَاکَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا.(سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲)

اور نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اورنہ کسی مومنہ عورت کو کہ جب فیصلہ فرما دے اللہ اوراسکا رسول کسی معاملہ میں تو پھر جونافرمانی کرتا ہے،اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔۔

﴿بحث دوئم﴾

﴿بیعت کا ثبوت احادیث صحیحہ کی روشنی میں﴾

میں(مفتی شائستہ گل) کہتاہوں کہ بیعت کاثبوت رسول اللہ ﷺ سے محتف بالقرائن مسلسل

بالائمۃ الحفاظ المتقنین کے ساتھ ثابت ہے۔جس طرح ہمارے روحانی پیشواسراج الاولیاء سیدنا وسندنا عبدالغفورالقادری رحمت اللہ علیہ(جوسیدُوغوث اورصاحب سوات کے نام سے مشہورہیں)جوبالیقین اپنے زمانہ کے امام اورحافظ متقن اورمعتمدعلیہ تھے،صحیح العقیدہ مسلمانوں میں اسی طرح ایک ہی زمانہ میں سلسلہ قادریہ ہو،نقشبندیہ ہو،چشتیہ ہو،یاسہروردیہ کے متعدد پیرتھے اورہیں،اوریہ نسبت نبی کریم ﷺ تک یدابید(ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ تک) پہنچی ہے،توخوب واضح ہواکہ نقل اس حدیث مبارک(بیعت)کاحدیث بالقرائن مسلسل بالائمۃ الحفاظ المتقنین ہم تک پہنچاہے،اورحدیث رسول ﷺ جومحتف بالقرائن مسلسل بالائمۃ الحفاظ المتقنین ہوتووہ علم یقینی کومفیدہے۔سومعلوم ہواکہ یہ حدیث خبرمتواترہے۔

(۱) وقد يقع فيهامايفيدالعلم النظرى بالقرائن على المختار(الىٰ قوله)
مختارقول یہ ہے کہ حدیث محتف بالقرائن علم نظری کومفیدہے۔

(۲) والخبر المحتف بالقرائن انواع منهاماخرجه الشيخان فى صحيحيهما ممالم يبلغ حد التواتر (الىٰ قوله) ومنهاالمشهوراذاكانت له طرق مباينة سالمة من ضعف الرواة والعلل(الىٰ قوله) ومنها المسلسل بالائمة الحفاظ المتقنين حيث لايكون غريبا كالحديث الذى يرويه احمد ابن حنبل مثلا ويشاركه فيه غيره عن الشافعى ويشاركه غيره عن مالك ابن انس فانه يفيد العلم عند سامعه بالاستدلال من جهة جلالة رواته.وانه فيهم من الصفات اللائقة الموجبة للقبول مايقوم مقام العدد الكثير من غيرهم ولايتشكك من له ادنىٰ ممارسة بالعلم واخبار الناس ان مالكا لوشافه بخير لعلم انه صادق فيه .فاذاانضاف اليه ايضا من هوفى تلك الدرجة ازداد(الحديث) قوة وبعد عما يخشىٰ عليه من السهو.وهذه الثلثلة التى ذكرهالايحصل العلم لصدق الخبر منها.الاللعالم بالحديث (اصوله وفروعه)المتبحر فيه العارف باحوال الرواة (على الكمال) المطلع على العلل القادحة وكون غيره لايحصل له العلم بصدق ذلك لقصوره عن الاوصاف المذكورة لاينفى حصول العلم للمتبحر المذكور.نخبة الفكرونزهة النظر:ص:۲۱.۷
ترجمہ :وہ خبرجس کے ساتھ قرائن منضم ہوتے ہیں،کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ خبر غیر متواتر جس کی تخریج شیخین (امام بخاری وامام مسلم) نے بالاتفاق کی ہے، اس خبر کے ساتھ چند قرائن منضم ہوتے ہیں۔
(۲) وہ حدیث جس کے متعدد اسانید مختلف طرق سے ثابت ہوں اور وہ اسانید ضعف اور علل سے محفوظ ہوں (حضرت ابومنصور بغدادی اور حضرت ابوبکر بن فورک رحمت اللہ علیہما وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث بھی مفید علمِ نظری ہوتی ہے۔ مترجم۔)
(۳) وہ حدیث جو غریب نہ ہو، اور جس کے سلسلہ سند میں تمام رواۃ ائمہ حفاظ ہوں، مثلا ایک حدیث کی روایت امام احمد بن حنبل نے ایک اور شخص کے ساتھ امام شافعی سے کی۔ پھر امام شافعی نے ایک اور شخص کے ساتھ امام مالک سے اس کی روایت کی، بے شک یہ حدیث بھی مفید علم نظری ہوگی۔ اس لئے کہ ان رُوات میں ایسے اوصاف قابل قبول موجود ہیں، جن کے سبب سے یہ راوی جم غفیر کے قائم مقام ہوسکتے ہیں، جس شخص کو فن حدیث میں تھوڑی سی بھی واقفیت ہے، اگر امام مالک رحمت اللہ علیہ نے اس کو بالفرض دوبدو کوئی خبر دی تو کبھی وہ اس خبر کی صداقت میں شک نہیں کرے گا البتہ احتمال سہو کا باقی رہتا ہے۔ مگر جب ان کے ساتھ ان کے ہم پلہ شخص روایت میں شریک ہوگیا تو یہ (سہو وابہام) بھی رفع ہوجائے گا۔
(کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی حدیث میں تینوں قرائن مجتمع ہوجاتے ہیں، پھر تو اس کے مفید علم نظری ہونے میں کچھ بھی شبہ باقی نہیں رہتا۔۔۔مترجم)
البتہ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اخبار ثلاثہ مع قرائن مفید علم نظری تو ہوتے ہیں، مگر اسی شخص کو جسے فن حدیث میں تبحر ہو اور وہ روات کے حالات سے واقفیت رکھتا ہو اور علل قادحہ کو بھی جانتا ہو، باقی جو شخص ان امور سے نابلد ہو اس کے لئے اخبار مذکورہ مع قرائن مفید علم نظری نہیں ہوسکتیں۔

(۱) حدیث اول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ثبوت بیعت میں

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت كان رسول الله ﷺ يبايع النساء بالكلام بهذه الاية(لايشركن بالله شيأ) قالت ومامست يد رسول الله ﷺ الا امراة يملكها

.(رواه البخاری جلد ۲ باب بیعة النساء ص : ۱۵۷۱)
ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ حضور ﷺ یہ آیت مبارکہ (لا یشرکن باللہ) پڑھ کرعورتوں سے زبانی بیعت لیتے تھے، نبی اکرم ﷺ کے ہاتوں نے کبھی کسی عورت (کے ہاتھ) کو نہ چھوا۔سوائے اپنی مملوکہ کے۔

﴿(۲) حدیث دوم ۔۔۔ثبوت بیعت میں﴾

عن عائشته رضی الله عنها قالت فمن اقربهذا (الشرط) من المؤمنات قال لهارسول الله ﷺ قدبایعتک کلاما ولاوالله مامست یدرسول الله ﷺ یدامراة قط فی المبایعة مایبایعهن الا بقول قد بایعتک علی ذالک (بمعناه) مسلم جلدثانی صفحة ۱۳۱ رواه البخاری : جلد۲ : ص: ۱۰۷۱

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مؤمن عورتوں میں سے جوبھی مذکورہ بالاشرائط کااقرارکرلیتی توحضور پرنور ﷺ اس سے فرماتے کہ میں نے تجھ سے کلاما (زبانی) بیعت لے لی، اللہ کی قسم! حضور پرنور ﷺ نے کبھی کسی عورت کاہاتھ نہ چھوا مگر یہ کہ حضور پرنور ﷺ کی بیعت عورتوں سے صرف زبانی ہوتی تھی۔

﴿(۳) حدیث سوم ۔۔۔۔۔۔۔ ثبوت بیعت میں﴾

عن اسماء بنت یزید بن سکن انما قالتٰ انا من النسوة البیعة الا تی اخذ علیهن رسول الله ﷺ وکنت جاریة باکرة جریة علیٰ مسئلة فقلت یارسول الله ﷺ ابسط یدک حتی اصافحک فقال لا اصافح النساء ولکن اخذ علیهن مااخذ الله علیهن (رواه الطبرانی فی معجم الکبیر والبخاری :جلد ۲ ص ۱۷.

حضرت اسماء بنت یزیدبن سکن فرماتی ہیں، کہ میں ان خواتین میں سے ہوں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی تھی، اس وقت عالم شباب تھااور مسائل پوچھنے میں جرأت سے کام لیتی تھی (جب حضور ﷺ خواتین سے بیعت لے رہے تھے) تومیں نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ ہاتھ آگے لائیں تاکہ میں مصافحہ (کرکے) آپ کی بیعت کروں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں (عورتوں سے) مصافحہ نہیں کرتا، ہاں جو عھد وپیان (عورتوں) سے اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، وہی میں (زبانی) لیتا ہوں ۔۔

﴿(۴) حدیث چھارم ۔۔۔۔۔۔۔ ثبوت بیعت میں﴾

عن محمد بن المنكدر عن اميمة قالت اتيت النبی ﷺ لِاُبَایِعَهُ فقال انی لست اصافح النساء(ای الاجنبیات)..وروی احمد عن ابن عمر انه ﷺ کان لایصافح النساء فی البیعة (ای فی بیعة النساء)التی یتضمنها قوله تعالیٰ یایهاالنبی اذاجاء ک المؤمنات یبایعنک. شرح القاری للفقه الاکبر: ص: ۱۱۰ ،نسائی جلد۲ ص: ۱۶۴

ترجمہ۔محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ حضرت امیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہافرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس(یہ نیت لے کر)حاضر ہوئی کہ آپ ﷺ سے ہاتھ ملاکربیعت کروں(جس طرح مردوں کے رائج تھا) مگرحضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ میں عورتوں(کسی اجنبیہ)سے ہاتھ نہیں ملاتا۔

سیدنا احمد رحمت اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہما س روایت کرتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت کبھی ہاتھ نہیں ملایاوہ بیعت جوآیت مذکورہ یعنی ایهاالنبی اذاجاء ک .الیٰ آخرہ۔کومتضمن ہے.

﴿ (۵) پانچویں حدیث شریف ﴾

عن عروة ان عائشة رضی الله تعالیٰ عنهااخبرته عن بیعة النساء قالت مامس رسول الله ﷺ بیده امراة قط الا ان یاخذ علیها فاذااخذ علیهافاعطته قال اذهبی فقد بایعتک. رواه مسلم جلد۲. ص ۱۳۱ .احکام القران جلد۳.ص.۵۳۷

حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی .اللہ عنہانے رسول اللہ ﷺ کاخواتین سے بیعت لینے کاتذکرہ کرتے ہوئے فرمایاکہ(بوقت بیعت) نبی کریم ﷺ نے کسی عورت کاہاتھ نہ چھوا،سوائے اسکے کہ حضور پرنور ﷺ ان سے عہد وپیمان لیتے،جب(کسی عورت سے)عہدوپیمان لے لیتے توفرماتے ،اب چلی جاؤ،میں نے تم سے بیعت لے لی۔

﴿حضرت امام نووی رحمت اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں﴾

قال النووی هذا الاستثناء منقطع وتقدیره الکلام مامس امراة قط لکن یاخذ علیها البیعة بالکلام فاذا اخذها بالکلام قال اذهبی فقد بایعتک هذا التقدیر مصرح به فی الروایة الاولیٰ ولابد منه.(نووی مسلم جلد۲ صفحه ۱۳۱ .احکام القران جلد۳.ص.۵۳۷)

کہ اس حدیث میں جواستثناء آیاہے،وہ استثناء منقطع ہے،(متصل نہیں)سواس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے کبھی کسی (اجنبی) عورت کونہ چھوا، بلکہ بیعت لیتے وقت صرف زبانی عہدوپیمان لیا کرتے۔۔پھرفرماتے کہ اب جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔

﴿چھٹی حدیث بیعت کے ثبوت پر﴾

عن ام عطية قالت بايعنارسول الله ﷺ فقرأ لايشركن بالله شيأ ونهاناعن النياحة فقبضت امرأة منايدها فقالت فلانة اسعدتنى فانا اريد ان اجزيهافلم يقل شيأ فانطلقت ثم رجععت فبايعها.(بخاری جلد۲.صفحه:۱۰۷۱،خازن:جلد۵ ص:۳۲۰.معالم:جلد۷.ص.۲۹)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت لی(بیعت لیتے وقت) حضورنبی کریم ﷺ نے یہ آیت مبارک پڑھی۔ **لايشركن بالله شيأ**. اورہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایاتوہم میں سے ایک عورت نے یہ کہہ کرہاتھ واپس کھینچ لیا کہ(زمانہ جہالت میں)ایک عورت نے میرے ساتھ اسعاد کیاہے(اسعاد کا مطلب ہے میت کے گھروالوں کے ساتھ چیخنے چلانے میں مدد دینا)میں چاہتی ہوں کہ اس کابدلہ اتار دوں حضورنبی کریم ﷺ نے(یہ کلمات سن کر)خاموشی اختیارفرمائی(مگریہ خاموشی اسعاد کے جواز کے لئے نہ تھا، سوائے شفقتِ امت کے)اوروہ عورت چلی گئی ،حتیٰ کہ پھرلوٹ آئی اور نبی کریم ﷺ سے بیعت لی۔

﴿ساتویں حدیث ثبوتِ بیعت پر﴾

عن انس ان رسول الله ﷺ اخذ على النساء حين بايعهن ان لاينحن فقلت يارسول الله ﷺ! نساء اسعدتنا فى الجاهلية فنسعد هن فقال رسول الله ﷺ لااسعاد فى الاسلام. رواه نسائى :جلد۲.صفحه: ۱۶۳.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺجس وقت عورتوں سے بیعت لے رہے تھے ،تویہ عھدوپیمان بھی لیا(کہ تم.)نوحہ نہ کروگی،میں نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ زمانہ جاہلیت میں ایسی خواتین تھیں ،جنہوں نے ہمارے میتوں پرہمارے ساتھ نوحہ میں ہماری امداد کی تھی(نوحہ،میت پررونا چیخنا چلانا)سوہم چاہتے ہیں کہ ان کا یہ بدلہ اتاردیں۔حضور پرنور ﷺ نے فرمایا(خبردار)اسلام میں اسعادنہیں۔

﴾آٹھویں حدیث بیعت کے ثبوت پر﴿

عن اسید ابن ابی اسید عن امرأۃ من المبایعات قالت کان فیمااخذ علینارسول اللہ ﷺ ان لانعصیہ فیہ ان لانخمش وجھا ولاندعوا ویلا ولانشق جیباولاننشر شعرا. ابوداود. جلد۲. صفحہ ۱۹۱. خازن. جلد۴. صفحہ ۲۶۱

حضرت اسیدبن ابی اسیدرضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون جسنے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جوعہدوپیمان لیاتھا، وہ یہ تھاکہ ہم اشیاء معھودہ (جن کاعہدلیاگیامیں سے یہ بھی تھا) کہ ہم رسول کریم ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گی، اور (کسی مصیبت کے وقت) واویلانہیں کریں گی، اوراپنے گریبان چاک نہیں کریں گی اورنہ ہی (مصیبت کے وقت) اپنے بال بکھیریں گی۔

﴾نویں حدیث بیعت کے ثبوت پر﴿

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِت یقول قال لنارسول اللہ ﷺ ونحن فی مجلس تبایعونی علی ان لا تشرکوابالله شیأ ولاتسرقوا ولاتزنوا ولاتقتلوا اولادکم ولاتأتواببھتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوانی فی معروف فمن وفیٰ منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذالک شیأ فعوقب بہ فی الدنیا فھو کفارۃ لہ ومن اصاب من ذالک شیأ فسترہ اللہ فامرہ الی اللہ ان شاء عاقبہ وان شاء عفی عنہ فبایعناہ علی ذالک. رواہ البخاری: جلد۲. صفحہ. ۱۰۷۱. جمل: جلد۴. ص. ۳۳۲. نسائی جلد. ۲. صفحہ. ۱۶۲.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مجلس میں ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ مجھ سے اس بات پربیعت کرلوکہ تم اللہ تعالیٰ ساتھ کسی کوشریک نہیں ٹھراوٴ گے، چوری نہیں کروگے، زنانہیں کروگے، اپنی اولاد کوقتل نہیں کروگے، الزام تراشی سے بازرہوگے، نیک کاموں میں میری نافرمانی نہیں کروگے، سوجس نے اس عہدوپیمان کو پورا کیااس کواللہ تعالیٰ اجردے گااوراگرکسی سے امربیعت میں خطاہوگئی اوردنیامیں اسے سزا ملی تویہی اس کاکفارہ بن جائے گا۔اوراگراللہ تعالیٰ نے دنیامیں اسکی پردہ پوشی فرمائی تو پس اس کامعاملہ اللہ تعالیٰ کے سپردہے، چاہے توعذاب دے چاہے تومعاف فرمادے۔ سو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی شرائط مذکورہ پربیعت کرلی۔

﴾دسویں حدیث ثبوتِ بیعت پر﴿

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُول ﷺ على السمع و الطاعة فی العسر و الیسر والمنشط والمکرہ والا ثرة علینا وان لا ننازع الامر اھله۔(نسائی جلد۲ صفحہ ۱۶۳ ۔ اثبات البیعة ص ۲۰)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی،ان باتوں پر کہ،خوشی ہو یا غم،تنگ دستی ہو یافراخی،ہم آزاد ہوں یا مجبور ہمیشہ آپ ﷺ کے ارشادات کو سنیں گے،اور عمل کریں گے، نیز ہم کسی بھی شخص کو اس کے منصب سے نہیں ہٹائیں گے،جو اس منصب کااہل ہو۔

حضرت شداد بن اوس اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے.

قالا کنا عند رسول الله ﷺ فقال هل فیکم غریب (یعنی اهل الکتاب) قلنا لا یارسول الله ﷺ فامربغلق الباب فقال ارفعوا ایدیکم فقولوا لا اله الا الله. فرفعنا ایدینا ساعة ثم وضع رسول الله ﷺ یده ثم قال الحمد لله .اللهم انک بعثتنی بهذه الکلمة وامرتنی بها ووعدتنی علیها الجنة انک لا تخلف المیعاد ثم قال ابشروا فان الله غفر لکم............

ان دونوں نے کہا کہ ایک روز ہم بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر تھے،کہ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا۔تم میں کوئی بے گانہ(اہل کتاب)تو نہیں،ہم نے نفی میں جواب دیاارشاد فرمایا، دروازہ بند کردواور اپنے ہاتھ بلند کردو اورکہولاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .ایک گھڑی ہم نے اپنے ہاتھوں کو بلند رکھا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک نیچے فرمایا۔اور گویا ہوئے۔الحمد للہ اے اللہ تو نے مجھے اس کلمہ کیساتھ مبعوث فرمایااوراس کلمہ کا حکم دیااور میرے ساتھ وعدہ فرمایاکہ جو اس کلمہ پر پکا رہے گاوہ جنت میں داخل ہوگااور تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتاپھر فرمایا اے فرزندانِ اسلام،تمہیں خوشخبری ہو،اللہ تعالیٰ نے تم سب کو معاف فرمادیا ہے۔(بحوالہ ضیاء القرآن،تعلیق، مترجم)

لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ

لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ

لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ ﷺ

لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ ، ﷺ

لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ ، ﷺ

......بحث سوئم......

﴿بیعت کاثبوت اجماع امت کی روشنی میں﴾

اعلم ان البیعة من سنن الانبیاء علیهم السلام ومن الخلفاء الراشدین رضوان الله علیهم اجمعین الی یوم القیامة باق بلانکیر ولکن لایجوز لاحدمن العلماء والصلحاء والسادات فی الخلافة والبیعة باختیاره الاان یکون له رخصة من الشیخ الذی هوماذون ومرخص به للتحقیق کابراعن کابرالیٰ نبینا ﷺ ومن لم یبلغه الرخصة من مثل هذا الشیخ الذی ذکرنا فهوضال ومضل وکان عاقبة امره بالکفر لانه مدعی کذاب ومفترله علی صاحب الشریعة بالحقیقة والافتراء علی الله تعالیٰ من محض الکفر. انتهیٰ کلام السید الجلال ثم تذکرة الابرار. ص. ۸۳

﴿حضرت سیدجلال وسیدنااخون درویزہ بابارحمت اللہ علیہما فرماتے ہیں﴾

کہ بیعت انبیائے کرام علیہم السلام اورخلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے

جوبلانکیر تاقیام قیامت باقی رہے گا۔لیکن یادرہے کہ علماء ہوں یاسادات یاصلحاء ہوں، بیعت وخلافت کے سلسلہ میں اپنے اختیارات کواستعمال نہیں کرسکتے ،ہاں اگروہ (متبحر فی العلم ہوں یاعالم ہوں مفسرومحدث ہوں)اوراپنے مرشدسے اجازت یافتہ ہوں یہاں تک کہ یہ نسبت حضور پرنور ﷺ تک یداً بیدٍ پہنچی ہو(ایسا پیرطریقت کسی کومرید بناسکتاہے اورجب مرید کمال کوپہنچے تواگرمرشد چاہے تواسے خلافت دینے کامُجاز ہوگا)

اگروہ پیرشرائط مذکورہ (متبحر فی العلم نہ ہو،عالم نہ ہو،

مفسرقرآن نہ ہو،ماذون نہ ہو،مرخص نہ ہو)اورپھربھی پیر بن جائے تووہ خودبھی گمراہ ہے

اور دوسروں کوبھی گمراہ کرنے والاہے اورایسے گمراہوں کاآخری انجام کفرپرہوتاہے،وہ شخص کذاب(جھوٹا)ہے اللہ تعالیٰ اوراسکے رسول ﷺ پرافتراء(جھوٹ)باندھنے والاہے،اورجوبھی اللہ تعالیٰ اوررسول ﷺ پربہتان باندھتا ہو،وہ کافرہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ اوررسول ﷺ پرافتراء باندھناکفرہے

﴿تمام مفسرین کرام بیعت کے قائل ہیں﴾

(۲) قال المفسرون لما فتح رسول اللہ ﷺ مكة وفرغ من بيعة الرجال وهوعلى الصفاء اتته النساء يبايعنه.. تفسير خازن ،ومعالم،ابوالسعود،مدارک،صاوی،جمل.

تمام مفسرین لکھتے ہیں کہ،فتح مکہ کے دن حضورپرنور ﷺجب مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے،جب کہ آپ جبل صفاپرتھے۔تواسکے بعد خواتین کی بیعت کی طرف متوجہ ہوئے

﴿صاحب معالم التنزیل فرماتے ہیں﴾

(۳) اذابايعنک على هذه الشروط فبايعهن. (خازن جلد۴ صفحة ۲۶۱ ،معالم جلد۷.صفحه، ۲۹)

جب خواتین آپ سے شرائط مذکورہ بالا(شرک باللہ نہ کرنا،مصیبت کے وقت گریبان چاک نہ کرنا،وغیرہ)پرآپ ﷺکی بیعت کرناچاہیں،سوان سے بیعت لو۔۔

﴿صاحب تفسیرجمل اورصاحب قرطبی فرماتے ہیں﴾

(۴) قال عبادة ابن الصامت اخذعلينا رسول اللہ ﷺ كمااخذعلى النساء ان لاتشركوا بالله شيأ. (قرطبی ثم جمل: جلد۴.صفحة.۳۳۴.)

سیدناعبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺنے ہم سے بھی انہی شرائط پربیعت لی،جن شرائط پرخواتین سے بیعت لی۔

﴿سیدناامام نووی کاحدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاسے استدلال﴾

(۵) قول عائشة مامست يدرسول اللہ ﷺ يدالمرأة قط غيرانه يبايعهن بالكلام فيه ان بيعة النساء بالكلام من غيراخذكف وفيه ان بيعة الرجال باخذالكف مع الكلام.نووى :(جلد۲.صفحة ۱۳۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہافرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ(نے بیعت لیتے وقت)کبھی بھی کسی عورت کاہاتھ نہ چھواکیونکہ آپ ﷺخواتین سے زبانی اقرارلے کربغیرہاتھ چھوئے بیعت

لیتے، البتہ مردوں سے ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت فرماتے تھے۔

﴿مفتی مکہ شریف ملاعلی قاری رحمت اللہ علیہ کی وضاحت﴾

(٦) الحاصل انهاتريدان مبايعة ﷺ مع النساء كانت بالكلام لابوضع اليدفى ايديهن: مرقات شرح مشكوٰة.

شارح مشکوٰۃ ملاعلی قاری حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ذکرکرکے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس قول(مامست) کاخلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کاخواتین سے بیعت کلامی(زبانی)ہوتی تھی،ان کے ہاتھوں میں(حضور پرنور ﷺ) نے کبھی ہاتھ مبارک نہ رکھا۔

﴿صاحب العوارف المعارف دوسری جگہ لکھتے ہیں﴾

(٧) سمعت كثيرامن المشائخ يقولون من لم مفلحا لايفلح. عواف المعارف. ص. ١٣

میں نے بہت سارے مشائخ سے سناہے کہ جس نے رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق (علم،وعمل،میں دیکھ بھال کر) کامیاب شخص(شيخ فى الطريقة)سے بیعت نہ کی وہ شخص کبھی کامیاب نہ ہوگا۔

(٨) روى عن ابى يزيدانه قال من لم يكن له استاذه فامامه الشيطان.

ابویزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔جس کااستاد(شیخ شریعت وطریقت) نہ ہو،اس کا پیشوا(پیر) شیطن ہے۔عوارف المعارف،ورساله الامام القشيرى :ص. ١٣.

(٩) قوله قد بايعتک كلامااى بقول وكان ذلک كلاما فقط لامصافحة باليد كما جرت العادة بمصافحة الرجال عندالمبايعة.(فتح البارى ،وارشادالسارى)

حضورنبی کریم ﷺ کاخواتین سے یہ فرماناقدبايعتک كلاما،اے خاتون میں نے تجھ سے کلامابیعت لے لی،یعنی یہ بیعت قولی(زبانی)ہواکرتی تھی،نہ کہ مصافحہ کیساتھ،حضورنبی

کریم ﷺ خواتین سے بیعت لیتے وقت ہاتھ نہ ملاتے تھے،جس طرح مردوں سے بیعت لیتے وقت مردوں سے ہاتھ ملاکر بیعت کی عادتِ شریفہ تھی۔-

۞

(۱۰) فعل ذالک رسول الله ﷺ ولم یصافح واحدة منهن هذا هوالصحیح (صاوی: جلد۴. صفحة ۱۹۹).

رسول اللہ ﷺ نے شرائط مذکورہ کے ساتھ خواتین سے بیعت لی،مگراس بیعت کاطریقہ صرف قولی(زبانی)تھاان خواتین میں سے کسی ایک سے بھی رسول اللہ ﷺ نے مصافحہ نہ فرمایا بحمدہ تعالیٰ میں نے مذکورہ بالاتمام دلائل سے ثابت کیاکہ بیعت سنت ہے بدعت نہیں

هذاوماتوفيقى الأبالله العلى العظيم

صنفه وحرره

مفتی شائستہ گل (رحمت اللہ علیہ)

مہتمم دارلعلوم محمدیہ سنیہ حنفیہ متہ مردان۔پشاور صوبہ سرحد

از نتیجہ فکر، محمد عبدالعلیم القادری ، ہفتہ ۱۱/ستمبر ۲۰۰۴

بیعتِ رضوان ہو یا بیعتِ تقویٰ
دے دیا محبوبؐ کو رب نے فتحِ مبیں
بیعت پہ لکھی آپؒ نے کتاب ایسی حسیں
موتی پرو دیئے ہیں جواہر ہیں بِالیقیں
مفتیؒ سرحد تیری عظمت کو ہو سلام
سنیت ہی عقیدت ہے ہر جا ہے یہ کلام
محمد علیؒ بابا متہ شریف والے
دامن کو بھر گئے ہیں صابر ہے یہ حزیں
ہے کرم اللہ کا صدقہ ہے غوثؒ کا
رہنمائے قافلہ، ہیں سید کبیر الدینؒ
عبد العلیم خادم اللہ کا شاکر
باباشائستہ گلؒ ہیں حُجَّةُ لِلمُؤمِنِیں

از نتیجہ فکر، محمد عبدالعلیم القادری ، ہفتہ ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۴

کتاب میں مرشد کے شرائط ہوئے عیاں
بیعت کے طریقے اور شرائط ہوئے بیاں

بیعت میں ہے یہ شرط مُرشِدُ ہو مُناظِر
مُحَدِّث بھی ہو عالِم بھی مُفَسِّر قرآں

پیر ہو مَاذُون متسلسل الیٰ النبی ﷺ
قانع و صابر ہو مثلِ حبیبِ عجمیؒ

مرشد میں گر شرائطِ مذکور مَعدُوم ہوں
وہ ضَال ہے مُضِل ہے وہ پیرِ، اَرمُغاں

قادری ہوں میں لارَیبُ اللہ کے کرم سے
ہاتھوں میں میرے دامن عبدالقادرِ میراںؒ

والد ہی مربی ہیں مرشد ہیں باکمال
مشغلہ ہے میرا درس، تو افکار میں قرآں

عبد العلیم خادم حنفی ہے یا کریم
زائرِ کعبہ ہے، مدینہ ہے میری جاں

کردے عطا یارب ہمیں جنان میں مقام
نجات دے مسلم کو از حُفرَۃِ نِیرَاں

﴿نذرِ اولیاء اللہ کا ثبوت﴾

مصنف

مفتی شائستہ گلؒ القادری

مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : محمد عبد العلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دار العلوم قادریہ سبحانیہ

﴿ناشر﴾ مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی،
شاہ فیصل کالونی 5 کراچی 25 پاکستان
فون! 03332108534

﴿نذرِ اولیاء اللہ کا ثبوت﴾

بزرگوں کیلئے جو نذر مانی جاتی ہے اسکی حقیقت

(۱) نذر بزرگان کہ برائے قضائے حوائج معمول ومرسوم است حقیقتِ آں نذرآنست کہ اہداء ثواب طعام وانفاق وبذل مال بروح میت کہ امریست مسنون، ازروئے احادیث صحیحہ ثابت است، مثل آنچہ در بخاری ومسلم ازحال سعدؓ وغیرہ آں۔ الفوائد البرہانیہ للحاج رفیع الدین المرادآبادی۔ ترجمہ بدورالسافرہ ،مصنفہ ،جلال الدین السیوطی رحمت اللہ علیہ۔

☆۔۔حاجت روائی کیلئے بزرگوں کیلئے جو نذر مانی جاتی ہے (مسلمانوں کا) معمول رہا ہے اور (مسلمانوں) میں رائج ہے، اس نذر کی حقیقت یہ ہے، کہ کھانے اور مال خرچ کرنے کا ہدیہ میت کی روح کو پیش کرنا ہے ، یہ مسنون کام ہے، صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ودیگر (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے حالات بخاری ومسلم شریف میں موجود ہیں۔

﴿شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۲) حقیقت ایں نذرآنست کہ اہداء ثواب طعام وانفاق وبذل مال بروحِ میت کہ امر مسنون واز روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل **مَاوَرَدَ فی الصحیحین من حالِ اُمِّ سَعْدٍ** وغیرہ ایں نذر مستلزم میشود، پس حال ایں نذرآنست کہ مثلا **اھ۔اء ھذاالقدر الیٰ** روح فلان، وذکر ولی برائے تعیین عمل منذوراست، نہ برائے مصرف، ومصرف ایں نذر نزدایشاں متوسلاں آں ولی میباشندازاقارب وخدمہ، وہم طریقاں وامثال ذلک وہمیں است مقصد نذر کنندگاں بلاشبہ **وحکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع**، شاہ ولی اللہ، ثم اعلاء الکلمۃ اللہ (62) وفتاویٰ عزیزیہ (128)

☆۔اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ ناذر کھانے پینے وانفاق اور مال ودولت خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو ہدیہ کرتا ہے یہ عمل مسنون ہے اوراحادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ صحیحین (بخاری ومسلم) میں حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کے واقعات موجود ہیں، ایسی نذر، کا پورا کرنا نذر ماننے والے پر لازم ہے۔

(اس نذر کی توضیح وتشریح یہ ہے) کہ جو چیز نذر کیلئے متعین کی ہے اس متعین کردہ مقدار کا ثواب فلاں شخص کی روح کو ہدیہ ہے،(رہا ولی کا ذکر) سو ولی کا ذکر اس لئے ہوتا ہے کہ ناذر کیلئے نذر مانی ہوئی چیز کے عمل کا تعین ہو سکے نہ کہ مصرف کیلئے، نذر ماننے والوں کے نزدیک اس نذر کا مصرف اس ولی کے متوسلین (پیروکار واحباء) مثلاً انکے قریبی لوگ اور خدام اور ہم مشرب لوگ ہیں، بلاشبہ نذر ماننے والوں کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے (کہ ان اولیاء کے ارواح کو ثواب پہنچ اسکے) سوا اور کچھ نہیں ہوتا، سو اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر بالکل صحیح ہے، ناذر پر اس کا پورا کرنا واجب ہے اس لئے کہ یہ ایک ایسا کارِ ثواب ہے جو شریعتِ مطہرہ میں معتبر ہے۔

☆..(۳) درجانور منذور للاولیاء مقصود تقرب بذبح آنست بایں طرق که ثواب خوردن گوشت مذبوح بروح آں بزرگ رسانیده شود پس حلال است وهمیں معنیٰ راناذریں برائے اهل الله مراد میدارند کماصرح به ولی الله.الاعلاء(11)

﴿شاہ ولی اللہ دہلوی رحمت اللہ علیہ نے الاعلاء میں تصریح فرمائی﴾

اولیاء اللہ کے لئے نذر مانے ہوئے جانوروں کے ذبح سے تقرب بایں معنیٰ ہے کہ ذبیحہ کے گوشت کھلانے کا ثواب بزرگ کی روح کو بخشا جائے، اولیاء اللہ کیلئے نذر ماننے والوں کا مقصود ومطلوب یہی معنیٰ ہوتا ہے، سو اس جانور کا گوشت حلال ہے۔

﴿نذرِاولیاء کی وجوہات﴾

وجہ اول یہ ہے

(۱) ومن هٰهنا(ای عبارة الهداية الاٰتية)اعلم ان البقرة المنذورة للاولياء كماهو الرسم فی زمانناحلال طيب لانه لم يذكر اسم غير الله عليهاوقت الذبح وان كانوا ينذرونها .تفسيراحمدی (۴۲)

﴿صاحبِ تفسیر احمدی فرماتے ہیں﴾

یہاں (یعنی ہدایہ کی مندرجہ ذیل عبارت) سے معلوم ہوا کہ وہ بچھڑا جو اولیاء اللہ کیلئے نذر مانا گیا ہے جیسے کہ ہمارے زمانے میں رائج ہے اور لوگ نذر مانتے ہیں (یہ) حلال اور پاکیزہ ہے، اس لئے کہ ذبح کرنے والا بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام نہیں لیتا (بلکہ اللہ کا نام لیتا ہے، بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتا ہے سو اس کا گوشت حلال وطیب ہے)

﴿وجہ دوم یہ ہے﴾

(۲)وفی باب الصید. المنیة. انه لایکره ولایکفربه لانالانسیی الظن بالمسلم انه یتقرب الی الآدمی بهذاالنحو ونحوه فی شرح عن الزخیرة. فتاویٰ عزیزیه جلد ا (22) ودرمختار

اورمنیہ کے باب الصید میں ہے کہ نذرمان کرذبح کرنامکروہ نہیں اوراس کی وجہ سے نذر ماننے والے کوکافرنہیں کہاجاسکتااس لئے کہ ہم مسلمان کے بارے میں ایسی بدگمانی نہیں کرسکتے کہ وہ اس عمل کے ذریعے کسی ولی کاتقرب(یعنی عبادۃ) کررہاہے(بلکہ اسکا مقصد صرف ایصالِ ثواب ہے)اسی طرح بروایۃ ذخیرہ ،درمختار،فتاویٰ عزیزیہ میں مذکورہے۔

﴿وجہ سوم یہ ہے﴾

کہ ان دونوں عبارات سے اس شخص کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس نے خالصتالوجه الله ،اللہ تعالیٰ کے نام پراپنے نذرمانے ہوئے جانورکوصرف اس غرض سے ذبح کیاکہ اس کاثواب سید الانبیاء علیه التحیة والثناء یاولی اللہ کی روح کوبخشے،کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خودہی ارشاد فرمایاہے انماالاعمال بالنیات(اعمال کادارومدارنیتوں پرہے)سویہ نیت یقیناً صحیح اور درست ہے،لہذاخوب ظاہرہواکہ یہ نذرصحیح ودرست ہے۔جبکہ مہمانوں کی مہمانوازی اور عزت افزائی کی نیت سے بھی جانورذبح کئے جاسکتے ہیں مہمانوں کی عزت افزائی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عزت ہے(کیونکہ اللہ کی مخلوق کی عزت واحترام سے اللہ تعالیٰ راضی اورخوش ہوتاہے)

☆۔۔میں کہتاہوں کہ عام مخلوق کی نسبت اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی عزت افزائی بطریق اولیٰ اللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی کاسبب ہے۔

﴿وجہ چہارم یہ ہے﴾

(۴)قال البزازی ومن ظن انه (ای الذبح للضیف)لایحدلانه ذبح لاکرام ابن آدم فیکون اهل به لغیرالله تعالیٰ فقدخالف القرآن والحدیث والعقل فانه لاریب ان القصاب یذبح للربح ولوعلم انه ینجس لایذبح فیلزم هذاالجاهل ان لایأکل ماذبحه القصاب وماذبح للولائم والاعراس والعقیقة .ردالمحتار

☆علامہ بزازی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگرکوئی کہے کہ مہمانوں کے لئے ذبح کرنا

حلال نہیں ہے(اگر کسی نے مہمان کیلئے ذبح کیا)سو یہ ذبیحہ(اهل به لغیر الله) کے حکم میں داخل ہوا۔

(علامہ بزازی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں،مسلمان کے بارے میں)ایسا گمان کرنے والا قرآن کریم اور احادیث مبارکہ اور عقل سلیم کی مخالفت کرنے والا ہے،اس لئے کہ قصائی جب جانور ذبح کرتا ہے تو صرف نفع کمانے کی غرض سے ذبح کرتا ہے اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اسے اس میں نقصان ہوگا تو ہرگز ذبح نہ کرے گا،تو اس جاہل (منکرِ نذر و نیاز) کیلئے ضروری ہے،کہ قصائی کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت نہ کھائے(کیونکہ اس نے خالصتاً لوجہ اللہ تو ذبح کیا نہیں سوائے اپنی منفعت کے)نیز اس جاہل(منکرِ نذر و نیاز) کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ شادی، ولیمہ، اور عقیقہ،وغیرہ کے مواقع پر ذبح کئے جانے جانوروں کا گوشت بھی نہ کھائے۔

☆۔۔ثابت ہوا کہ نذر مانا ہوا جانور جو ولی اللہ کے روح کے ایصالِ ثواب کی نیت سے اللہ جل جلالہ کا نام لیکر ذبح کیا ہو مااهل به لغیر الله کے حکم میں داخل نہیں جو شخص اس ذبیحہ کو اس حکم میں شمار کرے گا یا کفر و شرک کہے گا وہ شخص ازروئے کتاب واحادیث، جاہل و بے عقل ہے(فالوهابیون کلهم جاهلون)چونکہ وہابی اسے حرام کفر و شرک کہتے ہیں اور ایسے جانور کے گوشت کو مااهل به لغیر الله کے حکم میں داخل کرتے ہیں سو یقیناً وہابیہ تمام کے تمام جاہل ہیں۔

﴿وجہ پنجم یہ ہے﴾

کہ مہمانوں کیلئے جانور ذبح کرنا کارِ ثواب ہے

(۵)عن جابر ابن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ من ذبح لضیفه کانت فدائه من النار رواه الحاکم.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے مہمان کیلئے جانور ذبح کرے گا تو وہ(ذبیحہ)اسکے لیئے جہنم سے بچاؤ کا فدیہ ہوگا اس حدیث کو حاکم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اس حدیث سے ہمارے نظریہ کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔صاحب درمختار لکھتے ہیں اگر مہمان کیلئے جانور ذبح کیا جائے تو یہ اسکا اکرام ہے۔

ولو ذبح للضیف لایحرم لانه سنة الخلیل علیه السلام واکرام الضیف اکرام الله . درمختار

اگر میزبان مہمان کیلئے ذبیحہ کرے تو حرام نہیں بلکہ یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔
☆۔۔۔ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ مہمان کیلئے جانور ذبح کرنے سے اجر ملتا ہے اور وہ جہنم سے بچنے کا ذریعہ بنتا ہے نہ کوئی حرمت اور نہ کوئی کفر، تو پھر اللہ کے نام پر ذبح کر کے اگر اسکا ثواب اولیاء اللہ کو بخشا جائے تو (یہ نذر) کیونکر حرام وشرک ہوگا۔

﴿وجہ ششم یہ ہے﴾

وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کے نام پر کسی ولی کے ایصال ثواب کیلئے ذبح کیا جائے اور معترضین اعتراض کرتے ہیں کہ یہ حرام ہے اسکا جواب دیتے ہوئے علامہ شامیؒ فرماتے ہیں
(۶) **قال العلامة الشامی فی ذیل قول درالمختار لانسیئ الظن بالمسلم انه یتقرب الیٰ الآدمی بهذاالنحو (الیٰ آخره) ای علی وجه العبادة لانه مکفروهذابعیدمن حال المسلم .ردالمحتار**
علامہ شامی درمختار کی عبارت (**لانسیئ الظن بالمسلم انه یتقرب الیٰ الآدمی.** ہم کسی مسلمان کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں کر سکتے کہ بندۂ مسلم اس طرح کسی انسان کا تقرب حاصل کرتا ہے) کے تحت لکھتے ہیں
کہ تقرب کا معنیٰ **علی وجه العبادة** ہے (یعنی مسلمان جب کسی ولی اللہ کے ایصال ثواب کیلئے ذبح کرتا ہے تو اسکا مقصود اس ذبح سے وہ تقرب نہیں ہوتا جو **مفضی الی الکفر** ہو۔ یعنی اس ذبیحہ سے اس مسلمان کی نیت اس ولی کی عبادت نہیں بلکہ صرف ایصال ثواب کیلئے صدقہ ہے)اس لئے کہ مسلمان کسی ولی کے عبادت کا قائل ہی نہیں ہے، یہ بات کہ کسی مسلمان کے ذہن میں (نعوذ باللہ یہ آئے کہ میں کسی ولی کی عبادت کرتا ہوں یہ) مسلمان کے حال سے کوسوں دور ہے (کیونکہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کا تصور بھی نہیں کرتا)

﴿وجہ ہفتم یہ ہے﴾

(۷) کہ مسلمان پر بعید از قیاس باتوں کی تہمت کو محمول کرنا قطعاً حرام ہے۔
اذا کان لکلام المسلم محمل حسن فحمله علی غیره حرام .الطریقة المحمدیة.
طریقہ محمدیہ میں لکھا ہوا ہے کہ جب کسی مسلمان کے کلام کا بہتر محمل اور عمدہ مصداق بنتا ہو

توبری چیزوں پر محمول کرنا حرام ہے۔اولیاء اللہ کی نذرونیاز کیاہے،صرف حصول برکت اور ایصالِ ثواب ہے، کسی ولی ،غوث، قطب،یاکسی مخلوق کی عبادت وپرستش ہرگز مقصودنہیں ہوتی،ایسی صورت میں اولیاء اللہ کی نذرونیاز کوکفر و شرک بتانابالکل حرام ہے،بلکہ ایک مسلمان کوکافرومشرک بتانے کے مترادف ہے جس کانتیجہ یہ ہوتاہے کہ کہنے والا خودکا فر ہوجاتاہے(**العیاذباللہ من الشیطٰن الرجیم**) نذراولیاء جائزحلال وطیب ہے۔

﴿وجہ ہشتم یہ ہے﴾

(۸) کہ نذرونیازکوحرام کہنامسلمانوں پربدگمانی ہے جبکہ سوء ظن سے بچنے کاحکم قرآن میں موجودہے ﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے﴾

﴿**یَاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوااجْتَنِبُوْاکَثِیْرًامِنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ**﴾

اے ایمان والو!بہت گمان اورقیاس کرنے سے بچوکیونکہ بعض گمان(وقیاس) گناہ ہے (گمان)جیسے بعض لوگ نذر ونیاز کرنے والے مسلمانوں کے بارے میں غلط گمان کرتے ہیں (قیاس)جیسے مانعین نذر ونیازکرنے والوں پرگناہ کفروشرک کاقیاس کرکے خودگناہ میں مبتلا ہوتے ہیں

﴿وجہ نہم یہ ہے﴾

(۹)جب تک کسی کام کی حرمت وممانعت پرنص قطعی،علم یقینی نہ ہو اس وقت تک محض اپنے زعم باطل سے کسی پر برائی کا حکم لگانا تہمت وبہتان تراشی ہے ،تہمت وبہتان تراشیحر ام ہے ،لہذاالزام تراشی وتہمت سے بچنا لازم ہے۔

تہمت والزام تراشی وبدگمانی سے حضورپرنورﷺ نے منع فرمایا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ایاکم والظن فان الظن اکذب

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاتم لوگ گمان سے بچو کیونکہ محض گمان بدترین جھوٹ ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

عن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ ﷺ افلاشققت عن قلبہ حتیٰ اقالھا ام لا

تم نے اس کادل چیر کر کیوں نہ دیکھا، تاکہ تمہیں یقین ہوجاتا کہ اس نے کلمۂ شہادت دل سے پڑھا تھا یاجان بچانے کیلئے (یاصرف زبان سے پڑھاتھا)ان احادیث سے ثابت ہوا کہ محض گمان سے نہیں بلکہ یقینِ کامل سے حکم لگایاجاسکتاہے،اوریہ بات اظھرمن الشمس (سورج سے زیادہ روشن) ہے کہ نذرونیازکرنے والے وحدانیت ربانی،ورسالت رسول ﷺ انبیاء کرام علیھم السلام کی نبوت اوراولیاء اللہ کی کرامات پرایمان ویقین رکھتے ہیں سوایسے کامل مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کرکے انہیں براکہنا کافرومشرک ٹھرانا کہاں کا انصاف واسلام ہے۔

﴿عارف باللہ سیدی وسندی حضرت احمد زروقی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

انماینشأ الظن الخبیث عن القلب الخبیث

بیشک خبیث گمان خبیث دل سے پیداہوتاہے۔

نقله عبدالغنی النابلسی فی الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة

خوب واضح ہواکہ نذراولیاء کاعقیدہ رکھنے اوراولیاء کے ارواح کے ایصال ثواب کیلئے نذر کرنیوالے مسلمانوں پربراگمان کرنیوالوں کے دل خباثت سے بھرے ہوئے ہیں،انکے دل خبیث ہیں(العیاذ باللہ)

یہ کہنا(**یعنی هذاالکبش لعبدالقادر الجیلانی رحمت الله علیه**. یہ مینڈھاسیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کاہے)کومجازعقلی پرمحمول کریں گے۔ جیسے کوئی کہے یہ مسجد کا تیل ہے، یایہ فلاں کی مسجد ہے،یایوں کہا **اشاب الصغیر** (اس نے بچے کو بڑا کیا)یایوں کہا **افنی الکبیر** (اس نے بڑے کوفنا کیا)یایوں کہا، **کرالغد**(صبح کاوقت باربارلوٹ آیا)۔ یایوں کہا۔ **مر العشی** (شام کاوقت گذرگیا)یایوں کہا.**وانبت الربیع البقل** (موسم بہار نے سبزیاں اگائیں) یہ جتنی بھی چیزیں بطور مثال کے بیان کی گئیں ان سب میں اللہ تعالیٰ کے بجائے مخلوق کی طرف نسبت کی گئی ہے جسکے بارے میں علماء اصول نے لکھاکہ یہ اسنادمجازِعقلی ہے جس سے کفروشرک لازم نہیں آتا۔ لہذایہ کہناکہ یہ بکراحضرت سیدناغوث اعظم رضی اللہ عنہ کاہے یہ بھی مجازعقلی ہے اس طرح کہناجائزہے سوخوب واضح ہواکہ نذرِاولیاء اللہ جائز ودرست ہے۔

جولوگ نذر ونیاز کو حرام یاناجائز کہتے ہیں انکاقول باطل ومردود ہے
اس لئے کہ فی نفسہ نذر جائز ہے اوراسکاپوراکرنانذرماننے والے پرلازم ہے۔
دیکھئے فتاویٰ شبلی میں لکھاہے

انہ لوركب البحرونذرعلى نفسه عمومااان وصلت الى البر سالماان يقرب قربانا يلزمه الوفاء به ولايأكل منه ويتصدق به على الفقراء لاالاغنياء. حموی،فن ثالث ذبائح (۴۵۰)

اگرکوئی شخص سمندرمیں سفرکرتے ہوئے منت(نذر)مانے کہ اگرمیں صحیح وسالم کنارے پہنچا تو(اللہ کے نام)جانورذبح کروں گا،تواس پرمانی ہوئی نذرپوری کرنالازم ہے۔

﴿وجہ دہم یہ ہے﴾

(۱۰) حضرت شیخ رافعی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

ذكر الشيخ الرافعى من اصحابنا هذاانمايذبحونه استبشارابقدوم السلطان وغيره فهو كذبح العقيقة لولادة المولود ومثل هذالايجرى فيه التحريم. فتاویٰ عزیزیہ،جلد ا (۲۲)

بادشاہوں وصاحبِ منصب کی آمدپرلوگ خوشی کااظہارکرتے ہوئے جانورذبح کرتے ہیں سو وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص بچے کی ولادت اورعقیقہ یا دیگرمواقع پرجانورذبح کرتے ہیں (اس کاحکم یہ ہے کہ) یہ حرام نہیں۔

﴿وجہ یازدہم یہ ہے﴾

صاحب حموی لکھتے ہیں

(۱۱) **حاصل الكلام فى هذه المسئلة ان الذبح المقترن بذكراسم الله تعالىٰ اذاكان قبل قدوم قادم للتهى الضيافة اوبعد قدومه ببرهة لذلك (اى للضيافة) فلاشبهة فى جوازه اكل ذلك المذبوح واما اذاكان عندالقدوم فان كان لقصدذلك (اى للضيافة)فالحكم ماذكر. حموى .فن الثانى ذبائح (۴۵۰)**

حاصل کلام یہ ہے کہ اگرکسی مہمان کے آنے سے پہلے یامہمان کے آنے کے بعد اسکی ضیافت کیلئے(کوئی جانور اس طرح)ذبح کیاجائے کہ بوقت ذبح اللہ کانام لیاجائے تو اس کھانامستحب ہے۔ (دوسری صورت یہ ہے کہ)اگرعین آنے کے وقت اسکی مہمان نوازی کیلئے ذبح کیاجائے تب بھی وہی حکم ہے جو (ہم نے ابھی) ذکرکیا۔

﴿وجہ دوازدہم یہ ہے﴾

(۱۲) مہانوں کی ضیافت کیلئے جانورذبح کرناسنت ابراہیمی ہے

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

هَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرَاهِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ ০اِذْدَخَلُوْاعَلَیْهِ فَقَالُوْاسَلٰمًا ؕقَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْکَرُوْنَ ০ فَرَاغَ اِلٰی اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ০فَقَرَّبَهٗ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْکُلُوْنَ ০فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ০

پارہ 26 سورۃ الذٰریات. آیت(24)(25)(26)(27)(28)

(اے محبوب ﷺ)کیاآئی آپکے پاس ابراھیم کے معززمہانوں کی خبرجب وہ انکے پاس آئے پس کہا انہوں نے سلام(ابراھیم علیہ السلام)نے کہاسلام(ہوتم پر) ناآشنا لوگ ہو پھرآئے(ابراھیم علیہ السلام)اپنے گھر والوں کی طرف پس لے آیاانکے پاس(بہترین بھنا ہوا)فربہ بچھڑا۔پھر(ابراھیم علیہ السلام نے بھناہواگوشت)انکے قریب رکھا(ابراھیم علیہ السلام) نے کہا کیاتم کھاتے نہیں،سودل(میں)ان سے ڈرنے لگے(کہ یہ توفرشتے ہیں کہیں اس قوم پرعذاب کیلئے بھیجے گئے ہوں)فرشتے بولے گھبرایئے نہیں(ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں)اوربشارت دی انہوں نے(ابراھیم علیہ السلام کو)ایک علم والے بیٹے کی۔

☆۔دیکھاآپنے۔سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کیلئے بچھڑاذبح کیااور گوشت بھون کرمہمانوں کے سامنے پیش کیا،

معلوم ہواکہ مہمانوں کے اعزاز میں جانورذبح کرناسنت ابراھیم علیہ السلام ہے،جو ہماری شریعت میں بھی قابل عمل ہے(سوجب مہمانوں کے اعزاز میں جانورذبح کرناجائزہے تواللہ تعالیٰ کے نبیوں اورولیوں کے ایصالِ ثواب کیلئے جانورذبح کرناکیونکرشرک وکفر ہو سکتاہے نعوذباللہ من ذلک)

﴿وجہ سیزدہم یہ ہے﴾

(۱۳) حضرت امام فخرالدین رازی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

انـما كلفنا باالظاهر لابالباطن فاذاذبحه على اسم الله وجب ان يحل ولاسبيل لناالى الباطن

... تفسیر کبیر.

ہم ظاہری حالات کے مکلّف ہیں نہ کہ باطنی حالات کے،سو جب جانور پر بوقت ذبح اللہ کانام لیا گیا(ہم پر)واجب ہے کہ ہم ایسے(جانور کے گوشت کو)حلال کہیں(ہم باطنی احکام کے مکلّف نہیں بنائے گئے ہم اسکے دل میں تو نہیں جھانک سکتے) کیونکہ باطن پر کوئی سبیل نہیں(توجب ذبح کرنے والے نے بوقت ذبح اللہ کانام لیااور کسی کو اسکا ثواب بخشا تو ہم نے اسکے ظاہر کو دیکھنا ہے اور ظاہراً اس نے اللہ کا نام لیکر ذبح کیا ہے تواب ذابح(ذبح کرنے والے) کو کیونکر کافر ومشرک کہاجائے)

﴿وجہ چہاردہم یہ ہے﴾

(۱۴) صاحبِ درمختاروصاحبِ فتاویٰ عزیزیہ لکھتے ہیں

یااللہ :انی نذرت لک ان شفیت مریضی او نحوہ ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدۃ النفیسۃ او نحوھااو اشتری حصیر لمسجدھااو زیتایو قدھااو دراھم لمن یقوم بشعائرھا الیٰ غیرذلک ممایکون فیه نفع للفقراء و النذرلله تعالیٰ و ذکرالشیخ انماھو محل تصرف النذرلمستحقه العاکفین برباطه او مسجدہ او جامعه فیجوز بھذاالاعتبار اذ مصرف النذرالفقراء وقدوجدالمصرف ولایحل صرفه الاالی الفقرآء لاالیٰ ذی علم لعلمه ولالذی نسب لنسبه ولالحاضری الشیخ الاان یکون واحدامن الفقرآء.

نہرالفائق.وبحرالرائق.ودرمختار،والھندیۃ،وشرح العلامۃ القاسم للقدوری،ثم الفتاویٰ العزیزیۃ جلد۳.(107)

یااللہ میں نے نذرتیرے لیئے مانی ہے کہ اگرتونے میرے مریض کوشفاء دی یا(میرا فلاں کام ہوگیا)وغیرہ،تومیں ان فقیروں کوجوسیدہ نفیسہ(سیدناغوث اعظمؒ یاحضرت امام لیثؒ رضی اللہ عنھم اجمعین)کے آستانے پررہتے ہیں یاان کی مسجد کی چٹائیاں اوروہاں روشنی کیلئے تیل خریدوں گا یااس شخص کودراھم(روپے)دوں گا جواس مسجد کی اورشعائراللہ کی خدمت پرمأمورہویااورایسا کوئی کام(کروں گا)جس میں فقیروں کا فائدہ ہو(اگرکسی مسلمان نے ایسی نذرمان لی)تو یہ نذراللہ ہی کیلئے ہے۔

(سوال توپھر سیدہ نفیسہؒ یادیگراولیاء اللہ کاذکرکیوں۔

اسکاجواب دیتے ہوئے فقہاء لکھتے ہیں کہ) شیخ کاذکرتو صرف اس لیے ہے کہ نذر کے مال کا مصرف فقراء ومساکین ہیں، اور یہاں فقراء ومساکین جوانکے آستانہ یامسجد یادرگاہ میں رہتے ہیں موجود ہیں،اس نذرکامصرف پایا گیاجو فقراء ہیں اوروہ موجود ہیں سو یہ نذر جائز ہے نذرکامال فقیروں کے علاوہ کسی اور کودینا جائز نہیں جب تک فقیر پایاجائے اسکے ہوتے ہوئے کسی عالمِ دین کواسکی (شرافتِ) علمی کی وجہ سے نیزکسی رشتدارکودینا صحیح نہیں۔

﴿وجہ پانزدہم یہ ہے﴾

(۱۵) ویکره ان یذکرمع اسم الله تعالیٰ غیره وان یقال عند الذبح اللهم تقبل من فلان بن فلان وان قال ذلک قبل التسمیة اوقبل ان یضجع للذبح فلابأ س به

.الجامع الصغیروالکنز،وشرحها وغیرهامتونا وشروحا،وحواشی،

جانورذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ کسی اورکانام لیناجائز نہیں ہاں اگرذبح سے پہلے یوں کہا،یااللہ یہ ذبیحہ فلاں بن فلاں کی جانب سے قبول فرمایہ کلمات بسم اللہ، اللہ اکبر کہنے سے پہلے کہے یاجب جانورکوذبح کیلئے لٹایا تب کہے سوایسے کلمات کہنے میں کوئی حرج نہیں

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں

قال العلامة العینی (ای اذکان کذلک) فیکره فعله هذاولاتحرم الذبیحة .عینی الکنز.
اقول وبه ظهران الفاعل لقوله فیکره لفظ ان یذکر(وان یقال) فلاکراهة ولاحرمة فی المذبوحة

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اگرایساہوتواسکایہ فعل مکروہ ہے البتہ ذبیحہ حلال ہے

میں کہتاہوں کہ علامہ عینی کویکرہ کافاعل ذکرکرناچاہیئے تھا،لہذانہ توکوئی کراہت ،اورنہ مذبوحہ حرام

(1)ذبح بقدوم الامیرونحوه کواحدمن العظماء یحرم لانه اهل به لغیرالله .درمختار
(2)واذاکان عندالقدوم فان کان لمجردالتعظیم فحرام.درمختار
(3)والثالثة ان یذکرموصولاعلی وجه العطف والشرکة بان یقول بسم الله واسم فلان فتحرم الذبیحة لانه اهل لغیرالله به.هدایة ذبائح .(436)

اگرامیرکی تعظیم(یعنی امیرکی مہمان نوازی کی نیت سے نہیں بلکہ صرف تعظیماً)جانورذبح کیا جائے توحرام ہے (یہاں یاتوتقرب بغیراللہ پایاگیا،اوریاصرف تعظیمِ امیرمرادہے گوشت مقصودنہیں،ان دونوں صورتوں کوفقہاء نے حرام لکھاہے،)یااگربوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اورکانام بطریقہ عطف یاشرکتہ کے لیا(جیسے کہا)بسم اللہ واسم فلان،اللہ اور فلاں

کے نام کیساتھ،تواس صورت میں ذبیحہ حرام ہوجائے گا کیونکہ اس نے بوقت ذبح اس جانور پراللہ کے نام کیساتھ دوسروں کانام لیا۔

لیکن جب ذبح سے پہلے کسی کے نام منسوب کیایاذبح کے بعدبرائے ایصالِ ثواب کسی کوبخشااوربوقت ذبح بسم اللہ اکبرکہکرذبح کیاتوکوئی حرج نہیں یہ ذبیحہ حلال اوراس کا گوشت کھاناجائزہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمان اولیاء اللہ کے نام جونذرمانتے ہیں یہ نذرشرعی نہیں نذرلغوی ہے تواس صورت میں حرمت کیسے،کیونکہ نذرشرعی عبادت ہے اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کیلئے نذرشرعی ماننا جائزنہیں کفرہے۔

میں نے مندرجہ بالا تمام عبارات متون وشروح سے ثابت کیاکہ یہ نذرلغوی ہے اوریہ جائزہے

﴿نذرکرنے والے سے اسکی نیت معلوم کرنا﴾

نذرکرنے والے کی نیت معلوم کرنااس لیئے ضروری ہے کہ نیت کاتعلق دل سے ہے جو ایک امرِ باطن ہے(چونکہ باطن کاہمیں علم نہیں) سوناذرکی نیت کا معلوم کرناضروری ہے فقہاء لکھتے ہیں۔

نعم لوسئلواعن تفسیره فقال الناذرلیس فی هذاالکبش شیٔ لله بل کله تقرب للشیخ واعتقدوا هذاالیٰ ان ذبحه باسم الشیخ فیحرم قطعا.

اگر(کسی نے مذبوحہ کے بارے میں نذرکرنے والے)سے پوچھاکہ تونے یہ ذبح کس کیلئے کیاہے اورناذر(نذرماننے والا)یوں جواب دے کہ اس دنبہ(یعنی اس کے گوشت میں) اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ نہیں ہے(العیاذباللہ)بلکہ یہ تمام کاتمام(گوشت) شیخ کے تقرب کے (حصول) کیلئے ہے اورپھرفقہاء نے بھی اس بات کااعتقاد کرلیاکہ اس شخص نے(بوقتِ ذبح)شیخ کا نام لیکر ذبح کیاہے تویقیناً وہ(گوشت)قطعاًحرام ہے۔

(۲) وان قال الناذرهو لله وثوابه للشیخ فلایحرم.

اوراگرناذرنے کہاکہ یہ ذبیحہ اللہ جل جلالہ کیلئے ہے اوراسکاثواب اللہ تعالیٰ کے ولی کیلئے ہے توپھروہ ذبیحہ(یعنی وہ گوشت)حرام نہیں ہوگا۔

البتہ اگرآنے والے کیلئے کوئی مسلمان ذبح کرے تویہاں ایک وہم پیدا ہوتاہے کہ آیاوہ ذابح کافرہواکہ نہیں؟

﴾صاحبِ [الاشباہ] شیخ زین الدین بن ابراھیم بن نجیمؒ (المتوفی ۹۷۰ھ)﴿

اسکا جواب دیتے ہوئے فتاویٰ بزازیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (واختلفوا فی کفر الذابح) ای للقادم علی قولین .الاشباہ، القاعدة الثانية (۱۴) نقلامن البزازية.
اسمیں دواقوال ہیں ایک قول کے مطابق وہ شخص کافرنہیں جبکہ قولِ ثانی کے مطابق وہ شخص کافر ہوا

﴾اَلْقُوْلُ الاوّلُ عَدَمُ الْکُفْرِبِدَلائِلِ﴿

قول اوّل کے مطابق وہ کافرنہیں

دلائل ملاحظہ فرمائیں

(۱) فالشيخ السفكرى وعبدالواحد الدرنى الحديدى والنسفى علىٰ انه لايكفر.
البزازية ثم الاشباه القاعدة الثانية. (۲۱)
شیخ سفکری اور شیخ عبدالواحدؒ الدرنی اور شیخ النسفیؒ فرماتے ہیں کہ وہ شخص کافرنہیں
(۲) لاننسئ الظن بالمسلم انه يتقرب الى الأدمى بهذا النحو (درمختار)
اى على وجه العبادة لانه المكفروهذابعيدمن حال المسلم (ردالمحتار)
کیونکہ ہم کسی مسلمان کے بارے میں ایسی بدگمانی نہیں کرسکتے کہ مسلمان (اللہ جل جلالہ کی ذاتِ اقدس کے تقرب کوچھوڑکر) انسان کے تقرب کیلئے ذبح کریگا۔یعنی عبادت کی نیت سے کیونکہ (اگراللہ کے سوا کسی کی عبادة کی نیت سے ذبح کرے گا) توعبادة کی (نیت سے ذبح کرنا) کفرہے (لانه المكفر) اور یہ بات مسلمان سے کوسوں دورہے (یعنی ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ مسلمان تَقَرُّبْ اِلَی اللّٰہ چھوڑکرتَقَرُّبْ لِلْعَبْد کیلئے ذبح کرے)

۞

(۳) وفى الصيد المنية انه لايكره ولايكفربه لانالانسئ الظن بالمسلم (الخ)
كمامرشرح الوهبانية عن الذخيرة ثم الفتاوىٰ العزيزية (۲۲)
اورصید المنیۃ کے باب میں ہے کہ نہ تووہ (گوشت) مکروہ،اورنہ وہ شخص کافر،کیونکہ ہم کسی بھی مسلمان کے بارے میں ایساگمان کرہی نہیں سکتے (یعنی ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ مسلمان

تقرب الی اللہ چھوڑ کر تقرب للعبد کیلئے ذبح کرے) سو نہ تو وہ (گوشت) مکروہ، اور نہ وہ شخص کافر،

﴿القول الثانی کفر الذابح المذکور﴾

قولِ ثانی کے مطابق ذابحِ مذکور کافر ہے

(۱) اجمع العلماء لو ان مسلماً ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الیٰ غیر اللہ تعالیٰ صار مرتدا و ذبیحته مرتد .نیساپوری ثم الاعلاء (۱۸) وحاشیة البیضاوی بقرة .رکوع ۲۱/۵

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر مسلمان نے جانور ذبح کرنے سے غیر اللہ کے تقرب کی نیت کی تو وہ شخص مرتد ہو جائے گا اور اسکا ذبیحہ مردار ہو جائے گا۔

(۲) ذکر الشیخ ابراهیم المروزی عن اصحابنا ان مایذبح عنداستقبال السلطان تقربا الیه انه افتیٰ مشائخ بخاریٰ بتحریمه لانه مما اهل لغیر اللہ به .فتاویٰ عزیزیة (۲۲)

شیخ ابراہیم المروزی نے ہمارے فقہاء سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے، کہ جب بادشاہ کے آمد پر اسکے تقرب کیلئے (جانور) ذبح کیا۔ تو بخاریٰ کے مشائخ نے اس ذبیحہ کے حرمت کا (فتویٰ) دیا۔ کیونکہ اس نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا۔

﴿اَلتَّوْفِيْقُ بَيْنَ الْقَوْلَيْنِ﴾

خلاصہ کلام

دونوں اقوال پیش کیے گئے۔ کفرِ ذابح وغیرِ کفرِ ذابح، ان اقوال میں توفیق کس طرح ہوگی ☆۔۔۔۔۔۔ دونوں اقوال میں توفیق اس طرح ہوگی۔ کہ ذابح (جانور ذبح کرنے والا) کی نیت معلوم کی جائے اگر ذابح اقرار کرے کہ ذبح سے میرا مقصد غیر اللہ کی عبادت ہے تو بیشک وہ شخص مشرک ہے اور اگر اسکی نیت یہ نہ ہو بلکہ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام اور ثواب کسی ولی یا والدین یا پیر و مرشد وغیرھم کو بخشے تو اسے ہرگز مشرک نہ کہیں گے (بلکہ وہ مسلمان ہے)

مزید برآں: میں کہتا ہوں کہ قول ثانی میں حوالہ نمبر (۱) کی عبارت میں جو صیغہ (اَجْمَعَ) گذرا وہ مخالف کو مفید نہیں اس لئے کہ اس سے قبل یہ صیغہ گذرا (اختلفوا) اس صیغہ سے صیغہ (اَجْمَعُ) خلافِ تحقیق ہوگیا (یعنی جب فقہاء نے کہا اِخْتَلَفُوْا تو اَجْمَعَ صیغے کی حیثیت ختم

ہوگئی) جیسے کہ ہم (فتاویٰ بزازیہ)اور(اَلْاشْبَاہُ) سے ذکرکرآئے ہیں لہذا یہ مخالفین کو مفید نہیں۔

﴿نذراولیاء پراعتراض کے ترپن (53) جوابات﴾

اعتراض :نذراولیاء حرام ہے اسکی حرمت مندرجہ ذیل آیت سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

وَمَااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

اورحرام ہے وہ جانورجوغیراللہ کے نام ذبح کیاگیا۔

لہذاجولوگ اولیاء اللہ کے نام جانورذبح کرتے ہیں اس کاگوشت حرام ہے؟اورآپ لوگ (اہل سنت والجماعت)اُهِلَّ کامعنیٰ ذبح یاعندالذبح کرتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ تحریف فی القرآن ہے

﴿پہلا جواب یہ ہے﴾

کہ تم نے جواعتراض کیاہے کہ اُهِلَّ کامعنیٰ ذبح یاعندالذبح کرناتحریف فی القرآن ہے تمہارایہ کہناغلط ہے اس لیئے کہ یہ قید(ذبح یاعندالذبح)کلمہ (به) سے مستفاد ہے۔ کیونکہ عندالذ بح کلمہ (به) کیلئے عطف بیان ہے،توواضح ہواکہ (کہ اُهِلَّ کے ساتھ عند الذبح) کی قید لگاناصحیح ہے،نیزمذکورہ بالاآیت کے مفہوم کے عین موافق ہے۔ دیکھئے

﴿حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمت اللہ علیہ حاشیۃ بیضاوی میں فرماتے ہیں﴾

وماهل به لغير الله (الآية)اى رفع به الصوت عندذبحه للصنم (الىٰ آخره. بيضاوى) الضمير ان لماوزادعلى الكشاف لفظ عندذبحه بياناللتلبس اوالسببية المستفاد من الباء فهوبدل من به اوعطف بيان. حاشية البيضاوى لعبدالحكيم السيالكوٹى.

وَمَااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اورحرام ہے وہ جانورجس پربوقت ذبح غیراللہ کا نام لیاگیا۔ یعنی اس جانورکاگوشت حرام ہے جس پربوقت ذبح بت کانام پکاراگیاہو۔(پھر یہ عبارت قابل غور ہے اس میں) دونوں ضمائر(به، میں :ہٗ :،اورذبحه میں :ہٗ :دونوں) مَا موصولہ کی طرف راجع ہیں۔

اوربیضاوی نے کشاف کے الفاظ(عندذبحه)پرمزیداضافہ کرتے ہوئے فرمایاہے کہ لفظ **عندذبحه بياناللتلبس اوالسببية المستفاد من الباء فهوبدل من به اوعطف بيان.**

یہ یاتوتلبس کابیان ہے یا سببیت کیلئے آیاہے،جو(بـه) میں حرف(ب)سے مستفاد ہے سویہ یاتو(به) سے بدل ہے یاعطف بیان ہے۔

☆۔۔علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی،اور بیضاوی کی تحقیق سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے جس پر بوقت ذبح غیراللہ کا نام لیاگیا۔

نیزانکی تحقیق سے معترض کااعتراض اور استدلال باطل،نیزمعترض کایہ کہنا کہ یہ قید تحریف فی القرآن ہے،سواس کایہ قول بھی باطل ہوگیا یہ بھی معلوم ہواکہ معترض علم نحو کے قواعد وضوابط سے اورمفسرین کے تفاسیر سے نابلد ہے۔

﴿دوسراجواب یہ ہے﴾

کہ یہ قید(ذبح یاعندالذبح) آیت مذکورہ بالا سے اس طرح بھی مأخوذ ہے کہ (به) میں (ب) في : ظرفية کے معنیٰ میں آیاہے یعنی (به) بمعنیٰ (فی) ہے،یہاں(ب)حرف جر اور(هٗ)کے درمیاں ذَبْحٌ مصدر مقدر ہے۔تواصل عبارت یوں ہوگئی وماا‌هل فی ذبحه دیکھئے

﴿علامہ سلیمان جمل رحمت اللہ علیہ اس کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں﴾

(۲) وَمَااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ط والباء فی به بمعنیٰ فی ولابد من حذف المضاف ای فی ذبحه لان المعنیٰ وما صیح فی ذبحه لغیر الله .تفسیر الجمل حاشیه الجلالین جلد ا

وَمَـااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اورحرام ہے وہ جانورجس پر بوقت ذبح غیراللہ کا نام لیاگیا،اور(به) میں(ب) حرف جربمعنیٰ (فی) کے ہے،یہاں مضاف مقدرماننا ضروری ہے،جویہ ہے(ذبحه) توعبارت یوں ہوگئی(فی ذبحه) توآیت کامعنیٰ عربی میں یہ ہوا(وما صیح فی ذبحه لغیر الله)جسکا اردو میں ترجمہ اس طرح ہوگا،وہ جانورجس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اورکانام لیا جائے (جیسے بسم الله الله اکبر کے بجائے یوں کہا بسم الات و العزیٰ وغیرہ)تواس جانورکاگوشت کھانا حرام ہے۔

☆۔۔یہ قیدجسکاہم اوپرتذکرہ کرآئے ہیں چہاروں آیات میں ثابت ہوگا تومعترض کاقول واستدلال دونوں باطل ومردود ہوگئے۔

﴿تیسراجواب یہ ہے﴾

کہ وَمَااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ :سے پہلے یہ آیت موجود ہے(۳) فمن اضطر غیر باغ ولا عاد

فلااثم علیه ان الله غفور رحیم ط جس میں (فمن اضطر) کے الفاظ موجود ہے ہیں، اصول فقہ، علم نحو، وعلم معانی، کے علماء نے اس کی تصریح کرتے ہوئے فرمایا کہ (فمن اضطر) میں (ف) برائے تعقیب مع الوصل ہے، دیکھئے لکھتے ہیں الفاء خاص لمعنیٰ مخصوص وهو الوصل و التعقیب (الیٰ آخره) کشف الاسرار، ونورالانوار، والفصول، والمولوی بحث حروف المعانی، والمطول وغیرها.

﴿چوتھا جواب﴾

(۴) اس آیت میں (اوفسقا) موصوف ہے، اور (اهل به لغیر الله) صفت موضحہ ہے۔ جیسے کہ مفسرین کرام نے فرمایا ہے

اوفسقا. اهل به لغير الله صفة موضحة اى ذبح على اسم الاصنام.

صفت و موصوف کی وضاحت کے بعد اهل به لغیر الله کا معنیٰ یہ ہوا کہ جو جانور بتوں کے نام ذبح کیا جائے سو یہ فسق ہے (یعنی ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے جس پر بوقتِ ذبح غیراللہ کا نام پکارا گیا)

﴿پانچواں جواب﴾

(۵) وَلَاتَاْكُلُوْا مِمَّالَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ یہ آیت وماا‌هل به لغیر الله کیلئے مُفسِّرُ ہے تومفسَّر اور مُفَسِّر کا فائدہ یہ ہوا کہ جس جانور پر بوقت ذبح غیراللہ کا نام پکارا جائے وہ حرام ہے۔ سومعترض کا اعتراض واستدلال دونوں باطل ہوگئے۔ پارہ، ۸، رکوع، ۱

﴿چھٹا جواب﴾

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(۶)
اِنَّمَاحَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (الیٰ آخره) تعليل لحل ماامرهم باكله ممارزقنهم اى انماحرم هذه الاشياء دون ماتزعمون حرمته من البحائر والسوائب ونحوها. ابوالسعود. پاره ۱۴، ايت، ۱۱۵

حرام کردیاتم پر مردار (جانور کا گوشت کھانا) اور (بہنے والا) خون اور خنزیر کا گوشت اور (گوشت ان جانوروں) کا جن پر بوقتِ ذبح غیراللہ کا نام پکارا گیا۔ اس آیت میں تعلیل ہے اس طرح کہ جو چیزیں اللہ نے تمہیں عطا کیں ہیں اسے کھاؤ یعنی (وہ جانور جن کا اوپر تذکرہ ہوا انکا گوشت کھانا) تمہارے لئے حرام ہے اوروہ جانور جنہیں تم مردار سمجھتے ہو اپنے اوپر حرام کئے

ہوئے ہیں جیسے بحیرہ،اورسائبہ،وصیلہ،حامی،یہ حرام نہیں (بلکہ تم نے ازخود اپنے اوپرحرام کیئے ہوئے ہیں سو تمہارا یہ وہم وگمان غلط ہے)

﴿ساتواں جواب﴾

(۷)فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ○سورۃ انعام.

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے،پس کھاؤ تم ان جانورں(کے گوشت میں سے)جن پر(بوقت ذبح) اللہ کانام لیاگیا،اگرتم مؤمن ہو۔

☆۔ملاحظہ فرمایاآپ نے کہ اعتراض کرنے والا (وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) میں (ذبح، یا عند الذبح) کی قید تسلیم نہیں کرتا،تواس آیت(مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْه) میں بھی تسلیم نہیں کریگا کیونکہ یہاں بھی بظاہر ذبح کالفظ نہیں۔

☆۔۔میں کہتاہوں کہ ذبح کی قید تسلیم نہ کرناایک عظیم غلطی ہوگی،اس لئے کہ اگر یہاں (ذبح) کی قید تسلیم نہ کی جائے تولازم آئے گاکہ حلال جانورکے گوشت کی حلت ذبح پر موقوف نہ ہو(نعوذ باالله) جب کہ حلال جانورکے گوشت کی حلت (یعنی اسکے گوشت کا حلال ہونا)حلال جانورکے ذبح کرنے پر موقوف ہے۔

﴿آٹھواں جواب﴾

(۸)وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ط وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ سورۃ انعام.

اورتمہیں کیاہوا کہ نہیں کھاتے تم ان(جانوروں کے گوشت میں سے)جن پر(بوقت ذبح) اللہ کانام لیاگیااورتحقیق تفصیل سے بیان کی گئیں ہیں تمہارے لئے وہ جانورجوتم پرحرام کی گئی ہیں۔اس آیت(مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْه) میں بھی(ذبح) کی قیدنہیں،

☆میں کہتاہوں کہ یہاں بھی ذبح کی قید تسلیم نہ کرناایک عظیم غلطی ہوگی،اس لئے کہ اگر یہاں(ذبح) کی قید تسلیم نہ کی جائے تولازم آئے گاکہ حلال جانورکے گوشت کی حلت ذبح پرموقوف نہ ہو(نعوذ باالله)جب کہ حلال جانورکے گوشت کی حلت(یعنی اسکے گوشت کا حلال ہونا)حلال جانورکے ذبح کرنے پرموقوف ہے،اگریہاں ذبح کی قیدتسلیم نہ کی جائے تواسلامی قواعدوضوابط میں ایک عظیم بگاڑ پیداہوگا۔سومعترض کاقول واعتراض باطل ہوگیا۔

﴿نواں جواب﴾

(۹) وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ،
اور ہر امت کے لئے ہم نے مقرر کیا ایک قربانی، کہ وہ (لوگ) اللہ کا نام لیں اس بے زبان چوپایوں پر جو انہیں (اللہ) نے دیئے۔ سورہ حج، آیت (34)

☆ ملاحظہ فرمایا آپ، نے کہ اعتراض کرنے والا (وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) میں (ذبح، یا عند الذبح) کی قید تسلیم نہیں کرتا، تو اس آیت (لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ) میں بھی تسلیم نہیں کریگا، کیونکہ یہاں بھی بظاہر ذبح کا لفظ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ذبح کی قید تسلیم نہ کرنا ایک عظیم غلطی ہوگی۔ اس لئے کہ اگر یہاں (ذبح) کی قید تسلیم نہ کی جائے تو لازم آئے گا کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت ذبح پر موقوف نہ ہو (نعوذ باللہ) جب کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت (یعنی اسکے گوشت کا کھانا) حلال جانور کے ذبح کرنے پر موقوف ہے۔

﴿دسواں جواب﴾

(10) وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ سورہ الحج۔

اور اونٹ (اور گائے) بنائے ہم نے تمہارے لئے نشانیاں، اس میں تمہارے لئے بہتری ہے،

سو، لو اللہ کا نام ان (جانورں) پر (ذبح کے وقت اس حال میں) کہ ایک پاؤں بندھے ہوں اور تین پاؤں پر کھڑے (تو انہیں ذبح کرو، اونٹ کے ذبح کرنے کا یہی سنت طریقہ ہے) سو جب ان (جانوروں) کی روح نکل جائے (ٹھنڈے ہوجائیں) سو (خود بھی) کھاؤ اور کھلاؤ (اس کے گوشت میں سے) قناعت کرنے والے فقیروں کو، اور مانگنے والے کو۔

☆۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ اعتراض کرنے والا (وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) میں (ذبح، یا عند الذبح) کی قید تسلیم نہیں کرتا، تو اس آیت (فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا) میں بھی تسلیم نہیں کریگا۔ کیونکہ یہاں بھی بظاہر ذبح کا لفظ نہیں۔

☆۔ میں کہتا ہوں کہ ذبح کی قید تسلیم نہ کرنا ایک عظیم غلطی ہوگی۔ اس لئے کہ اگر یہاں (ذبح) کی قید تسلیم نہ کی جائے تو لازم آئے گا کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت ذبح پر

موقوف نہ ہو(نعوذ باالله)جب کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت (یعنی اسکے گوشت کا کھانا) حلال جانور کے ذبح کرنے پر موقوف ہے۔
☆۔(آیت مذکورہ بالا میں چند مشکل الفاظ کی اختصار کیساتھ تشریح ذکر کرتا ہوں، انشاء الله مفید رہے گا،بُدُنٌ ،بُدُنٌ بَدَنَۃٌ کی جمع ہے جیسے ثَمَرٌ،وثُمُرٌ،ثَمَرَۃٌ،کی جمع ہے،یہ بدانۃ سے مأخوذ ہے جسکا معنیٰ ہے موٹا تازہ ہونا،امام اعظم ابوحنیفہ رضی الله عنہ کے نزدیک بُدُنُ کا اطلاق اونٹ اور گائے دونوں پر ہوتا ہے۔البتہ آیت مذکورہ میں ذبح کا جوطریقہ بتایا گیا ہے وہ صرف اونٹ کے ذبح کرنے کا طریقہ ہے۔
(صَوَّاف) کی تشریح کرتے ہوئے صاحبِ قاموس لکھتے ہیں وہ اونٹ جس کا بایاں ہاتھ باندھا جائے اور وہ اپنے دونوں پاؤں اور دائیں ہاتھ کے سہارے کھڑا ہو،اس کو صواف کہتے ہیں رسول الله ﷺ سے اونٹ کے نحر کرنے کا یہی طریقہ منقول ہے،کہ اونٹ کو اس طرح کھڑا کر کے اس کے حلقوم میں زور سے تیز نیزہ مارا جاتا جس سے خون کا فوارہ بہہ نکلتا۔
(وَجَبَتْ)اسکا معنیٰ ہے گرنا،سورج غروب ہوتو عرب کے لوگ کہتے ہیں وجبت الشمس، سورج غروب ہوگیا،اگر دیوار گرجائے تو کہتے ہیں وجب الحائط،دیوار گرگیا،قرطبی(الْقَانِعُ) الجالس فی بیته المتعفف یقنع بما یعطیٰ ولایسأل ۔وہ فقیر جوگھر بیٹھا رہے اور کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا(الْمُعْتَرُ) الذی یسأل۔وہ فقیر جو بھیک مانگے۔تعلیق،مترجم)

﴿گیارواں جواب﴾

(۱۱) وَلَاتَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ط سورہ انعام رکوع۔۱۴/۲
اور نہ کھاؤ ان(جانوروں کے گوشت سے)جن پر(بوقتِ ذبح)الله کا نام نہ لیا گیا،اور بیشک (جانور کے ذبح کرنے کے وقت الله کا نام نہ لینا بہت بڑا) گناہ ہے۔
☆۔ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ اعتراض کرنے والا (وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ)میں(ذبح،یاعند الذبح) کی قید تسلیم نہیں کرتا،تواس آیت (مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ) میں بھی تسلیم نہیں کریگا۔کیونکہ یہاں بھی بظاہر ذبح کا لفظ نہیں۔
☆۔۔میں کہتا ہوں کہ ذبح کی قید حلت وحرمت دونوں میں یکساں ہے(یعنی جس طرح مذبوحہ کی حلت والی آیات میں ذبح کی قید نہیں اسی طرح حرمت والی آیات میں ذبح کی قید نہیں)سوتسلیم کرنا پڑھے گا کہ(وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ)میں(ذبح،یاعندالذبح)کی

قید ہے،سومعترض کاقول واعتراض دونوں باطل ہوگئے۔
☆۔۔صاحبو!آج کل شرک فی الحکم کا بڑا زور ہے،بڑاچرچاہے جسے چاہاحرام کہدیاجسے چاہاحلال کہدیا،ان کو اتنابھی معلوم نہیں کہ کوئی شیٔ بغیردلیلِ قطعی کے حرام نہیں ہوتی۔
☆۔۔ان نادانوں کاخیال ہے،کہ جب کسی مسلمان نے کہاکہ یہ چیز فلاں بزرگ کی ہے (بس اسکے لئے اتنی دلیل ہی کافی ہوجاتی ہے اورشورمچاتاپھرتاہے کہ یہ حرام ہوگئی) گویا حرمت اس شیٔ میں ایسے سرایت کرگئی کہ(نعوذباللہ)اللہ تعالیٰ کانام بھی اسے پاک نہیں کرسکتا
☆۔۔ان نادانوں کویہ بھی نہیں معلوم کہ اضافت ادنیٰ تعلق سے بھی ہوسکتا ہے۔جیسے کہا جاتاہے،ہما رابادشاہ،یاہماراملک،یاہمارے دوست،میری زوجہ،میرے بچے،مذکورہ تمام اشیاء میں اضافت ہی توہے توکیااضافت سے شرک لازم آیایاحرمت(اگرکہوگے کہ نسبت واضافت سے حرمت لازم آتی ہے تو سوچ لوکہ جب تم نے کہامیرابچہ توتُونے بچہ کی نسبت اپنی جانب کی اسکے بارے میں کیاکہوگے نیزجب تم نے اپنی زوجہ کی نسبت اپنی طرف کی اسکے بارے میں کیاکہوگے ظاہرہے بقول تمہارے کہ غیراللہ کی طرف نسبت کرنے سے اشیاء حرام ہوجاتی ہیں یاغیراللہ کی طرف نسبت واضافت شرک ہے اور یقیناً توخودبھی غیراللہ ہے اورتونے صاحبزادے کی نسبت اپنی طرف کی کیاخیال ہے یاتوتونے شرک کرلیایاآپکا صاحبزادہ ۔۔۔۔ہوگیا؟
اسی طرح آپکی زوجہ محترمہ کاحال،کہ جب تونے زوجہ کی نسبت اپنی طرف کی تو،یا تو آپکی زوجہ محترمہ آپ پر،حرام،ہوگئی،یاتونے شرک کیا(تعلیق۔مترجم)
☆۔۔اے نادانو،ان نسبتوں کوغلط کہنے والو،نسبتوں کے مخالفو،تمہارے ذہنوں میں تویہ ہے کہ کسی بھی چیزکو اللہ کے سوا کسی کی جانب منسوب کرنے سے وہ چیزحرام ہوجاتی ہے توتمہارے اس مفروضے کی وجہ سے کل اپنے ہی گھر کواللہ تعالیٰ کا گھرکہہ دوگے تمہاری اس جہالت کی وجہ سے تمہاراگھر وقف ہوجائے گا(کیونکہ وہ خداکا گھرٹھہرااوراللہ کا گھر وقف ہوتاہے)نیزیہ بھی بعیدنہیں کہ اپنی زوجہ کو(نعوذ باللہ) اللہ کی بیوی کہہ دوگے تو کافرہو جاؤ گے،کیونکہ اللہ تعالیٰ بیوی واولادسے پاک ومنزہ ومبرہ ہے۔معلوم ہواکہ کسی شی کو صرف منسوب کرنے سے حرمت وشرک لازم نہیں آتا۔

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ (مِمَّالَمْ یُذْکَرِاسْمِ اللّٰهِ عَلَیْهِ) اور (وَمَااُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِاللّٰهِ) سے مراد یہ ہے کہ وہ جانور جس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے، ایسے جانور کا گوشت حرام ہے۔

﴿بارواں جواب﴾

بارویں جواب سے قبل یہ بات ذہن نشیں رہے، کہ بعض احباب یہ کہتے ہیں کہ (اھلال) لغت میں رفع الصوت (آواز بلند کرنے) کو کہتے ہیں، حالانکہ جب قرآن کریم نازل ہو رہا تھا اس وقت عرب کے عرف عام میں اھلال (جانور) ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کرنے کو کہا جاتا تھا، میں انشاء اللہ عنقریب احادیث صحیحہ، مفسرین، اورشارحین، کے اقوال سے ثابت کروں گا، البتہ اس سے قبل کہ میں احادیث، تفاسیر، شروح سے دلائل پیش کروں، ایک قاعدہ ذہن نشین فرمالیں۔

قرائن کے ہوتے ہوئے حقیقت کو چھوڑ کر مجاز پر عمل ہوا کرتا ہے، چاہے وہ قرائن یعنی (1) دلالت عادت (2) دلالت لفظ فی نفسہ (3) دلالت سیاق نظم (4) دلالت حال متکلم (5) دلالت محل کلام۔

دلالت عادت، جیسے، نذر، نماز، حج،

دلالتِ عادت کا مطلب یہ ہے کہ الفاظ کے استعمال اورالفاظ کے معنی سمجھنے میں انسان کی جو عادت ہوتی ہے اس عادت کے دلالت کرنے کی وجہ سے متکلم کی نیت کے بغیر ہی معنیٰ حقیقی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور معنیٰ مجازی پر عمل ہوتا ہے۔ اوردلالتِ عادت کی وجہ سے حقیقی معنیٰ کے ترک کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ کلام کی وضع اس لئے ہوتی ہے تاکہ سامع کو سمجھایا جاسکے، پس جب کلام عرفاًیا عادتاً کسی چیز کیلئے استعمال ہوا اوراسکو معنیٰ لغوی سے نقل کیا گیا ہو، تو استعمال کی اس عادت اورعرف کو ترجیح حاصل ہوگی، اوراس کا معنیٰ حقیقی یعنی لغوی معنی متروک ہوگا۔

اس قاعدہ پردلیل ملاحظہ فرمائیں صاحبِ نورالانوار حقیقت اور مجاز کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں

(۱۲) وتترک الحقیقة اللغویة بدلالة العادة فی استعمال الالفاظ المنقولة شرعا او عرفاعاما او خاصا. نورالانوا بحث الحقیقة والمجاز (۱۱۵) ثم الاعلاء (۱۲)

حقیقتِ لغویہ کو دلالتِ عادۃ کے ہوتے ہوئے ترک کریں گے۔ الفاظِ منقولہ کے استعمال

میں،وہ الفاظ منقولہ شرعاً ہوں،یاعرفاً،عام ہوں یاخاص ہوں،
(پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں)**والحقیقة تترک بدلالة العادة کاالنذربالصلوٰة والحج فان الصلوٰة فی اللغة الدعاء کمافی قوله تعالیٰ یاایهاالذین اٰمنواصلواعلیه وقوله واذا کان صائما فلیصل ای لیدع،ثم نقلت الی الارکان المعلومة والعبادة المعهودة وهجر معناه الاول،(الیٰ آخره) وفی حکمها سائرالالفاظ المنقولة شرعا،اوعرفا، عاما، او خاصا.نورالانوار.(ص،۱۱۱)**
حقیقت کودلالۃ حال کے ہوتے ہوئے ترک کریں گے،جیسے کسی نے صلوٰۃ کی نذرمان لی یاحج کی،کیونکہ کہ صلوٰۃ لغت میں دعاء کوکہتے ہیں،جیسے اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے،اے ایمان والو ان پرصلوٰۃ پڑھو،یایہ مثال(**واذاکان صائما فلیصل ای لیدع،ثم نقلت الی الارکان** المعلومة والعبادة المعهودة وهجرمعناه الاول) (**واذاکان صائما فلیصل**)جب روزہ دار ہوتو(**فلیصل**،**لیدع**) تواسے چھوڑدے.
دیکھئے کہ صلوٰۃ کالغوی معنیٰ دعاہے اوربمعنیٰ چھوڑنے کے بھی آیا،مگرپھرارکانِ معلومہ اورعبادۃِ معہودہ کی جانب منقول ہوا،اورلغوع معنیٰ کوچھوڑدیاگیا،توجوحکم صلاۃ وحج کاہے وہ حکم ایسے تمام الفاظ کاہوگا،جومنقول شرعی یاعرفی ہوں،یعنی صلوٰۃ،وحج،کی طرح ان تمام الفاظ کاحقیقی معنیٰ متروک ہوگا،اورمجازی معنیٰ پرہی عمل کرناواجب ہوگا۔
والمنقول الشرعی کاالصلوٰة فانهافی الاصل وضعت للدعاثم نقلها صاحب الشرع الیٰ ارکان مخصوصة معلومة.
والمنقول العرفی العام،کدابة فانهافی الاصل وضعت لکل مایدب علی الارض ثم نقلها العرف العام الیٰ الخیل والبغال والحمیر،
والمنقول العرفی الخاص،(المنقول الاصطلاحی) کاالفعل فانه فی اصل اللغة اسم لما صدر عن الفاعل کاالاکل والشرب ثم نقله النحوی الیٰ کلمة دلت علی معنیٰ فی نفسه مقترنة باحدالازمنة الثلاثة (تعلیق،مترجم،محمدعبدالعلیم القادری)

﴿سوال﴾

بعض ناداں لوگ،حضراتِ مفسرین پریہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر(وَمَااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) یادیگرآیات میں(ذبح، یَاعِنْدَالذَّبْحِ) کی قید لگائی جائے تو(مَا) موصولہ صرف جانوروں

کیساتھ خاص ہوجائے گا حالانکہ یہ(مَا) عام معنوی ہے،جوتمام غیر ذوی العقول کوشامل ہے خواہ وہ غیـر ذوی العقول جانور ہوں یادیگراشیاء،مگرمفسرین کی قید سے (مَا) خاص ہو جائے گا۔ جوغلط ہے۔

﴿جواب﴾

اس اعتراض کے میرے پاس بحمدہ تعالیٰ،بوجوہاتِ کثیرہ [41]اکتالیس جواباتِ ہیں، اس سے قبل جوبارہ(12)جوابات گذرے ہیں وہ صرف اعتراض اول کیساتھ خاص تھے۔ البتہ آگے جوجوابات آرہے ہیں وہ سوالِ اول،اوردوم، دونوں[سوالوں] کے جوابات کوشامل ہونگے اگلے جوابات دیتے ہوئے میں ساتھ میں وجہ اول وجہ دوم سوم وغیرہ لکھوں گا سوا سے سوال دوم کا جواب بھی سمجھیں۔

﴿لفظ :مَا: کے عموم کاجواب﴾

موصولات یاموصوفات اپنے صلات،وصفات کے اعتبار سے خاص ہوتے ہیں جیسے لفظِ مَا) جسکا فائدہ یہ ہواکہ یہ افرادِ غیرموصوفہ کوشامل نہ ہونگے،لیجئے میں قرآن کریم سے سمجھانے کی غرض سے مثال پیش کرتاہوں،اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔

(فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاء)

ترجمہ: نکاح کروتم جوتمہیں پسندآئیں عورتوں سے۔

اس آیت میں (مَا) بمعنیٰ (مَنْ) صفت کا لحاظ کرکے (مَا)سے تعبیرکیا گیاہے، یا،مَا،مَنْ،کی جگہ استعمال ہورہاہے یعنی ذوی العقول ہی مراد ہیں.

معلوم ہواکہ یہاں :مَا:سے مرادوہ خواتین ہیں، جوطیبات وحلال ہیں(یعنی تم پاکیزہ خواتین سے نکاح کروحالانکہ[مَا]کواگرعموم ہی پررکھاجاتاتوپھرمعنیٰ یہ ہوتاکہ تم نکاح کروعورتوں سے چاہے طیبات ہوں یانہ ہوں جبکہ اس طرح معنیٰ کرنے سے مقصودمفقودہوجائے گا اوریقیناً منشاء الٰہی میں تبدیلی آجائے گی)سو(وَمَـااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ)میں بھی:مَا: بلحاظِ صلہ خاص ہے۔

اوروہ یہ ہے کہ ہروہ جانورجس پربوقت ذبح غیراللہ کانام لیاجائے حرام ہے ۔

رہایہ امرکہ اہلال بمعنیٰ رَفْعُ الصُّوْتِ عِنْدَالذَّبْحِ(یعنی اگراہلال کایہ معنیٰ کیاجائے۔آواز بلند کرنابوقتِ ذبح)آیایہ معنیٰ صحیح ہوگایامطلقاً آواز بلندکرنے کواہلال کہیں گے،ان دونوں

میں کونسا معنیٰ اختیار کرنا صحیح ہوگا،سومیرے نزدیک اہلال کا معنیٰ رفع الصوت عند الذبح (آواز بلند کرنا بوقتِ ذبح) والا معنیٰ ہی صحیح ہے،اورمطلقا آواز بلند کرنا،مراد لینا،بوجوہ کثیرہ غلط ہے۔

(صاحبِ فتح البیان لکھتے ہیں)

(۱۳) وجہ اول آنکہ(اُهِلَّ) درعرفِ عرب آن وقت بمعنیٰ ذبح آمدہ .

بدلیل قول افصح الفصحاء وابلغ البلغاء سیدناعلی کرم الله وجهه الکریم اذا سمعتم الیهود والنصاریٰ یهلون لغیر الله(ای یذبحون باسم غیر الله (فلا تأکلوا) واذا لم تسمعوهم فکلوافان الله قداحل ذبائحهم وهویعلم مایقولون .فتح البیان جلد ا .(222)

عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیاہے،

اسکی دلیل حضرتِ اَفْصَحُ الْفُصَحَاءِ اَبْلَغُ الْبُلَغَاءِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے۔ آپؓ نے فرمایا،کہ جب تم یہودونصاریٰ سے جانورکے ذبح کرتے وقت غیراللہ کانام سن لو (کہ یہودونصاریٰ غیراللہ کے نام پرذبح کررہے ہیں)توپھراس جانورکے گوشت میں سے مت کھاؤ۔اورجب تم ان سے(جانورکوذبح کرتے وقت)غیراللہ کانام نہ سنو توپھراس مذبوحہ کاگوشت کھاؤ،کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کاذبح کیاہوا(مسلمانوں کیلئے)حلال کردیاہے اللہ انکے اقوال کوبہتر جانتاہے۔

وجہ استدلال اس قول سے یہ ہے۔

کہ اس عبارت میں صراحتایہ الفاظ موجود ہیں(یهلون لغیر الله)،سومعلوم ہواکہ اہل بمعنیٰ ذبح کے ہے اسکی دلیل اسی عبارت میں قد احل ذبائحهم کے الفاظ ہیں

﴿چودہواں جواب،ووجہ دوم﴾

(۱۴) اهل :درعرفِ عرب آں وقت بمعنیٰ ذبح آمدہ بدلیل قول امام المفسرین حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔وماأهل به لغیر الله اخرج ابن المنذرعن ابن عباس وماأهل قال ذبح(الیٰ آخرہ) درمنثور للعلامة السیوطی ثم الاعلام (۱۳)

عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُهِل) بمعنیٰ ذبح ہی آیاہے،اسکی دلیل حضرتِ امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کاقول ہے،حضرتِ ابن منذررضی اللہ عنہ حضرتِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ نے فرمایا(وَمَااُھِلَّ) کا معنیٰ (ذُبِحَ) ہے
☆۔۔۔۔۔۔۔وجہ استدلال اس قول سے یہ ہے کہ اس زمانے کے لوگوں کے عُرف میں(اُھِلَّ) بمعنیٰ ذبح تھا۔

﴿پندرواں جواب، ووجہ سوم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُھِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے(اُھِلَّ) کا معنی کرتے ہوئے حضرتِ امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۵) وَمَاذُبِحَ بِغَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَمَدًا فَاِنَّهُ رِجْسٌ حَرَامٌ .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ(وَمَااُھِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس جانور پر بوقت ذبح قصداً اللہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا سو اس جانور کا گوشت پلید اور اسکا کھانا حرام ہے۔تفسیر ابن عباس پارہ ۱۸ .سورۃ انعام رکوع ۱۸/۵ .(۱۲۶)پارہ ۶ مائدہ رکوع۵ / ۱(۸۹) پارہ ۱۴، نحل رکوع ۱۵/۲۱(۲۳۶)

☆۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ حضرتِ امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بنسبتِ دوسرے مفسرین کے افصح اللسان، ابلغ اللسان، اور تمام مفسرین سے زیادہ اعلم ہیں بحر العلم ہیں اپنی تفسیر میں چار جگہ (اُھِلَّ) کا معنیٰ ذبح کر رہے ہیں، معلوم ہوا کہ اُس وقت عرب کے عرفِ عام میں(اُھِلَّ) کا یہی معنیٰ رائج تھا، اس معنیٰ سے انکار جہالت پر مبنی ہے۔

﴿سولہواں جواب، ووجہ چہارم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُھِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے، دیکھئے حضرتِ امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور جمہور مفسرین نے(اُھِلَّ) کا معنیٰ ذبح ہی کیا ہے۔

(۱۶) ومعنیٰ ماأهل به لغير الله قال ابن عباس ماذبح للاصنام و ذكر عليه غير اسم الله وهو قول جمهور المفسرين .تفسير الواقدى .سورة مائدة.

(وَمَااُھِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) کا معنیٰ کرتے ہوئے حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں(ماذبح للاصنام و ذكر عليه غير اسم الله) کہ اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے جو بتوں کے نام ذبح کیا گیا ہو۔

(خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس جانور پر بوقتِ ذبح)غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو(اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے)۔جمہور مفسرین کا بھی یہی قول ہے۔

☆۔ حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اورجمہورمفسرین کاقول ہی میرااستدلال ہے۔ نیزیہ بات بھی خوب واضح ہوگئی کہ اس زمانے میں عرب کے عرف میں(اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی رائج وشائع تھا۔

﴿سترواں جواب،ووجہ پنجم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیاہے۔ دیکھئے حضرتِ مجاہدتابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(۱۷) واخرج ابن ابی حاتم عن ابی مجاهد و مااهل قال ماذبح لغیر الله .
درمنثور للعلامة السیوطی ثم الاعلاء(۱۳).

حضرت ابن ابی حاتم حضرتِ مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں،آپؓ نے فرمایاکہ (مَااُهِلَّ) کامعنیٰ(ماذبح لغیر الله)ہے،یعنی وہ جانورجوغیراللہ کے نام ذبح کیاگیاہو اسکا گوشت کھانا حرام ہے)

﴿اٹھارواں جواب،ووجہ ششم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیاہے۔ دیکھئے حضرتِ ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(۱۸) قال الربیع بن انس یعنی ماذکرعند ذبحه اسم غیر الله(الیٰ قوله)وکان الکفار اذاذبحوا لألهتهم یرفعون اصواتهم بذکرهافجریٰ ذلک من امرهم حتیٰ قیل لکل ذابح وان لم یجهرمهل. تفسیرمظهری ثم الاعلاء(۱۳)

حضرتِ ربیع بن انس رضی اللہ عنہ(مَااُهِلَّ)کامعنیٰ کرتے ہوئے فرماتے ہیں،کہ (مَااُهِلَّ) کامعنی یہ ہے،(ما ذکرعند ذبحه اسم غیر الله کہ وہ جانورجس پربوقت ذبح غیراللہ کا نام لیا گیا ہو)(سو ایسے جانورکاگوشت کھاناحرام ہے الیٰ قولہ) کافرجب اپنے بتوں کیلئے ذبح کرتے تھے تو(بوقتِ ذبح)اپنی آوازوں کوبتوں کانام لیکربلندکرتے(یعنی اپنے خداؤں کانام لیکرذبح کرتے)یہاں تک کہ یہ عادت اتنی عام،رائج،وشائع ہوگئی کہ ہرذبح کرنے والے کو((مُهِلٌ)بوقتِ ذبح آواز بلند کرنے والا)کہاجانے لگا،اگرچہ وہ جہربھی نہ کرتا تب بھی اسکو(مُهِلٌ) کہاجاتاتھا۔

☆۔۔وجہ استدلال صاف ظاہرہے اس عبارت میں یہ الفاظ(یعنی ماذکرعند ذبحه اسم

غیر الله)اوریہ الفاظ،(وکان الکفار اذاذبحوا لألهتهم)اوریہ الفاظ(حتیٰ قیل لکل ذابح، مُهِلٌ)ہیں،ترجمہ اوپرگذرگیا۔ نیز الفاظ مذکورہ اس بات کوواضح کررہے ہیں کہ عرب کے عرفِ عام میں اس زمانے مین(اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی رائج وشائع تھا۔

﴿انیسواں جواب، ووجہ ہفتم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیاہے،دیکھئے حضرتِ ابی العالیہؒ فرماتے ہیں

(۱۹)**واخرج ابن ابی الحاتم عن ابی العالیة وماأهل به لغیر الله یقول ماذکرعلیه اسم غیر الله.** درمنثور للعلامةالسیوطی ثم الاعلاء(۱۳)

حضرت ابن ابی حاتم حضرتِ ابی العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں،آپؓ نے فرمایا کہ(وَ مَااُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِاللّٰهِ) کا معنیٰ (**ماذکرعلیه ا سم غیرا لله**)یعنی وہ جانورجوغیراللہ کے نام ذبح کیا گیاہو(اسکا گوشت کھانا حرام ہے)

☆۔۔۔وجہ استدلال اظہرمن الشمس ہے جویہ ہے(**ماذکرعلیه اسم غیر الله**) یعنی وہ جانورجو غیراللہ کے نام ذبح کیا گیاہو،معلوم ہواکہ(وَمَااُهِلَّ) کا معنیٰ ذبح ہی ہے۔

دلیل ملاحظہ ہو

قول النبی ﷺ لعن الله من ذبح لغیر الله تعالیٰ.

رسول کریم ﷺ نے فرمایااللہ کی لعنت ہواس پرجس نے اللہ کانام چھوڑکرکسی اورکا(نام لیکر)ذبح کیا

﴿بیسواں جواب، ووجہ ہشتم﴾

(۲۰) عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیاہے۔
دیکھئے حضرتِ علامہ شہاب الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔کہ علامہ بیضاوی کا یہ فرمانا

وماأهل به لغیر الله ای رفع به الصوت عندذبحه (الیٰ آخره) بیضاوی)

اوروہ جانورجوغیراللہ کیلئے ذبح کیاگیایعنی جس پربوقت ذبح آوازبلندکیاگیا ہو۔

علامہ شہاب الدین رحمت اللہ فرماتے ہیں

ای هذااصله ثم جعل عبارة عماذبح لغیر الله . حاشیة بیضاوی للشهاب الدین.

کہ حضرت علامہ بیضاوی نے جومعنیٰ کیاہے(آوازبلندکرنا)یہ لغوی معنیٰ ہے،مگر(زمانے کے گذرنے کیساتھ ساتھ کثرتِ استعمال کے بنا)اسے(**ذبح لغیر الله**)سے تعبیرکیا گیا۔یعنی وہ

جانور جو غیر اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو (اس کا گوشت کھانا حرام ہے)

﴿اکیسواں جواب، ووجہ نہم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے۔

دیکھئے حضرتِ صاحب روح البیان، وخازن، ومعالم، رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔

(۲۱) ای وحرم مارفع بہ الصوت عندذبحہ للصنم واصل الاھلال رفع الصوت وكانوااذاذبحوا لألهتهم يرفعون اصواتهم بذكرها ويقولون باسم اللات والعزىٰ فجرىٰ ذلک من امرهم حتىٰ لكل ذابح مهل .تفسیرروح البیان والخازن والمعالم.

کہ حرام ہے اس (جانور کا گوشت کھانا) جس پر بوقتِ ذبح بت کا نام لیا گیا ہو، اہلال کا لغوی معنیٰ ہے آواز بلند کرنا، اور کافر ومشرک جب اپنے بتوں کیلئے ذبح کرتے تو انہی کا نام لیکر آوازوں کو بلند کرتے، اور (ذبح کرتے وقت یوں کہتے **باسم اللات والعزیٰ**) لات اور عزیٰ کے نام، سو یہ (عادت ایسی عام ہوئی) کہ ہر ذبح کرنے والے کو (مُهِلٌّ) کہا جانے لگا (مُهِلٌّ) واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے اسکا معنیٰ ہے بوقتِ ذبح آواز بلند کرنے والا۔مترجم)

﴿بائیسواں جواب، ووجہ دہم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے۔

دیکھئے حضرتِ صاحبِ تفسیر معالم التنزیل، فرماتے ہیں۔

(۲۲) وما اهل به لغير الله اى ذبح للاصنام والطواغيت واهل والاهلال رفع الصوت وكانوا اذا ذبحوا الألهتهم يرفعون اصواتهم بذكرها فجرىٰ ذالک من امرهم حتىٰ قيل لكل ذابح مهل . تفسير معالم التنزيل .

(مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) کا معنیٰ (**ای ذبح للاصنام**) یعنی وہ جانور جو بتوں وشیاطین کے نام ذبح کیا گیا ہو (اسکا گوشت کھانا حرام ہے (اُهِلَّ) اور (اهلال) کا معنیٰ ہے (جانور پر بوقتِ ذبح) آواز بلند کرنا۔کافر ومشرک جب اپنے بتوں کیلئے ذبح کرتے تو انہی کا نام لیکر آوازوں کو بلند کرتے، اور (ذبح کرتے وقت یوں کہتے، **باسم اللات والعزیٰ**) لات اور عزیٰ کے نام سو یہ (عادت ایسی عام ہوئی) کہ ہر ذبح کرنے والے کو (مہل) کہا جانے لگا۔

﴿تیسواں جواب، ووجہ یازدہم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے۔

دیکھئے حضرت صاحبِ تفسیر فتح البیان، فرماتے ہیں۔

ماذبح للاصنام و الطواغیت وصیح فی ذبحہ. فتح البیان

کہ (وَ مَااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) کا معنیٰ (**ماذبح للاصنام و الطواغیت**) ہے (وہ جانور جو) بتوں، وشیاطین کیلئے ذبح کیا گیا ہو، اور ذبح کرتے وقت انہی (بتوں اور شیاطین) کا نام بلند کیا ہو

﴿چوبیسواں جواب، ووجہ دوازدہم﴾

اس باب میں اَحادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں

عن علی رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ تعالیٰ من ذبح لغیر اللہ تعالیٰ
حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے سوا کسی اور کیلئے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اخرجہ مسلم واحمدوابوداود، والنسائی، ثم سبل الاصفیاء. (۴۱)
میں کہتا ہوں۔ کہ یہ حدیث (وَ مَااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) کی تفسیر ہے۔

﴿پچیسواں جواب، ووجہ سیزدہم﴾

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت قال النبی ﷺ یاعائشة هلمنی بالمدیة ثم قال استشحذیها بحجر ففعلت ثم اخذها واخذ الکبش فاضجعه ثم ذبحه (ای اراد ذبحه) ثم قال بسم اللہ اللهم تقبل من محمد ومن آل محمدومن امة محمدثم ضحیٰ به .
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسولِ کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا! عائشہ! چھری دو پھر فرمایا (عائشہ چھری) پتھر سے خوب تیز کرکے دے دو، میں نے حکم کی تعمیل کی، پھر نبی کریم ﷺ نے دنبے کو زمین پر لٹا کر (ذبح کرنے کا) ارادہ فرمایا پھر (یوں دعا کی) **بسم اللہ اللهم تقبل من محمد** (ﷺ) **ومن آل محمد** (ﷺ) **ومن امة محمد** (ﷺ)، اللہ کے نام سے، یااللہ مجھ محمد (ﷺ) کی جانب سے اور میری آل کی جانب سے اور میری (جمیع) امت کی جانب سے (یہ قربانی) قبول فرما۔ رواہ مسلم وابوداود.
☆۔۔وجہ استدلال یہ ہے، کہ دیکھو اللہ کے رسول جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ نے ذبح سے پہلے اس جانور پر اپنا اور اپنی اولا، وجمیع امت کا نام بلند کیا (کیا) وہ جانور حرام ہوا؟
(جواب ہے) اس جانور کا گوشت حرام نہیں ہوا بلکہ حضور پرنور ﷺ کے ہاتھوں کا ذبح ہوا ہوا جانور تو اور بھی طیب ہو گیا اور اس گوشت میں تو ہر حیثیت سے برکتیں آ گئیں۔

معلوم ہوا کہ ذبح سے پہلے اگر اللہ کے سواکسی اور کانام بلند کیا جائے (کسی کے نام سے منسوب کیا جائے) اور بوقتِ ذبح بسم اللہ، اللہ اکبر کہا تو اس جانور کا گوشت کھانا حرام نہیں ہوتا اگر ذبح سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی کا نام لینے سے وہ جانور مطلقاً حرام ہوتا تو نبی کریم ﷺ نے جس جانور کو ذبح کیا وہ جانور بھی حرام ہوتا حالانکہ ایسا ہرگز نہیں، سو جب تالی باطل ،تو مقدم بھی باطل

﴿چھبیسواں جواب، ووجہ چہاردہم﴾

عن جابربن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنهماقال قال رسول الله ﷺ حین ذبح الاضحیة اللهم منک والیک عن محمد وامته بسم الله والله اکبرثم ذبح .

رواه احمد،وابوداود،جلد۲(۳۰) وابن ماجه،والدارمی،وقال فی المرقات قال ابن حجرصححه الحاکم.

حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اکرم ﷺ جب جانور ذبح کررہے تھے تو (یوں دعا کی) یااللہ (یہ جانور) تیرا عطیہ ہے اور تیرے لیے ہی (میں نے قربانی کی) جو مجھ محمد (ﷺ) اور (میری) امت کی جانب سے ہے (پھر) **بسم الله الله اکبر** کہتے ہوئے (جانور) کو ذبح کیا۔ ☆۔۔وجہ استدلال **بعینه** اوپر گذر گیا۔

﴿ستائیسواں جواب، ووجہ پانزدہم﴾

(۲۷) **قال ابن عباس وماذبح بغیراسم الله تعالیٰ عمدا فانه رجس حرام .**

تفسیرابن عباس. پاره ۸ .سورة انعام .وتفسیرابن عباس. پاره ۶ (۲۱)سورة مائدة.(ص،۲۹) وپاره ۱۴ .سوره نحل(ص. ۲۳۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (وَمَآاُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس جانور پر بوقت ذبح قصداً اللہ کے نام کے سواکسی اور کانام لیا گیا سو اس جانور کا گوشت پلید اور اسکا کھانا حرام ہے۔

﴿اٹھائیسواں جواب، ووجہ شانزدہم﴾

(۲۸)**(وَمَآاُهِلَ لِغَیْرِاللّٰهِ بِهٖ)ای رفع الصوت لغیرالله عند ذبحه کقولهم باسم اللات والعزیٰ.** ابوالسعود جلد۳.سوره مائدة.(ص. ۵۲۱)

(وَمَآاُهِلَ لِغَیْرِاللّٰهِ بِهٖ) سے مراد (**رفع الصوت لغیرالله عند ذبحه**) ذبح کیوقت آواز بلند کرنا جیسے کہ مشرکین جانور ذبح کرتے وقت یوں کہا کرتے تھے (**باسم اللات و العزیٰ**)

لات،اورعزیٰ کے نام۔

﴿انتیسواں جواب،ووجہ ھفدھم﴾

(۲۹)(وماأهل لغير الله به)والاهلال رفع الصوت ومنه يقال اهل فلان بالحج اذالبیٰ، ومنه استهل الصبى وهو صراخه اذاولد،وكانوايقولون عندالذبح باسم اللات والعزىٰ فحرم الله تعالىٰ ذلك. كبيرجلد۳.سورہ مائدة.(ص.۵۲۴)

(وَمَآاُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ)یہاں اہلال بمعنیٰ(رفع الصوت) ہے یعنی آوازبلند کرنا۔جیسے کہ حاجی جب تلبیہ پڑھتے ہوئے آوازبلند کرتا ہے(توعرب کے لوگ کہتے ہیں)(اهل فلان بالحج)فلاں نے حج کیلئے تلبیہ کیساتھ آوازبلندکی،یاجب کسی بچے کی بوقتِ ولادت چیختے ہوئے آوازبلندہوتی ہے تو(عرب کے لوگ کہتے ہیں استهل الصبى)آوازبلندکی بچے نے، اورجب مشرکین،لات، وعزیٰ، کانام لیکرذبح کرتے تواللہ تعالیٰ نے اس(جانورکے گوشت کی)حرمت کاحکم فرمایا۔

﴿تیسواں جواب،ووجہ ہشتدہم﴾

(۳۰)اوفسقا اى خروجا من الدين الذى هوكالحيوٰة المطهرة (اهل) اى صوت فيه باسم (لغير الله به) اى بسبب ذبحه فانه لوقرن به اسم الله لايؤثرمعه فى التطهير.
تبصيرالرحمن .سورة انعام ۔(ص۔۲۴۰)

(اَوْفِسْقًا) کامعنیٰ کرتے ہوئے صاحبِ تفسیرتبصیرالرحمٰن فرماتے ہیں کہ فِسْقًاکامطلب ہے، دین سے نکلنا،حالانکہ دین(اسلام)کی مثال تو(ہمارے لیئے)پاکیزہ زندگی کی ہے(اُهِلَّ) کامطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں(اَىْ صُوِّتَ فِيْهِ) یعنی آوازبلند کرنا غیراللہ کیلئے (اَىْ بِسَبَبِ ذَبْحِهٖ) اس جانور کے ذبح کے سبب،اپنی گفتگو کاخلاصہ بیان کرتے ہوئے علامہ لکھتے ہیں،سواگر(بوقتِ ذبح بتوں کے)نام کیساتھ اللہ تعالیٰ کانام بھی ملاکرآوازبلند کرے(تب بھی اس جانورکاگوشت کھاناحرام ہے اس لئے)کہ(بتوں کے نام کے ساتھ اگرچہ ذبح کرنے والا)اللہ کانام لے تب بھی وہ ذبیحہ کی حلت کیلئے مؤثرنہیں۔

﴿اکتیسواں جواب،ووجہ نوازدہم﴾

(۳۱) قوله تعالىٰ: (الفسق) وهوالذى اهل به لغيرالله . كبيرجلد۳.سورہ مائده.(۱۶۱)
صاحبِ تفسیرکبیر(الفسق)کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ(الفسق)کامطلب ہے

(وهو الذی اهل به لغیر اللہ)
وہ جانور جس پر بوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔
﴿بتیسواں جواب، ووجہ بستم﴾

(۳۲) قولہ تعالیٰ (اولفسق) اھل لغیر اللہ بہ وھو منسوق علیٰ قولہ (الا ان یکون میتة او دما مسفوحا) فسمی مااھل لغیر اللہ بہ. فسقا لتوغلہ فی باب الفسق.
تفسیر کبیر. سورۃ نحل جلد۵. (۳۵۶)
صاحبِ تفسیر کبیر سورہ نحل میں (الفسق) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (الفسق) کا مطلب ہے (وہ جانور جس پر بوقتِ ذبح) غیر اللہ کا نام لیا جائے، اور فسقاً کا (الا ان یکون میتة او د ما مسفوحا) پر عطف ہے، اسی بناء پر ما اھل لغیرا اللہ بہ کو فسق (گناہ) کہا گیا کیونکہ اس میں فسق کی انتہاء ہے۔

﴿تینتیسواں جواب، ووجہ بست ویکم﴾
صاحبِ تفسیر کبیر فرماتے ہیں۔

(۳۳) ثم قال وماذبح علی النصب وھو احد الاقسام الداخلة تحت قولہ تعالی (وما اھل لغیر اللہ بہ) تفسیر کبیر سورہ نحل. جلد۲ (ص. ۳۵۶)
اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا (وماذبح علی النصب) اور وہ جانور جو بتوں کے تھان پر ذبح کیا گیا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے حکم میں داخل ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (وما اھل لغیر اللہ بہ) وہ جانور جو بتوں کے تھان پر ذبح کیا جائے یا اس پر بوقتِ ذبح غیر اللہ کا نام پکارا جائے اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

﴿چونتیسواں جواب، ووجہ بست ودوم﴾

(۳۴) (انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ) تعلیل لحل ماامرھم باکلہ ممارزقھم ای انما حرم ھذہ الاشیاء دون ماتزعمون حرمتہ من البحائر والسوائب ونحوھا. ابو السعود جلد ۱. سورہ نحل. (ص. ۴۸۰)
بیشک حرام کیا گیا تم پر مردار (جانور کا گوشت کھانا) اور (بہتا) خون، اور خنزیر کا گوشت (کھانا) اور وہ جانور (جس پر بوقتِ ذبح غیر خدا کا نام) پکارا گیا ہو، یہ آیت ان اشیاء کے

کھانے کے جواز کی دلیل ہے جواشیاءِ معدودہ کے علاوہ اللہ نے کھانے کوعطافرمائیں ہیں،یعنی مذکورہ معدودہ اشیاء تم پر حرام ہیں سوائے ان جانوروں کے جنہیں تم نے بزعم خودحرام ٹھہرائیں ہیں، جیسے،بحیرہ،اورسائب۔
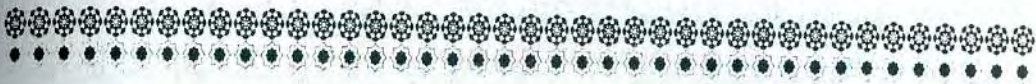
﴿پنتیسواں جواب،ووجہ بیست وسوم﴾

(۳۵)قال فی الجمل(والباء) بمعنیٰ (فی) ولابد من حذف مضاف،ای فی ذبحه لان المعنیٰ وماصیح فی ذبحه لغیر الله تعالیٰ. جمل.سورہ بقرۃ.

صاحبِ جمل رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں(به) میں(با) بمعنیٰ (فی) کے ہے،اور یہاں مضاف الیہ محذوف ہے(جویہ ہے ای فی ذبحہ) کیونکہ آیت کامعنیٰ یہ ہے کہ اس(جانورکا گوشت حرام ہے)جس پر بوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے سواکسی اورکانام لیاگیا۔

﴿چھتیسواں جواب،ووجہ بست وچہارم﴾

صاحبِ جلالین فرماتے ہیں

(۳۶) **ای ذبح علی اسم غیره .** جلالین .سورہ بقرۃ.

(وَمَااُهِلَّ لِغَيْرِاللّٰهِ بِهٖ)کامعنیٰ ہے وہ جانور(حرام ہے)جواللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اور کے نام پرذبح کیاگیاہو۔

﴿سینتیسواں جواب،ووجہ بست وپنجم﴾

صاحبِ تفسیرِخازن فرماتے ہیں

(۳۷) **وماذبح للاصنام والطواغیت .تفسیرخازن .سوره بقرة.**

وہ جانور(حرام ہے)جوبتوں اورشیاطین کے نام ذبح کیاگیا

﴿اڑتیسواں جواب،ووجہ بیست وششم﴾

صاحبِ تفسیرمدارک فرماتے ہیں

(۳۸) **ای ذبح للاصنام. تفسیرمدارک.** سورہ بقرۃ.

(حرام ہے اس جانورکاگوشت کھانا)جوبتوں کیلئے ذبح کیاگیاہو

﴿انتالیسواں جواب، ووجہ بیست و ہفتم﴾

صاحبِ تفسیر بیضاوی فرماتے ہیں

(۳۹) ای رفع به الصوت عند ذبحه للصنم. بیضاوی. سوره بقرة.

(حرام ہے اس جانور کا گوشت کھانا) جس پر بوقتِ ذبح بت کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿چالیسواں جواب، ووجہ بیست و ہشتم﴾

تفسیر بیضاوی کے محشی رحمت الله علیه فرماتے ہیں

(۴۰) ومعنی وَمَااُهِلَ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ذکر علیه بغیر اسم الله واقام الصنم مقام غیر الله

حاشیه بیضاوی. سوره بقرة.

(وَمَااُهِلَ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) کا معنیٰ یہ ہے کہ (اس جانور پر) اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام لیا جائے (اس طرح کہ) الله، کے بجائے (صنم) بت کا نام لیا جائے۔

﴿اکتالیسواں جواب، ووجہ بیست و نہم﴾

صاحب تفسیر سراج المنیر فرماتے ہیں

(۴۱) ای ذبح علی اسم غیره. تفسیر السراج المنیر. سورة بقرة..

(حرام ہے اس جانور کے گوشت کا کھانا) جس پر بوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿بیالیسواں جواب، ووجہ سی﴾

حضرتِ ابوالسعودؒ فرماتے ہیں

(۴۲) ای رفع الصوت عند ذبحه للصنم. ابوالسعود. سورة بقرة. جلد ۱. (ص. ۳۹۳)

(حرام ہے اس جانور کے گوشت کا کھانا) جس پر بوقتِ ذبح بت کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿تینتالیسواں جواب، ووجہ سی ویکم﴾

(۴۳) واخرج جریر عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما. یعنی وما اهل للطواغیت

حضرتِ جریر سیدنا عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں (حرام ہے اس جانور کا گوشت) جس پر بوقتِ ذبح شیاطین کا نام لیا گیا ہو۔ درمنثور.

﴿چوالیسواں جواب،ووجہ سی ودوم﴾

صاحبِ تفسیر سراج المنیر فرماتے ہیں

(۴۴) ومااهل لغیر الله به ای رفع الصوت به لغیر الله بان ذبح علیٰ اسم غیره کہ (وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) یعنی ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اورکانام بلند کرنا (سو ایسے جانورکا گوشت کھاناحرام ہے جس جانورپر بوقتِ ذبح اللہ کے نام کے سواکسی اور کا نام لیاجائے).التفسیر السراج .سورة المائدة

﴿پینتالیسواں جواب،ووجہ سی وسوم﴾

صاحبِ جلالین فرماتے ہیں

(۴۵) وماا هل به بان ذبح علیٰ اسم غیره.جلالین .سورة المائدة.

(وماا هل به) کامعنیٰ ہے(جب جانور)اللہ کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام ذبح کیاجائے (تو ایسے جانورکا گوشت کھاناحرام ہے)

﴿چھیالیسواں جواب ووجہ سی وچہارم﴾

صاحبِ تفسیر بیضاوی فرماتے ہیں

(۴۶) ای رفع الصوت لغیر الله به .بیضاوی .سورة المائدة

(حرام ہے اس جانورکا گوشت کھانا)جس پر(بوقتِ ذبح)اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اور کانام پکاراگیاہو۔

﴿سینتالیسواں جواب ووجہ سی وپنجم﴾

صاحبِ تفسیر مدارک لکھتے ہیں

(۴۷) ای رفع الصوت به لغیر الله .مدارک ،سورة المائدة

(ای رفع الصوت به)(حرام ہے اس جانورکا گوشت کھانا)جس پر (بوقتِ ذبح)اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اورکانام پکاراگیاہو۔

﴿اڑتالیسواں جواب و وجہ سی وششم﴾

صاحبِ تفسیر خازن لکھتے ہیں

(۴۸) یعنی ماذکر علی ذبحه غیر اسم الله.تفسیرخازن .سورة المائدة.

(حرام ہے اس جانور کا گوشت کھانا) جس پر (بوقتِ ذبح) اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿اونچاسواں جواب ووجہ سی وہفتم﴾

صاحبِ تفسیر روح البیان لکھتے ہیں

(۴۹)(وَمَااُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) وذلک هوالذبح على اسم الاوثان قاله الامام،
(وَمَااُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) کامعنیٰ یہ ہے (کہ جانور) بتوں کے نام ذبح کیاجائے (حرام ہے اس جانور کا گوشت کھانا) روح البیان. سورة المائدة

﴿پچاسواں جواب ووجہ سی وہشتم﴾

صاحبِ عینی شارح بخاری لکھتے ہیں

(۵۰)وَمَااُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ذكر عليه غيراسم الله من اسماء الاوثان وكل اسم سوى الله عزوجل. عینی البخاری.
(وَمَااُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) کامعنیٰ یہ ہے (کہ جس جانور پر بوقتِ ذبح) بتوں کا نام لیاجائے نیز (بوقتِ ذبح) اللہ کے نام کے سواکسی اورکا نام لیاجائے (تب بھی اس کا گوشت کھانا حرام ہے)

﴿اکیاونواں جواب ووجہ سی ونہم﴾

صاحبِ تفسیر واقدی لکھتے ہیں

(۵۱)ومعنیٰ ،وَمَااُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ قال ابن عباس ماذبح للاصنام وذكر عليه غيراسم الله تعالىٰ وهو قول جمهور المفسرين. تفسيرالواقدی. سورة المائدة.
حضرتِ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا (وَمَااُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) کامعنیٰ یہ ہے (کہ جو جانور) بتوں کے نام ذبح کیاجائے (اس کا گوشت کھاناحرام ہے اس لئے) کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا (بلکہ بت جوغیراللہ ہیں کا نام لیا گیا)

﴿باونواں جواب ووجہ سی وچہلم﴾

(۵۲)اصل الاهلال رفع الصوت وذلک لان العرب فی الجاهلية كانوايذكرون و يقولون برفع الصوت اسماء اصنامهم عندالذبح لألهتهم فيقولون باسم اللات والعزىٰ اذاذبحوا
.هذا ملتقط، هذه الكتب جلالين ،وخازن،ومدارک،والسراج المنير،وجمل، وبيضاوی،وابوالسعود،سورة بقرة

تقریباسات مفسرین کرام نے لکھا کہ (الاھلال) کالغوی معنیٰ ہے آواز بلند کرنا کیونکہ زمانہ جہالت میں عرب کے رہنے والے جانور کے ذبح کرتے وقت بلندآواز سے اپنے بتوں کانام لیتے اور یوں کہتے (باسم اللات والعزیٰ) لات اورعزیٰ کے نام۔

﴿تریپنواں جواب ووجہ سی وپچھلم ویک﴾

(۵۳) فحرم الله تعالیٰ ذلک بهذه الآية وبقوله تعالیٰ (ولاتأكلوا ممالم يذكر اسم الله عليه) خازن ،ومعالم سورة مائدة.

(سووہ جانورجن پربوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اورکانام لیاجائے) سواس (کاگوشت کھانا) اللہ نے حرام کردیااس آیت کے ساتھ (ولا تأكلوا ممالم يذكر اسم الله عليه) اور نہ کھاؤاس (جانورکے گوشت) سے جس پر (بوقتِ ذبح) اللہ کانام نہ لیاگیاہو۔

سوال

(اے سنیوں) اگر اھل کامعنیٰ ذبح کیاجائے تب بھی تمہارامدعا ثابت نہ ہوگا کیونکہ اگراھل کامعنیٰ ذبح کیاجائے توزیادہ سے زیادہ معنیٰ ومطلب یہی ہوگا (ذبح لغير الله) جوجانور غیراللہ کے لئے ذبح کیاجائے (اس کاگوشت کھانا حرام ہے) سوہم بھی تویہی کہتے ہیں کہ جوجانورغیراللہ کے لئے ذبح کیاجائے اس کاگوشت کھانا حرام ہے،اس لئے اگرتم اھل کامعنیٰ ذبح لغير الله کربھی لوتب بھی تمہارامدعاثابت نہیں۔

اسکے تین جوابات ہیں

پہلاجواب:یہ ہے۔۔جی ہاں اگرعبارت یوں ہو کہ (ذبح لغير الله) کہ جوجانورذبح کیاجائے اللہ کے نام کے سواکسی دوسرے کانام لیکربوقتِ ذبح،یاامیرکانام لیکر (ذبح للامير) یااللہ تعالیٰ کے سوا (ذبح لتقرب غير الله) کسی دوسرے کے تقرب کیلئے ذبح کیا تویقیناًوہ جانورحرام ہوجاتاہے۔دیکھئے

﴿علامہ نووی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۱) قوله صلى الله عليه وسلم لعن الله من ذبح لغير الله .مسلم شريف.

واماالذبح لغير الله فاالمرادبه ان يذبح لغير الله كمن ذبح للصنم اولصليب اولموسىٰ عليه السلام اولعيسىٰ عليه السلام اوللكعبة اونحوها .شرح السلم للنوویؒ

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایاہے کہ اللہ کی لعنت ہواس پر جواللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اور کے نام (جانورذبح) کرے، رہا (واماالذ بح لغیر الله) ذبح لغیر اللہ تواسکا معنیٰ یہ ہے کہ ذبح کیا جائے (جانور) اللہ تعالیٰ کے سواکسی دوسرے کیلئے، جیسے بتوں (کا نام لیکر ذبح کیا جائے) یا صلیب کیلئے، یاموسیٰ علیہ السلام کا نام (بوقتِ ذبح پکارا جائے) یاعیسیٰ علیہ السلام کا نام (بوقتِ ذبح پکارا جائے) یا کعبہ شریف کا نام (بوقتِ ذبح پکارا جائے تویقیناً اس جانور کا گوشت حرام ہے)

سبحان اللہ! امام نووی رحمت اللہ علیہ نے کیاخوب تشریح کی اب بھی اگروہابی نہ سمجھے تو وہ جاہل مرکب ہے یاحق سے روگردانی کرنے والا ہے، العیاذ باللہ (اللہ انکی جہالت سے محفوظ فرمائے)

﴿دوسراجواب یہ ہے﴾

علامہ نیشاپوری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

اماالذ بح لغیر الله تعالیٰ فالمراد به ان یذ بح باسم غیرالله کمن ذ بح للصنم

.نیشاپوری. ثم فتاویٰ عزیزیه جلد ۱. (ص. ۲۲)

ذبح لغیرا لله کا مطلب یہ کہ جب (جانور) غیراللہ کے نام ذبح کیا جائے جیسے کہ کوئی (مشرک جانور) ذبح کرتا ہے بت کیلئے۔

سبحان اللہ! کیاخوب تشریح کی ان بزرگوں نے، اب بھی اگروہابی نہ سمجھے تو پھرازلی بدبخت ہے، العیاذ باللہ (اللہ انکی جہالت سے محفوظ فرمائے)

آنکس کہ نداند، ونداند، کہ نداند۔

درجہل مرکب ابدالدھر، بماند۔

﴿تیسراجواب یہ ہے﴾

علامہ شامی رحمت اللہ علیہ درمختار میں لکھتے ہیں

لانسیئ الظن بالمسلم انه یتقرب الی الآدمی لهذاالنحو. درمختار.

ای علی وجه العبادة لانه المکفروهذابعیدمن حال المسلم. ردالمحتار

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ ہم کسی مسلمان کے بارے یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ مسلمان

کسی انسان کے تقرب کیلئے (ذبح) کریگا۔درمختار کے شارح صاحبِ ردالمحتار اسکی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ تقرب کا مطلب یہ ہے کہ (جانور کواللہ کے سوا کسی کیلئے) تقرب یعنی عبادت کی نیت سے ذبح کرے حالانکہ ایسا کرنے والا (جانور کو اللہ کے سوا کسی کیلئے) ذبح کرنا کفر ہے جبکہ یہ بات حالِ مسلم سے بعید (کوسوں دور) ہے (مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کروں نعوذ باللہ)

﴿تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے﴾

تمام عبارات اس بات پر محمول ہیں کہ وہ جانور جس پر بوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی دوسرے کا نام لیا جائے حرام ہے۔اوروہ جانور جس پر بوقتِ ذبح اللہ کا نام پکارا جائے اوراسکا ثواب کسی نبی علیہ السلام، یا کسی ولی اللہ کو یا والدین یا پیرومرشد کو بخشے، جائز، حلال، و پاک، ہے۔اولیاء اللہ کیلئے جولوگ نذر مانتے ہیں انکی مراد بھی سوائے ایصالِ ثواب کے اور کچھ نہیں لہذا ان پر کفر وشرک کے فتوے لگانا صحیح نہیں۔

﴿نسبت اور تشہیر سے حرمت لازم نہیں آتی﴾

نسبت سے مراد(جانورکوذبح سے پہلے انبیاء کرام علیھم السلام یااولیاء کرام میں سے کسی ولی کے نام سے منسوب کرنا(تشہیر سے مرادذبح سے پہلے یابعد اس جانورکوکسی کے نام سے مشہور کرنا جیسے یہ جانور فلاں کاہے(حرمت لازم نہیں سے مراد،یہ کہ اگرذبح سے پہلے منسوب یاکسی کے نام سے مشہور کرلیا اورپھر بوقتِ ذبح بسم اللہ اللہ اکبرکہکرذبح کیا تواس جانورکا گوشت کھاناحرام نہیں۔تعلیق۔مترجم)

سوال

اگرکوئی مسلمان کسی جانورکو ذبح سے پہلے سیدناعلی ترمذی پیربابارحمت اللہ علیہ یا(کاکاصاحب) رحمت اللہ علیہ یاسیدناغوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نام منسوب کرے سو اس جانورکاگوشت کھانا حرام ہے کیونکہ اس شخص نے مذکورہ بالابزرگوں کواپنامعبودسمجھا۔یہی حال نذرماننے والوں کاہے کہ اگران سے کہاجائے کہ اس جانورکے بدلے بازارسے گوشت لے آ،اورمرحوم کوایصالِ ثواب کر،اس لئے کہ دونوں کاثواب یکساں ہے تووہ شخص اس پر راضی نہیں۔ ثابت ہواکہ یہ ذبح غیراللہ کیلئے ہے جوشرک ہے،جسکی وجہ سے اس جانورکاگوشت حرام ہوجاتاہے۔

جواب

میں کاتب الحروف کئی وجوہ سے اس اعتراض کاجواب دیتاہوں۔
پہلی بات تویہ ہے کہ ذبح سے پہلے یابعدمیں جانورکوکسی ولی کے نام منسوب کرنا نہ شرک ہے نہ اس نسبت سے اس جانورکاگوشت حرام ہوتاہے،نہ کوئی مسلمان اس ذبح سے تقرب الی اللہ چھوڑکر تقرب الی الانسان کی نیت کرتاہے بلکہ اس ذبح سے ذابح کی مراد صرف ایصالِ ثواب ہے۔پھرشرک اور حرمت کاحکم کیونکرہوسکتا۔

سوال کے شق نمبردوکاجواب۔

دوسرے شق کاجواب یہ ہے کہ نذرکرنے والانہ توتقرب الی الانسان کی نیت کرتاہے نہ کچھ اور نیت سوائے اس کے کہ ناذر(نذرکرنے والا مسلمان)اللہ تعالیٰ کے لئے ذبح

اورولی کے روح کوایصالِ ثواب کی نیت کرتاہے سواس میں قباحت کیا ہے۔پھر یہ سوال کہ بازار سے تیار گوشت لانے پر تیار نہیں اسکاجواب یہ ہے کہ وہ مسلمان بیک وقت دو ثوابوں سے محروم رہنانہیں چاہتا،

(۱) ایک تو یہ ہے کہ جب ذبح اللہ کیلئے کرتاہے،تواسے اس ذبح کاثواب مل جاتاہے جب کہ بازار سے تیار گوشت لانے میں اس ثواب سے محروم رہ جاتاہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ وہ صدقہ کرتاہے،اگر بازار سے گوشت لاکرپکاکرمسکینوں فقیروں کوکھلائے گا توصدقہ کاثواب تومل جائے گامگرذبح کے ثواب سے محروم ہوجائے گا۔جیسے قربانی میں یہی صورت موجود ہے ۔

دیکھئے صاحبِ عنایة فرماتے ہیں۔

(۱)التضحية فيهاافضل من التصدق بثمن الاضحية لان فيهاجمعابين التقرب باراقة الدم و التصدق و الجمع بين القربتين افضل .ملخصا عناية

ایامِ قربانی میں اس(جانورکی)قیمت صدقہ کرنے سے قربانی کرناہی افضل ہے۔

کیونکہ اس صورت میں دوثواب ہیں ایک تقرب الی الله (اللہ سے قربت کیلئے)خون بہانا دوسرا صدقہ کرنا۔لہذا دونوں حسنات کوجمع کرناافضل ہے۔

☆۔۔تیسری وجہ یہ ہے،کہ ناذر(نذرکرنے والے)نے جوجانورکسی ولی کے نام منسوب ومشہورکرلیا ہے،اب اسکے بدلنے سے اللہ کے اولیاء کہاں خوش ہونگے اگرچہ دوسرا جانور (جسے اس جانور کے بدلے میں لیاجوپہلے سے کسی ولی کے نام منسوب ومشہورتھا)کاذبح اورصدقہ اجروثواب کی حیثیت سے برابر ہے،اولیاء کاخوش نہ ہونا(بدلہ کیوجہ سے) بوجہ تعین،وتخصیص،کے ہے،نہ کہ وہابیوں کے وہم باطل کے بنا۔

(۴)چوتھی وجہ یہ ہے،کہ اولیاء اللہ کی نذرکیلئے جوجانورپالاگیااسے بغیرکسی عذرشرعی کے تبدیل کرنا مناسب نہیں۔اسکی دلیل یہ ہے کہ اگرصاحبِ نصاب قربانی کیلئے بغیرنذرِمعین ایک جانورخریدے تواب اس جانورکوبدلنا مکروہ ہے اگرچہ اسکا(بیع مع الکراهة) منعقد ہوتاہے

صاحبِ ہدایہ وصاحبِ تبین الحقائق لکھتے ہیں۔

بالشراء للتضحية لايمنع البيع ويكره ان يبدل بهاغيرها.هداية اضحية،وتبين الحقائق وغيرها.

اگرقربانی کیلئے جانورخریدا تواس جانورکی بیع کرنا ممنوع نہیں(یعنی جب قربانی کیلئے جانور

خریدا گیا تو اب اگر بیچناپڑ جائے تواس جانور کا بیچنااگر چہ ممنوع تونہیں)مگر دوسرے جانور سے بدلنا بہرحال مکروہ توہے(کراہت سے توکسی حال خالی نہیں)

(۵)پانچویں وجہ یہ ہے، کہ مسلمانوں پرتہمت وبدگمانی حرام ہے،نیزمسلمانوں کے افعال واقوال کی حتی الامکان احسن توجیہ کرنی واجب ہے۔نیز کہنے والاجب تک اپنی بات کی وضاحت بیان نہ کرے(جب تک اس کی باتوں میں کفروشرک کولازم کرنے والی باتیں نہ ہوں)اس وقت تک متکلم پرکفروشرک کے فتوے لگاناجائزنہیں۔بلکہ نہایت احتیاط فرض ہے۔یہاں تک کہ اگراسے کفروشرک کے فتوے سے بچانے کیلئے کوئی کمزوراحتمال بھی پایا جائے اسے ختیارکرنالازم ہے۔

﴿چھٹی وجہ یہ ہے﴾

(۶)کہ اگرذبح کرنے والے سے پوچھا گیاکہ تونے یہ جانورکس نیت سے ذبح کیا اور بفرضِ محال وہ ناداں (ناسمجھ) جواباً کہے کہ اس ذبح سے میرامقصودغیرِ خداکی عبادت ہے سواس صورت میں کفرو شرک کے فتویٰ کااطلاق صرف ایسے ہی شخص پر ہوگا،نہ کہ اسکی وجہ سے تمام مسلمان اس فتویٰ کی ضد میں آئیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشادفرماتا ہے

وَلاتَزِرُوَازِرَةٌ وِزْرَ اُخرٰی.الآیة

ترجمہ! اورنہ اٹھائے گا(کوئی انسان بروزقیامت)دوسرے کا گناہ۔

سوایک کی نادانی سے تمام مسلمانوں کوجب کہ انکی نیتیں اچھیں،افعال نہایت پاکیزہ توپھر سب پرکفروشرک کافتویٰ کیسے درست ہوگا۔

﴿ساتویں وجہ یہ ہے﴾

(۷)ساتویں وجہ یہ ہے کہ علماء احناف نے تصریح فرمائی ہے کہ اگرذبح کرتے وقت کوئی مسلمان یوں کہے(بنام خدا بنام محمد ﷺ)توعلماء احناف نے فرمایاکہ بیشک ایساکہنا مکروہ توہے مگر کہنے والے کی نیت چونکہ رسول اللہ ﷺکی تعظیم ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا توصرف تعظیم رسول ﷺکی نیت کی وجہ سے اگریہ کلمات منہ سے نکل بھی گئے تب بھی وہ مسلمان نہ مشرک ہوا نہ کافر،اورنہ وہ ذبیحہ حرام ہوا۔بلکہ وہ کہنے والاکامل

مسلمان،اورذبیحہ پاک وحلال ہے۔

صاحبِ فتاویٰ قاضی خان فرماتے ہیں

(۱)رجل ضحی وذبح وقال بسم الله بنام خدا بنام محمد ﷺ قال الشیخ الامام ابوبکرمحمدبن الفضل ان اراد الرجل بذکرالنبی ﷺ تبجیله وتعظیمه جازو لابأس وان ارادبه الشرکة مع الله تعالیٰ لاتحل الذبیحة.فتاوی قاضی خان.جلد۴(اضحیة)

(امام ابوبکرمحمدبن فضل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگرایک آدمی جانورکوذبح کرنے والاہو اوربوقتِ ذبح یوں کہابسم الله بنام خدا بنام محمد ﷺ) (اب ذبیحہ کا کیاحکم ہے)؟

(امام ابوبکرمحمدبن فضل رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں اسکی دوصورتیں ہیں)

(۱)(دیکھنایہ ہے کہ ذابح نے یہ کلمات)حضورنبی کریم ﷺ کیلئے تعظیماًواحتراماً کہے ہیں یاحضورنبی کریم ﷺ کواللہ کاشریک بناکرکہے ہیں،

اگریہ کلمات حضورنبی کریم ﷺ کی تعظیم واحترام میں کہے ہوں پھرتوجوازمیں کوئی شک نہیں۔نیزاس جانورکاگوشت بھی حلال،وطیب ہے۔

(۲)اوراگریہ کلمات حضورنبی کریم ﷺ کواللہ جل جلالہ کاشریک بناکرکہے ہیں،سوپھراسکے شرک میں کوئی شک نہیں۔نیزاس جانورکاگوشت حرام، وپلید ہوگا۔

صاحبِ ھدایۃ وصاحبِ عینی وصاحبِ کنز

(سے جب یہ مسئلہ پوچھا گیاتوان تمام اصحابِ فقہ حنفی نے جواب دیا)

(۲) احدها ان یذکرموصولا لامعطوفا فیکره (الذکر) ولاتحرم الذبیحة .هدایة ذبائح وجامع الصغیر،وعینی الکنزوغیرها

(سوال کاجواب یہ ہے ہم دیکھیں گے کہ اس نے حضورپرنور ﷺ کانام بوقتِ ذبح) موصولاً لیاہے،یامعطوفاً۔سواگر(سرکارِ مدینہ ﷺ کانام مبارک)موصولاً لیاگیاہو۔ (توبوقتِ ذبح حضورپرنور ﷺ کانام مبارک لینا)ناپسندیدہ ہے(کیونکہ بوقتِ ذبح صرف اللہ جل جلالہ کانام لیاجائے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کورحمت للعٰلمین بناکر بھیجا ہے یہ وقت نہ توسرکاردوعالم ﷺ کانام لینے کاہے اورنہ سرکاردوعالم ﷺ پردورد پڑھنے کا

ہے)(پھرسوال ہوا کہ اس وقت نبی کریم ﷺ کا نام لینا اگر مکروہ ہے تو کیا اس جانور کا گوشت حرام ہوا کہ نہیں تو علماء فقہ نے جواب دیا)(**ولاتحرم الذ بیحة**) یہ ذبیحہ حرام نہیں ہوا رہا یہ سوال کہ اگر عطف کیساتھ کہا ہے یعنی یوں کہا(**بسم اللــه وبسم محمد** ﷺ)سو اس میں اللہ تعالیٰ کیساتھ شرکت کا معنیٰ بالکل واضح ہے۔اور صحیح مذہب کے مطابق اس جانور کے گوشت کی حرمت میں کوئی کلام نہیں(یعنی کوئی شک نہیں)مگر ذابح پر کفروشرک کافتویٰ لگانا پھر بھی صحیح نہیں ہوگا۔کیونکہ جب تک وہ اس بات کااقرار نہ کرے کہ میں نے ازروئے عطف کے کہا ہے اس وقت تک ہم اس پر کافروشرک ہونے کافتویٰ کیسے صادر کرسکتے ہیں۔ اس لئے کہ نیت امرِ باطن ہے معلوم نہیں کہ اس نے کفروشرک کی نیت کی یانہیں ت،تو صرف شک کی بنا کفروشرک کافتویٰ کیونکر صادر ہو۔

دیکھئے علامہ صاحبِ درمختار لکھتے ہیں

(۱) **ان عطف حرمت نحو بسم الله واسم فلان. درمختار**

اگر عطف کیساتھ اللہ کے نام کیساتھ کسی کا نام لیا گیااور یوں کہا(**بسم الله واسم فلان**) اللہ اورفلاں کے نام کیساتھ(ذبح کرتا ہوں سواس طرح کہنے سے وہ ذبیحہ مردار،وحرام ہوگا)

دیکھئے علامہ قاضی خان اپنی شہرہ آفاق کتاب فتاویٰ قاضی خان میں تحریرفرماتے ہیں۔

(۲) **هو الصحيح وقال ابن سلمة لاتصير ميتة لانها لوصارت ميتة يصير الرجل كافرا .(خانية)**

یہی بات صحیح ہے۔اورحضرتِ ابن سلمۃ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں(اگر عطف کیساتھ بھی اللہ تعالیٰ کے سواکسی کا نام بوقتِ ذبح لیا گیا تب بھی وہ ذبیحہ)مردارنہیں کیونکہ اگر ذبیحہ کومردار کہا جائے تو لامحالہ (اس ذابح کو) کافر(کہنا پڑے گا)وہ کافرہوجائے گا(حالانکہ ایسا نہیں،مرادیہ ہے کہ جب وہ ذبیحہ مردارنہیں ہواتو پھر ذابح مسلمان ہی ہے۔اوراگراس ذبیحہ کوحرام ومردارثابت کریں گے تویقیناً ذابح کوکافرثابت کریں گے تب اس ذبیحہ کے گوشت کوحرام کہیں گے ورنہ نہیں)

صاحبِ درمختار،وصاحبِ شرح مقدسی اس قول کی مزیدتشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

قلت تمنع الملازمة بان الكفر امرباطني والحكم به صعب فيفرق.

كذافى شرح المقدسى شرنبلالية. درمختار

میں کہتاہوں کہ یہ ملازمہ باطل ہے کیونکہ (عطف کیساتھ لئے گئے نام میں اب نیت کو دخل ہے) کیونکہ (عطف کی وجہ سے کسی کوکافرکہنا) امرِ باطنی ہے اورامر باطن پر (کفرکا) حکم لگانانہایت مشکل امرہے (سوجب دونوں احتمال موجود ہیں) تودونوں میں جدائی لازم۔ (یعنی اگرذابح کہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کواللہ تعالیٰ کاشریک سمجھ کریوں کہاہے پھر تواسکے مشرک ہونے میں شک نہیں، اوراگروہ کہتاہے کہ میں نے صرف تعظیم کی نیت کی تھی توپھروہ مشرک نہیں۔ ان دونوں احتمالات کے ہوتے ہوئے جدائی لازم۔)

(۹) نویں وجہ یہ ہے۔ کہ یہ بات ہم پہلے **اعلاء کلمة الله** (صفحہ ۹) سے ثابت کرآئے ہیں کہ (**اهل لغیر الله**) بمعنیٰ تشہیر وانتساب **لغیر الله** ذبح سے پہلے موجبِ حرمت نہیں۔

﴿ذبح سے پہلے یابعد جانورکی تشہیریامنسوب﴾

کرنے سے حرمت لازم نہیں

دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

(۱۰) فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ .فتح البيان ثم اعلاء (۹)

پس کھاؤ ان جانوروں کے گوشت میں سے جن پر (بوقتِ ذبح) اللہ کانام لیاگیا۔

یہ آیت مطلق ہے (**المطلق یجری علی اطلاقه**) لہذایہ اس جانورکوبھی شامل ہے جس کو (ذبح سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی کے نام سے مشہوریامنسوب کیاگیا)

﴿گیارویں وجہ یہ ہے﴾

(۱۱) يَآاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط

قال ابن عباس نزلت فى قوم من ثقيف وبنى عامربن صعصعة وخزاعة وبن مدلج حرموا من الحرث والبحائر والسوائب والوصائل والحام. تفسیرابوالسعودثم الاعلاء (۹)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔ اے لوگوکھاؤ جوکچھ زمین میں حلال وطیب ہے۔ شیطٰن کی پیروی نہ کرو

حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ آیت قبیلہ ثقیف اورعامربن صعصہ اورخزاعہ اوربنی مدلج، کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ان قبائل نے اپنے اوپراز خود (کھیت) بحائر، سوائب، اوروسائل، وحام، حرام کردیئے تھے۔

﴿ بارہویں وجہ یہ ہے ﴾

(۱۲) يَاأَيُّهَاالَّذِينَ اٰمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَارَزَقْنٰكُمْ ،

قال سليمان الجمل تحت قوله تعالىٰ انماحرم وهو قصر قلب للردعلىٰ من استحل هذه الاربعة وحرم الحلال كالسوائب وغيرها. جمل ثم الاعلاء (۹)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔اے ایمان والوکھاؤ پاک رزق میں سے جوہم نے تمہیں عطا کیا حضرتِ سلیمان الجملؒ اس آیت (انماحرم) کے تحت لکھتے ہیں، کہ یہ قصرِ قلبی ہے، یہ ردہے ان لوگوں کاجولوگ ان چہار (حرام شدہ جانورں کے گوشت کوحلال سمجھتے ہیں جن کے گوشت کواللہ تعالیٰ نے حرام کردیاہے) اوروہ جانورجن کے گوشت کے کھانے کواللہ نے حلال فرمایاہے اوریہ اسے اپنے اوپرحرام کرتے ہیں، جیسے سوائب وغیرہ، جنکاذکرگیارہویں وجہ میں گذرا۔

﴿ تیرویں وجہ یہ ہے ﴾

(۱۳) قال الله تعالىٰ. وَقَالُوا هٰذِهِ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَايُطْعِمُهَا اِلَّامَنْ نَّشَاءَ بِزَعْمِهِمْ. فمعنى الآية هذه انعام وحرث فممنوعة يعلمون انهالاصنامهم قال مجاهد يعنى بالانعام البحيرة والسائبة والوصيلة والحام. فتح البيان.

صاحبِ تفسیرفتح البیان لکھتے ہیں۔کہ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔اور (مشرکین) بولے یہ جانور اورکھیتی ممنوع ہیں (کوئی اس سے نفع نہیں اٹھاسکتا) اسے کوئی کھانہیں سکتامگرجسے ہم چاہیں اپنے زعمِ (باطل سے) اس کامعنیٰ یہ ہے کہ یہ مویشی اورکھیت ممنوع ہیں (اس سے کسی کوفائدہ اٹھانامنع ہے) وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ انکے بتوں کیلئے ہیں۔حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ مویشیوں میں وہ جن جانوروں کوممنوع سمجھتے تھے وہ یہ ہیں، بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، اورحام، مشرکین ان جانوروں کوبتوں کے نام پرچھوڑدیتے اورانکی تعظیم واحترام کوعبادت سمجھتے تھے۔ دیکھاآپ نے کہ نص قرآن سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ بحائر، وسوائب، مشرکین اپنے بتوں کے نام منسوب ومشہورکرتے پھربھی حرمت ثابت نہیں۔معلوم ہواکہ مطلقاً کسی جانور کااللہ کے سواکی جانب منسوب ومشہورکرنے سے حرمت لازم نہیں آتی۔

﴿ چودہویں وجہ یہ ہے ﴾

صاحبِ جامع الفتاویٰ، وصاحبِ تاتارخانیہ، وغیرہ لکھتے ہیں۔

(۱۴) **مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لاٰلھتھم تؤکل لانہ سمی اللہ تعالیٰ بذبحہ ویکرہ للمسلم** ۔جامع الفتاوی ثم التتارخانیۃ ثم الھندیۃ ،وفوائد برھانیۃ ثم اعلاء کلمۃ اللہ (۱۱)

کسی مسلمان نے مجوسی کی وہ بکری جوان کے آتشکدہ کے لئے تھی یا کافروں کے بتوں کے لئے تھی، ذبح کی، تو وہ حلال ہے کھائی جائے (یعنی اسکا گوشت کھانا حلال ہے) البتہ ایسا کرنا (مجوسیوں، ومشرکین کا بکرا انکی معبدگاہوں میں ذبح کرنا) ناپسندیدہ ہے (مگر ناپسندیدہ سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اس جانور کا گوشت حرام ہوگیا بلکہ فقہاء نے لکھا کہ وہ گوشت حلال ہے)

﴿ پندرھویں وجہ یہ ہے ﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۱۵) فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ. پارہ ۸، رکوع ۱

پس کھاؤان جانوروں میں سے جن پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا گیا، اگر اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ آیت بھی مطلق ہے (**المطلق یجری علی اطلاقہ**) لہذا یہ اس جانور کو بھی شامل ہے جسے (ذبح سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا دوسرے کے نام مشہور یا منسوب کیا گیا)

﴿ سولھویں وجہ یہ ہے ﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۱۶) وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.

اور تمہیں کیا ہوا کہ نہیں کھاتے اس جانور کے گوشت میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا، حالانکہ جو حرام ہیں تم پر ہم نے واضح طور پر بیان کیں ہیں۔ پارہ ۸، رکوع ۱

یہ آیت بھی مطلق ہے (**المطلق یجری علی اطلاقہ**) لہذا یہ اس جانور کو بھی شامل ہے جس کو (ذبح سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کے نام سے مشہور یا منسوب کیا گیا)

سو خوب ظاہر ہوا کہ تشہیر اور انتساب سے حرمت لازم نہیں ہوتی۔

حضرتِ مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اَنْعَامُ سے بحیرہ، اور سائبہ، اور وصیلہ، اور حامی، مراد ہیں

یہ جانور بوجہ تشہیروانتساب الیٰ غیراللہ پھر بھی حرام نہیں۔سوخوب ظاہروبین ہواکہ تشہیر وانتساب سے جانورحرام نہیں ہواکرتے۔

﴿سترویں وجہ یہ ہے﴾

کسی چیز کی صرف اضافت یعنی نسبت کرنے کوعبادت پر منحصر کرناغلط ہے۔ورنہ بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جواللہ تعالیٰ کے سوادوسروں کی طرف منسوب ہیں۔چندمثالیں پیش کروں گا۔ دیکھئے۔

(1) نمازظہر(2)نمازجنازہ(3)نمازسفر(4)نمازپیش امام(5)نمازمفسد(6)حج کعبہ (7) نمازمریض(8)صوم شیخ فانی(9)زکواۃ ابل،اس طرح اضافت میں نہ توشرک ہے نہ کفر، نہ حرمت،نہ کراہت۔سواگرکوئی مسلمان یہ کہے کہ یہ بکرا،پیربابا سیدعلی ترمذی رحمت اللہ علیہ یایہ دنبہ کاکاصاحب رحمت اللہ علیہ یاسیدنا پیران پیر غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کاہے۔تواس اضافت سے شرک،وکفر،وحرمت،وکراہت کیوں لازم آئے گی،یہ جانور حلال ہے حرام ہرگزنہیں۔حلال جانورکومردارکہنااورصرف اضافت کی وجہ سے کسی مسلمان کوکافر ومشرک گردانا نہایت جرأت اورمسلمانوں پرعظیم افتراء ہے۔اس افتراء اورمسلمانوں پرکفر وشرک کاحکم لگانے سے وہ خودکافرومشرک ہوجاتاہے۔

﴿اٹھارویں وجہ یہ ہے﴾

کہ مندرجہ ذیل حدیث میں حضور پرنور ﷺ نے خودنسبت واضافت فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیں

(۱۸) **عن عبدالله بن عمرقال قال رسول الله ﷺ ان احب الصيام الى الله تعالىٰ داود واحب الصلوٰة الى الله تعالىٰ صلوٰة داود.** رواه احمدوالائمة الخمسة الاالترمذی

حضرتِ عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اللہ کے نزدیک روزوں میں پسندیدہ روزہ داود(علیہ السلام کا)روزہ ہے۔اورنمازوں میں سب سے پسندیدہ نمازداود(علیہ السلام کی)نماز ہے۔

صاحبِ درمختار لکھتے ہیں

عن الشيخ اسماعيل عن شرح شرعة الاسلام من المندوبات صلوٰة التوبة وصلوٰة الوالدين

(نیز) شیخ اسماعیل لکھتے ہیں کہ مستحبات میں سے صلوٰۃ توبہ،اورصلوٰۃ والدین ہے۔ردالمحتار

وجہ استدلال یہ ہے،سبحان اللہ جب صیامِ داود،وصلوٰۃ داودعلیہ السلام اورصلوٰۃ والدین کی

اضافتیں جائز وصحیح ہیں اوران نمازوں کا پڑھنا جائز، تو پھر اگر کسی جانور کو ولی اللہ کی طرف منسوب کیا گیا تو کیونکر شرک وحرام، کیونکہ صوم، وصلوٰۃ بنسبتِ ذبح کے اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ جب وہ نسبت سے حرام نہیں تو یہ بھی حرام نہیں۔

﴿انیسویں وجہ یہ ہے﴾

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(۱۹) قولہ تعالیٰ : مَاجَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَاسَائِبَةٍ وَّلَاوَصِيْلَةٍ وَّلَاحَامٍ ، وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ، وَاَكْثَرُهُمْ لَايَعْقِلُوْنَo .پارہ ۷.مائدۃ.آیت(103)

اللہ نے (حرام) نہیں کیا بحیرہ، اورنہ ہی سائبہ، اورنہ وصیلہ، اورنہ ہی حام، لیکن جن لوگوں نے کفرکیا وہ (ان جانوروں کی حرمت کی بات کرکے) اللہ پرافتراء (جھوٹ باندھتے ہیں) اوران میں اکثر بے عقل ہیں۔

﴿بَحِيْرَہْ کی وضاحت﴾ زمانہ جہالت میں یعنی اسلام سے پہلے کافروں کارواج تھا کہ اونٹنی پانچ مرتبہ بچے جنتی اورآخری مرتبہ نرجنتی تواس اونٹنی کے کان چیردیتے تھے اوراس اونٹنی پرسواری نہ کرتے تھے اورنہ ہی اس کوذبح کرتے وہ اونٹنی اگرکسی کے برتن میں منہ ڈالے اورپانی پی لے، یاکسی کا چارہ کھاجائے تو مشرکین اسے نہ ہنکاتے، اس اونٹنی کواس وقت کے مشرکین بُحَیْرَہْ کہتے تھے) تعلیق، مترجم)

﴿سَائِبَہْ کی وضاحت﴾ اگرکوئی مشرک دورودراز کے سفرکاارادہ کرتا، یاکوئی بیمارہوتا تو یہ لوگ یوں کہتے کہ اگرمیں صحیح سلامت گھرپہنچا، یابیمارہوتے تو کہتے اگرمیں تندرست ہوجاؤں تومیری اونٹنی سَائِبَہْ، ہے۔اس سے فائدہ اٹھاناحرام جانتے اوراس کوآزاد چھوڑدیتے۔تعلیق، مترجم)

وَصِيْلَةٌ کی وضاحت﴾ بکری جب سات مرتبہ بچے جن لیتی، اگرساتواں بچہ نرہوتا تو مشرکین میں سے صرف مرد اسے کھاتے اوراگرمادہ ہوتا تو پھربکریوں میں چھوڑدیتے، اور اگر وہ بکری جڑواں بچے جنتی کہ ایک نراورایک مادہ، تومشرکین کہتے یہ تو (وَصَلَتْ مَعَ اَخِيْهَا) اپنے بھائی سے مل گئی ہے، سواسے وَصِيْلَةٌ کہتے۔تعلیق، مترجم)

﴿حَامِیْ کی وضاحت﴾ اورجب اونٹ سے دس گیابھ حاصل ہوجاتے تواس کوچھوڑدیتے اس سے کام نہ لیتے، اورنہ اس پرسوارہوتے نیزاس سے کام نہ لیتے، چارہ پانی سے اسے بھی

نہ روکتے، مشرکین اسے ﴿حَامِیٌ﴾ کہتے، ماخوذ از تفسیر مدارک، تعلیق، مترجم)
اللہ جل جلالہ نے مذکورہ بالا جانوروں کو حرام قرار نہیں دیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب حرمت کی نسبت غلط وفاسد ہے، اسلام نے مشرکوں کے ان خیالاتِ فاسدہ کو غلط قرار دیا، داداجان علیہ الرحمۃ ثابت فرمارہے ہیں کہ جب مذکورہ بالا جانور باوجود منسوب الیٰ غیر اللہ وشھیر الیٰ غیر اللہ ہونے سے حرام نہیں تو وہ جانور جو ذبح سے پہلے اللہ کے اولیاء کی جانب منسوب کردیا جائے تو کیوں کر حرام ہوگا۔ تعلیق، مترجم)

﴿بیسویں وجہ یہ ہے﴾

علامہ نووی شارح مسلم شریف رحمت اللہ علیہ وضاحت فرماتے ہیں

(۲۰) **المراد انکار ماحرموا علی انفسهم من السائبة والوصيلة والبحيرة والحام وانها لم تصر حراما بتحريمهم و كل ماملكه العبد فهو حلال حتیٰ يتعلق به حق**

کہ کافروں نے اپنے اوپر جن جانوروں کو حرام کیا ہے، (مثلاً) سائبہ، وصیلہ، بحیرہ، اور حام، یہ جانور مشرکین کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے (یعنی اس آیت سے ان جانوروں کی حرمت کا انکار مقصود ہے) (انکار۔ سے مراد یہ ہے کہ عند اللہ سائبہ، وصیلہ، بحیرہ، حام، مشرکین کے حرام کرنے سے حرام نہیں) اور جس چیز کا (اللہ تعالیٰ جسے) مالک بنادے، وہ شئ حلال ہے جب تک اس بندے کا حقِ ملک (ملکیت) اس شئ پر ثابت ہو۔ نووی المسلم ثم الاعلاء۔ (۷)

﴿اکیسویں وجہ یہ ہے﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۲۱) اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ. اللہ خیرات کرنے والوں کو اجر دیتا ہے۔

﴿شیخ عبدالغنی النابلسی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

ومن هذاالقبيل زيارة القبور والتبرك بضرائح الاولياء الصالحين، والنذرلهم تعليق ذلک علی حصول شفاء اوقدوم غائب فانه مجازعن الصدقة علی الخادمين لقبورهم كماقال الفقهاء فيمن دفع الزكوٰة للفقير وسماها قرضا صح لان العبرة بالمعنی لاباللفظ. حديقة النوية للشيخ عبدالغنی النابلسی ثم القلادة الطيبة.

صالحین واولیاء اللہ کے مزارات سے تبرک کا حصول اسی قبیل سے ہے، (نیز) مریض کی شفایابی، اور کسی غائب شدہ کی برآمد ہونے کیلئے نذر ماننا اسی پر معلق ہے، کیونکہ یہ (نذر) تو

مزاراتِ مقدسہ کے خدام پرایک طرح کا صدقہ ہے(نذرکوآپ نے صدقہ سے تعبیر کیا فقہاء کی کتابوں سے اسکی کوئی مثال پیش فرمائیں تاکہ مسئلہ ھذا واضح ہو)
علامہ شیخ عبدالغنی رحمت اللہ علیہ اسکا جواب دیتے ہیں کہ فقہاء نے لکھا
(قال الفقهاء فيمن دفع الزكوٰة للفقير وسماها قرضا صح لان العبرة بالمعنى لاباللفظ) کہ اگرکوئی شخص فقیر کو زکواۃ دے دے اور(اسے کہے)یہ قرضہ ہے(آیامالِ زکواۃ کو قرضہ کہنا صحیح ہے یانہ،فقہاء نے فرمایا) **(سماها قرضا صح.** ہاں اگر)مالِ زکواۃ کو قرضہ کہنا صحیح ہے۔اس لئے کہ(مقصودومطلوب ومراد) معنیٰ ہے۔نہ کہ لفظ۔ معلوم ہواکہ مسلمان نے اسے نذرکا نام دیامگر حقیقت میں صدقہ ہی مراد ہے۔ سوصدقہ وخیرات جائزوصحیح ہے۔

﴿صاحبِ اعلاء لکھتے ہیں﴾

واگرتقرب بالذبح بایں غرض است کہ نفس ذبح واخراج روح حیوان برائے آں بزرگ است ویاگوشت واہداء ثواب سروکاری نے تاحرام میشود لیکن ناذربرائے اولیاء اصلاً ایں معنیٰ رامرادنمیدارد بدلیل عدم خوشنودی او،وعدم خروج از عہدۂ نذردرذہن خودش درصورتیکہ گوشت مذبوح او راکسی نخورد۔(الاعلاء ۔۱۱۔۱۲)

اگرذبح سے(ذابح)کامقصود ومطلوب یہ ہوکہ نفسِ ذبح اورجانورکی روح کااخراج فلاں بزرگ کیلئے ہو۔اوراس کی غرض گوشت کاحصول یاکسی ولی کیلئے ایصالِ ثواب نہ تو(اس جانورکاگوشت یقیناً) حرام ہے۔یادرہے کہ اولیاء اللہ کیلئے(نذرکرنے والا) کبھی یہ نیت نہیں کرتا(کہ نفسِ ذبح واخراجِ روحِ جانور،اللہ تعالیٰ کے سواکسی مخلوق کیلئے ہو(العیاذباللہ)کوئی مسلمان یہ تصوربھی نہیں کرسکتا)اس دلیل سے کہ اگراسکے مذبوحہ کا گوشت کوئی نہ کھائے تووہ اس سے(کسی کااس جانورکے گوشت کونہ کھانے سے)خوش نہیں ہوتا۔نیزناذرسمجھتاہے کہ میراذمہ نذرسے فارغ نہ ہوا۔

هذاوماتوفيقى الابالله العلى العظيم

حررہ وصنفہ ،

(حجة الاسلام والمسلمین) مفتی شائستہ گلؒ القادری المتوی
مہتمم دارالعلوم حنفیہ سنیہ محمدیہ لنڈی شاہ متہ مردان پشاور
صوبہ سرحد

ذیل میں دیئے گئے اشعار، ازنتیجہ فکرمحمدعبدالعلیم القادری بتاریخ۔17.7.04

ایمان قوی ہے تو یہ صدقہ قبول ہے
نذرِ اولیاء خوشنودیٔ اللہ کاحصول ہے

یہ طرزیہ انداز میرے باباکا اصول ہے
منکرکوہومعلوم کہ دلائل دیئے گئے

اٹل ہے فیصلہ مسلک ومطلوب جدما
آشکارہ ہوگئے مسائل ومقصودِ جدما

علم کاشہرہ ہے ہرطرف یہ شورہے
قرآن پر نظر نیز قلم میں زورہے

اللہ میراحامی ہے ناصررسولؐ ہے
باباشائستہ گلؒ عالم ہے محدث ہے باعمل

بحمداللہ

الحمدللہ رسالۂ نذراولیاء اللہ کا ترجمہ بتاریخ۔17.7.04 مکمل کیا
مترجم محمدعبدالعلیم القادری۔عفی عنہ

جواز التقبيل والانحناء للمسلمين والفضلاء

بزرگوں کے ہاتھ پیروں کو بوسہ دینا

مصنف

مفتی شائستہ گل رح القادری

المتوی المردانی۔ مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

شروع، تاریخ کتابت۔ منگل ۲۰ر جولائی ۲۰۰۴

الحمدلله رب العٰلمين والصلوٰة والسلام على سيدالمرسلين وعلى اٰله وصحبه اجمعين. امابعد.

(حضرت علامہ حجۃ الاسلام **والمسلمین** مفتی اعظم سرحد محدث افخم استادالکل) مفتی شائستہ گل القادری بن صدر الشریعۃ مفتی محمد علی القادری بن حضرت علامہ صدرالعلماء مفتی عمردرازخاں رحمۃ اللہ علیہم ساکن لنڈی شاہ "متہ" (فرماتے ہیں) جب میں نے وہابیہ سے سنا کہ اولیاء وعلماء، وصلحاء کے ہاتھوں کوبوسہ دینااورانکے سامنے مطلقاً جھکنا شرک ہے، توبربناءِ غیرتِ اسلامیہ میں نے یہ رسالہ بتوفیقہ تعالیٰ بنام **جوازتقبیل والانحناء للمسلمین والفضلاء** لکھ کرتین فصلوں پرمرتب کیا،

ذلک فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم

وَصلى الله على النبى الامى واله واصحابه صلى الله عليه وسلم

صلواة وسلاماًعلیک یارسول اللہ ﷺ

﴿فصل اول﴾

☆۔فصل اول میں بزرگوں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینااورمطلقاً جھکنے کے جواز کو احادیث صحیحہ سے ثابت کروں گا۔(انشاء اللہ وتعالیٰ)

﴿وجہ اول﴾

(۱)عن زارع بن عامر قال فجعلنا نتبادر من رواحلنا ونتقبل یدالنبی ﷺ ورجله. رواه ابوداود، كتاب الادب (ص،۳۵۳)والبخاری فی كتابه المفردفی الادب ثم نصب الراية جلد۲. كتاب المكراهية(ص،۲۹)

حضرتِ زارع رضی اللہ عنہ(جوعبدالقیس کے وفدمیں شامل تھے) کہتے ہیں(کہ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے)توہم اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترے،اورہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں اورپیروں کوبوسہ دیا۔

﴿وجہ ثانی﴾

(۲)عن ابی هريرةؓ ان رجلا اتی النبی ﷺفقال يارسول الله ﷺارنی شيأازداد به يقينافقال له اذهب الى تلك الشجرة فادعها فذهب اليها فقال ان رسول الله ﷺ يدعوك فجاء ت وسلمت على النبی ﷺ ثم قال لهاارجعی فرجعت(الی قوله)ثم اذن له فقبل رأسه ورجليه وقال لو كنت آمر الاحدان يسجد لاحدلامرت المرأة ان تسجدلزوجها.

اخرجه الحاكم فی المستدرك فی البروالصلة،والبزازفی مسنده،ثم نصب الرية جلد۲. كراهية (ص، ۲۹۸)وشفاء لقاضی عياض فصل فی كلام الشجرة وشهادتهاله بالنبوة.(ص،۱۴۸)

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،ایک آدمی حضورپرنورﷺکی خدمت میں حاضرہو کرعرض گذارہوا یارسول اللہﷺ مجھے(اپنی نبوت کی حقانیت پر)ایسی نشانی دکھادیں کہ میرے یقین میں مزیداضافہ ہو،فرمایااس درخت کے پاس چلے جاؤاوراس سے آنے کیلئے کہدو،سووہ شخص اس درخت کے پاس چلاگیا،اوراس سے کہا،اللہ کے رسول ﷺ تجھے بلارہے ہیں،وہ درخت حضورپرنورﷺکی بارگاہ اقدس میں حاضرہوا،سلام پیش

کیا،حضور پرنور ﷺ نے درخت کوواپس جانے کاحکم فرمایاوہ درخت واپس اپنی جگہ چلا گیا (الیٰ قولہ) پھرحضور پرنور ﷺ نے اس آدمی کو(ہاتھوں پیروں کوبوسہ دینے کی اجازت دی) سواس شخص نے حضورِ پرنور ﷺ کے سرمبارک اور پیروں کوبوسہ دیا۔حضور پرنور ﷺ نے فرمایا اگرمیں کسی کو(اللہ کے سوا) کسی کیلئے سجدہ کاحکم دیتاتو(اپنی امت کی)خواتین کوحکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کوسجدہ کریں۔

☆۔اس حدیث سے سرمبارک اورپیروں کوبوسہ دیناثابت ہوگیا،ظاہرہے کہ جب پیروں کوبوسہ دیاجائے گاتوجھکنالازم ہے تومطلقاجھکنابھی ثابت ہوگیا،کیونکہ بغیرجھکے بوسہ دینا ناممکن ہے۔

﴿ وجہ سوم ﴾

(۳)عن صفوان بن عسال ان قومامن الیھود قبلوا یدی البنی ﷺ ورجلیہ .

اخرجہ الترمذی جلد۲ . کتاب الاستیذان (۲۲۰)وابن ماجہ ادب(۲۷۱)ثم نصب الرایۃ جلد۲ کراھیۃ (۲۹۸) وابوداود، والنسائی،ثم مشکوۃ باب الکبائر،فصل ۲ .

حضرتِ صفوان بن عسالؓ فرماتے ہیں کہ یہودنے(چندسوالات کیئے حضور پرنور ﷺ نے انکے تسلی بخش جوابات دیئے پھرانہوں نے)حضور پرنور ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کوبوسہ دیا۔

☆۔اس حدیث سے بھی ہاتھ اورپیروں کوبوسہ دیناثابت ہوگیا،ظاہرہے کہ جب پیروں کوبوسہ دیا جائے گاتوجھکنالازم ہے تومطلقاجھکنابھی ثابت ہوگیا،کیونکہ بغیرجھکے بوسہ دیناناممکن ہے۔

﴿ وجہ چہارم ﴾

(۴) وفی الکافی کان الاعراب (من الصحابۃ)یقبلون اطراف الرسول ﷺ .

زیلعی جلد۶ ،کراھیۃ(ص،۲۵)ثم حاشیۃ الھدایۃ جلد۴. کراھیۃ(۳۷۲)

اورکافی نامی کتاب میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین جواعرابی تھے حضور پرنور ﷺ کے جسمِ اطہرکے اطراف کوبوسہ دیاکرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی ہاتھ اورپیروں کوبوسہ دیناثابت ہوگیا،کیونکہ اطراف میں ہاتھ اورپیربھی شامل ہیں ظاہرہے کہ جب پیروں کوبوسہ دیاجائے گاتوجھکنالازم ہے تومطلقاجھکنابھی ثابت ہوگیا، کیونکہ بغیرجھکے بوسہ دیناناممکن ہے۔

﴿ وجہ پنجم ﴾

(۵)عن عائشة (رضي الله عنها)انها،قالت اقبل ابوبكرعلى فرسه من مسكنه بالسخ حتىٰ نزل فدخل المسجد فلم يكلم الناس حتىٰ دخل على عائشة فتيمم النبى ﷺ وهو مسجىٰ ببردة حبرة فكشف عن وجهه ثم اكب عليه فقبله ثم بكىٰ،

رواه البخارى جلد ا (۱۳۸)

وفى الباب عن ابن عباس وجابروعائشة قالواان ابابكر قبل النبى ﷺ وهو ميت.

رواه الترمذى جلد ا .جنائز(۱۳۵)وابن ماجة (۱۰۶ و۲۰۳)

حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں(جب رسولِ اکرم ﷺ کاوصال ہوا)توابوبکر رضی اللہ عنہ مقام(سخ)سے اپنے گھوڑے پرسوارہوکر مدینہ طیبہ پہنچ کرمسجدنبوی (شریف) میں داخل ہوئے بعدازاں بغیرتکلم کئے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہاکے(حجرہ مبارکہ) میں داخل ہوئے،اور حضورِپرنور ﷺکودیکھنے لگے جب کہ حضورپرنور ﷺکاجسم مبارک یمنی چادرسے ڈھانک دیاگیا تھا،حضرتِ ابوبکررضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور ﷺکے چہرہ انورسے چادرہٹاکرسرکارِمدینہ کے جسمِ اطہرکی طرف جھکے،پھرچہرہ انورکوبوسہ دیا،اور روئے نیزحضرتِ عبداللہ بن عباس،وحضرتِ جابر،وحضرتِ عائشہ رضی الله عنهم فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکررضی اللہ عنہ نے حضور ﷺکے وصال کے بعدچہرہ مصطفیٰ ﷺکوبوسہ دیا۔

☆۔۔ملاحظہ فرمایاآپ نے کہ سیدناابوبکررضی اللہ عنہ نے حضور ﷺکے وصال کے بعدچہرہ مصطفیٰ ﷺکوبوسہ دیا۔وصال کے بعدچہرے کوبوسہ دینے کیلئے جھکنالازم ہے سومعلوم ہواکہ مطلقاً جھکناجائز ہے

نیزحدیث شریف میں(ثم اکب علیه)کے واضح الفاظ موجودہیں جسکامعنیٰ ہے پس جھکے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورپرنور ﷺکے جسمِ اطہرکی طرف،معلوم ہواکہ مطلقاً جھکناجائز ہے۔

﴿ وجہ ششم ﴾

(۶) عن عائشة ان رسول الله ﷺ دخل علىٰ عثمان ابن مظعون وهوميت فاكب عليه فقبله ثم بكىٰ حتىٰ رأيت الدمع تسيل علىٰ وجهه . رواه الترمذى جلد ا جنائز(ص، ۱۲۵)وابوداود جلد۲ جنائز(۹۵)وابن ماجة جنائز(۱۰۶)والحاكم فى المستدرك.ثم نصب الراية جلد۲ كراهية(ص،۲۹۸)ومشكوة المختصر(۱۳۳).

حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں ہیں کہ رسول کریم ﷺ جنابِ عثمان بن مظعون رضی اللہ کے وصال کے بعد وہاں تشریف لائے (اس حال میں کہ جنابِ عثمان بن مظعون وفات پاچکے تھے) سوحضورِ پرنور ﷺ ان پر جھکے اورانہیں بوسہ دیا، حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں ہیں، میں نے دیکھا کہ حضورِ پرنور ﷺ انکی میت پر یہاں تک روئے کہ آپکے آنسو آپکے چہرہ مبارک کو ترکررہے تھے۔

☆۔ تقبیل میت اس حدیث سے صراحتاً ثابت، میت کو بوسہ دینا بغیر جھکے ممکن نہیں تو ماننا پڑیگا کہ مطلقاً جھکنا ناجائز وشرک نہیں۔ بلکہ اس حدیثِ مبارک میں تو جھکنے کے واضح الفاظ (**فاكب عليه**) موجود ہیں، سومعلوم ہوا کہ مطلقاً جھکنا جائز ہے، شرک نہیں،

﴿ وجہ ہفتم ﴾

(۷) عن اسيد بن حضير قال بينما هو يحدث القوم يضحكهم وكان فيه مزاح فطعنه النبى ﷺ فى خاصرته قال اصطبرنى يارسول الله ﷺ قال اصطبر قال ان عليك قميصا وليس على قميص فرفع النبى ﷺ عن قميصه وجعل يقبل كشحه وقال انما اردت هذا يارسول الله ﷺ .

رواه ابوداود جلد ۲ (۱۴۸) ثم نصب الراية جلد ۲ كراهية (۲۹۸)

حضرتِ اسیدبن حضیرانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ (اپناواقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں) ایک دن (میں) اپنی قوم سے خوش طبعی کی باتیں کررہاتھا (میرے) مزاج میں خوش طبعی تھی (تو) حضور پرنور ﷺ نے (میرے) پہلومیں چوکہ دیا، حضرتِ اسیدبن حضیرانصاریؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ مجھے اس کابدلہ چاہیئے (تو) حضور پرنور ﷺ نے فرمایابدلہ لیجئے، حضرتِ اسید بن حضیرانصاریؓ فرماتے ہیں (میں نے عرض کیا) یارسول اللہ ﷺ آپکے جسمِ اطہر پر قمیص (مبارک) ہے جبکہ میرے جسم پر قمیص نہ تھی، سوحضور پرنور ﷺ نے اپنی قمیص (مبارک) جسم اطہر سے اٹھائی (نبی کریم ﷺ کا جسمِ اطہر سے قمیص اٹھاناتھا کہ) حضرتِ اسیدبن حضیرانصاریؓ نے حضور پرنور ﷺ کے پہلوکے بوسے لینے شروع کیے، حضرتِ اسیدبن حضیرانصاریؓ نے عرض کیا (**انما اردت هذا يارسول الله ﷺ**) (میرامقصد پوراہوگیا) میری یہی تمناتھی (کہ میں آپکے جسمِ اطہرکوبوسے دے سکوں، اللہ تعالیٰ نے میری تمناپوری فرمادی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ حضرتِ اسید بن حضیر انصاریؓ نے حضور پرنور ﷺ کے پہلو کے بوسے لیے پہلو کو بوسہ دینے کیلئے جھکنا لازم ہے تو ثابت ہوا کہ مطلقاً جھکنا جائز ہے۔ شرک نہیں،

﴿ وجہ ہشتم ﴾

(۸)عن عمرو بن اسحاق قال کنت امشی مع الحسین ابن علی فی الطریق من طرق المدینة فلقینا اباهریرة فقال للحسین اکشف لی عن بطنک جعلت فداک حتیٰ اقبل حیث رأیت رسول الله ﷺ یقبله قال فکشف عن بطنه فقبل سرته ولو کانت السرة عورة ما کشفها.

اخرجه احمد فی مسنده والطبرانی فی المعجم وابن حبان فی صحیحه والبیهقی فی سننه وابن ابی شیبة فی مسنده ثم نصب الرایة جلد ۲ کراهیة (۲۹)

حضرتِ عمرو بن اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں (سیدنا) حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کیساتھ مدینہ طیبہ کے (پاکیزہ) گلیوں میں سے گذر رہا تھا، کہ سامنے سے حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے سوانہوں نے جنابِ امام حسینؓ سے عرض کیا (اے امام) میں آپ پر فداء ہوجاؤں اپنے شکم اقدس سے ذرا سا قمیص اٹھادیں، تاکہ میں اس مقام کو بوسہ دے سکوں جہاں رسول اکرم ﷺ بوسے دیا کرتے تھے، سو جنابِ امام حسینؓ نے اپنے پیٹ سے قمیص ہٹادی، تو جنابِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسینؓ کے ناف (مبارک) کو بوسہ دیا

☆۔۔(صاحبِ نصب الرایۃ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں) ولو کانت السرة عورة ما کشفها) کہ اگر ناف سترِ عورت میں شامل ہوتا، تو (سیدنا) حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبھی ناف سے پردہ نہ ہٹاتے،

☆۔۔نیز یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ ناف کو بوسہ دینے کیلئے جھکنا ہر صورت لازم، سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مطلقاً جھکنا جائز ہے شرک نہیں۔

﴿ وجہ نہم ﴾

یہ روایت عینی البخاری میں اس طرح ہے

(۹)وقد سئل ابوهریرة الحسین ان یکشف له المکان الذی قبله رسول الله ﷺ وهو سرته فقبله تبرکا باثاره وذریته (ﷺ). عینی البخاری جلد ۲، جنائز (۱۵۱)

کہ حضرتِ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے امام حسینؓ سے عرض کی (اے حسینؓ) آپ اس مقام

کو ظاہر فرمادیں جس مقام کو حضور پرنور ﷺ بوسے دیا کرتے تھے، اور وہ مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کی ناف تھی سو جنابِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسینؓ کی ناف (مبارک کو) بوسہ دیئے (اس لحاظ سے کہ ایک تو امام حسین نبی کریم ﷺ کی) اولاد میں سے ہیں (دوسرا یہ کہ یہ وہ مقام ہے جس کے حضور پرنور ﷺ نے بوسے لیئے تھے سو یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے مقامِ تبرک تھا تو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا تبرک سمجھ کر اس مقام کو) تبرکاً بوسے دئے،

جب ناف کو بوسہ دینا ایک محبوب عمل ٹھہر اتو یقیناً اسکے ساتھ ہی مطلقا جھکنا بھی پسندیدہ عمل ٹھہرا

﴿ وجہ دہم ﴾

(۱۰) ان عبدالله بن عمر حدثه انه کان فی سرته من سرایارسول الله ﷺ قال فحاص الناس حیصة فکنت فی من حاص فلمابرزناکناکیف نصنع وقد فررنا من الزحف وبونا بالغضب فقلناندخل المدینة فنثبت فیهالنذهب ولایراناحد فدخلنا فقلنا لو عرضناانفسناعلی رسول الله ﷺ فان کانت لناتوبة اقمناوان کان غیر ذلک ذهبنا قال فجلسنالرسول الله ﷺ قبل صلوٰة الفجرفلماخرج فقمناالیه فقلنانحن الفرارون فاقبل الینا فقال لابل انتم العکارون قال فدنونافقبلنایده فقال انافئة المسلمین

رواہ ابوداود. جلد ۱، جہاد (۳۵۲)

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے ہمیں ایک چھوٹے سے لشکر میں بھیج دیا، فرمایا کہ لوگ بھاگ نکلے، میں بھی بھاگنے والوں میں تھا، پس جب ہم رکے تو ہم نے کہا، ہم مقابلہ سے بھاگ نکلے یہ ہم نے کیا کیا، (یہ کام کرکے ہم تو) غضب کے حقدار ہوئے، ہم نے کہا کہ (آؤ) مدینہ شریف چلے جائیں اوردوبارہ آئیں (تاکہ ہمیں) کوئی نہ دیکھے، ہم (مدینہ طیبہ) میں داخل ہوئے تو ہم نے کہا کیوں نہ ہم اپنے آپ کو رسول کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کردیں، اگر ہماری توبہ قبول ہوئی فبھا (یعنی یہاں رہیں گے ورنہ) چلے جائیں گے ہم فجر کی نماز سے پہلے حضور پرنور ﷺ کے انتظار میں بیٹھ گئے، جب حضور پرنور ﷺ باہر تشریف لائے تو ہم کھڑے ہوئے اورعرض گذار ہوئے، کہ ہم فرار ہونے والوں میں سے ہیں تو حضور پرنور ﷺ ہماری جانب متوجہ ہوئے اورفرمایا، بلکہ تم جہاد کرنے والے ہو، جنابِ عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ہم حضور پرنور ﷺ کے قریب ہوئے

اورہم نے حضور پرنور ﷺ کے دستِ اقدس کو بوسہ دیا،تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا،میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں۔

☆۔۔۔حدیثِ کا متن وترجمہ کے بعد یہ بات روزِ نیم سے زیادہ روشن وواضح ہوگئی کہ حضرت عبداللہؓ اورانکے ساتھیوں نے حضور پرنور ﷺ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا،اور ہاتھوں کو بغیر جھکے بوسہ دیا ہی نہیں جاسکتا،سو جھکنا لازم،

☆۔۔نیز حضور پرنور ﷺ کا یہ فرمانا (انافئة المسلمین) میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضور پرنور ﷺ مسلمانوں کیلئے ماویٰ وملجا ہیں،

تلک عشرة کاملة)بزرگوں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے پراور مطلقاً جھکنے پر دس دلائل پیش کیئے دلائل اور بھی بیشمار ہیں۔مگر میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

(آج لے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا)

سیدی اعلیٰ حضرتؒ الشاہ احمد رضاخان افغانی ثم بریلوی رحمت اللہ علیہ (تعلیق،مترجم)

﴿فصل ثانی﴾

اثبات التقبیل والانحناء
باجماع الامة وباقوال العلماء الاحناف

آیئے اس مسئلہ کے ثبوت میں اجماعِ امت اورعلماء احناف کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

(1)لابأس بتقبیل یدالعالم والزاهد والمتورع اعزازا للدین والتبرک والسلطان لعدله اولاسلامه . الملتقی،ومجمع الانهر جلد۳،کراهیة،(۵۲۰) ودور،والجامع ،وتنویرالابصار، والدرالمختار جلد۵ (۲۴۵)وقاضی خان جلد۴ کراهیة،(۲۷۷)ثم ابوالمکارم جلد۳(۱۶۵)

دین کی عزت کی خاطراورتبرکا علماء اورزاہدین کے ہاتھوں کوبوسہ دیناجائز ہے نیزمسلمان بادشاہ کے ہاتھ کو اسکے عدل وانصاف کی وجہ سے بوسہ دیناجائزہے۔

(2) قال الشرنبلالی وعلمت ان مفادالاحادیث سنیته اوندبه کمااشارالیه العینی ،ثم الشامی، جلد۵، کراهیة(۲۴۵)

علامہ حسن شرنبلالی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہواکہ (بزرگوں کے ہاتھوں کوبوسہ دینا)سنت ومستحب ہے،جس طرح کہ اسکی جانب عینی اورشامی نے اشارہ فرمایاہے

(3)فقام عبدالله بن المبارک فقبل رأس السفیان الثوری لکون تقبیل الرأس اجود، ای اکثرثوابا .مجمع الانهر،جلد۲، کراهیة(۵۲۰) وتنویرالابصار جلد ۲ (۲۴۵)وطحطاوی ،الدرمختارثم ردالمحتار،جلد۵(۲۴۵)

عبداللہ بن مبارک کھڑے ہوئے اورسفیان ثوری کے سرکوبوسہ دیا،کیونکہ سرکوبوسہ دینازیادہ باعثِ اجر وثواب ہے۔

(4)قال العینی فعلم اباحة تقبیل الیدوالرجل والرأس والکشح کماعلم من الاحادیث واباحتهاعلی الجبحة وبین العینین وعلی الشفتین علی وجه المبرة والاکرام .
تنویرالابصارجلد۲(۲۴۵)ثم شامی جلد۵ کراهیة(۲۴۴)

علامہ عینی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں سو اس سے معلوم ہواہاتھوں اورپیروں کوبوسہ دینا جائز ہے نیزاحادیث سے پیشانی اورآنکھوں کے درمیان بوسہ دینا نیزہونٹوں پربوسہ دینا نیک ارادہ سے جائزہے،

(5)طلب من عالم اوزاهد ان يمكنه من قدمه ليقبله اجابه .تنویرالابصار جلد ۲ (۲۴۵)
اگرکسی(مسلمان نے)عالم یازاہد سے کہا کہ مجھے اس بات کی اجازت دے دیں کہ میں آپکے پیروں کوبوسہ دوں تو(عالم کوچاہیے کہ)اسے اجازت دے۔

﴿امام شافعیؒ کاقول﴾

وجہ دوم

قال الشافعی واماتقبيل الاماكن الشريفة على قصد التبرک وکذلک تقبيل ايدی الصالحين وارجلهم فهوحسن محمودباعتبارالقصد والنية. عینی البخاری جلد ۴ جنائز (۱۵۱)
امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ متبرک مقامات کوحصولِ برکت کیلئے بوسہ دیناا چھافعل ہے۔نیز صالحین کے ہاتھ پیروں کونیک ارادے سے بوسہ دینابہترین عمل ہے۔

﴿امام احمدبن حنبل کاقول﴾

﴿وجہ سوم﴾

واخبرنی الحافظ ابوسعيد بن العلائی قال رأيت فی كلام الامام احمدبن حنبل فی جزر قديم عليه خط ابن ناصروغيره من الحفاظ ان الامام احمد سئل عن تقبيل قبرالنبی ﷺ وتقبيل ممبره فقال لابأس بذلک قال اريناه ابن تيمية الحرانی فصاريتعجب من ذلک ويقول عجبت احمد عندی جليل يقوله هذا كلامه.
راوی فرماتے ہیں مجھے حافظ ابوسعیدبن علائی رحمت اللہ علیہ نے خبردی،میں نے ایک قدیم نسخہ میں امام احمدبن حنبلؒ کاکلام دیکھاجس پرحفاظ محدثین کاخط بھی موجودتھا(اس قلمی قدیم نسخہ میں حفاظ محدثین کاخط اس طرح تھاکہ)حضرت امام احمدبن حنبل رضی اللہ عنہ سے سوال کیاگیا تھاکہ آیاحضورپرنور ﷺ کے روضہ اطہرشریف اورمنبرشریف کوبوسہ دینا جائز ہے (یانہ)
☆۔۔توامام احمدبن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کاجواب موجودتھاکہ)اس میں کوئی مضائقہ نہیں،راوی کہتاہے کہ ہم نے(یہ عبارت امام الوہابیہ)ابن تیمیہ حرانی کودکھادی،(جب امام الوہابیہ نے یہ عبارت دیکھی)توحیران ہوا،اورکہنے لگا میں حیران ہوں کہ امام احمدبن حنبل میرے نزدیک اتنے عظیم وجلیل القدرامام ہیں اورانکایہ کلام۔

علامہ عینی (امام الوہابیہ) ابن تیمیہ حرانی کی اس حیرانگی کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں جوابِ تردیدی یہ ہے

وقال ای تعجب فی ذالک وقد روینا عن الامام احمد انه غسل قمیصا للشافعی وشرب الماء الذی غسله به واذا کان هذا تعظیمه لاهل العلم فکیف بمقابر الصحابة وکیف باثار الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام .عینی البخاری جلد۴ جنائز (۱۵۱)

صاحبِ عینی لکھتے ہیں کمال ہے کہ (امام الوہابیہ ابن تیمیہ الحرانی نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ دیکھکر تعجب کیا حالانکہ) امام احمد بن حنبلؒ نے امام شافعیؒ کا کرتہ دھویا اورتبرکاً اسکا پانی نوش فرمایا، جب (امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ) کے نزدیک علماء کے تعظیم کا یہ حال ہے سوانکے دل میں انبیاء کرام **علیہم السلام** کے آثاراورصحابہ کی قبورکی کتنی تعظیم ہوگی،

(وہ فتویٰ جس میں روضہ اطہراورمنبرشریف کے بوسے کے جوازکاذکرہے آخرابن تیمیہ حرانی کوتعجب کیونکرہوا۔)

☆میں کہتاہوں کہ جب انبیاء کرام **علیہم السلام** اورصحابہ کرام کے مزارات کوبوسہ دینا بقولِ امام احمدؒ جائز،توجھکنا بھی جائز کیونکہ قبرکوجھکے بغیربوسہ دیناناممکن، توثابت ہواکہ مطلقاً جھکناجائز،

﴿وجہ چہارم﴾

قَالَ سُفْیَانُ الثُّوْرِیُّ تَقْبِیْلُ یَدَ الْعَالِمِ وَالسُّلْطَانِ الْعَادِلِ سُنَّةٌ وَقَالَ الصَّدْرُ الشَّهِیْدُ هُوَ الْمُخْتَارُ.

مجمع الانہر جلد۲ (۲۸٦) وابو المکارم جلد۳ (۱٦٦) وشرح الیاس جلد۲ (۱۵۱)
ودرمختاروردالمحتار. جلد۵، ۵۰، ۲۴۵) والکافی والکفایۃ.

سفیانِ ثوری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم وسلطانِ عادل کاہاتھ چومنا سنت ہے اور حضرت علامہ صدرالشہید رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی مختار (قول) ہے۔

☆۔۔میں کہتاہوں کہ جب ہاتھوں کوبوسہ دینا مختارقول کے مطابق سنت ہے توپھر مطلقاً جھکنا بھی بقولِ مختارسنت ہوگا، کیونکہ ہاتھوں کوبوسہ دینے کیلئے جھکنالازم ہے اس لئے کہ

بغیر جھکے ہاتھوں کو بوسہ دینا ناممکن ہے۔

﴿وجہ پنجم﴾

قال المحب الطبری ویمکن ان یستدل من تقبیل الحجر الاسود استلام الارکان جواز تقبیل مافی تقبیله تعظیم الله تعالیٰ فانه ان لم یرد فیه خبر بالندب (ای صریحا و الافقد مر عشر لزوما) لم یرد بالکراهة وقدرأیت فی بعض تصانیف جدی محمد بن ابی بکر عن الامام ابی عبدالله محمدبن ابی الصیف ان بعضهم کان اذارأی الصالحین قبلها واذارأی اجزاء الحدیث قبلها و اذارأی قبور الصالحین قبلها فدل علی حسن تقبیل کلهافیه تعظیم الله تعالی

حضرتِ محبّ طبری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں(کہ جوعلماء صلحاء کے ہاتھوں اورپیروں کوبوسہ دینے کے جواز کے قائل ہیں)ممکن ہے کہ وہ حجراسود اورارکان کے استلام پرقیاس کرتے ہوں،کہ اس میں(درحقیقت)اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔اوراگر(بالفرض)اس باب میں (علماء وصلحاء کے ہاتھ پیروں کے چومنے)کے استحباب پرکوئی حدیث ودلیل نہ بھی ہوتی تب بھی کراہت کاحکم توکسی حال میں نہ ہوتا،کیونکہ میں نے اپنے جدامجد محمدبن ابی بکر کے تصانیف لطیف میں دیکھا جن میں انہوں نے حضرتِ عبداللہ محمدبن ابی الصیف سے روایت کیاہے حضرت عبداللہ محمدبن ابی الصیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ علماء جب قرآن کریم کودیکھتے تواسے بوسہ دیتے،اورجب اولیاء اللہ کے مزارات کودیکھتے تومزارات کوبوسہ دیتے ☆۔۔میں کہتاہوں کہ جب قرآن کریم واجزاء حدیث اورقبورصالحین کوبوسہ دینا اچھاعمل ہے تویقیناً جھکنابھی اچھاکام تصورکیاجائے گا۔کیونکہ قرآن کریم ہویااجزاء حدیث یاقبوراولیاء کوبوسہ دینے کیلئے جھکنالازم ہے اس لئے کہ بغیرجھکے قرآن کریم واجزاء احادیث وقبورصالحین کوبوسہ دینا ناممکن ہے۔توجھکنابھی ثابت۔۔عینی البخاری جلد۴.(جنائز،۱۵۱)

﴿وجہ ششم﴾

وهذا (ای کراهة القبلة) لوعن شهوة و اما علی وجه المبرة و الاکرام و التعظیم دون الشهوة ونیل الدنیافجائز بالاجماع حقائق ،والخانیة،والاختیار،ثم درمختار،ورد المحتار جلد۵،(۲۴۴،۲۴۵)
ومحیط ثم درمختار جلد۵،۲۴۵

فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر یہ بوسہ برائے شہوت ہو پھرتو(بلاشبہ)مکروہ ہے مگرجب(علماء وصلحاء کی)

عزت وتعظیم وتوقیر کیلئے ہو نہ کہ دنیا کے حصول کیلئے تو بالاجماع جائز ہے۔
ثابت ہوا کہ علماء کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور اسکے ساتھ جھکنا باجماعِ امت جائز وثابت ہے

﴿فصلِ سوم﴾

﴿وہابیہ کے اقوال کی تردید﴾

مولوی عنایت الرحمٰن سواتی کا یہ کہنا . واماالانحناء بین یدی احد فغیر جائز بل حرام ومعصیة کبیرة وفی الزاهدی الایماء الیٰ قریب الرکوع کالسجود وفی المحیط انه یکره الانحناء للسلطان وغیره . شامی جلد۵.(۲۴۶)

(ملاقات کے وقت کچھ لوگ بزرگ یا استاد کے سامنے جھک جاتے ہیں یا زمین بوس ہوتے ہیں) سو یہ جائز نہیں حرام ہے بلکہ گناہِ کبیرہ ہے۔حتیٰ کہ بعض علماء مثلاً امام سرخسی رحمت اللہ علیہ نے مطلقاً کفر کا حکم لگایا ہے۔ماخوذ از رسالہ،البدعة فی المصافحة،ص(۵۵،۵۶)

﴿وہابیوں کے اقوال بوجوہاتِ کثیرہ مردود ہیں﴾

﴿وجہ اول﴾

رسالہ مذکوہ کے مصنف کا یہ کہنا(امام سرخسیؒ نے مطلقاً کفر کا حکم لگایا ہے)غلط ہے،اس لئے کہ امام سرخسی رحمت اللہ علیہ سے ایسا کوئی جملہ منقول نہیں جس میں امام سرخسی رحمت اللہ نے یہ فرمایا ہو کہ اساتذہ یا بزرگوں کے سامنے جھکنے والا کافر ہے،یہ امام سرخسیؒ پر جھوٹ وافتراء ہے۔
بلکہ امام سرخسیؒ تو جواز کے قائل ہیں دیکھئے فصل ثانی،

﴿وجہ دوم﴾

کہ تم نے امام سرخسیؒ کی وہ عبارت جو شامی سے منقول ہے میں خیانت کی پوری عبارت پیش نہیں کی کیونکہ اس عبارت میں(بزرگوں کے ہاتھوں کو بوسہ دینے اور انکے سامنے مطلقا جھکنے سے منع نہیں کیا گیا ہے) بلکہ اس عبارت میں کسی کے سامنے سجدہ کرنے سے منع کیا گیا ہے(جب کہ ہم بھی غیر اللہ کو سجدہ کے قائل نہیں)اب امام سرخسیؒ کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

قال الزاهدی وذکر الصدر الشهیدانه لایکره بهذاالسجود لانه یریدبه التحیة وقال الشمس الائمة السرخسیؒ ان کان لغیر الله تعالیٰ علی وجه التعظیم کفر.

شامی جلد۵۔(ص۔۳۴۶)
علامہ زیلعیؒ نے کہاہے کہ علامہ صدرالشہیدؒ نے فرمایاہے کہ(اگرکوئی اپنے استاد وبزرگ کے سامنے) اس ارادہ سے جھکا(اتنا جھکا جسے بظاہر سجدہ سمجھا گیا)سووہ شخص اس طرح سجدہ کرنے سے کافر نہیں کیونکہ اس سجدہ سے جھکنے والے کی نیت صرف تحیۃ(نہایت احترام کیساتھ سلام)کرنا ہے اورشمس الائمہ امام سرخسیؒ نے فرمایاہے اگر یہ(سجدہ)غیراللہ کی تعظیم کیلئے ہوتو(یقنا)کفر ہے ملاحظہ فرمایاآپ نے کہ امام سرخسیؒ تواس سجدہ کی بات کررہے ہیں جوسجدہ غیراللہ کوبنیتِ عبادت **کیا** جائے سووہ شخص کافر ہے اس میں کس کواختلاف ہے،

عنایت اللہ(وہابی)پر یہ مثال صادق آتی ہے(من چہ میگویم وطنبورِ ماچہ میگوئی میں کیا کہہ رہاہوں اوراس ڈھول کی آوازکیسی)

﴿وجہ سوم﴾

امام سرخسیؒ کی جانب یہ الفاظ منسوب کرنا کہ امام سرخسیؒ نے(اس شخص پر)مطلقاً کفر کا حکم لگایا ہے امام سرخسیؒ پرعظیم بہتان وافتراء ہے،کیونکہ امام سرخسیؒ سے جو عبارت شامی نے نقل کی ہے۔وہ اس طرح ہے

(وقال الشمس الائمة السرخسیؒ ان کان لغیر الله تعالیٰ علی وجه التعظیم کفر) عبارتِ مذکورہ میں(**علی وجه التعظیم ای العبادة بقرینة المطلقة بالتحیة المذکورة فی قول الصدر الشهید**)کی قیدموجود ہے۔نتیجہ یہ ہے کہ جوسجدہ برائے عبادت ہویقیناً کفر ہے اوراگر یہ جھکنا برائے تحیۃ(ادب واحترام ہو)تواس سے جھکنے والا کافر نہ ہوگا۔

اورہمارے زمانے کے مسلمان بھی بزرگوں کے ہاتھوں پیروں کوبوسہ دیتے ہوئے صرف ادباً واحتراماً جھکتے ہیں سو یہ جھکنا ادباً ہے نہ برائے عبادت،سوامام سرخسیؒ کے قول کوجوسجدہ کیلئے مخصوص ہے کوانحناء پرقیاس کرناجہالت کے سواء اورکچھ نہیں سومعترض کاامام سرخسیؒ کے قول سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ امام سرخسیؒ نے مطلقاً کفر کا حکم لگایاہے مردود ہے۔

﴿وجہ چہارم﴾

عنایت اللہ سواتی(وہابی)کے رسالہ میں یہ الفاظ،**وفی المحیط یکره الانحناء للسلطان وغیره**)غیرجائز،**معصیة کبیرة**،**یکره**،سخت قسم کاجرم،وغیرہ،اس کا یہ استدلال عبارتِ مذکورہ

سے بھی غلط ہے، کیونکہ عبارتِ مذکورہ بھی مقید ہے مطلق نہیں اوروہ قیدیہ ہے کہ اگربادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیاجائے بغرضِ حصولِ دنیاء،یابغرضِ شہوت ہوتب مکروہ ہے،اوراگرسلطانِ عادل مسلم کے ہاتھوں کوبغرضِ اسلام وعدل کے بوسہ دیاتوکوئی حرج نہیں۔سومعترض کا یہ قول بھی غلط،اوراستدلال کے لئے پیش کردہ عبارت بھی مفیدنہیں۔

اس پرعباراتِ فقہاء ملاحظہ فرمائیں

(1)وھذا(ای کراھة القبلة)ولوعن شھوة واماعلی وجه المبرة فجائز عندالکل

،درمختار،جلد5۔ص،442

اگربوسہ دینابوجہ شہوۃ ہوتومکروہ،اوراگراچھے اور نیک ارادے سے ہوتوتمام علماء کے نزدیک جائزہے۔

(2) وفی الحقائق لوکانت القبلة علی وجه المبرة دون الشھوة جازبالاجماع.

درمختارجلد۵. ص244. وردالمحتار. جلد۵. ص245.

اورحقائق نامی کتاب میں ہے(اگرہاتھوں کا)چومنا نیک ارادہ سے ہوتوبالاجماع جائزہے اوراگربوجہ شہوۃ ہو(توبالاجماع مکروہ ہے)

(3)وان کانت القبلة علی وجه المبرة دون الشھوة جازعندالکل درمختارجلد۵. ص244

(اگرہاتھوں کا)چومنا نیک ارادہ سے ہوتوتمام علماء کے نزدیک جائزہے اوراگربوجہ شہوۃ ہو (توتمام علماء کے نزدیک مکروہ ہے)

﴿وجہ پنجم﴾

یہ ہے کہ جن علماء نے بوسہ دینے کومکروہ لکھاہے وہاں قیدبھی توذکرکی ہے اورقیدیہ ہے کہ مسلمان بادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ اس غرض سے ہوکہ دنیاکامال مل جائے تویقیناً مکروہ ہے دیکھئے ،زاہدی نے مجتبیٰ کا،،رد،،محیط کے قول سے **کیا**ہے،محیط نامی کتاب میں دونوں باتوں کی توفیق(کراہت وغیرِکراہت کے وجوہ)اس طرح موجودہیں۔

(1)ولارخصة فی تقبیل الیدلغیرالعالم والعادل ،ھوالمختار،مجتبیٰ،وفی المحیط ان کان لتعظیم اسلامه واکرامه جازوان کان لنیل الدنیاکرہ. درمختارجلد۵. ص. ۲۴۵

عالم اورسلطانِ عادل کے سواء کسی کے ہاتھوں کوبوسہ دیناجائزنہیں۔یہی مختارقول ہے(مجتبیٰ) اورمحیط نامی کتاب میں ہے۔کہ اگرعالم ،وسلطانِ عادل(کے ہاتھوں کو)اسلام کی تعظیم اوراس

عالم یاسلطانِ عادل کی عزت وتکریم کی وجہ سے بوسہ دیاتوجائز ہے اوراگرسلطان کے ہاتھوں کواس لئے بوسہ دیاکہ دنیاکامال حاصل ہوجائے تومکروہ ہے۔

(2)قوله ،وفي الملتقط التواضع لغيرالله حرام اى اذلال النفس لنيل الدنياوالا فخفض الجناح لمن دونه مأموربه سيدالانام عليه الصلوٰة والسلام يدل عليه مارواه البيهقي،عن ابن مسعودمن خضع لغني ووضع له نفسه اعظاماًله وطمعاًفيما قبله ذهب ثلثامروته وشطردينه.شامی جلد۵.ص.246

ملتقط نامی کتاب میں ہے،کہ دنیاکے حصول کیلئے(کسی کے سامنے اپنے نفس)کوذلیل کرناحرام ہے(اوراگردنیاکے حصول کی نیت سے نہ ہوپھرتو)اپنے بازوں کو(کسی کے سامنے)پست رکھنا (جھکادینا)حضورپرنور ﷺ کے احادیث کی روسے ثابت وجائز ہے،جس طرح کہ یہ حدیث بیہقی شریف میں موجود۔حضرتِ عبداللہ ابن مسعودرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ(حضورپر نور ﷺ نے فرمایا ہے)جس نے مال دارکے سامنے اس لئے عاجزی وتواضع کی کہ مالدار سے مال مل جائے سو اس کی وجہ سے اسکے مروت کے تین حصے زائل ہوگئے اوراسکے دِین کاکچھ حصہ بھی زائل ہوگیا۔

﴿وجہ ششم﴾

شامی نے زاہدی،اورمجتبیٰ کے قولِ مذکورکا(بالاجماع) کہکرردکیاہے،دیکھئے شامی جلد۵۔

قوله،هوالمختارقدم الشارح عن الخانية والحقائق ان التقبيل على سبيل المبرة بلاشهوة جائزبالاجماع.شامی جلد۵.ص.145

زاہدی اورمجتبیٰ کایہ قول کہ(هوالمختار) اس پرشارح نے خانیہ اورحقائق(سے یہ عبارت)پیش کی ہے کہ اگرہاتھوں کوبوسہ دینا(بلاشهوة)نیک ارادہ سے ہوتوبالاجماع جائز ہے۔

﴿وجہ ہفتم﴾

بادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا،جھکنا،تواضع،کی ممانعت تب ہے،جب بغرضِ حصولِ دنیاء، یابغرضِ شہوت ہو تب مکروہ ہے،کراہت وممانعت کیلئے (قید)غرضِ دنیاوقیدِشہوت لازم ہے، اگرقیدِغرضِ دنیا نہ ہوبلکہ یہ بوسہ بغرضِ احترام وادب ہو،سویہ تومستحسن ومأمورہے۔جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اولادکووالدین کے ادب وا حترام کاحکم دیاہے۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ.

اور(والدین) کیلئے عاجزی کے بازو بچھاؤ رقتِ قلبی کیساتھ(دل کی نرمی کیساتھ)

(۲) **المقصودمنه المبالغة فی التواضع.**

کبیر جلد۵.سورة بنی اسرائیل.وبمعناه جلالین، وجمل، جلد ۲ ،ص622ومعالم وخازن جلد۴ ص.126

اس سے مرادمبالغہ فی التواضع ہے یعنی والدین کے سامنے نہایت عاجزی سے پیش آؤ۔

(۳) **فان اعزازهمالایکون الابذٰ لک**.ابوالسعودجلد۵.ص518

کیونکہ والدین کااحترام مبالغہ فی التواضع کے بغیرممکن نہیں۔

﴿وجہ ہشتم﴾

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

(۱) **وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ**. سورة الحجر.آیت (۸۸)رکوع۶/۶

اورمسلمانوں کیلئے اپنے بازو بچھاؤ

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

(۲) **وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ** .آیة (۲۱۵)شعراء.۱۱/۱۵

اوربچھاؤاپنی رحمت کابازو،ان کے لئے جوآپکی اتباع کرتے ہیں

(۳) **فبعدالانذار تواضع لمن اٰمن منهم.**

انذارکے بعد تواضع ہے انکے لئے جوایمان لے آئے

صاوی جلد۳.شعراء(138)وجمل جلد۳(293) وبمعناه معالم وخازن جلد۵(106) وکبیرجلد۶ وجمل جلد۲ حجر (554)وکبیرجلد۵حجر(280)وابوالسعودجلد۵(372)وخازن ومعالم جلد۴ حجر(26)

﴿وہابیوں کاحدیث سے استدلال،اورانکارد﴾

﴿اس حدیث سے وہابیوں کا استدلال چندوجوہ کی بناء مردودہے﴾

عن انس قال قال رجل یارسول الله ﷺ الرجل منایلقی اخاه او صدیقه اینخنی له قال "لا" قال افیلتزمه ویقبله قال "لا" قال فیأخذه بیده ویصافحه قال "نعم".

رواه الترمذی .استیذان(329)والبیهقی فی شعب الایمان ثم نصب الرایة جلد۲.کراهیة (298)

حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے حضور پرنور ﷺ سے عرض کیا اگر ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یادوست سے ملے،تو کیااس کیلئے جھکے؟حضور پرنور ﷺ نے فرمایا،نہیں:عرض کیا''کیا''اس سے لپٹ جائے اوربوسہ دے؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا'' نہیں'' عرض کیا،اس کاہاتھ پکڑکراس سے مصافحہ کرے۔حضور پرنور ﷺ نے فرمایا،''ہاں''
معلوم ہوا،کہ جھکنااور بوسہ دیناجائزنہیں۔

☆۔۔میں کہتاہوں کہ وہابیوں کا اس حدیث سے استدلال چندوجوہ کی بناء پرمردود ہے

﴿وجہ اول﴾

وجہ اول یہ ہے کہ نصوصِ متعارضہ میں اصل توفیق ہوتی ہے(کیونکہ ہاتھوں کوبوسہ دینے کے بارے میں دورائے قائم ہیں ایک کے مطابق بزرگوں کے ہاتھوں کوبوسہ دیناجائز،
اوردوسری رائے کے مطابق ناجائز،اب دونوں میں توفیق کس طرح ہو،دادارحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں،دونوں میں توفیق اس طرح ہے)کہ جس قول میں ہاتھوں کوبوسہ دیناممنوع ہے وہ بوجہ شہوۃ کے ہے(یعنی اگربغرض مالودولت ہو)پھرتوممنوع ہے،
اوراگربغرضِ حصولِ مال وشہوۃ نہ ہوتوجائزہے کوئی کراہت نہیں
اسی پراجماع ہے جیسے کہ وجہ چہارم میں گذرچکاہے۔وہاں مطالعہ فرمائیں۔

﴿وجہ دوم﴾

وجہ دوم یہ ہے کہ(حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث مبارک مرجوح ہے اوروہ احادیث جن سے بوسہ دینے کاجوازثابت ہے وہ راجح ہیں۔

﴿وجہ سوم﴾

وجہ سوم یہ ہے کہ حدیث مذکورمرجوح ہے،اس لئے کہ حدیثِ منع کو صرف ترمذی اوربیہقی نے بیان فرمایاہے جبکہ جواز کی حدیث کو محمدبن اسماعیل البخاری نے اپنی کتاب بخاری میں روایت کیاہے،ترمذی کے مقابلہ میں بخاری مقدم ہے۔دیکھئے،
کتاب،نخبۃ الفکر،صفحہ(30) ومقدمۃ الشیخ عبدالحق محدثِ دہلوی للمشکوٰۃ۔صفحہ(5)ومقدمۃ نووی المسلم صفحہ(21)

﴿وجہ چہارم﴾

وجہ چہارم یہ ہے۔کہ حدیثِ جوازکوامام بخاری نے اپنی کتاب۔کتاب الادب المفردصفحہ

(253. 254)میں نقل فرما کر حدیثِ جواز کو راجح کردیا ہے۔

﴿وجہ پنجم﴾

وجہ پنجم یہ ہے۔کہ حدیثِ منع کو صرف تین محدثین (احمد،ابن ابی شیبہ،بیہقی،رحمهم الله تعالیٰ) نے روایت کیا ہے۔

جبکہ حدیثِ جواز کو سترہ(17) محدثین (بخاری،ترمذی،ابوداود،نسائی،ابن ماجہ،احمد، ابن حبان، بیہقی،ابن ابی شیبہ،طبرانی،حاکم،بزاز،دارِقطنی،ابن عدی،ابونعیم،ابن سعد،قاضی عیاض رحمهم الله تعالیٰ) نے بیان کیا ہے۔تو حدیثِ جواز،راجح،اورحدیثِ منع،مرجوح،

﴿وجہ ششم﴾

وجہ ششم یہ ہے۔کہ حدیثِ جواز کو دس(10) صحابہ کرام(سیدنا ابو ہریرہؓ،ابن عمرؓ،سیدہ عائشہؓ، حضرتِ صفوانؓ،حضرتِ زارعؓ،حضرتِ اسیدؓ،حضرتِ بریدہؓ،حضرتِ جابرؓ،حضرتِ ابی جحیفہؓ، حضرتِ ابوبکر بن عبداللہؓ) رضوان الله عليهم اجمعين نے بیان فرمایا ہے۔

جبکہ حدیثِ منع کو صرف ایک صحابی حضرتِ انس رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے۔

سو حدیثِ جواز راجح ہوگئی،اورحدیثِ منع مرجوح۔تو عمل حدیثِ راجح پر ہوگا۔

﴿تقبیل القبر والاعتاب للتبرک﴾

مزاراتِ اولیاء اور چوکھٹوں کو بوسہ دینا تبرک کے حصول کیلئے جائز ہے

﴿علامہ اجھوری رحمت اللہ سے منقول ہے﴾

(1) قال ابو موسیٰ دخلت الیٰ ضریح السیدۃ النفیسۃ فوضعت یدی علی الضرایح و اذابقائل من داخل القبریقول اھٰکذا یدخل علی اھل بیت النبوۃ .شواھد الحق(96)

حضرتِ ابوموسیٰ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں،میں سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے مزاراقدس پرحاضر ہوااورقبر پراپناہاتھ رکھا۔تومزارِ اقدس کے اندرسے آوازآئی،کیااہل بیت نبوی کے ہاں حاضری کی یہی صورت ہے؟

﴿حضرتِ عبدالغنی نابلسی رحمت اللہ علیہ﴾

کئی سوالات کے جوابات دینے کے بعدفرماتے ہیں

(2)واماتقبیل توابیب الاولیاء واعتابھم فلاخوف فی جوازہ بل ولاکراھۃ فی تقبیل اعتابھم علی قصد التبرک کماافتیٰ بہ شیخناالرملی.(الیٰ اٰخرہ)قالہ الشیخ الامام العلامۃ محمد الشوبری المصری الشافعی ثم الشیخ عبدالغنی النابلسی فی کتابہ جمع الاسرارفی منع الاشرارعن الطعن فی الصوفیۃ الاخیارثم شواھدالحق.(96)

رہا اولیاء کرام کے تابوتوں،اورانکی چوکھٹوں کوبوسہ دینا،تواس کے جواز **میں** اختلاف ہی نہیں ہے بلکہ بطورِتبرک بوسہ دینے میں کراہت بھی نہیں ہے،جیسے کہ شیخ رملی نے فتویٰ دیاہے،علامہ شوبری رحمت اللہ علیہ اس فتویٰ کے آخرمیں فرماتے ہیں،یہ امر بالکل واضح

وظاہر ہے اورمحتاجِ دلیل نہیں ہے
کیونکہ دلیل کی ضرورت صرف جاہل کوہوسکتی ہے،یامنکرومعاندکو،جن کی طرف نہ التفات
کیاجاتاہے اورنہ ہی مباحث شرعیہ میں ان پراعتمادکیاجاتاہے۔

﴿حضرتِ علامہ اجھوری رحمت اللہ علیہ سے منقول ہے﴾

(3)وکذالک تمریج الخد علی الاعتاب مالم یکن علی ھیئیة السجود والاحرم.
کہ اسی طرح اولیاء کرام کے مزارات کی دہلیزوں پررخساررکھنابھی درست ہے بشرطیکہ ہیئیتِ
سجودنہ ہو،ورنہ حرام ہے۔شواھد الحق(96)

﴿حضرتِ سیدہ فاطمہ زہرارضی اللہ عنھا سے منقول ہے﴾

(4)عن فاطمة الزھراء انہ علیہ وسلم صلی اللہ لما اقبر اخذت قبضة من تراب قبرہ الشریف
وجعلتھا علی عینھاوبکت وقالت منشدة بیتین
کہ انہوں نے جب قبرِ انورواطہر سے مٹی کی مٹھی بھری اورآنکھوں پرلگائی توروتے ہوئے
دوبیت زبانِ اقدس سے پڑھے۔(جومندرجہ ذیل ہیں)

ماذاعلی من شم تربة احمد ان لا یشم مد ی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لوانھا صبت علی الایام صرن لیالیا

جس نے احمدمجتبیٰ محمدمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کو سونگھ لیاہے وہ اگررہتی دنیاتک غوالی اوربیش
بہاقیمت خوشبوؤں کونہ سونگھے توکیاحرج ہے،بلکہ اس قریہ اقدس میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رچی
بسی خوشبواس دنیاکی تمام خوشبوؤں سے بے نیازکردے گی۔
مجھ پرفراقِ نبوی میں اسقدرمصائب وحوادث ڈھائے گئے ہیں کہ اگرانہیں چمکتے اورروشن
دنوں پرڈالاجاتاتووہ چمکتے اورروشن دن شبِ تاریک میں تبدیل ہوجاتے،

﴿خطیب بن جملہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(5)وذکر الخطیب بن جملة وقالوالاشک ان الاستغراق فی المحبة یحملہ علی الاذن

فی ذالک والمقصود من ذلک کله الاحترام والتعظیم والناس فی ذلک مختلف مراتبهم کما کانت تختلف فی حیاته ﷺ والناس حین یرونها لایملکون انفسهم بل یبادرون الیه ﷺ واناس فیهم اناة یتأخرون والکل علی خیر .شواهد الحق.(54.55) لا یملکو ن ــ

اس روایت کوخطیب بن جملہ نے نقل کیا ہے،اورفرمایاہے،کہ اس میں شک نہیں ہے کہ محبت واستغراق وشغف ان امورمیں اذن ورخصت کا متقاضی ہے،اورمقصد حقیقی ان تمام امورمیں احترام واکرام و توقیروتعظیم ہے،اورلوگوں کے مراتب ان معاملات میں مختلف ہیں جیسے کہ حالتِ حیاتِ ظاہرہ میں مختلف مراتب ہوتے تھے،بعض تودیکھتے ہی پروانہ واراس شمع رسالت پرنثارہونے لگتے اوربعض حلم و حوصلہ اورتمکن و وقارکامظاہرہ کرتے مگرسب کامقصد نیک ہے،(نیت درست ہے لہذا محلِ اعتراض وانکارنہیں)

﴿سندِ جید﴾

(6)وجاء بسند جید ان بلالالمازار النبی ﷺ من الشام للمنام الذی راٰه جعل یبکی ویصرغ وجهه علی القبر الشریف.شواهد الحق(54.55)

سندِ جیدکیساتھ مروی ہے کہ حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب خواب میں سرکارِدوعالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا،کہ اے بلال یہ کیاجفاکاری ہے کہ ہماری زیارت کونہیں آتے، توانہوں نے فوراً شام سے مدینہ منورہ کاقصدکیا،اورراہِ شوق پرسرکے بل چلتے ہوئے جب منزلِ مقصود پر پہنچے توآنکھوں سے آنسوبہارہے تھے، اور اپناچہرہ قبرِانورکی خاکِ پاک پرمل رہے تھے، جعل یبکی ویمرغ وجهه علی القبر الشریف.

﴿حضرتِ اسماعیل یمنی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(7)عن اسماعیل الیمنی قال کان ابن المنکدر یصیبه الصمات فکان یقوم فیضع خده علی قبر النبی ﷺ فعوتب فی ذلک،فقال انه یستشفی بقبر النبی ﷺ .شواهد الحق

حضرتِ اسماعیل الیمنی رحمت اللہ علیہ سے منقول ہے کہ محمد بن المنکدرتابعی رضی اللہ عنہ کو زبان میں بندش کاعارضہ لاحق ہوجاتااوروہ بولنے سے قاصر وعاجزہوجاتے تو آکر نبی کریم ﷺ کے مزاراقدس پراپنارخساررکھ دیتے انہیں اس فعل کے ارتکاب پرعتاب کیاگیا، توانہوں نے فرمایا

میں محبوبِ خدا ﷺ کے مزاراقدس سے اپنی بیماری سے شفایابی میں توسل حاصل کرتا ہوں

﴿حضرتِ علامہ سید سمھودی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(8)وقال فی الخلاصة الوفاء و ایضافی کتاب العلل و السوالات لعبدالله بن الامام احمد بن حنبل سألت ابی عن الرجل یمس منبرالنبی ﷺ یتبرک بمسه وتقبیله ویفعل بالقبر مثل ذلک رجاء ثواب الله تعالیٰ فقال لاباس به .شواهد الحق.

حضرتِ علامہ سید سمھودی رحمت اللہ علیہ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں کہ امام عبداللہ بن الامام احمد نے کتاب العلل والسؤالات میں نقل فرمایاہے کہ میں نے اپنے والدِ گرامی امام احمد سے دریافت کیا کہ جوشخص منبرشریف کوبطورِ تبرک ہاتھ لگاتاہے اوربوسہ دیتاہے اور قبرِ انورکے ساتھ بھی برکت حاصل کرنے کے لئے یہ فعل کرتاہے تواسکا کیاحکم ہے جب کہ اس کامقصد محض برکت کاحصول ہے اوراللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید،توآپ نے فرمایا،اس میں کوئی حرج نہیں، لابأس به،

﴿حضرتِ عارفِ کبیرسیدی شیخ عبدالغنی نابلسی رحمت اللہ لکھتے ہیں﴾

(9)رأیت کتاباللعارف الکبیرالشهیر سیدی الشیخ عبدالغنی النابلسی سماه جمع الاسرارفی منع الاشرارعن الطعن فی الصوفیة الاخیارلعل فیه فتاویٰ کثیرمن مشاهیر العلماء المذهب الاربعة ومن ذلک قوله وقد رأیت فی فتویٰ رفعت سابقا الی الشیخ الامام العلامة محمد الشوبری المصری الشافعی بماملخصه،

هل کرامات الاولیاء ثابتة بعد موتهم وهل تصرفهم ینقطع بالموت ام لاوهل یجوزتقبیل توابیت الاولیاء واعتابهم ام لا؟

فاجاب شمس الشوبری بماملخصه کرامات الاولیاء ثابتة وتصرفهم لاینقطع بالموت ویجوز التوسل بهم الی الله تعالیٰ والاستغاثة بالانبیاء والمرسلین وبالعلماء والصالحین بعد موتهم لان معجزات الانبیاء وکرامات الاولیاء لاتنقطع بعد موتهم اماالانبیاء علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام فلانهم احیاء فی قبورهم یصلون ویحجون کم وردت به الاخباروتکون هذه الافعال منهم معجزة لهم واماالاولیاء فهی کرامة لهم وقال شیخنا الرملی وهذه الاشیاء یعنی کرامات

مشاهدة لایمکن انکارهاوالذی نعتقده ثبوت کراماتهم فی حیاتهم وبعد وفاتهم ولاتنقطع بموتهم ،

واماتقبیل توابیت الاولیاء واعتابهم فلاخلاف فی جوازه بل ولاکراهة فی تقبیل اعتابهم علی قصد التبرک کماافتیٰ به شیخناالرملی ثم الشیخ محمد الشوبری فی اواخرفتواه المذکورة وهذا الامرظاهر غنی طلب الدلیل اذاالطلب لذلک انمایصدرمن جاهل معاند جاحد لایلتفت الیه ولایعول فیهاعلیه. شواهد الحق.

حضرتِ عارف کبیرسیدی شیخ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے ایک کتاب تالیف فرمائی ہے جس کانام''جمع الاسرارفی منع الاشرار عن الطعن الصوفیة الاخیار ''رکھا ہے، اس میں انہوں نے مذاہبِ اربعہ کے مشاہیر علماء اعلام کے فتاوے نقل کئے ہیں جن میں سے ایک فتویٰ یہ بھی ہے جوکہ شیخ امام علامہ محمدشوبری مصری شافعی کی خدمت میں پیش کیاگیا

استفتاء۔ کیاکرامات اولیاء ان کے وصال کے بعدبھی ثابت ہیں؟کیاان کے تصرفات بعداز وصال منقطع ہوتے ہیں یانہیں؟ اورآیااولیاء کے تابوتوں اوران کی چوکھٹوں کو بوسہ دینا جائز ہے یانہیں؟

جواب۔کراماتِ بعدازوصال بھی ثابت ہیں۔اوران کے تصرفات موت کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتے،

ان کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں توسل جائزہے،اورانبیاء ومرسلین اور علماء وصالحین سے موت کے بعدبھی استغاثہ جائزہے۔کیونکہ معجزاتِ انبیاء اورکراماتِ اولیاء موت سے منقطع نہیں ہوتیں، انبیاء کرام کے معجزات کاعدمِ انقطاع تواس لیے ہے کہ وہ اپنی قبورمیں زندہ ہیں نمازیں اداکرتے ہیں۔اورحج کرتے ہیں۔جیسے کہ اخبارواحادیث اس پر شاہد ہیں،اوربطورِ معجزہ وہ اغاثہ اورفریادرسی پرقادرہیں،لیکن اولیاء کرام کے تصرفات اورفریادرسی تویہ ان کی کرامت ہے اورشیخ شہاب رملی فرماتے ہیں بعدازوصال اولیاء کرام سے کرامات کاصدور مشاہدات کے قبیلہ سے ہے،لہذااس کاانکارممکن نہیں ہے،

ہم بہرحال یہی عقیدہ رکھتے ہیں،کہ ان کی کرامات بعدازوفات اسی طرح ثابت ہیں جس طرح حالتِ حیات میں۔اورموت کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتیں۔

☆۔رہا اولیاء کرام کے تابوتوں، اورانکی چوکھٹوں کوبوسہ دینا،تواس کے جواز میں کسی طرح کااختلاف نہیں ہے بلکہ بطورِ تبرک بوسہ دینے میں کراہت بھی نہیں ہے، جیسے کہ شیخ رملیؒ نے فتویٰ دیاہے،علامہ شوبری رحمت اللہ علیہ اس فتویٰ کے آخرمیں فرماتے ہیں،یہ امر بالکل واضح وظاہرہے اورمحتاجِ دلیل نہیں ہے کیونکہ دلیل کی ضرورت صرف جاہل کوہوسکتی ہے،یامنکر ومعاندکو،جن کی طرف نہ التفات کیاجاتاہے اورنہ ہی مباحث شرعیہ میں ان پراعتمادکیا جاتاہے۔

﴿حضرتِ عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہما کاعمل﴾

(10)وان بن عمر کان یضع یده الیمنیٰ علیه .شواهد الحق.

حضرتِ عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہما اپنادا ہناہاتھ (منبرِ رسول ﷺ ومزاراقدس) پررکھتے۔

﴿حضرتِ علامہ اذرعی رحمت اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں﴾

(11)ونقل الاذرعی عن ابی الصیف والمحب الطبری جواز تقبیل قبور الصالحین شواهد الحق.

حضرتِ علامہ اذرعی رحمت اللہ علیہ حضرتِ علامہ ابی الصیف اورعلامہ محبّ الطبر ی سے نقل فرماتے ہیں،کہ اولیاء کی قبورکوبوسہ دیناجائزہے۔

﴿جواب قول النوویؒ وغیره بالکراهة﴾

(1)وذکرابن حجران العزبن جماعة وغیره اعترضواعلی النوویؒ فی قوله بکراهة مسح جدارالقبرالشریف والتقبیل (بیان جواب لقوله)بقول احمد(بن حنبل)لاباس به وقول المحب الطبری وابن ابی الصیف یجوزتقبیل قبرالشریف ومسه وعلیه عمل العلماء والصالحین،

حضرتِ علامہ ابن ابی الصیف اورعلامہ محبّ الطبر ی فرماتے ہیں،کہ حضور پرنور ﷺ کے مزارِانور کو بوسہ دینااورچھوناجائزہے اوراسی پرعلماء اور اولیاء کاعمل رہاہے۔

﴿امام سبکی رحمت اللہ فرماتے ہیں﴾

وقول السبکیؒ بان عدم التمسح بالقبرالشریف لیس مماقام الاجماع علیه.شواهد الحق.(54)(55) قبرشریف کے عدمِ تمسح پراجماع نہیں ہے۔

(2)وقال فی خلاصة الوفاء وفی کتاب العلل والسوالات لعبدالله ابن الامام احمد بن حنبل سألت ابی عن الرجل یمس منبرالنبی ﷺ یتبرک بمسه وتقبیله ویفعل القبر مثل ذلک رجاء ثواب الله تعالیٰ فقال لاباس به. شواهد الحق. (55)

حضرتِ علامہ سید سمھودی رحمت اللہ علیہ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں کہ امام عبداللہ بن الامام احمد نے کتاب العلل والسؤالات میں نقل فرمایاہے کہ میں نے اپنے والدِ گرامی امام احمد سے دریافت کیا کہ جو شخص منبرشریف کوبطورِ تبرک ہاتھ لگاتاہے اوربوسہ دیتا ہے اورقبرِانور کے ساتھ بھی برکت حاصل کرنے کے لئے یہ فعل کرتاہے تواسکا کیا حکم ہے جب کہ اس کا مقصد محض برکت کاحصول ہے اوراللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید،توآپ نے فرمایاکہ اس میں کوئی حرج نہیں، لابأس به،

(3)نعم ان قصد بتقبیله التبرک لایکره کماافتیٰ به الوالد کماصرحوابانه اذاعجز عن استلام الحجرسن له انی یشیربعصاوان یقبلها.

قال شیخناالعدوی بعد هٰذاولامریة حینئذ ان تقبیل القبرالشریف لم یکن الالتبرک فهواولیٰ من الجوازذلک لقبورالاولیاء عند قصد التبرک فیحمل ماقاله العارف البوصیری علی هٰذ المقصد ولاسیما وان قبره الشریف روضة من ریاض الجنة .شواهد الحق. (96)

البتہ اگربوسہ دینے میں اصل مقصود تبرک واستفادہ ہوتواس میں حرج نہیں ہے،جیسے کہ والدِ گرامی نے فتویٰ دیاہے،کیونکہ علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اگرحجرِ اسود کوبوسہ دینے سے عاجز آجائے توچھڑی کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کرکے اس کو بوسہ دے لے،
(تواگردورسے چھڑی کے ساتھ اشارہ کرنے پرچھڑی کوبوسہ ازرہِ تبرک درست ہے تواولیاء کاملین کے مزارات کوبطریق اولیٰ درست)

علامہ شیخ عدوی اسکے بعدفرماتے ہیں کہ جب اولیاء کرام کے مزارات کابوسہ بطورِ تبرک جائزہے توسیدالانبیاء ﷺ کے مزاراقدس کابوسہ بطورِ تبرک نہ بھی ہولامحالہ جائزہے، لہذاامام بوصیری رحمت اللہ علیہ کاوہ قول اسی پرمحمول ہوگاعلی الخصوص جب کہ نبی کریم ﷺ کی قبرانور روضۃ من ریاض الجنۃ ہے۔(حضور ﷺ کاروضہ اطہرجنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے)

﴿امام بوصیری رحمت اللہ علیہ کاقول یہ ہے۔ملاحظہ فرمائیں۔مترجم﴾

لَاطِيْبَ يَعْدِلُ تُرْباً ضَمَّ اَعْظُمَهُ

طُوْبیٰ لِمُنْتَشِقٍ مِنْهُ وَمُلْتَثِمٖ

کوئی خوشبو اس ترابِ اطہر کامقابلہ وبرابری نہیں کرسکتی جو نبی کریم ﷺ کے اعضاءِ مبارکہ سے ملنے والی ہے،مبارک ہے اس کو سونگھنے والے کیلئے اوراس کو بوسہ دینے والے کیلئے، (تعلیق، مترجم)

علامہ یوسف نبھانیؒ فرماتے ہیں

(4) ولایقبل الاعتاب الابقصد التبرک .شواهد الحق(96)

اور چوکھٹوں کو نہ چوما جائے مگر تبرک کے حصول کے ارادے سے۔

﴿علامہ اجھوری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(5)وقال الاجهوری واجازبعضهم تقبیل الاعتاب والمقاصیراذاکان عند الزائر حسن اعتقاد.شواهد الحق.(96)

اوربعض علماء نے مزاراتِ اولیاء کرام کی دہلیزکو اوران کی پالکیوں کوبوسہ دیناجائز رکھا ہے جبکہ زائر کااعتقاددرست ہو۔

﴿علامہ یوسف النبھانی رحمت اللہ علیہ خلاصہ پیش کرتے ہیں﴾

(6)وقد ذکربعض العارفین ان الولی بعد موته اشد کرامة منه فی حال حیاته لانقطاع تعلیقه بالمخلوق وتجرد روحه للخالق فیکرمه الله تعالیٰ بقضاء الحاجات المتوسلین به.
کلام شیخنا العدوی فقد علمت مما تقدم ان الامام احمد کمانقله عنه ابنه عبدالله وکثیر من الائمة العلماء کالمحب الطبری وابن ابی الصیف والشمس الرملی وابن حجر الهیثمی وغیرهم ومن نقل ذلک عنهم من الشافعیة والحنفیة والمالکیة،واقروه وارتضوابه قائلون جمیعهم بجواز التمسح بجدار القبر الشریف وتقبیله لتبرک
بل وقبورسائرالانبیاء والصالحین وبعضهم صرح بجوازتقبیل الاعتاب ایضاً لتبرک کماهوقصد جمیع من یفعلون ذٰلک من المسلمین .ولوکانوامن اجهل الجاهلین لایقصد احدمنهم غیرالتبرک بذٰلک النبی ﷺ او ذٰلک الولی .

علامہ یوسف النبہانی قبرِ انور کو بوسہ دینے کے بارے میں آئمہ اربعہ ودیگر علماء اعلام کی رائے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ بعض علماء عارفین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولی موت کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مکرم ومعظم ہوتا ہے، بہ نسبتِ حالتِ حیات کے، کیونکہ اس کا مخلوق سے تعلق منقطع ہوجاتا ہے، اوراس کی روح اللہ تعالیٰ کیلئے متجرد وخالص ہوجاتی ہے، لہذا اللہ تعالیٰ اسکی عزت وکرامت کے طفیل ان کے متوسلین کی حاجات پوری فرماکر اس کی شانِ محبوبی ظاہر فرماتا ہے۔

الغرض، گذشتہ حوالہ جات سے واضح ہوگیا، کہ امام احمد (بقولِ عبداللہ ابن احمد رحمت اللہ علیہ کے) محبِ طبری، ابن ابی الصیف، علامہ شمس رملی، ان کے والدِ گرامی شیخ شہاب رملی، ابن حجر الہیتمی مکی، اوردیگر علماء اعلام اورآئمہ اسلام حنفی ہویاشافعی ہوں یامالکی اس امر کے قائل ہیں۔ اوراس کے جواز کے معترف ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مزارِانورواطہر کوتبرکاً بوسہ دینا یادیوار کوبوسہ دینا اوراس کوہاتھ لگانا، جائز ہے، بلکہ قبورِ صالحین کابھی ان کے نزدیک یہی حکم ہے، اوران میں سے بعض نے بطورِ تبرک مزارات کی دہلیزوں کوبوسہ دینابھی جائز رکھا ہے۔

اورجوشرط تبرکاً کی لگائی ہے وہ ہرزائر کااصل مقصد ہوتا ہے۔خواہ وہ زائراجہل الجاہلین ہی کیوں نہ ہو،

لہذا سب کے حق میں جواز کاثبوت واضح ہوگیا، کیونکہ کسی کامقصد بھی نبی ورسول ﷺ کی ذاتِ مقدسہ اورولی کی ذاتِ مقدسہ سے تبرک حاصل کرنے کے علاوہ اورکچھ نہیں ہوتا۔

﴿علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ فرماتے ہیں﴾

ولایخفیٰ فی تجویز ذلک بقصد التبرک من ھؤلاء الائمة الاعلام وسیماالامام احمد فسحة، تیسیر علیٰ اھل الاسلام وھواللائق بمحاسن الشریعة وقید ابن حجرفی عبارته السابعة الطویلة جوازذلک ونحوه بمن غلب علیه الحال المحبة والذی اعتمد(ابن حجر)ھوالکراھة بغیرمن غلب علیه الحال فاین ھذاممن(ای من ابن تیمیة وفرقته الوھابیة)یکفرون المسلمین بمثل ذلک بناءً علیٰ اوھامھم وتخیلاتھم انه یفضی الیٰ الکفروالشرک والمسلمون جمیعاً عوامھم وعلماء لولاانھم یعتقدون فی الانبیاء والاولیاء قربھم لله تعالیٰ ومحبة لھم لمازارواالحداًمنھم فکیف مع ذلک یجعلونھم

شـر كاء لمعبودهم والله لااظن ان احدامن اجهل عوام المسلمين يعتقد فی نبی (علیه الـصـلـوٰةوالسلام)او ولی انه شریک لله تعالیٰ اوانه ینفع ویضر بنفسه بل یعلمون یقیناً ان النافع والضار حقیقاًهوالله تعالیٰ وحده لاشریک له فالتشدید علی المسلمین الیٰ هـذهِ الـدرجات الفاحشة لایرضیَ الله تعالیٰ ولارسوله ولاینبغی لاحدٍ من الائمة هذا الدین المبین.شواهدالحق(57)

علامہ یوسف بن اسماعیل النبھانیؒ فرماتے ہیں،

ان علماء اعلام اورخصوصاً امام احمد رحمت اللہ علیہ کابطورِتبرک بوسہ کوجائزرکھنااہل اسلام کے لئے بہت بڑی وسعت اورتیسیر وتسہیل کاموجب ہے اوریہی امرمحاسنِ شریعت کے لائق ومناسب ہے، اورعلامہ ابن حجرنے اس جوازکومغلوب الحال لوگوں کیلئے جائزرکھا،اورجواس مرتبہ پرفائز نہ ہوں ان کیلئے صرف کراہت کاقول ہے،نہ کہ کفروشرک کا،تودیکھئے ایک طرف علماء اعلام مقتدایانِ انام کے اقوال یہ ہیں اور

دوسری طرف ایک شِرْذِمَہ ُقلیلہ ہے(ای ابن تیمیة وفرقته الوهابیة)یعنی فرقہ وہابیہ اور ابن تیمیہ گمراہ)جومجسمِ جہالت ہیں،اورسراپا غروروتکبر،وہ محض اپنے اوہامِ باطلہ اور تخیلاتِ فاسدہ کی بناء پرسول الثقلینﷺ اورانبیاء کرام علیهم السلام اوراولیاء کے مزارات کوبطورِ تبرک بوسہ دینے کوبھی موجبِ کفروشرک قراردیتے ہیں۔

☆۔ہم دریافت کرتے ہیں کہ یہ امرموجبِ کفروشرک کیوں ہے،جب کہ اہل اسلام عوام ہوں یاخواص اگران انبیاء کرام علیهم السلام اوراولیاء کرام علیهم الرضوان میں اللہ تعالیٰ کے تقرب اورمحبوبیت کااعتقاد نہ رکھتے توان میں سے کسی کی زیارت نہ کرتے تووہ ان کومعبودِ حقیقی کاشریک کیسے بناسکتے ہیں۔بخدا میں کسی جاہل ترین عامی اہل اسلام کے متعلق بھی یہ گمان نہیں کرسکتا،کہ وہ کسی نبی یاولی کے حق میں عقیدہ رکھتاہوکہ اللہ تعالیٰ کاشریک ہے یابذاتِ خود نفع ونقصان دے سکتاہے،بلکہ وہ سب قطعاً وحتماً اوریقیناً وجزماً جانتے ہیں کہ نفع وضررکامالکِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے جووحدہ لاشریک له ہے،لہٰذا اہل اسلام پراس قدرسختی اورتشدید وتغلیظ قطعاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے،اورنہ ہی دین مبین کے ائمہ کرام اورعلماء اعلام کے لائق ہے۔

﴿علامہ یوسف نبہانیؒ ابن تیمہ اوراسکے حواریوں کارد کرتے ہوئے لکھتے ہیں﴾

(7) ولاشک ان الشمس الرملی ووالده الشهاب الرملی والشهاب ابن حجر فضلا عن الامام احمد (ابن حنبل) هم فی الفقه اجل قدراً وارَقُّ نظراً من ابن تیمیة الحرانی بدرجاتٍ وهذا لاینکره الااحد رجلین. اماان یکون عالماً ولکن اعمیٰ بصیرته شدة التعصب لابن تیمیة بغیر حق.

علامہ نبہانی فرماتے ہیں اس امر میں شک کی گنجائش نہیں، کہ امام احمد رحمت اللہ علیہ کے فتویٰ سے قطع نظر، علامہ شمس رملی، اورانکے والد علامہ شہاب رملی، اورابن حجر، ابن تیمہ (علیہ ماعلیہ) کے مقابلہ میں فقہ کے اندرانتہائی جلالتِ قدراوردقتِ نظر کے مالک ہیں، اوراس حقیقت کا انکاروہی کرسکتاہے (امـاان یکون عالماً ولکن اعمیٰ بصیرته شدة التعصب لابن تیمیة بغیر حق) جو عالم ہونے کے باوجودشدتِ تعصب اوربیجا ھٹ دھرمی کی وجہ سے ابن تیمہ (علیہ ماعلیہ) کا اندھا مقلدبن کراپنی بصیرت کھو بیٹھاہو۔

(۲) وَامَّاان یَّکُونَ جَاهِلًا بِمَنْزِلَة هٰؤلآءِ الْعُلَمَاء اوریا (وہ آدمی) جوکوراجاہل ہواوران علماء اعلام اورمقتدیانِ انام کے مرتبہ ومقام سے ناواقف ہو،

﴿علامہ یوسف النبہانی رحمت اللہ علیہ وجہَ امتیاز ذکرکرتے ہیں﴾

ونحن وان لم نجتمع بهم ونبلغ درجة علمهم حتیٰ نمیز بینهم الاان لناطریقة واضحة اذا سلکناها نعلم ایهم افضل واکمل وذٰلک انااذا نظرناالیٰ منزلة اقوالهم فی الفقه فی مذهبهم نجد اولٰئک الثلثة فی مذهب الشافعی فی درجة علیَّةٍ جداً لایعلواعلیهم فیهااحد فی الاعتمادِ والاعتبار عند عموم علماء الشافعیة

علامہ نبہانیؒ فرماتے ہیں

ہم نے اگرچہ ان ائمہ دین کا زمانہ نہیں پایااورنہ ہی ان کے درجہ علم پرفائز ہوسکے ہیں لہذا ہم اپنے علم کوان کے درمیاں امتیازِ مراتب کیلئے معیاراورکسوٹی نہیں بناسکتے لیکن ہمارے پاس ایک ایسامعیار ہے جس سے بآسانی ان کے مراتب میں فرق واضح ہوسکتاہے اورمعلوم ہوسکتاہے کہ ان میں سے افضل واکمل کون ہے۔اوروہ معیار یہ ہے کہ ہم ان کے اپنے مذاہب میں ان کے اقوال کا مرتبہ دیکھتے ہیں توہمیں پتہ چلتاہے کہ ان تینوں (مذکورہ بالا) حضرات کاامام شافعیؒ کے مسلک ومذہب میں اتنا بلند درجہ ومقام ہے کہ

عام علماء شافعیہ کے نزدیک ان سے بڑھ کراس درجہ معتد بہ،اورمعتمد علیہ اورکوئی نہیں ہے

﴿علامہ یوسف النبھانیؒ فرماتے ہیں﴾

کہ ابنِ تیمیہ باوجوددعوے کے حنبلی نہیں اسکے اقوال مردود ہیں

ونجد كثيرامن الاقوال ابن تيمية فى الفقه فى مذهب الامام احمد مرفوضة مردودة لايعملون بها ولايولون عليها وهوعند علماء الحنابلة وان كان كثيراالعلم الاانه يتبع اجتهاده فى بعض مسائل فيخالف فيهاماعليه ائمة علماء مذهبه بالكلية ويطلق على تلك المسائل انهاتيمية لاحنبلية ويجعلون اتباع اقواله المخالفة لمذهبهم شيأفريا هل يوجد دليل اقوىٰ من هذا علىٰ ان اولٰئك الثلثة بيقين اجل منه فى الفقه قدراً وادق نظراً وهم قائلون بان مثل تقبيل اعتاب الاولياء فضلاً عن الانبياء فضلاً عن سيدهم سيدالمرسلين ﷺ لاكراهة فيه فضلاً عن التحريم عند الرملى وابنه مطلقاً بقصد التبرك وعندابن حجرايضاً فيماغلب علىٰ الزائر حال المحبة والاّ فذٰلك مكروهٌ وقد وافقوا بذٰلك بعض من تقدم ذكرهم من اكابر الائمة.شواهد الحق(57)

علامہ نبہانی فرماتے ہیں

لیکن اسکے برعکس ابن تیمیہ (علیہ ماعلیہ) کے بہت سے اقوال مذہبِ حنبلی میں مردود اور ناقابلِ التفات واعتبار ہیں،نہ حنبلی ان پرعمل پیراہیں اورنہ ہی ان پراعتمادکرتے ہیں اگرچہ ابن تیمیہ علماء حنابلہ کے نزدیک کثیرالعلم ہے اورکتاب وسنت کاوسیع حفظ وضبط اس کو حاصل ہے اوراکابر حفاظ ومحدثین میں شمارہوتاہے،مگربعض مسائل میں اپنے اجتہادپرعمل پیرا ہوتاہے،اورمذہباً حنبلی نہیں ہے ، جب کہ دوسرے علماء کرام صرف حنبلی ہونے پرنازاں ہیں اوراس کے ان اقوال کی اتباع کوناجائزقراردیتے ہیں۔جومخالفِ مذہب ہو، توکیااس سے بڑھ کران تینوں ائمہ اعلام کے ابن تیمیہ سے افضل ہونے کی کوئی قوی دلیل ہوسکتی ہے علاوہ ازیں وہ حضرات فقہ میں ابن تیمیہ کی نسبت یقیناً بدرجہاجلیل القدرہیں اوردقیق النظر اوربایں ہمہ وہ اس کے قائل ہیں کہ اولیاء کرام کی آستان بوسی جائزہے،چہ جائے کہ انبیاء کرام علیھم السلام اورعلی الخصوص سیدالانبیاء والمرسلین ﷺ کی آستان بوسی جائزنہ ہو علامہ رملی اوران کے فرزندارجمند کے نزدیک اس میں کراہت بھی نہیں،چہ جائے کہ حرمت متحقق ہو جبکہ بوسہ دینے والے کامقصد حصولِ برکت ہو،علامہ ابن حجرکے نزدیک

اس صورت میں جائز ہے جب زائر پرمحبت اورحسنِ عقیدت کاانتہائی غلبہ ہواوراس پربے خودی کی حالت طاری ہو ورنہ کراہت ہے،اور یہ حضرات اس فتوٰی میں منفردنہیں ہیں بلکہ اکابرائمہ کے ساتھ متفق وموافق ہیں جن میں سے بعض کاذکرپہلے آچکاہے۔

﴿علامہ نبھانی۔۔ ابن تیمیہ اوراسکے حواریوں﴾

کی کتب پڑھنے سے منع کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(8)وعليک الحذر التام من کتب ابن تيمية وجماعة المتعلقة بالعقائد لئلا تهوى في مهوات الضلال ولاينفعک الندم بعد ذٰلک بحال من الاحوال.شواهد الحق(115)

علامہ یوسف نبہانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں :

خبردار!

ابن تیمیہ(علیہ ماعلیہ)اوراسکے حواری(وہابیوں) کی کتب پڑھنے سے بچو،ورنہ گمراہیوں کے گھڑوں میں گرجاوگے۔اسکے بعدشرمندگی وندامت سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

علامہ نبھانیؒ. سیدنعمان افندی البغدادی کے نظریاتِ باطلہ سے

سنی حنفی مسلمانوں کومطلع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔کہ

سیدنعمان افندی سید،ال رسول ﷺ تھا

اہل سنت وجماعت سے بھی تھا،حنفی بھی تھا

مگروہابیوں سے ملا،انکی تائیدکی انکی تعریف کی،

اب بن گیاوہابی۔لہذا اب نہ وہ حنفی رہا،نہ وہ سنی۔

علامہ یوسف نبھانی لکھتے ہیں

اس سید نعمان افندی بغدادی نے

ابن تیمیہ کی ان مسائل میں تائیدکی جن میں اس نے امتِ محمدیہ کے اجماع اوراتفاق کو تارتارکیااور مذہبِ وہابیہ کابانی مبانی بن گیا،

اسی وجہ سے مذاہب اربعہ کے جمہورائمہ اعلام نے اس کوسخت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا

سیدنعمان آفندی بغدادی

کی یہ کتاب عوام اہل اسلام اورطلبہ کیلئے سب کتابوں سے زیادہ ضرر رساں اورنقصان دہ ہے۔لہذاان پرلازم ہے،کہ اس کتاب کے ساتھ وہی سلوک روارکھیں
جوسلوک(وہابیوں کی)دیگرایسی کتابوں کے ساتھ روارکھتے ہیں جن کواپنے مذہب ومسلک کے مخالف سمجھتے ہیں۔اوراپنے مشارب کومکدرکرنے والی یعنی اس سے مکمل اعراض اور روگردانی بروئے کارلائیں۔

اوراس کے کسی حصہ کامطالعہ بھی نہ کریں
تاکہ اس میں مندرج شکوک وشبہات ان کے یقین
وایمان کومتزلزل نہ کریں اوراموردین میں خلل اندازنہ ہوں۔

البتہ علماء اعلام کے حق میں اس کتاب کے مطالعہ سے کسی قسم کے ضررکااندیشہ نہیں ہے، کیونکہ وہ ابن تیمیہ کی خطااوراس کے طائفہ وہابیہ کی لغزشات میں اورامام سبکی،علامہ ابن حجر اورجمہورائمہ اسلام اورامت محمدیہ کے اقوالِ صحیحہ میں واضح فرق معلوم ومحسوس کرسکتے ہیں

اورسیدنعمان آفندی بغدادی

نے اس کتاب میں جس طرح حق وباطل ،اوررنگینی وبے رنگی میں خلط ملط کیا،اس میں واضح تمیز کرسکتے ہیں اوراسکے ملمع کئے ہوئے کلمات اورکھوٹ پرمشتمل اوہام سے دھوکہ نہیں کھاسکتے جن کے متعلق اس کازعمِ فاسدیہ ہے کہ ابنِ تیمیہ کی لغزشات ہی دراصل اسلاف کرام اورائمہ اسلام کامذہب ہے۔

لیکن بایں ہمہ بہتر بلکہ صواب وصحیح یہی ہے
کہ علماءِ اعلام بھی اس سے مکمل طورپراعراض کریں
اوراگراس کامطالعہ کرنے کی زحمت گواراکریں توصرف اس پر''رد'' کرنے کیلئے۔
اورعلماء اعلام ،ومقتدیانِ انام،ہادیانِ امت اورمصابیح ملت مثلاً
ائمہ ثلاثہ ابن حجرؒ،امام سبکیؒ،اورتاج الدین سبکیؒ
کے خلاف اس کے تعصبِ شدید اورخطاء فاحش کوواضح کرنے کیلئے

اورجمہور اہلِ اسلام اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائدونظریات میں سے بہت سے نظریات وعقائد کے خلاف کوراجح اوروزنی قراردینے کی لغویت وبیہودگی واضح کریں مثلاًاستغاثہ۔

زیارتِ روضہ انور، اوراللہ تعالیٰ کے حق میں جہت وغیرہ کے ایسے اقوال جن میں اس نے خلط وخبط کامظاہرہ کیاہے۔اورصرف علماء اعلام ہی ان میں حق وباطل اورصواب وناصواب میں امتیاز پرقادر ہیں
مگرعوام اہلِ اسلام اورطلبۂ علم پراس کتاب کے مطالعہ سے عقائد میں خلل اورتزلزل کااندیشہ ہے

﴿سید نعمان آلوسی کے متعلق علامہ نبھانی کی حیرانی﴾

میں بخدا اس شخص کے معاملہ میں سخت حیرانی کاشکارہوں،اگرمیں یہ کہتاہوں کہ کتاب میں جوکچھ مندرج ہے وہ واقعی اس کاعقیدہ ہے تواس دعویٰ میں میرایہ علم وعرفان مانع ومعارض ہوتاہے کہ وہ حنفی المذہب ہے
اوراسکاتعلق بغداد شریف کے ایک علمی گھرانے ،اورسادات خانوادے سے ہے
جوسارے کے سارے اہلسنت والجماعت ہیں۔
اورجوکچھ اس(سید نعمان آلوسی بغدادی)نے دلائل وشواہد میں درج کرکے ان کے ذریعے ابن تیمیہ(علیہ ماعلیہ) کی لغزشات کی تائید وتقویت کی ہے اورجوانداز واسلوب اختیار کیاہے وہ صرف اورصرف وہابیہ کاطرزِ وطریق ہے
یہ طرز نہ تواحناف کاہے نہ اس کے آباء واجداد سادات کا۔

علامہ یوسف نبہانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں چاہے
وہ سید ہے یاحنفی ہے
مگرجب وہ وہابیوں کامؤیدومددگاربن گیا،

سواسکا کچھ کہنا،اسکاماننا تودرکناراسکی کتابوں کی طرف التفات بھی نہ کی جائے اوراگرکچھ لکھے تواسے پڑھابھی نہ جائے کیونکہ وہ وہابیوں کاساتھی بن گیاہے ۔دیکھئے
علامہ یوسف النبھانی رحمت اللہ علیہ تحریرفرماتے ہیں۔

(9)وایاک ان تغتر بکلام السید النعمان افندی الألوسی البغدادی فی کتابه جلاء العینین وتظن انه حنفی من اهل السنة والجماعة فهوبهذاالکتاب خرج من حنفیة وسنیة وصار من جماعة ابن تیمیة ناصر لمذ هبه مذهب الوهابیة. شواهد الحق.(115)

علامہ یوسف نبہانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

خبردار!

سیدنعمان افندی الوسی بغدادیؒ

نے اپنی کتاب جلاء العینین میں اسی قسم کی خرافات لکھی ہیں،جبکہ وہ اپنے

آپکوحنفی سمجھتاہے وہ ان خرافات کے بناء

اہلسنت وجماعت احناف سے خارج ہوگیا۔

اور جماعت وہابیہ ابن تیمیہ کاناصرومددگاربن گیا،

سو،سیدنعمان افندی **کی** گمراہ کن باتوں سے بچو

کہیں اس گمراہ کی تحریر تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے۔شواہدالحق 115

﴿صاحبِ فتاویٰ حدیثیہ﴾

ابن تیمیہ کے کفریات ذکرکرتے ہوئے تحریرفرماتے ہیں

(10) **قال ابن تیمیة ان الانبیاء غیرمعصومین** .فتاوی حدیثیة(55) وتطهیر الفوائد من دنس الاعتقاد.(12)

(کہ ابن تیمیہ دجال نے کہاہے)انبیاء کرام معصوم نہیں(**نعوذبالله من ذلک**)

☆۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ تبرکاًانبیاء کرام **علیہم السلام** اوراولیاء کرام کی چوکھٹوں پالکیوں کوازروئے محبت بوسہ دیناجائزہے کفروشرک نہیں،اوراس بارے میں ابن تیمہ حرانی اور اسکے حواریوں وہابیوں کے اقوال مردود ہیں۔

(مفتی اعظم سرحد)

مفتی شائستہ گل القادری المتوی

از نتیجہ فکر محمد عبدالعلیم القادری پیر ۹ راگست ۲۰۰۴

قاطعِ نجدیت مفتی شائستہ گلؒ ہیں
فاتحِ نجدیت مفتی شائستہ گلؒ ہیں
رہنماءِ اہل سنت مفتی شائستہ گلؒ ہیں
سرتاجِ اہل سنت مفتی شائستہ گلؒ ہیں
وہابیت کے قلعے جڑ سے اکھاڑ دیئے ہیں
سلطانِ اہل سنت مفتی شائستہ گلؒ ہیں
عبدالعلیم خادم اس فکر کا ہمیشہ
احمد رضاؒ شہنشاہ تو حافظ شائستہ گلؒ ہیں

خادم الفقراء
الفقیر الی اللہ الغنی
محمد عبدالعلیم القادری
خلیفہ مجاز
قبلہ والدِ محترم
ناظم اعلیٰ۔ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاکل والشرب
بعد ختم القرآن الکریم

﴿قرآن خوانی کے بعد کھانا کھلانا جائز﴾

﴿مصنف﴾

حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مفتی شائستہ گلؒ القادری

المتوی المردانی۔ مفتی اعظم سرحد

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دار العلوم قادریہ سبحانیہ

﴿قرآن خوانی کے بعد کھانا کھلانا﴾

(اورصاحبِ خانہ کاقرآن کریم ختم کرنے والوں کی نقدیات کی صورت میں خدمت کرنا)

﴿وجہ اول﴾

ابن تیمیہ (اوراسکے حواری) اہل سنت پراعتراض کرتے ہوئے کہتاہے۔
کہ مرحومین کے ایصالِ ثواب کیلئے ختمِ قرآن کرکے اس پراجرت لینانہ توخلفاء راشدین کے دورمیں تھااورنہ ائمہ اربعہ سے اباحت کاذکر۔نیزعلماء نے کہاہے کہ اجرت پرقرآن پڑھنے والا خوداجر سے محروم ہے۔تومرحومین کو ایصالِ ثواب کاکیافائدہ ہے۔
لہذااجرت دینے والا،اوراجرت لینےوالا دونوں ہی گنہگارہیں۔
ابن تیمیہ الحرانی کے مندرجہ بالااعتراضات، میں نے شامی کے مختلف مقامات سے جمع کرکے تلخیصاً بیان کردیئے ہیں۔
آیئے اب میں مندرجہ بالااعتراضات کاجواب دیتاہوں۔

جواب۔ ابنِ تیمیہ الحرانی کے مندرجہ بالااعتراضات کئی وجوہ کے بنامردود ہیں۔
میں ابنِ تیمیہ الحرانی کے اقوال کاردقرآنِ کریم کی آیات واحادیثِ رسول ﷺ اور علماءِ انام کے اقوال سے کروں گا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔قرانِ کریم کی آیات و احادیثِ رسول ﷺ اور علماءِ انام کے اقوال سے جہاں میں ابنِ تیمیہ الحرانی کاردِ بلیغ کروں گا انشاء اللہ اسکے ساتھ ہی وہ عادتِ مستمرہ جومسلمانوں میں آج تک رائج ہے کاثبوت بھی دوں گا۔
جواب سے قبل عادتِ مستمرہ جومسلمانوں میں رائج ہے اسکی وضاحت ذکرکروں۔

﴿عادتِ مستمرہ﴾

عادتِ مستمرہ جومسلمانوں میں رائج ہے۔اسکی چندمثالیں مندرجہ ذیل ہیں
جب کوئی مسلمان بیمارہوجائے۔
یاکوئی مسلمان وفات پاجائے۔

یا من جانب اللہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوجائے۔
یارمضان کامہینہ آئے توختمِ قرآن کیلئے۔
مذکورہ بالاتمام صورتوں میں مسلمانوں کاعمل ہے کہ حفاظ،یاطلبہ کرام کوبلاکرختمِ قرآن کرواکر
مریض کی صحتیابی کیلئے دعاکرواتے ہیں
یاآفتوں اورمصائب وآلام کے دفعیہ کیلئے دعاکرواتے ہیں
یانمازِ تراویح میں ختم قرآن کے بعد جمیع مسلمانوں کیلئے دعاہوتی ہے۔
یاگھرمیں خیروبرکت کیلئے قرآن خوانی کرواکردعائیں کروائیں جاتیں ہیں۔
پھرصاحبِ خانہ یااراکین مساجد حفاظ یاطلبہ کی طعام یانقدیات کی صورت میں خدمت کرتے ہیں
☆۔۔میں کہتاہوں کہ یہ عادتِ مستمرہ ہے جوبحمدہ تعالیٰ مسلمانوں میں رائج ہے جوشرعاً
محمود اور اجماعِ امت کے مطابق ہے۔نیزیہ عادتِ مستمرہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث
اورعلماءِ اعلام ومقتدیانِ انام،ہادیانِ امت،مصابیح ملت کے اقوال سے ثابت ہے۔

﴿وجہ اول﴾

اس عادتِ مستمرہ میں مسلمانوں کیلئے فوائدِ کثیرہ ہیں۔مثلا
(1) ایک توصاحبِ خانہ کوخیرات وصدقات کاموقعہ میسرآتاہے۔
(2)دوسرایہ کہ صاحبِ خانہ داعی الی الخیر ہوتاہے۔جوداعی الی الخیرہووہ بھی اجروثواب میں برابر کاشریک ہے۔حضورِ پرُنور ﷺ فرماتے ہیں(**الدال علی الخیر کفاعله**.رواہ مسلم، وابوداود، وابن ماجه نیکی بھلائی کاحکم کرنے والاایساہے جیسے کہ وہ نیکی اس نے خودکی
(3) تیسرایہ کہ صاحبِ خانہ کیلئے دعاہوتی ہے(دعا بھی عبادت ہے)
(4)چوتھا یہ کہ تلاوتِ قرآن کیوقت اس گھرمیں اللہ **کی** رحمتوں کانزول ہوتاہے۔
حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔حضورِپرنور ﷺ نے فرمایاجس گھر میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے اس گھرمیں سکون واطمینانِ (رحمتِ الٰہی) کانزول ہوتا ہے
(5) نیزیہ طریقہ مسنونہ ہے،اورطریقہ مسنونہ پرعمل کرنا باعثِ اجروثواب ہے۔
(اچھاطریقہ ہے)

﴿حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شیٔ. رواه مسلم ثم مشکوٰة(۳۳)

جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا سوا سے اسکا اجر دیا جائے گا اسکے بعد جس نے اس پرعمل کیا اسکے اجر سے بھی موجد کو اجر ملے گا سوائے اسکے کہ عامل کے اجر میں کچھ کمی کی جائے (یعنی جو شخص اس رائج کردہ اچھے طریقے پرعمل کرے گا، اسے بھی اجر ملے گا اور اسکے اجر سے اس طریقے کو رائج کرنے والے کو بھی اجر دیا جائے گا، اس انداز سے کہ عامل کے اجر میں کچھ کمی واقع نہ ہوگی۔ مترجم)

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ جس عملِ خیر و کارِ خیر میں اتنے فوائد ہوں تو وہ یقیناً جائز ہے۔ **الحمد لله علی احسانه.**

﴿اما القرآن المجید﴾

قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ سے دلائل۔ کہ نیک کام پر اجرت لینا جائز ہے۔

﴿وجہ دوم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کی قرآن کریم سے دلیل﴾

☆۔۔۔۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ○سورة رحمٰن. آیت ۶۰

نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔

دیکھئے دونوں جانب سے نیکی ہے یعنی طلبہ کا قرآن پڑھنا، یہ بھی نیکی اور صاحبِ خانہ کی جانب سے حفاظ یا طلبہ دین کی خدمت کرنا یہ بھی نیکی، وہ خدمت کسی بھی صورت میں ہو کھانا کھلانے کی صورت میں ہو یا نقدیات کی صورت میں ہو۔

ثابت ہوا کہ نیکی کے بدلے اچھی جزا سے نوازنا قرآن سے ثابت۔

احسان جانبین سے ہوتا ہے جیسے استاد کا اپنے شاگردوں کو پڑھانا اور شاگردوں کا اپنے استاذ سے مروۃ (استاد کا احترام و محبت) تو یہاں بھی جانبین سے احسان یعنی نیکی کا بدلہ نیکی ہے

ومروة المتعلمين فی مجازاة الاحسان بالاحسان من غير شرط.
اورشاگردوں کی مروۃ (استادکاادب واحترام ومحبت) کسی شرط کے بغیرہی بدل ہے، یعنی اس احسان کابدل ہے جواحسان استاذان پرکررہاہے۔

﴿وجہ سوم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے تیسری دلیل﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

قُلْ لَااَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّامَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا٥

فرمادو میں اس پرتم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگرجوچاہے، کہ اپنے رب کی طرف راستہ اختیارکرے،

آیت مذکورہ بالا کی تفسیر کرتے ہوئے صاحبِ تفسیرصاوی فرماتے ہیں

(قُلْ لَااَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ) ای علیٰ تبلیغ ماارسلت به (مِنْ اَجْرٍ اِلَّا)لکن (مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا)طریقابانفاق ماله فی مرضاته تعالیٰ فلاامنعه. المعنیٰ لااطلب من اموالکم جعلا لنفسی لکن من شآء ان ینفق امواله لوجه الله تعالیٰ طلبالمرضاته فلیفعل .
قوله(ای قول السیوطیؒ .مترجم)(فی مرضاته)ای کاالصدقة والنفقة فی سبیل الله تعالیٰ .صاوی.سورة فرقان آیت .۵۷
فرمادو میں اس(تبلیغ پر جسکے ساتھ بھیجا گیاہوں)تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا(لیکن)جو چاہے، کہ اپنے رب کی طرف راہ لے(اگراللہ کی رضاچاہتے ہوئے اپنے اموال کواللہ کی راہ میں خرچ کرے تومیں اس سے منع نہیں کرتااس آیت کامعنیٰ یہ ہوا لااطلب من اموالکم جعلا لنفسی. میں تمہارے اموال میں سے اپنے لئے کچھ طلب نہیں کرتا لیکن جواللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی طلب کرناچاہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔
صاحبِ تفسیرصاوی فرماتے ہیں کہ صاحبِ تفسیرجلالین کے اس قول(فی مرضاته تعالی) کامطلب یہ ہے، کہ اللہ کی رضاوخوشنودی حاصل کرنے کیلئے کوئی صدقہ کرے یااللہ کی راہ میں اپنے مال کوخرچ کرے،توجائزہے کہ(فقیروں مسکینوں کوکھاناکھلادے وغیرہ تواس میں کوئی حرج نہیں۔)

﴿اعتراض﴾

مگرجناب اللہ تعالیٰ نے تواپنی کتاب کے بدلے کچھ لینے سے منع فرمایاہے
دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ز وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ o وَلَاتَلْبِسُ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o. سورۃ بقرۃ. آیت، ۴۱.

اورمیری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو،اورمجھ ہی سے ڈرو،اورنہ ملاؤحق کوباطل کیساتھ اورحق کونہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

﴿جواب﴾

میں کہتاہوں کہ مفسرین کرام نے اس آیت کی جوتفسیرکی ہے ان کی تفسیرکی روشنی میں آیتِ مذکورہ بالاسے طاعات پراجرت لینے کی حرمت کااستدلال قائم کرنا غلط ہے،دیکھئے صاحبِ تفسیرخازن لکھتے ہیں اس آیت **کا** شانِ نزول یہ ہے۔

☆.. وذلک ان کعب بن الاشرف ورؤساء الیھود کانوایعینون الماکل من سلفھم وجھالم و کانوایأخذون منھم فی کل سنة شیئا معلومامن زروعھم وثمارھم ونقودھم وضروعھم فخافواان بینوا صفة محمد ﷺ وتابعوہ ان تفوتھم المأکل فغیروانعته و کتموا اسمه. خازن ومعالم والسراج المنیر.

کہ یہ آیت کعب بن اشرف اوردوسرے رؤسا،وعلماء یہودکے حق میں نازل ہوئی،جواپنی قوم کے جاہلوں اورکم عقلوں سے مال وصول کرتے تھے اوران پرسالانہ کچھ(ٹیکس)مقررکرتے تھے اوران رؤسانے انکے پھلوں اورنقدمالوں میں اپنے حق معین کرلئے تھے،انہیں خدشہ ہواکہ توریت میں جنابِ سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ کی جوصفت ونعت ہے اگرہم وہ صفت ونعت قوم پرظاہرکریں توقوم جنابِ سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ پرایمان لے آئیں گے، پھر انکا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگایہ تمام منافع ہاتھ سے جاتے رہیں گے،سو انہوں اپنی کتابوں میں تغیروتبدل کرلیا۔اور جنابِ سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ کی صفت ونعت کوبدل ڈالا، جب لوگ

ان سے جناب سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ کے اوصافِ جمیلہ دریافت کرتے تو یہ لوگ (علماء،ورؤساء یہود)جناب سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ کے اوصافِ جمیلہ کو چھپالیتے،خازن

ومعالم والسراج المنیر.

☆۔۔میں کہتاہوں کہ معترض نے جواعتراض کیاہے وہ خودہی اسی میں پھنس گیاملاحظہ فرمائیں،مفسرین کی تفسیروں میں دوجملے ہیں۔(جملہ اول؛)

(۱) (ان كعب بن الاشرف ورؤساء اليهود كانوايعينون الماكل من سلفهم وجهالم وكانواياخذون منهم فى كل سنة شيئا معلومامن زروعهم وثمارهم ونقودهم وضروعهم) کعب بن اشرف اورروساء یہود اپنی قوم کے بے وقوفوں اورجاہلوں سے سالانہ انکے پھلوں اورنقدیات ودودھ میں سے اپنے متعین کردہ مقدارکے مطابق لیاکرتے تھے

اس پوری عبارت میں ان جملوں پرغورکرو

(۱)(كانوايعينون الماكل)

(۲)(وكانواياخذون منهم فى كل سنة شيئا معلوما)

ان دنوں جملوں میں(یعینون..یأخذون)دونوں فعلِ مضارع کے صیغے ہیں جودوام واستمرار پردلالت کرتے ہیں دیکھئے شرح جامی قبیل المجموع(261) مختصرالمعانی(.181 182)

وفتح القدیرجلدا،امامت(243)وکبیری امامت(57)وشامی جلدا۔امامت (243)مزیدتحقیق درکار ہوتومیری کتاب '' اثبات عشرين ركعات التراويح بالادلة القوية'' میں ملاحظہ فرمائیں

☆۔میری اس تحقیق سے معلوم ہواکہ ان دونوں صیغوں(یعینون..یأخذون)سے یہ بات واضح ہوگئی کہ انکے دین میں شرطِ صریح کیساتھ طاعات پراجرت لینا جائز تھا۔۔

نیز معلوم ہواکہ علماء وروساء یہود ان سے ہمیشہ مال پھل اورنقدیات لیتے رہے۔ ان میں سے کسی نے ان کومنع نہ کیا،اورنہ ہی توریت میں انکے اس عمل سے(طاعات کے بدلے جومال وہ لیتے تھے)منع کیاگیا،اورنہ انجیل نے اسکی ممانعت کی اورنہ قرآن کریم میں طاعات پراجرت لینے کی ممانعت آئی،جب یہ بات ثابت ہوگئی تواس مسئلہ میں

(شريعت من قبلنا شريعت لنا)

اگر پھر اعتراض کیا جائے کہ اگر آپ اس سے طاعات پر اجرت لینے کا جواز ثابت کر رہے ہیں تو پھر قران کریم میں یہ آیت کیوں آئی (وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا. اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو)

اسکا جواب اسی آیت کی تفسیر میں دوسرے جملہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

دوسرا جملہ:

(فخافوا ان بينوا صفة محمد ﷺ وتابعوه ان تفوتهم المأكل فغيروا نعته وكتموا اسمه)

یہود ونصاریٰ اس بات سے ڈرے کہ اگر ہم (سیدنا) محمد (ﷺ) کے صفت ونعت کو ظاہر کریں گے اور انکی اتباع کریں گے تو ہمارے تمام مأکل فوت ہوجائیں گے سوانہوں نے حضور ﷺ کی صفت ونعت چھپادی اور نام بھی چھپادیا،

یہ عبارت اس بات پر دلالتِ قطعیہ ہے کہ یہ ممانعت طاعات پر اجرت لینے کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ اگر آیت میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس آیت میں پانچ ایسے مقامات موجود ہیں جو ممانعت ومذمت پر دال ہیں، ملاحظہ فرمائیں،

(1) لا تشتروا. (2) فاتقون. (3) ولا تلبسوا. (4) وتكتموا. (5) وانتم تعلمون.

سو، معلوم ہوا کہ یہ ممانعت صرف حضور پرنور ﷺ کی صفت ونعت کو چھپانے کی وجہ سے ہے۔

ظاہر ہوا کہ اس آیت کو طاعات پر مال لینے کی دلیل میں پیش کرنا غلط ہے۔

بلکہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت سے ہو رہی ہے۔

☆... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ٥ سورة بقره آیت . ۷۹

پس ہلاکت ہو ان لوگوں کیلئے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے بدلے حاصل کریں دنیا کا تھوڑا دام۔ پس ہلاکت ہو ان کے کیلئے جو کچھ ان کے ہاتھوں نے لکھا، اور ہلاکت ہو ان کیلئے اس کمائی سے (جو انہوں نے کمایا)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ آیتِ مذکورہ بالا میں جس شِـــرَا (آیت کے بدلے دنیا کا تھوڑا دام لینے پر جو وعید آئی ہے یہ اس بات کی صراحتاً قطعی دلیل ہے کہ یہ وعید اس وجہ سے تھی، کہ وہ حضورِ پرنور علیہ وسلم ﷺ کی صفت ونعت کو چھپاتے تھے
اوراللہ جل جلالہ پرجھوٹ بولتے جیسے کہ آیت سے ظاہر ہورہا ہے(**یـکتبـون الکتـاب بـایدیهم ثم یقولون هذا من عند الله**) وہ لوگ اپنے ہاتوں سے لکھتے پھر کہتے یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ ممانعت طاعات پراجرت لینے کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اسکی وجہ ان لوگوں کا حضور پرنور ﷺ کے صفت ونعت کو چھپانا اوراللہ جل جلالہ پرجھوٹ کا افتراء باندھنا تھا۔

﴿وجہ چہارم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے چوتھی دلیل﴾

☆... اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

مَنْ كَانَ غَنِيًّافَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَاكُلْ بِالْمَعْرُوفِ.سورة النساء،آیت ، ٦

اور جو مالدار ہو(اسے یتیم کے مال کی حاجت نہ ہو) وہ(یتیم کے مال سے)بچتارہے اور جو تنگ دست ہو،وہ معروف طریقہ(دستور کے مطابق یتیم کے مال میں سے) کھائے۔
دیکھئے وہ شخص جو یتیم کی پرورش کررہاہے اوراسکے مال کا محافظ ہے، اسکے لئے یتیم کے مال میں سے لینا اور اپنے مصاریف اورضروریات میں خرچ کرنا جائز ہے۔حالانکہ اگر یتیم کی پرورش، اوریتیم کے مال کی حفاظت، کچھ لیئے بغیر ہوتی تو یتیم کو اپنا پورا مال مل جاتا۔نیزآیات و احادیث سے یتیم کیساتھ احسان کرنا اچھائی کرنا بہت بڑی نیکی ہے یعنی عظیم القربات میں سے ہے۔ پھربھی اللہ تعالیٰ نے انکے مال میں سے پرورش کرنے والے کو لے لینااپنی ضروریات میں صرف کرنا اپنے استعمال میں لاناجائزقراردیایہ جائز قرار دینااس بات کی دلیل ہے کہ طاعات پراجرت لے لیناجائز ہے۔حالانکہ یتیم کی پرورش کرنااسکے مال کی حفاظت کرنا طاعات سے ہے پھربھی انکے مال سے کچھ لینااوراپنی ضروریات میں خرچ کرنے کاجواز۔اسی بات کو ظاہر کر رہاہے۔کہ طاعات پراجرت لیناجائز ہے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پراجرت لیناجائز ہے۔

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے پانچویں دلیل﴾

☆۔۔۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

لَوْشِئْتَ لَا تَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا. سورہ. کہف. آیت. ۷۷

اگرآپ چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لیتے ۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔کہ حضرتِ خضرؑ نے نیک کام کیا(گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دیا اسے گرنے سے بچایا)اس پر حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا(اے خضر،اگرآپ چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لیتے)اگر نیک کام پر مزدوری لینا جائز نہ ہوتی،تو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام جو اللہ کے نبی ورسول ہیں کیونکر حضرتِ خضر علیہ السلام کو مزدوری لینے کی ترغیب دلاتے ۔

ثابت ہوا کہ طاعات پراجرت لینا جائز ہے۔

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے چھٹی دلیل﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ. سورۃ،انفال. آیت. ۱.

(ترجمہ)پوچھتے ہیں آپ سے غنیمتوں کے بارے میں۔

مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ جب بدر کا جہاد اختتام پذیر ہوا تو نوجوان اور ضعیف العمر صحابہ کرامؓ میں مالِ غنیمت کی تقسیم میں اختلاف پیدا ہوا اور بدمزگی کی نوبت آگئی۔نوجوان صحابہؓ کا مدعا یہ تھا کہ ہم جوان ہیں کافروں مشرکوں سے ہم لڑتے ہیں لہذا غنیمت کا سارا مال ہمیں ملنا چاہے ضعیف العمر صحابہ کرامؓ کا کہنا یہ تھا کہ اگرچہ ہم مشرکوں سے لڑنے کے قابل نہیں مگر جہاد میں شریک اور تمہارے مددگار رہے لہذا مالِ غنیمت میں ہمیں بھی حصہ ملنا چاہئے ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ بات حضورِ پرنور ﷺ تک پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (جو اوپر ذکر کی گئی)نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکال کر اپنے رسول

ﷺ کے سپرد کیا آپ ﷺ نے وہ مال برابر تقسیم کیا۔

☆۔۔۔دیکھا آپ نے کہ جہاد افضل الاعمال ہے اگر طاعات پراجرت لینا، ناجائز ہوتا، تو صحابہ کرامؓ اتنا اصرار کیوں کرتے۔ثابت ہوا کہ طاعات پراجرت لینا جائز ہے۔

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے ساتویں دلیل﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قالت ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ماسقیت لنا .سورۃ،القصص .آیت ۲۵

وہ کہنے لگی میرے والد آپکو بلا رہے ہیں تا کہ وہ آپکو مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے (جانوروں) کو پانی پلایا۔

حضرتِ شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں جب اپنی مویشیوں کو پانی پلانے آئیں لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر ایک طرف انتظار کرنے لگیں حضرتِ موسیٰ علیہ السلام لوگوں کی ناانصافی ملاحظہ فرمارہے تھے تشریف لائے اور انکی بکریوں کو پانی پلایا۔اور ایک طرف بیٹھ گئے، حضرتِ شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں جب اپنے گھر پہنچیں تو والدِ بزرگوار کو تمام واقعہ سنادیا تو حضرتِ شعیب علیہ السلام نے فرمایا جاؤ اسے بلالاؤ۔صاحبزادی (صفورا) تشریف لائی اور موسیٰ علیہ السلام سے یوں کلام کیا (وہ کہنے لگی میرے والد آپکو بلارہے ہیں تا کہ وہ آپکو مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا)

☆۔۔۔دیکھئے اگر نیک کام پر اجرت حرام ہوتی تو حضرتِ شعیب علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اپنی صاحبزادی سے ہرگز یہ نہ فرماتے کہ جاؤ انہیں کہو کہ (میرے والد آپکو بلارہے ہیں تا کہ وہ آپکو مزدوری دے)

ثابت ہوا کہ طاعات پراجرت لینا جائز ہے۔

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے آٹھویں دلیل﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ولا تمنن تستکثر .سورۃ. مدثر. آیت. ۶

(پیارے محبوب ﷺ) اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو۔

مفسرین نے جوتفسیر بیان کی ہے مثلاً تفسیر خازن وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔یعنی جیسے دنیامیں ہدیئے اورنیوتے دینے کادستور ہے کہ دینے والا یہ خیال کرتاہے کہ جس کومیں نے دیا ہے وہ اس سے زیادہ مجھے دے دے گا، اس قسم کے نیوتے اورہدیئے شرعاً جائزہیں مگرنبی کریم ﷺ کواس سے منع کیاگیا کیونکہ شانِ نبوت ورسالت بہت ارفع واعلیٰ ہے اوراس منصب عالی کے لائق یہی ہے کہ جس کو جودیں وہ محض کرم ہو اسے لینے یانفع حاصل کرنے کی نیت نہ ہو،

دیکھاآپ نے کہ ہدیات وتحائف توسنت پرعمل ہے مگراس پرکچھ زیادہ لینے کی نیت اورزیادہ لے لینا جائز،جب کہ تحائف دینا سنت پرعمل کرنے سے طاعت میں داخل ہے۔

ثابت ہواکہ طاعات پراجرت لیناجائزہے۔

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے آٹھویں دلیل﴾

☆۔۔جب حضرتِ نوح علیہ السلام کی قوم نے نافرمانی کی۔تواللہ تعالیٰ نے بارشوں کانزول ان سے روک دیااورانکی عورتوں کوبانجھ کردیا چالیس سال تک انکے مال مویشی ہلاک ہوئے جب انکایہ حال ہواتوحضرتِ نوح علیہ السلام نے انہیں استغفارکاحکم دیا۔

☆۔۔۔۔نوح علیہ السلام کاواقعہ ذکرکرتے ہوئے،

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْارَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا o يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا o وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا oسورہ نوح ،پ ۲۹

میں نے کہاکہ اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا بخشنے والاہے ،وہ تم پربھیجے گا موسلادھار بارش استغفارکاحکم دیا۔

دیکھئے استغفاربلاشبہ طاعات میں سے ہے اسکے بدلے انہیں مال ملنا ان پربارشوں کانزول، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ طاعات پر مال لیناجائزہے

اسی طرح نمازِاستسقاء ہے کہ اس میں بھی دعائیں اوراستغفارہی توہے مگراسکے بدلے کیا مانگاجارہاہے یہی کہ مال ومویشی ملے بارشوں کانزول ہوتاکہ قحط سالی ختم ہو۔مال زیادہ ہو۔ثابت ہواکہ طاعات پراجرت لیناجائزہے۔

﴾اما الاحادیث﴿

﴾وجہ چہارم﴿

﴾طاعات پراجرت لینے کے جواز میں احادیث سے دلیل اول﴿

☆..روی عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ مااجتمع قوم فی بيت من بيوت الله ويتدارسونه فيهاالانزلت عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة وذكرهم الله فيمن عنده.رواه مسلم وابوداد.

حضرتِ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایالوگ جب بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھرمیں قرآن کریم کے درس وتدریس کیلئے جمع ہوتے ہیں،اللہ ان پر سکون اطیمانِ(قلبی)نازل فرماتاہے۔اوران پررحمت چھاجاتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں نیزاللہ ان(نیک بندوں)کاذکراپنے ان بندوں میں کرتا ہے جواللہ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔

﴾وجہ پنجم﴿

﴾طاعات پرمال لینے کے جواز میں احادیث سے دوسری دلیل﴿

☆..وقال ابن عباس عن النبی ﷺ ان احق مااخذتم عليه اجرا كتاب الله .رواه البخاری جلد٢ .كتاب الاجارة.(٢٣)

حضرتِ عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے حضورِ پرنور ﷺ نے فرمایا سب کاموں سے زیادہ اجرت لینے کے لائق اللہ کی کتاب ہے۔

☆..فائده!حديث ابن عباس لبيان الرخصة .فتح الودود.واشعة اللمعات وقال فيه جواز الاجرة لتلاوة القران وللتعليم والرقىٰ ايضا لعموم اللفظ.عينی البخاری.

عبداللہ ابن عباسؓ سے جوحدیث مروی ہے یہ رخصت کا بیان ہے(یعنی یہ حدیث درحقیقت قرآن کریم پراجرت لینے کے جواز کیلئے دلیل ہے)

صاحبِ عینی فرماتے ہیں اس حدیث میں قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے اورتعویذات پر اجرۃ لینے کا جواز ہے کیونکہ اس میں عموم ہے(اس عموم کے بناتمام طاعات پر اجرت لیناجائز)

﴿وجہ ششم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں احادیث سے تیسری دلیل﴾

☆..عن عمرو بن سلمة انه ام قومه و كانت على بردة كنت اذاسجدت تقلصت عنی فقالت امرأة من الحی الا تغطون عنااست قارئكم فاشتروا فقطعوالی قميصا فمافرحت بشئ فرحی بذٰلک القميص. رواه البخاری والمسلم والنسائی.

حضرت عمر بن سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی امامت کرتا تھااورمیرے جسم پرایک ہی چادرتھی،جب میں سجدہ میں جاتا(توکبھی کبھاروہ چادرمیرے جسم سے)پسل جاتی سواس قبیلے کی ایک خاتون نے کہا(اے قوم)اپنے قاری کے اعضائے جسمانی ہم سے پوشیدہ رکھو سوانہوں نے (کپڑالیا)اور(اس سے)میرے لیئے قمیص بنالی، سومجھے اس قمیص پراتنی خوشی ہوئی کہ (اس سے قبل اتنی)خوشی کسی شئ پرنہیں ہوئی تھی۔

ثابت ہواکہ طاعات پراجرت لیناجائزہے۔

﴿وجہ ہفتم﴾

﴿طاعات پرمال لینے کے جواز میں احادیث سے چھوتی دلیل﴾

☆..عن ابی سعيد الخدری قال انطلق نفرمن اصحاب رسول الله ﷺ فی سفرة سافروهاحتىٰ نزلوا علی حی من احياء العرب فاستضافوهم فابوا ان يضيفوهم فلدغ سيد ذٰلک الحی فسعواله بكل شئ لاينفعه شئ فقال بعضهم لواتيتم هؤلآء الرهط الذين نزلوا لعله ان يكون عند بعضهم شئ فاتوهم فقالوا ياايها الرهط ان سيدنالدغ وسعينا له بكل شئ لاينفعه فهل عند احدمنكم شئ فقال بعضهم نعم والله انی لاَرْقىٰ ولٰكن والله لقد استضفناكم فلم تضيفونافماانا براقٍ لكم حتىٰ تجعلوا لنا جعلاً فصالحواهم على قطيع من الغنم فانطلق يتفل عليه فيقرأ الحمد لله رب العٰلمين فكانمانشط من عقال فانطلق يمشی ومابه قلبه قال فاوفوهم جعلهم الذی صالحوهم عليه فقال بعضهم اقسموافقال الذی رقیٰ لاتفعلوا حتٰى نأتی النبی ﷺ فنذكرله الذی كان فنظر مايامرنافقدمواعلى رسول الله ﷺ فذكرواله فقال ما يدريک

انھا رقیة ثم قال قد اصبتم اقسموا واضربوا لی معکم سھما فضحک رسول اللہ
ﷺ . بخاری جلد ۲ .جزء. ۹ / ۲۴ ،اجارہ .(۲۰۴.۲۳)

حضرتِ ابوسعیدرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ کے صحابہ ایک سفرمیں تشریف لے گئے تھے،یہاں تک کہ عرب کے ایک قبیلہ پراترے،انہوں نے چاہا کہ قبیلے والے ہماری مہمان نوازی کریں،لیکن قبیلہ والوں نے مہمانی نہ کی،اتفاق یہ کہ انکے سردارکوبچھو یاسانپ) نے کاٹ لیا،اورکوئی تدبیر کارگرنہ ہوئی،کچھ لوگ ان میں سے کہنے لگے،چلوان لوگوں سے پوچھیں جویہاں اترے ہیں،

ان میں شایدکوئی اس کادم(کرنا)جانتاہو،وہ آئے اورصحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین سے کہنے لگے،''لوگو''ہمارے سردارکوبچھو یاسانپ) نے کاٹ کھایاہے،اورہم نے تمام طریقے (جتن) کیے مگرکچھ فائدہ نہ ہوا،تم میں سے کسی کواس کا منتر(دم کرنا) معلوم ہے، صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین میں سے کوئی بولا،اللہ کی قسم میں اس کا منتر(دم کرنا)جانتا ہوں، لیکن تم لوگوں سے ہم نے یہ چاہاکہ ہماری مہمان نوازی کروتوتم نے نہ مانا،اب میں تمہارے دم کرنے والانہیں جب تک ہم کو اس کی مزدوری نہ دو، آخر چندبکریاں اجرت ٹھہریں،وہ صحابی گیااورسورۂ فاتحہ پڑھ کر(اس پردم کیا) اور لعابِ دھن لگاتا گیا،یہاں تک کہ وہ ایسا تندرست ہوا،جیسے کوئی رسی سے باندھا گیا ہو، اور کھول دیا جائے

اسیوقت چلنے پھرنے لگا،اسے کوئی تکلیف نہ رہی،جوبکریاں ٹھہریں وہ قبیلے والوں نے دیں، بعض صحابہ کہنے لگے انکوبانٹ لو،لیکن جس نے دم کیاتھا،اس نے کہاابھی ٹھرو ہم حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضرہوں اورآپ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کریں(یہ صحابہ حضور پرنور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضرہوئے اورپوراواقعہ بیان کیا)حضورِپر نور نے دم کرنے والے صحابی سے پوچھا،تجھے کیسے معلوم ہواکہ سورۃ فاتحہ منتر ہے(اسکے ساتھ دم کیاجاتاہے اورمریض تندرست ہوجاتاہے یہ تجھے کیسے معلوم ہوا)پھرحضورِ پرنور ﷺ نے فرمایاتم نے اچھا کیا،یہ بکریاں بانٹ لو،میرابھی ایک حصہ اپنے ساتھ لگاؤ ،اورآپ مسکرائے،

ثابت ہواکہ طاعات پراجرت لیناجائزہے۔

﴿وجہ ہشتم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں احادیث سے پانچویں دلیل﴾

☆عن سھل ابن سعدٍ قال جاء ت امرأۃ الیٰ رسول اللہ ﷺ وقالت انی قد وھبتک لک نفسی فقال رجل یارسول اللہ ﷺ زوجنیھا قال زوجناکھا بمامعک من القرآن

رواہ البخاری .والمسلم،وابوداود،والترمذی،بالفاظ متقاربۃ والمعنیٰ واحد.تتمۃ المقالات.(۴۹)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکرعرض کرتی ہے یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان آپ کوبخش دی،توایک صحابی نے عرض کیا،یارسول اللہ ﷺ اسکا نکاح مجھ سے کرادیں ،سوحضور پرنور ﷺ نے فرمایا تیرے پاس جتنا قرآن ہے اسکے عوض میں نے یہ تیرے نکاح میں دے دی،

﴿وجہ نہم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں احادیث سے چھٹی دلیل﴾

قال القاضی فیہ جواز اخذ الاجرۃ علی تعلیم القرآن وھومذھب کافۃ العلماء.عینی البخاری

حضرتِ قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے تعلیم قرآن پراجرت لینے کاجواز ثابت ہوا۔اور یہ تمام علماءِ اعلام کامذہب ہے۔

ثابت ہواکہ طاعات پراجرت لیناجائزہے۔

﴿وجہ دہم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں احادیث سے ساتویں دلیل﴾

☆..عن الحکم قال لم اسمع احدا کرہ اجرالمعلم .رواہ البخاری.

حضرتِ حکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی سے نہیں سنا جس نے معلم کی اجرت مکروہ رکھی ہو۔اس سے بھی ثابت ہواکہ طاعات پراجرت لیناجائزہے۔

﴿وجہ یازدہم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں احادیث سے آٹھویں دلیل﴾

☆..واعطیٰ الحسن عشرۃ دراھم .رواہ البخاری.

حضرتِ حسنؓ نے معلم کواجرت میں دس دراہم دیئے۔

ثابت ہواکہ طاعات پراجرت لیناجائزہے۔

﴿وجہ دوازدہم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں احادیث سے نویں دلیل﴾

☆..ولم یرابن سیرین بأسا باجرلقسام قال السحت الرشوة فی الحکم.
حضرتِ ابن سرین رضی اللہ عنہ نے تقسیم کی اجرت کوبرانہیں سمجھا(وہ شخص جومالِ غنیمت تقسیم کرتاہو،اورتقسیم کرنے میں جومحنت ومشقت ہوتی ہے اسکے بدلے اجرت لیتاہواسکے بدلے اجرت لینے کوحضرتِ ابن سرین رضی اللہ عنہ نے برانہ جانا)(اورسُحُتٌ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایاکہ) سُحُتٌ اسے کہتے ہیں کہ حاکم فیصلہ کرنے میں رشوت لے۔
ثابت ہواکہ طاعات پراجرت لیناجائزہے۔

﴿وجہ سیزدہم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں احادیث سے دسویں دلیل﴾

☆..(وفی الحدیث) ان حسین بن علی بعث ابنه علی بن الحسین زین العابدین الیٰ عبدالرحمٰن السلمی لیعلمه القراٰن فعلمه فاتحة الکتاب فقرأها بین یدی ابیه الحسین فارسل الیه بعشربدرات(جمع بدرة)ای بعشرة الاٰف درهم وبعشرة افراس وبعشرة نخوت من الثیاب،
فقیل؟ بم استحق هذاقال له لانه علم ابنی فاتحة الکتاب وهی التی لم تنزل علی احد من لدن اٰدم الیٰ محمد علیهماالصلوٰة والسلام ولم تنزل علی جدی سورة افضل منهافهذا الذی انقدت الیه حقه کذافی تفسیر حقی.خزینة الاسرار.(٦٧)
حضرتِ امام حسینؓ اپنے فرزندجنابِ زین العابدینؓ کوحضرتِ عبدالرحمٰن سلمیؓ کے پاس لے گئے تاکہ حضرت عبدالرحمٰنؓ انہیں قرآن کریم پڑھادیں،سوحضرتِ عبدالرحمٰنؓ نے جنابِ زین العابدینؓ کوسورہ فاتحہ سکھادی،پھرسیدنا زین العابدینؓ نے اپنے والدؓ کے سامنے سورہ فاتحہ پڑھی(سیدناامام حسینؓ نے اپنے صاحبزادے سے جب سورہ فاتحہ سنی تو)
حضرتِ عبدالرحمٰنؓ کے پاس دس ہزار
(10000)دراہم اوردس گھوڑے اوردس جوڑے(کپڑوں کے)بھیج دیئے۔
☆..تو(ایک سائل نے سوال کیا حضرت،جناب عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ)کس سبب سے

(اتنے سارے مال کا) مستحق ہوئے؟

☆۔تو حضرتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،

(اے سائل) جنابِ عبدالرحمٰنؓ نے میرے صاجزادے کو سورہ فاتحہ پڑھائی ہے (یہ اسکا عوض ہے)

(اور سنو) حضرتِ آدم علیہ السلام سے لیکر میرے ناناجان جنابِ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک کسی (نبیؑ) پر میرے ناناجان ﷺ کے سوا سورہ فاتحہ نازل نہیں ہوئی (یہ اعزاز صرف اور صرف میرے ناناجان ﷺ کو حاصل ہے مزید برآں) میرے ناناجان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس سے افضل کوئی سورت نازل نہیں ہوئی۔

(اے سائل میں نے عبدالرحمٰنؓ کو اگر کچھ دیا ہے تو) یہ اسکا حق ہے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

﴿وجہ چہاردہم﴾

اس سے پہلے کہ میں فقہاء کے اقوال ودلائل پیش کروں، یہ جاننا لازم ہے کہ طاعات پر مال لینے میں فقہاء کرام کے جو اقوال ہیں وہ آپکے سامنے پیش کروں اور ہر قول پر انکے دلائل پیش کروں، پھر انکے اقوال میں تضاد کو رفع کرکے تطبیق پیش کروں گا۔ اور جن اقوال پر فی زمانتا فتویٰ ہے اور ظاہر الروایۃ ہیں انکو ذکر کروں گا۔

﴿قولِ اول﴾

قول اول متقدمین مجتہدین کا ہے

(1) وہ فرماتے ہیں کہ طاعات مع شروط کی صورت میں عقدِ اجارہ کا ایجاب وقبول موجبِ اجرت نہیں، کیونکہ اس صورت میں عقد اصلاً منعقد ہی نہیں ہوتا،

اس قول کو علماء متقدمین نے ان الفاظ (لَایَجُوْزُالِاسْتِیْجَارُ وَلَایَجِبُ الْاُجْرَۃُ) سے تعبیر کیا ہے

﴿قولِ ثانی﴾

قولِ ثانی احناف متأخرین مجتہدین کا ہے

(2) وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پر اجرت دینا واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

☆۔قولِ اول وثانی میں تضاد آگیا وہ یہ ہے کہ قول اول کے مطابق (طاعات مع شروط

کی صورت میں عقدِ اجارہ کا ایجاب وقبول موجبِ اجرت نہیں)
جب کہ قولِ ثانی کے مطابق (طاعات پراجرت دینا واجب ہے)
دونوں اقوال میں تطبیق اس طرح ہوگی
(1) کہ جن دلائل سے تعلیم قرآن ودیگر طاعات پراجرت لینے کی نفی ثابت ہورہی ہے وہ اجرت کے وجوب کی نفی پر محمول ہیں، (یعنی اجرت واجب نہیں، جائز ہے)
(2) اور جن دلائل سے تعلیم قرآن پراجرت کا اثبات ہے وہ اجرت کے وجوب پر محمول ہیں ۔دونوں سے جواز ثابت ہوا لہذا تضاد (یعنی اختلاف نہ رہا)

﴿قولِ ثالث﴾

(3) وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پراجارہ اگر قیدِ مکانی یا قیدِ زمانی کیساتھ ہو تو ایسا اجارہ ان قیود کیساتھ جائز ہے۔اوراگر طاعات پراجارہ قیدِ مکانی یاقیدِ زمانی کی قید سے مستثنٰی ہو (یعنی اس اجارہ میں زمان یامکان کی قید نہ ہو) توپھروہ اجارہ۔ ناجائز۔کیونکہ پھراجارہ نفسِ طاعت پر ہوگا اور یہ ناجائز ہے۔

(قولِ ثالث کا خلاصہ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نفسِ تلاوت کا معاوضہ طے نہ کریں بلکہ ان قیود (قیدمکانی، یاقید زمانی) کے بدلے میں معاوضہ لے توجواز میں کوئی شک نہیں، قیدمکانی سے مرادیہ ہے جیسے ایک شخص حافظ سے یاطالب علم سے کہے کہ میرے گھر یافلاں دکان یافلاں جگہ جاکر قرآن کریم کی تلاوت کریں (قیدِ زمانی) جیسے ایک شخص حافظ سے یاطالب علم سے کہے کہ فلاں مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے فلاں وقت قرآن کی تلاوت کریں توجب یہ قیود پائے گئے سوتالی (قرآن کی تلاوت کرنے والا) اگر قیودِ مذکورہ کا معاوضہ لیتا ہے توجائز ہے، مترجم)

﴿قولِ رابع﴾

(4) وہ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگراجارہ میں شرط کو صراحتاً ذکر کردیا ہے توپھراجرت لینا منع ہے اوراگراجارہ میں شرط کو صراحتاً ذکر نہ کیا ہو توپھراجرت لیناجائز ہے،
یعنی قولِ چہارم کیمطابق اگر شرط صراحتاً ذکر نہ کی ہوتوپھر طاعات پر مال لینامباح ہے۔
اب ہرقول (نظریہ) کے دلائل ذکرکروں گا۔ملاحظہ فرمائیں

قولِ اول

قول اول متقدمین مجتہدین کا ہے

وہ فرماتے ہیں کہ طاعات مع شروط کی صورت میں عقدِ اجارہ کا ایجاب وقبول موجبِ اجرت نہیں، کیونکہ اس صورت میں عقد اصلاً منعقد ہی نہیں ہوتا،

اس قول کو علماء متقدمین نے ان الفاظ

(لَایَجُوْزُالِاسْتِیْجَارُ وَلَایَجِبُ الْاُجْرَۃُ) سے تعبیر کیا ہے

﴿قولِ اول﴾

طاعات مع شروط کی صورت میں عقدِاجارہ کاایجاب وقبول موجبِ اجرت نہیں، کیونکہ اس صورت میں عقداصلاً منعقد ہی نہیں ہوتا،

اس قول کوعلماء متقدمین نے ان الفاظ(لَایَجُوْزُالْاِسْتِیْجَارُ وَلَایَجِبُ الْاُجْرَۃُ) سے تعبیرکیا ہے

﴿قولِ اول کے دلائل ملاحظہ فرمائیں﴾

☆..وفی الاصل(ای فی المبسوط)لایجوزالاستیجارعلی الطاعات کتعلیم القراٰن والفقه والاذان والتدریس والحج والغزوای لایجب الاجرة.

خلاصة الفتاویٰ اجاره جلد۲ (114)وعینی الهدایة جلد۴ (652)وعینی البخاری،وبلوغ الارب لذوی القرب لشرنبلاله ثم خزینة الاسرار(66)

مبسوط میں ہے کہ طاعات پراجرت لیناجائزنہیں (طاعات کی چندمثالیں)جیسے قرآن کریم کی تعلیم،فقہ،اورآذان وتدریس،اورحج،جہاد وغیرہ پراجرت لیناجائزنہیں(صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ فرماتے ہیں کہ مبسوط کی عبارتِ مذکورہ میں لایجوز) سے مرادیہ ہے کہ یہ اجرۃ واجب نہیں۔(لایجب الاجرة)

﴿صاحبِ فتاویٰ الحامدیۃ لکھتے ہیں﴾

☆..قال فی الذخیرة لایجوزالاستیجار علی تعلیم القراٰن لانه من باب الحسنة ولاتجب الاجرة علی فعل الحسنة والفتویٰ فی زماننا علی وجوب الاجرة .الفتاویٰ الحامدیة.

صاحبِ فتاویٰ الحامدیۃ لکھتے ہیں کہ ذخیرہ میں ہے کہ تعلیم قرآن پراجارہ جائزنہیں اس لئے کہ تعلیم قرآن حسنات میں سے ہے اورکسی بھی نیک کام پراجرت واجب نہیں۔مگر ہمارے زمانے میں فتویٰ اس پرہے کہ تعلیم قرآن پراجرت لیناواجب ہے۔

﴿صاحبِ صلوٰۃ مسعودی لکھتے ہیں﴾

☆.باید دانست که اجاره داری برطاعت درست نیست بجواب کتاب (مبسوط) هیچ واجب نیاید .صلوٰة مسعودی.

صاحبِ صلوٰۃ مسعودی فرماتے ہیں کہ طاعات پراجارہ درست نہیں(جس طرح کہ صاحبِ

مبسوط نے) جواب میں فرمایاہے (کہ طاعات پر اجر لینا واجب نہیں)
☆۔میں کاتب الحروف (مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں کہ (لایجوزالاستیجار) کا صحیح مطلب ومقصد ہی یہی ہے کہ تعلیم قرآن پر اجارہ منعقد نہیں ہوتا،
اجارہ کاانعقاداورشئ ہے......... اوراجرت کا جوازاور۔

﴿صاحبِ شامی لکھتے ہیں﴾

☆..الاصل ان کل طاعة یختص بهاالمسلم لایجوزالاستیجار علیهاعندنا.
هدایة وعینی الهدایة اجاره جلد۵ .(652)وشامی اجاره جلد۵(34)
صاحبِ شامی فرماتے ہیں، کہ ہمارے نزدیک ہروہ طاعت جومسلمانوں سے مختص ہیں ان پراجارہ اصلاً جائز ہی نہیں۔

﴿صاحبِ فتاویٰ عزیزی لکھتے ہیں﴾

☆..قاعده اجاره آنست که هرشئ واجب ومندوب براجاره منعقد نمے شود وتعلیم قرآن فرض بالکفایت است ومندوب علی الیقین پس محلِ اجاره نیست. فتاویٰ عزیزی جلد ا (122)
صاحبِ فتاویٰ عزیزی فرماتے ہیں اجارہ کا قاعدہ ہے کہ جواشیاء واجب ومستحب ہیں ان پراجارہ منعقد نہیں ہوتا چونکہ تعلیم قرآن کریم فرض کفایہ ہے اورعلی الیقین مستحب ہے سویہ محلِ اجارہ نہی، یوں ہی تنویرالابصارکایہ فرمانا(لایصح الاجارة ۔اجارہ صحیح نہیں) سے مراد یہی ہے کہ اجارہ منعقد نہیں ہوتا۔
☆۔بحمدہ تعالیٰ قولِ اول کے دلائل میں بھی بظاہرجوتعارض پیش آرہاتھاوہ بھی رفع ہوگیا وہ اس طرح کہ دلائلِ اثبات/ وجوبِ اجرت پرمحمول ہیں،
اوردلائلِ نفی/ وجوبِ اجرت کی نفی پرمحمول ہیں۔

﴿طاعات پرعقدِ مصرح منعقد نہیں ہوتا﴾

﴿صاحبِ شرح الیاس لکھتے ہیں﴾

(1)والمذهب عندناان کل طاعة یختص بهاالمسلم(ای ملة الاسلام) فالاستیجار علی ذٰلک باطل. شرح الیاس جلد۳.اجاره ص(136)

صاحبِ شرح الیاس فرماتے ہیں (ایک قول ہے اورایک مذہب سو) ہمارے نزدیک (قول نہیں بلکہ) مذہب یہ ہے کہ ہروہ طاعت جومسلمانوں سے مختص ہواس پراجارہ باطل ہے۔

﴿صاحبِ المختصر وصاحبِ جامع الرموز لکھتے ہیں﴾

(2) ولایصح وتبطل الاجارة عند المتقدمین (للعبادات) المختصر وجامع الرموز جلد ۳ .اجارہ (۳۶۰)

صاحبِ المختصر وصاحبِ جامع الرموز فرماتے ہیں کہ متقدمین (امام ابوحنیفہ امام ابویوسفؒ امام محمدؒ) کے نزدیک عبادات پر اجارہ مصرحہ صحیح نہیں بلکہ باطل ہے (یعنی یہ اجارہ منعقد نہیں ہوتا)

﴿حضرتِ ملاعلی القاری رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(3) ثم قرأة القراٰن واهدائها تطوعا بغیراجرة ای مشروطة یصل الیه،
واما لواوصٰی بان یعطیٰ شئ من ماله لمن یقرأ القراٰن علی قبره فالوصیة باطلة ای غیر منعقدة فلالزوم علی المستأجر ولاعلی الاجیر،
فبقی هل جزاء الاحسان الاالاحسان لانه فی معنی الاجرة کذافی الاختیار،
ثم رد بطلان الوصیة ومعنی الاجرة بقوله وهذامبنی علی القول المرجوح الذی هوخلاف المفتیٰ به عدم جوازالاستیجارعلی الطاعات،
ثم اظهرردالبطلان ومعنی الاجرة ثانیابطریق الاستدلال (بلفظ) لکن،
لیعلم انه من قبیل هل جزاء الاحسان فقال، لکن اذااعطیٰ لمن یقرأالقراٰن ویعلمه ویتعلمه معونة لاهل القراٰن علی ذٰلک کان هذامن جنس الصدقة عنه فیجوز.
شرح القاری للفقه الاکبر .(ص.۱۵۷.۱۵۸)

حضرتِ ملاعلی القاری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
کہ اگرقرانِ کریم کی تلاوت بغیراجرت (یعنی بنیرکسی شرط) کے کی جائے اوراس کاثواب مرحوم کوبخشاجائے تووہ ثواب مرحوم کوپہنچ جاتاہے،
اوراگرمرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعدجوشخص میری قبرپرقرآن کریم کی تلاوت کرے، تویہ وصیت باطل ہے یعنی منعقدنہیں سواجیراورمستاجرپرکوئی شیٔ لازم نہیں،

رہا یہ سوال کہ پھر(هل جزاء الاحسان الاالاحسان) کا کیا معنی ہوگا،
(ملاعلی قاری فرماتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ) کہ یہاں احسان اجرت کے معنی میں ہے۔
پھر(مصنف نے) اپنے اس قول(وهذا مبنى على القول المرجوح الذى هو خلاف المفتىٰ به عدم جواز الاستيجار على الطاعات) کیساتھ وصیت کے بطلان اور(هل جزاء الاحسان الاالاحسان) کا معنی اجرت کرنے،کورد کیا،فرمایا کہ یہ قولِ مرجوح پر مبنی ہے، جو مفتیٰ بہ قول کے خلاف ہے کیونکہ مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ طاعات پر اجارہ جائز نہیں،پھر (فالوصية باطلة) وصیت کا بطلان اور(هل جزاء الاحسان الاالاحسان) کا معنی اجرت کرنے،کودوبارہ بطریقِ استدراک (لكن) کہہ کر ظاہر کیا تا کہ معلوم ہو کہ یہ اجرة (هل جزاء الاحسان الاالاحسان) کے قبیل سے ہے،
سو کہا کہ قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے والے کو اگر کچھ ہدیۃً دیا جائے تو یہ صدقہ ہے اور قرآن کریم پڑھنے پڑھانے والوں کیساتھ امداد ہے۔سو یہ صورت جائز ہے۔

فقہاء احناف کا دوسرا نظریہ

قولِ ثانی

قولِ ثانی احناف متاخرین مجتہدین کا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پراجرت دینا واجب ہے سب نے اسی پرفتویٰ دیا ہے.

احناف متاخرین مجتہدین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں

(1) حضرتِ عصام بن یوسف (2) حضرتِ نصیر بن یحیٰی (3) حضرتِ ابی نصر بن سلام
(4) حضرتِ فقیہ ابوالليث السمر قندی (5) حضرتِ صاحبِ محیط (6) حضرتِ امام الفضلی
(7) حضرتِ صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ (8) حضرتِ شیخ ظهیرالدین المرغینانی
(9) حضراتِ بلخ عموما (10) حضرتِ رکن الاسلام الکرمانی (11) حضرتِ شمس الائمہ السرخسی
(12) حضرتِ صاحبِ الذخیرہ (13) حضرتِ امام قاضی خان **رحمت الله علیهم اجمعین**

﴿قولِ ثانی، ووجہ پانزدہم﴾

قولِ ثانی احناف متاَخرین مجتہدین کا ہے

وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پر اجرت دینا واجب سب نے اسی پر فتویٰ دیا ہے.

احناف متاَخرین مجتہدین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں

(1) حضرتِ عصام بن یوسف (2) حضرتِ نصیر بن یحیٰ (3) حضرتِ ابی نصر بن سلام
(4) حضرتِ فقیہ ابواللیث السمرقندی (5) حضرتِ صاحبِ محیط (6) حضرتِ امام الفضلی
(7) حضرتِ صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ (8) حضرتِ شیخ ظہیرالدین المرغینانی
(9) حضراتِ بلخ عموما (10) حضرتِ رکن الاسلام الکرمانی (11) حضرتِ شمس الائمہ السرخسی
(12) حضرتِ صاحبِ الذخیرہ (13) حضرتِ امام قاضی خان رحمت الله علیهم اجمعین

﴿معتبر کتب کی عبارات﴾

صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ لکھتے ہیں

(1) قال الامام الفضلی اصحابنا المتأخرون یجیزون ذلک ویقولون یجبر علی دفع الاجرة وبه یفتیٰ مشائخ بلخ افتوا بوجوب المسمیٰ عند ذکر المدة وبوجوب اجر المثل عند عدم ذکر المدة. خلاصة الفتاوی. جلد ۲. استیجار (۱۱۰)

امام فضلی مجتہدؒ نے فرمایا کہ متاَخرین مجتہدین نے طاعات پر اجارہ کو جائز کہا ہے مزید فرمایا ہے کہ (شاگرد) کو اجرۃ دینے پر مجبور کیا جائے اسی (قول) پر بلخ کے مشائخ کا فتویٰ ہے نیز یہ فتویٰ بھی دیا ہے کہ اگر مدۃ معین ذکر کیا گیا ہو پھر تو جتنا مقرر و متعین ہوا ہے دینا لازم، اور اگر مدۃ متعین نہیں کیا تھا پھر اجرتِ مثلی دینا ہوگا۔ (اجرتِ مثلی کا مطلب یہ ہے کہ اس علاقہ میں استاد کو مطلوبہ تعلیم پر جو کچھ دیا جاتا ہے اتنا ہی دینا پڑھے گا)

﴿صاحبِ عینی لکھتے ہیں﴾

(2) وجماعة من العلماء المتأخرین علیٰ انه یجوز مثل عصام بن یوسف ونصیر بن یحیٰ وابی نصر بن سلام وغیرهم فالافضل للمتعلم ان یشارط علی الاجرة للحفظ وتعلیم الهجاء والکتابة. عینی البخاری. جلد ۵. اجاره. (۲۴۹)

اور علماء متاَخرین (احناف) کی ایک جماعت نے طاعات پر اجارہ کو جائز قرار دیا ہے (وہ علماء متاَخرین یہ ہیں)

عصام بن یوسفؒ ،نصیربن یحیؒ،ابی النصر بن سلامؒ،وغیرھم،(آگے لکھتے ہیں)طالب علم جب قرآن کریم حفظ کرناچاہے یاناظرہ کیساتھ قرآن کریم پڑھناچاہے یاکتابت سیکھناچاہے، توافضل ہے کہ اپنے استاذ سے اجرۃ لینے کی شرط لگالے۔(یعنی شاگرکوچاہیے کہ اپنے استاد سے کہے کہ میں اجرت دیئے بغیر حفظ نہیں کروں گا،یاناظرہ اجرت دیئے بغیرنہیں پڑھوں گا یاکتابت اجرۃ دیئے بغیرنہیں سیکھوں گا)

☆۔میں(مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں کہ جب یہ اجارہ جائز ہے توپھراجارہ منوی،اوراجارہ معروف فی العرف بطریقۂ اولی جائز ہوا۔

﴿صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ لکھتے ہیں﴾

(3)وعنداھل المدینۃ ای امام مالک واتباعہ یجوزوبہ اخذالشافعی ونصیرعصام وابونصر والفقیہ ابواللیث . خلاصۃ الفتاوی جلد۲ .اجارۃ(۱۱۴) ثم بلوغ الارب لذوی القرب للشرنبلالی.ثم خزینۃ الاسرار(۲۶)وعینی الھدایۃ جلد۴ اجارہ.(۲۵۳)

اہل مدینہ یعنی امام مالک اورانکے پیروکاروں کے نزدیک طاعات پراجارہ جائزہے، امام شافعیؒ ،نصیرؒ،عصامؒ،اورابونصرؒ،اورفقیہ ابواللیثؒ نے اسی قول کولیاہے۔

☆۔۔میں(مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں کہ جب یہ اجارہ جائزتوپھراجارہ منوی،اوراجارہ معروف فی العرف بطریقۂ اولی جائزہوا۔

﴿صاحبِ فتاویٰ حامدیہ لکھتے ہیں﴾

(4)والفتوی فی زماننا علی وجوب الاجرۃ.الفتاوی الحامدیۃ.

ہمارے زمانے میں طاعات پراجرت لیناواجب ہے،اوراسی پرفتویٰ ہے(یعنی اگرطاعات پر اجرۃ لینے کاعقد کیا جائے تواجرۃ دیناواجب ہوجاتاہے)

﴿صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ لکھتے ہیں﴾

(5)ونقل عن رکن الاسلام الکرمانی انہ کان یکتب علی الفتویٰ !پدرِ صبی معلم را خوشنود کند! قال واستادنا الشیخ ظھیرالدین ھذا یکتب .خلاصۃ الفتاوی جلد۲ .اجارہ.(۱۱۰)

حضرتِ رکن الاسلام کرمانی جب بھی(اس مسئلہ میں فتویٰ دیتے)تو لکھتے کہ بچے کے والدین کو چاہئے کہ بچے کے استاذکوخوش کرے،نیزلکھاکہ ہمارے شیخ جنابِ ظھیرالدین بھی اس طرح فتویٰ دیاکرتے تھے۔

﴿صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ لکھتے ہیں﴾

(6)ولو امتنع اب الصبی من اداء الوظیفة الی المعلم یجبر علی المراسم !چون حلوه وپنج شبنی وعیدی،وقال فی المحیط وعلیه الفتویٰ مشائخ بلخ،
خلاصة الفتاویٰ جلد۲.(۱۱۰)

اگر بچے کے والدین استاذ کو انکے وظیفہ دینے سے انکار کریں تو انہیں رواج کیمطابق دیگر تحائف دینے پر مجبور کیا جائے جیسے حلوہ اور پنج شنبی اور عیدی وغیرہ، نیز محیط میں کہا گیا ہے کہ (وعلیه الفتوی) اسی پر فتویٰ ہے۔

☆۔میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ جب صریحاً عقدِ اجارہ کا وجوب ثابت، تو پھر اجارہ منوی، اور اجارہ معروف فی العرف بطریقۂ اولیٰ جائز ہوا۔

﴿صاحبِ تنویرالابصار لکھتے ہیں﴾

(7) ویفتی الیوم بصحتها ویجبر المستاجر علیٰ دفع ماقیل ویحبس به ویجبر علی الحلوة المرسومة.تنویر الابصار.جلد۴.(۳۴)

اس زمانے میں فتویٰ اسی پر ہے کہ طاعات پر اجارہ کا انعقاد صحیح (درست) ہے۔
اور مستاجر کو معین شدہ اجرۃ دینے پر مجبور کیا جائے گا، (اور اگر مستاجر اجرت دینے سے انکار کرے تو) اسے قید کر دیا جائے (حتیٰ کہ وہ اجرت دینے پر راضی ہوجائے) اور شاگرد کو اپنے استاد کیلئے شیرینی جیسے حلوہ جو رائج ہے دینے پر مجبور کیا جائے۔

﴿صاحب عینی لکھتے ہیں﴾

(8)وقال (عبدالله بن الفضل)الامام الخیر اخریٰ یجوز فی زماننا للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة. کذافی الروضة.عینی الهدایة جلد۴.اجارة.(۶۵۶)

امام عبداللہ بن فضل الخیر اخریٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں امام، مؤذن، اور معلم قرآن کیلئے اجرت لینا جائز ہے۔

﴿صاحب عینی لکھتے ہیں﴾

(9)وذکر السرخسی مشائخ بلخ اختاروا قول اهل المدینة فی جواز استیجار المعلم علی تعلیم القراٰن فنحن ایضا نفتی بالجواز.(انتهیٰ)عینی الهدایة جلد۴.اجارہ(۶۵۴)

حضرت امام شمس الائمہ السرخسیؒ نے فرمایاہے کہ بلخ کے مشائخ نے امام مالک رضی اللہ عنہ اورانکے پیروکاروں کے قول کواختیارکیاہے جس میں انہوں نے فرمایاہے کہ معلم کوقرآن کریم کی تعلیم پراجرت دیناجائزہے(مشائخ بلخ فرماتے ہیں کہ)ہم بھی اسی پر فتویٰ دیتے ہیں

﴿صاحب عینی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں﴾

(10)وبعض مشائخنا ائمة بلخ استحسنوا الاستيجار علىٰ تعليم القراٰن لظهور التوانى اى الفتور والكسل فى الامور الدينية ففى الامتناع تضيع حفظ القراٰن لان المتقدمين منعوا ذلك لرغبة الناس فى مجازات الاحسان بالاحسان بلاشرط وقد زال ذٰلك فى هٰذاالزمان وقد يتغير الجواب باختلاف الزمان فيفتىٰ بذٰلك حتىٰ يجبر على دفع الاجر الى المعلم وان لم يضرب المدة يجب اجر المثل ويجبر على دفعه وكذا يجبر على دفع الحلوة المرسومة وعليه الفتوىٰ.

عينى الهداية .اجارة جلد۴(۲۵۴)وكفاية الهداية والعتابية والكافى والبحر.

بلخ کے ائمہ ومشائخ نے قرآن کریم کی تعلیم پراجرت لینے کواچھاجاناہے کیونکہ (امورِدینیہ) میں سستی ظاہرہونے لگی،سواجرت کی منع کی صورت میں قرآن کریم کے حفظ(ودیگر طاعات) کے ضائع ہونے کاخطرہ ہے،اگرچہ متقدمین علماء نے اجرت کومنع کیاتھا،مگریہ انکا زمانہ تھا کہ انکے زمانے میں لوگ نیکی کابدلہ نیکی سے بلااجرت دیاکرتے تھے،جبکہ ہمارے زمانے میں وہ رغبت معدوم ہوچکی ہے،نیزحالات کے بدلنے سے مسائل میں بھی تبدیلی آتی ہے

سوآج فتویٰ اس پرہے کہ اگر(شاگردنے پڑھنے کا)وقت معین کیا ہوتواسے معلم کی اجرت دینے پرمجبورکیاجائے گا،اوراگرمدۃ معین نہ ہو توپھر اجرتِ مثلی دیاجائے گا،(اجرتِ مثلی کا مطلب یہ ہے کہ اس علاقہ میں استادکومطلوبہ تعلیم پرجوکچھ دیاجاتاہے اتناہی دینا پڑھے گا)

☆۔بحمدہ تعالیٰ قولِ دوئم کے دلائلِ اثبات اورنفی میں بظاہرجوتعارض پیش آرہاتھاوہ بھی رفع ہوگیا وہ اس طرح کہ دلائل اثبات/وجوبِ اجرت کے اثبات پرمحمول ہیں،اوردلائل نفی/وجوبِ اجرت کی نفی پرمحمول ہیں۔

فقہاء احناف کا تیسرا نظریہ

قولِ ثالث

(3) وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پراجارہ اگرقیدِ مکانی یاقیدِ زمانی کیساتھ مقید ہو توایسااجارہ ان قیود کے ہوتے ہوئے جائز ہے۔اوراگرطاعات پراجارہ قیدِمکانی یاقیدِ زمانی کی قید سے مستثنیٰ ہو (یعنی تعلیم پرعقدِاجارہ میں زمان یامکان کی قید نہ ہو) توپھروہ اجارہ ناجائز۔کیونکہ پھراجارہ نفسِ طاعت پر ہوگا ۔ اوریہ ناجائز ہے۔

قولِ ثالث کا خلاصہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نفسِ تلاوت کامعاوضہ طے نہ کریں بلکہ ان قیود(قیدمکانی،یاقیدزمانی) کے بدلے میں معاوضہ لے توجواز میں کوئی شک نہیں،قیدمکانی سے مرادیہ ہے جیسے ایک شخص حافظ سے یاطالب علم سے کہے کہ میرے گھریافلاں دکان یافلاں جگہ جاکرقرآن کریم کی تلاوت کریں،تویہ قیدِ مکانی ہے۔

(قیدِ زمانی) جیسے ایک شخص حافظ سے یاطالب علم سے کہے کہ فلاں مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے فلاں وقت قرآن کی تلاوت کریں توجب یہ قیودپائے گئے سوتالی (قرآن کی تلاوت کرنے والا) اگرقیودِ مذکورہ کامعاوضہ لیتاہے توجائزہے،مترجم)

﴿قولِ ثالث﴾

اس ضمن میں فقہاء کا تیسرانظریہ ہے کہ طاعات پراجارہ اگرقیدِمکانی یاقیدِزمانی کیساتھ مقید ہو توایسااجارہ ان قیودکیساتھ جائزہے،اوراگرطاعات پراجارہ قیدِمکانی یاقیدزمانی کی قیدسے مستثنیٰ ہو (یعنی تعلیم پرعقدِاجارہ میں زمان یامکان کی قیدنہ ہو)توپھروہ اجارہ ناجائزکیونکہ پھراجارہ نفسِ طاعت پرہوگا،اوریہ ناجائزہے۔

☆خلاصہ کلام یہ ہے کہ نفسِ تلاوت کامعاوضہ طے نہ کریں بلکہ ان قیود(قیدِمکانی،یاقیدِ زمانی)کے بدلے میں معاوضہ لے توجوازمیں کوئی شک نہیں،قیدمکانی کی وضاحت یوں ہے جیسے ایک شخص حافظ سے یاطالبعلم سے کہے کہ میرے گھریافلاں دکان یافلاں جگہ جاکرقرآن کریم کی تلاوت کریں ،یہ قید مکانی ہے۔

(قیدِ زمانی)جیسے ایک شخص حافظ سے یاطالب علم سے کہے کہ فلاں مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے فلاں وقت قرآن کی تلاوت کریں توجب یہ قیودپائے گئے سوتالی(قرآن کی تلاوت کرنے والا)اگرقیودِ مذکورہ کامعاوضہ لیتاہے توجائزہے،تعلیق مترجم)

﴿وجہ شانزدہم﴾

حضرتِ شاہ عبدالعزیزمحدثِ دہلوی رحمت اللہ علیہ (ان الـذیـن یـکـتـمـون ماانزل اللـه من البینات والھدی)کے تحت لکھتے ہیں

درین جادقیقه باید فهمید که اجرت برنفس تعلیم حرام است امادرخانه کسی قطع مسافت کرده برائے تعلیم رفتن یااطفال راازصبح وشام درقید داشتن عمل است ورأی تعلیم ودرمقابله عمل اجرت گرفتن بلاشبه حلال است .تفسیرعزیزی.

یہاں ایک اہم مسئلہ سمجھناضروری ہے،وہ یہ ہے کہ نفسِ **تعلیم** قرآن پراجرت لیناحرام ہے لیکن جب معلم مسافتِ بعیدہ طے کرکے شاگردکے گھرجاتاہے،یابچوں کو **تعلیم** قرآن کے وقت(بمع اپنے آپ کے)پابندرکھتاہے جو درحقیقت دشوارعمل ہے،سواس عمل کے بدلے اجرت لینابلاشک وشبہ جائزہے۔

☆۔میں(مفتی شائستہ گلؒ)کہتاہوں کہ ان دلائل سے قولِ سوم کے دلائلِ کے درمیاں تعارض رفع ہوگیاکیونکہ دلائلِ اثبات اس(منع پر)محمول ہیں جس عقدمیں زمان ومکان کی قیدہو ان قیودات کے ہوتے ہوئے اجرت لیناجائزہے۔سو،تعارض ختم ہوگیا۔

﴿صاحبِ فتاویٰ عزیزی لکھتے ہیں﴾

(2)آری درخانہ کسی رفتن وازصبح تاشام نشستن واطفال اورا شبانی کردن فعلی وراء تعلیم است کہ بران اجارہ منعقد می تواند شد. فتاویٰ عزیزی جلد ۱ (۲۲)

صاحبِ فتاویٰ عزیزی لکھتے ہیں کہ کسی (مسلمان) کے گھر جاناوہاں صبح سے شام تک (تعلیمِ قرآن کیلئے بیٹھنا) صاحبِ خانہ کے بچوں کوتعلیمِ قرآن کے زیورسے آراستہ کرنایہ تعلیمِ قرآن کے علاوہ نہایت عظیم عملِ مشقت ہے،سواس پراجارہ (اجرت لینا) چاہئے (یقیناً یہ اجرت تعلیمِ قرآن پرنہیں بلکہ اپنی محنت ومشقت کی جزاہے کیونکہ وہ معلم اس وقت اگر معاش کیلئے کسبِ معاش کرتاتواسے اجرت ضرورملتی،سویہ بھی مشقت ہے سو اس اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں۔تعلیق ،مترجم)

فقہاء احناف کا چوتھا نظریہ

قولِ چہارم

فقہاء احناف کا چوتھا نظریہ یہ ہے) کہ عقدِ تعلیم قرآن میں (یا دیگر طاعات میں) اگر (معلم کیجانب سے) شرط صراحتاً ذکر کی جائے تو صراحتاً شرط ذکر کرنے سے (طاعات پر) اجرت لینا منع ہے،
اور اگر صراحتاً شرط ذکر نہ کیا جائے تو پھر اجرت لینا جائز ہے،
☆ چوتھے نظریے کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر صراحتاً شرط طے نہ کیجائے تو بلا شرط طاعات پر اجرت لینا مباح ہے۔

﴿قولِ چہارم وجہ ہفدہم﴾

فقہاء کا قولِ چہارم (چوتھا نظریہ یہ ہے) کہ عقدِ تعلیمِ قرآن میں (یا دیگر طاعات میں) اگر (معلم کیجانب سے) شرط صراحتاً ذکر کی جائے، تو صراحتاً شرط ذکر کرنے سے (طاعات پر) اجرت لینا منع ہے، اور اگر صراحتاً شرط ذکر نہ کی جائے تو پھر اجرت لینا جائز ہے،

چوتھے نظریے کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر صراحتاً شرط طے نہ کیجائے تو بلا شرط طاعات پر اجرت لینا مباح ہے۔

﴿حضرتِ علامہ شعبی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(1) قال الشعبیؒ لایشترط المعلم الاان یعطیٰ شیئا یقبل .بخاری. جلد ۲.

حضرتِ علامہ شعبیؒ لکھتے ہیں، کہ معلم ازخود (تعلیم قرآن کریم یادیگرطاعات) پر (اجرت لینے کی) شرط نہ لگائیں ہاں اگر (تعلیم قرآن کریم یادیگرطاعات) پر (مُتعلِّم کے والدین یاخودمُتعلِّم) کچھ ہدیہ پیش کرے تو معلم قبول کرلے۔

﴿صاحبِ عینی اس قول کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں﴾

(2) قول الشعبیؒ هذا یدل علیٰ ان اخذ الاجرة بالاشتراط لایجوز فان اعطی من غیرشرط فانه یجوزلانه اماهبة او صدقة ولیس باجرة .عینی البخاری.

صاحبِ عینی علامہ شعبیؒ کے اس قول (لایشترط المعلم) کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں، کہ امام شعبیؒ کے اس قول ((لایشترط المعلم)) کا مطلب یہ ہے، کہ اگر شرط طے کرکے اجرت لی جائے سواس صورت میں (اجرت لینا) جائزنہیں،

اوراگرشرط طے نہ کی جائے بلکہ (مُتعلِّم یااسکے والدین معلم کواپنی جانب سے اجرت دے دیں تو اس صورت میں) اجرت لیناجائز، کیونکہ (مُتعلِّم یااسکے والدین کاازخودمعلم کو اجرت دے دینے سے اجرت کی ہیئیت بدل گئی) اب یہ اجرت نہیں بلکہ ہبہ (بخشش) ہے، یاصدقہ ہے۔ (اور یہ جائز ہے)

﴿صاحبِ بستان العارفین لکھتے ہیں﴾

(3) وان علم بغیرشرط واهدیٰ الیه به قبل هدیته فانه یجوزفی قولهم جمیعا .بستان العارفین

صاحبِ بستان العارفین لکھتے ہیں،
تمام علماء فقہ احناف کی رائے یہ ہے کہ اگر معلم بغیر کسی شرط کے متعلم کو پڑہائے، پھر (مُتَعَلِّمْ یااسکے والدین معلم کواپنی جانب سے جوشیٔ هَدْیَةً پیش کریں تو معلم کومُتَعَلِّمْ کا ہدیہ قبول کرناچاہئے،

﴿صاحبِ عینی شارح بخاری لکھتے ہیں﴾

(4) واصحابناالحنفیة قائلون بھٰذا ایضاً.عینی البخاری.

صاحبِ عینی شارح بخاری فرماتے ہیں

ہمارے ائمۂ احناف(حضرتِ امام نعمان بن ثابت ابوحنیفہ،امام ابویوسف،امام محمد،رضی الله عنهم اجمعین)اسی قول کے قائل ہیں،(یعنی انکے نزدیک بھی اجرت بلاشرط جائز ہے، جس طرح شوافع،ومالکی،وحنابلہ،قائل ہیں)

﴿علامہ قاضی خانؒ اپنی رائے کااظہارکرتے ہیں﴾

(5)فان لم یشارطھم علیٰ شئ لکن عرفوا حاجته فجمعوا له فی کل وقت شیئاً فھو حسن طیب له ذٰلک ولایکون اجراً.قاضی خان .آذان.جلد ۱ (۳۸)

علامہ قاضی خانؒ اپنی رائے کااظہارکرتے ہوئے لکھتے ہیں،(اگرمعلم،مُتَعَلِّمین کو پڑہائے اورمُتَعَلِّمینْ یااسکے والدین سے)کوئی شرط طے نہ کرے،شرط طے کئے بغیرمعلم کے ضروریاتِ زندگی کاعلم ہونے کے بعداگر(مُتَعَلِّمینْ یااسکے والدین)مل جل کرتبرعات جمع کرکے معلم کی ضروریاتِ زندگی پورے کرتے ہوں سویہ نہایت بہتراوراحسن طریقہ ہے، اس صورت میں یہ تبرعات وعطیات اجرت شمارنہ ہونگے(توجوازمیں کوئی شک نہ رہا)

﴿صاحبِ البریقة لکھتے ہیں﴾

(6)اذالم یکن عقد ولاشرط فقرء لروح المیت رضاء لله تعالیٰ فاعطاه قریب المیت شیئا من المال فجائز.البریقة شرح الطریقة المحمدیة.

صاحبِ البریقة ،شارح الطریقة المحمدیة لکھتے ہیں۔
اگرکوئی مسلمان اللہ کی رضاوخوشنودی کے حصول کیلئے مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے قرآن

کریم کی تلاوت کرے، پھر ورثاء قاریٔ قرآن کو اپنے اموال میں سے کچھ پیش کریں تو یہ جائز ہے

﴿صاحبِ البحر الرائق رقمطراز ہیں﴾

(7) وفی المحیط من کتاب الاستحسان اذا اخذ المال من غیر الشرط علیٰ الغناء یباح له ۔بحر الرائق۔ وقاضی خان ،ودرمختار۔ اجارہ۔ جلد۵(۳۴) والکبیری بنقل البحر۔

صاحبِ البحر الرائق رقمطراز ہیں، محیط میں ہے کہ اگر کسی نے غنا (گانے) پر بغیر کسی شرطِ صریح کے اجرت لی تو گانے والے کو اس مال کا لینا مباح ہے۔

☆۔ دیکھئے اگر بغیر شرطِ صریح کے گانا گانے پر مال لینا مباح ہے،

تو طاعات پر بغیر شرطِ صریح کے اجرت لینا کیونکر نا جائز ہوگا، معلوم ہوا کہ طاعات پر بغیر شرطِ صریح کے اجرت لے لینا بطریقۂ اولیٰ جائز ہے، نیز اس میں عرف اور نیت غیر معتبر ہے،

☆......... میں کہتا ہوں کہ اس قول کیمطابق بھی تعارض رفع ہوگیا،

کیونکہ (1) دلائلِ اثبات ربلا شرط پر محمول ہیں، (2) اور دلائلِ نفی رشرط پر محمول ہیں،

﴿اعتراض﴾

معترضین اعتراض کرتے ہیں کہ جناب قرآن کریم کی تلاوت تالی (تالی، کا معنیٰ ہے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا) کا عمل اور اسکی سعی ہے اور ایک انسان کے عمل وسعی کا اجر و ثواب اسی کو ملتا ہے جو عمل وسعی کرتا ہے نہ کہ دوسرے کو، سو جس نے قرآن خوانی کیلئے حفاظ یا طلبہ یا دیگر مسلمانوں کو جمع کیا اور قرآن خوانی کروائی اسکا اجر و ثواب انہی کو ملے گا، جنہوں نے تلاوت کی، صاحبِ خانہ کو اسکا کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے (**ان لیس للانسان الاماسعیٰ**) نہیں ہے انسان کیلئے مگر وہی جو اس نے سعی کی لہذا ایک کا عمل دوسرے کو مفید نہیں۔

﴿اس اعتراض کے پانچ جوابات ہیں﴾

(1) پہلا جواب یہ ہے کہ حضرتِ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ آیتِ مذکورہ منسوخ الحکم ہے، یعنی تلاوۃ باقی حکم منسوخ،

(2) دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ دو احادیث جو تفسیر خازن سے منقول ہیں۔

ان دواحادیث کے مطابق مرحومین کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے زندوں کا صدقہ مرحومین کیلئے نافع ہے۔اسی پر علماء کا اجماع ہے۔

(3) تیسرا جواب یہ ہے کہ آیت میں انسان جو مذکور ہے اس انسان سے مراد کافر انسان مراد ہے نہ مسلمان،اس لئے کہ مسلمان کے عمل خیر سے دوسرے مسلمان کو فائدہ پہنچتا ہے دیکھئے اسی کتاب کے گذشتہ اوراق میں (اموات کیلئے صدقات کے فوائد کا ثبوت احادیث کی روشنی میں)

(4) چوتھا جواب یہ ہے،یہ بات (کہ زندوں کے عمل سے مردوں کو فائدہ نہیں پہنچتا) یہ ادیانِ سابقہ میں تھا ان کا دین ہے ہمارا نہیں،دیکھئے تفسیر خازن،وتفسیر صاوی، بلکہ صاحبِ تفسیر خازن نے تو اجماعِ علماء کا تذکرہ فرمایا،ملاحظہ فرمائیں،

اجمعوا علیٰ ان الاستغفار والدعاء والصدقة والحج والعتق ینفع المیت ویصل الیه ثوابه ،رحمة الامة.وتفسیر خازن.

صاحبِ تفسیر خازن فرماتے ہیں

تمام علماء کا اجماع ہے کہ استغفار،دعا،صدقہ،حج،غلام کو آزاد کرنے کا ثواب مرحومین کیلئے نافع ہے(مرحومین کو مذکورہ حسنات کے ایصالِ ثواب سے فائدہ تامہ ملتا ہے،تعلیق،مترجم)

(5) پانچواں جواب: حضرتِ عمر بن سلمہؓ کی وہ حدیث جس میں زندوں کے اعمالِ خیر کا ثواب مرحومین کو پہنچتا ہے انشاء اللہ عنقریب ذکر کرونگا،وہی اسکا پانچواں جواب ہے۔

﴿اعتراض﴾

معترضین کا دوسرا اعتراض۔

جب قاری مال کے حصول کی نیت سے قرآن کریم کی تلاوت کرے تو عنداللہ اسکو اجر ملنا محال ہے چونکہ برائے حصولِ مال اس نے پڑھا ہے لہذا اسکا یہ عمل ہی باطل،سو وہ اگر میت کو ثواب بخشے گا تو مرحوم کو ثواب کیونکر ملے گا۔

﴿جواب﴾

بحمدہ تعالیٰ میں اس اعتراض کے بھی پانچ جوابات دیتا ہوں۔

(1) پہلا جواب یہ ہے،کہ تیرا اس عمل کو باطل قرار دینا صرف تیرا قول ہے،

بطلان کاقول نہ توقرآن میں ہے نہ حدیث میں،اورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اسے باطل قراردیا،نہ تابعین میں سے کسی نے اسے باطل کہا،نہ طبقاتِ ثلاثہ میں سے کسی طبقہ کے مجتہدنے اسے باطل کہا،نہ اصحابِ تخریج نے اسے باطل قراردیا،نہ ہی اصحاب ترجیح نے اسے باطل کہا(توصرف تیرے باطل کہنے سے کیونکرباطل ہوگا)

﴿دوسراجواب حدیث سے﴾

(2)عن رافع بن خدیج قال سمعت رسول الله ﷺ یقول العامل علی الصدقة بالحق کالغازی فی سبیل الله حتیٰ یرجع الیٰ بیته .رواه الترمذی.

حضرتِ رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زکواۃ وصول کرنے والاانصاف سے(یعنی زکواۃ کے حصول میں کسی پرزیادتی نہ کرے اوراچھاعمدہ مال چھانٹ کرنہ لے،تووہ عامل) ایساہے جیسے اللہ کی راہ میں لڑنے والا، جب تک اپنے گھرنہ لوٹے۔

دیکھئے ایک عامل(حکومت کی جانب سے زکواۃ جمع کرنے والاایک تنخواہ دارشخص جسکی ڈیوٹی مسلمانوں سے زکواۃ جمع کرنا)ہے اوربیت المال میں لاکرجمع کرناہے وہ اپنی ڈیوٹی پر ہے گھرلوٹنے تک مجاہد کی طرح ہے) اجروثواب اسکو وہی مل رہاہے،اور وہ جوکچھ کررہاہے ڈیوٹی پوری کر رہاہے(پھربھی اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ اس شخص کواتناہی اجروثواب ملے گا جوایک مجاہدکومل رہا ہے۔ جبکہ وہ شخص اجرت پرکام کرنے والاہے، مگرہے نیک کام خدمتِ خلق پر مأمور ہے،اجرۃ لینے کی وجہ سے وہ شخص اجرسے محروم نہیں نہ ہی اسکانیک عمل باطل، جب اسکاعمل باطل نہیں تووہ شخص جوقرآن کریم کی تلاوت کرے اسکی نیت مال کی ہوسواسکاوہ عمل کیسے باطل ہوگیا،اگراسکے عمل کوباطل کہوگے توعاملِ زکواۃ کے عمل اور اجروثواب کوبھی باطل کہوگے، جب اسے باطل کہوگے تواللہ کے نبی ﷺ کے قول کو(نعوذباللہ) باطل کہوگے اورجب نبی کریم ﷺ کے قول کوباطل کہاتودائرہ اسلام سے خارج ہوجاؤ گے،تعلیق،مترجم)

﴿تیسراجواب تفاسیر سے﴾

علامہ صاویؒ لکھتے ہیں

(3)(ليس عليكم جناح ان تبتغوا)تطلبوا(فضلا)رزقا(من ربكم) بالتجارة فى الحج نزل رداً لكراهتهم ذلك (جلالين)اى فلابأس باالتجارة فى الحج اذاكانت لاتشغله عن افعال الحج واختلف هل التجارة تنقص ثواب الحج ام لاقال بعضهم ان كانت التجارة اكبر همه ومبلغ علمه سقط الفرض عنه وليس له ثواب كمن لاقصد له ا لحج وان استوى الامران كانت التجارة تبعاً للحج فقد حاذ خير الدنياوالآخرة. صاوى جلد ا. پاره(۲)(۹۲)

علامہ صاویؒ لکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

اسمیں تمہارے لئے کوئی گناہ نہیں کہ تلاش (طلب) کرواپنے رب کے فضل(رزق)کو(حج میں تجارت کے ذریعے،یہ حکم ان لوگوں کے بارے میں نازل ہواجولوگ اسکومکروہ سمجھتے تھے) یعنی اگرحاجی حج کے ایام میں تجارت بھی کرے توجائزہے بشرطیکہ افعالِ حج میں تجارت حائل نہ ہو، پھرسوال ہواکہ حاجی جب حج کرے اورتجارت بھی توآیاحج کے ثواب میں کوئی کمی واقع ہوئی یانہ؟

سواسکاجواب یہ ہے:(جواب تین شقوں پرمشتمل ہے)

شق نمبر(1)اسکااصل منشاء ومقصود صرف تجارت ہے؟

(شق نمبر2)یادونوں،(یعنی حج وتجارت)

(3)یاصرف حج،

﴿شق نمبر(1 کی وضاحت﴾

اگراسکامقصودومطلوب ومنشاء تجارت ہو(یعنی حج کوتابع تجارت بنایاحج کوصرف ایک ذیلی اور ضمنی درجہ دیا)سووہ حج جواس پرفرض تھاوہ حاجی اپنی فرضیت سے توبری الذمہ ہوگیامگر حج کا ثواب نہ ملا،یہ ایساہی ہے جیسے کسی کاحج کاارادہ نہ ہواورحج کے دن عرفات میں پہنچا اس کاحج توہوگیا فرض حج سے اس کاذمہ فارغ ہوگیا،مگرحج کاثواب نہ ملا،

﴿(شق نمبر2)یادونوں،(یعنی حج وتجارت) کی وضاحت﴾

اوراگردونوں مساوی درجہ میں ہیں،تویقیناًمباح اورمنافیٔ اخلاص میں بھی برابرہیں گے، کیونکہ دلوں کاحال تواللہ جانتاہے جوعالم الغیب ہے۔

﴾(3) یا صرف حج، کی وضاحت﴿

اور اگر ارادہ صرف حج کا ہو اور تجارت حج کے تابع ہو (یعنی تجارت کو حج کے تابع بنایا اس طرح کہ ارادہ صرف حج کا کیا اور ساتھ ساتھ تجارت بھی کرنے لگا جیسے کوئی حاجی حالتِ احرام میں عرفات کیدن حاجیوں کے کھانے پینے کی اشیاء فروخت کرنے لگے یا منٰی و مزدلفہ میں حالتِ احرام میں ہی کچھ اشیاء خریدے اور بیچے) تو اس صورت میں اسے دنیا اور آخرت دونوں مل گئے، (یعنی تجارت کے ذریعہ اسے دنیا مل گئی اور حج کے ذریعہ بروز حشر جہنم سے محفوظ ہوا تعلیق، مترجم)

تمام شقوں پر غور کرنے کے بعد سمجھو کہ جب نیت حج اور تجارت کی تھی یا صرف حج کی۔ دونوں صورتوں میں وہ حاجی نہ حج سے محروم، اور نہ تجارت کرنے سے اسکا عملِ حج باطل، دونوں صحیح۔

☆۔ دیکھئے اسکا ارادہٗ حج کا بھی ہے جو فرض عبادات میں سے ہے اور تجارت کا ارادہ بھی ہے جس کے ذریعہ مال بھی ملے گا تو کیا اسکا حج باطل ہو گیا نہیں، سو جب تجارت سے اسکا حج باطل نہ ہوا تو اگر کوئی قرآن کریم کی تلاوت کرے اور نیت مال کا ہو تو اسکا یہ عمل کیونکر باطل ہو گا۔ تعلیق، مترجم)

﴾چوتھا جواب﴿

صاحب مرقات لکھتے ہیں

(4) اذا غزا و قصد الغنیمۃ فلاشک ان له اجر لقوله تعالیٰ منکم من یرید الدنیا (الغنیمۃ ایضا) و منکم من یرید الآخرۃ (ای الاجرۃ فقط) مرقات.

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ جب ایک شخص جہاد کرتا ہے اور نیت غنیمت کے حصول کی کرتا ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے اجر ملے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (منکم من یرید الدنیا) تم میں بعض وہ ہیں جو دنیا چاہتے ہیں (یعنی مالِ غنیمت بھی) (ومنکم من یرید الآخرۃ) اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو آخرت چاہتے ہیں،

(غور فرمایا آپ نے کہ ایک شخص جہاد کر رہا ہے جو عبادت ہے اور نیت مالِ غنیمت کے حصول کی ہے، تو فریا گیا (فلاشک ان له اجر) اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے اجر ملے گا، جب مجاہد جس کی نیت مالِ غنیمت کے حصول کی ہے پھر بھی اسکا یہ نیک عمل باطل نہیں، تو اگر

ایک شخص قرآن کریم کی تلاوت کرے جو یقیناً نیک کام ہے مگر اسکی نیت مال کے حصول کی ہے سو اسکا نیک عمل کیونکر باطل ہوگا، جیسے اسکا عمل اس نیت سے باطل نہیں اسی طرح تالی قرآن کا عمل اس نیت سے باطل نہ ہوگا۔ تعلیق، مترجم)

﴿پانچواں جواب حدیثِ مرفوع سے﴾

(5) مرفوعا من قرأ سورة الواقعة فی کل لیلة لم تصبه فاقة ابدا.

حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں جو شخص ہر رات سورہ واقعہ کی تلاوت کرے گا اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا،

(غور فرمائیں کہ حضور پرنور ﷺ نے فاقوں سے بچنے کیلئے سورہ واقعہ کا وظیفہ بتایا، اب اگر کوئی فاقہ زدہ یہ سورت اس نیت سے پڑھتا ہے کہ مجھے مال ملے تاکہ میرا فاقہ ختم ہو جائے، اور مال مل جائے تو کیا وہ سورہ واقعہ کے پڑھنے کے اجر و ثواب سے محروم ہوگیا نہیں محروم نہ ہوا اور نہ ہی مال ملنے کی نیت سے پڑھنے کی بنا اسکا عمل باطل ہوا، بلکہ دنیا کا مال بھی ملا، فاقے بھی ختم ہوئے اور آخرت کا اجر و ثواب بھی ملے گا، ہم خرما ہم ثواب، جب سورہ واقعہ کو مال ملنے کی نیت سے پڑھنے کی بنا اسکا عمل باطل نہ ہوا، تو پورا قرآن کریم اگر مال کی نیت سے پڑھا جائے تو تالی کا یہ نیک عمل کیونکر باطل ہوگا۔ تعلیق، مترجم)

﴿اعتراض (1)﴾

اخر ماعهدرسول الله ﷺ الیٰ عثمان بن ابی العاص اتخذ المؤذن لایأخذ علیٰ اذانه اجرا. رواه الترمذی، وابوداود، والنسائی، وابن ماجة، واحمد، والحاکم فی المستدرک، والبخاری فی التاریخ قوله عهد ای اوصیٰ. خلاصة عینی الهدایة.

حضور پرنور ﷺ نے عمر کے آخری حصے میں عثمان بن ابی العاص سے فرمایا (عثمان) ایسا مؤذن مقرر کر، جو آذان پر اجرت نہ لے۔

جنابِ والا، آذان نیک عمل ہے اگر نیک عمل پر اجرت لینا جائز ہوتا، تو اللہ کے نبی ﷺ حضرتِ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسے مؤذن رکھنے سے کیوں منع فرماتے جو آذان پر اجرت لے،

﴿اعتراض (2)﴾

قال رسول الله ﷺ،اقرؤاالقراٰن ولاتأكلوابه .

رواه احمد،واسحٰق بن راهوية ،وابن ابی شيبة فی مصنفه،وعبدالرزاق فی مصنفه ومعبد بن حميد وابوالعلی الموصلی والطبرانی والبزاز فی مسنده وابن عدی فی الكامل خلاصة الهداية جلد۴.(۲۵۳)

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم پڑھو مگرقرآن کیساتھ کھاؤنہیں،

معلوم ہواکہ نیک عمل پرکچھ لے لیناجائزنہیں ورنہ رسول اللہﷺ قرآن پڑہنے پرکھانے سے منع نہ فرماتے(قرآن پرکھاؤنہیں یعنی قرآن پڑھ کر)

﴿تین جوابات﴾

(1)فهذا تهديد علیٰ قوة العزيمة والاخلاص وحديث ابن عباس لبيان الرخصة .فتح الودود.

پہلاجواب یہ ہے،کہ یہ منع قوۃ عزیمۃ اوراخلاص کیلئے ہے اورسیدناعبداللہ بن عباس رضی اللہ کی حدیث بیان رخصت کیلئے ہے،

﴿دوسرا جواب﴾

علامہ شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(2)عبادت تعليم حسبة الله تعالیٰ كرده بود،پس مكروه پنداشت كه ضائع شود. اخلاص اووفوت شود عمل اوبعزيمة وآنچه بالاگذشته بيان رخصت بود.

اشعة اللمعات.

علامہ شیخ عبدالحق محدثِ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ تعلیم عبادتِ الٰہی ہے سوکیسے ہوسکتاہے کہ عزیمت کی وجہ سے اسکااخلاص ضائع ہوجائے اوراسکاعمل فوت ہوجائے،اوروہ جو پہلے گذرا وہ بیان رخصت ہے۔

﴿تیسرا جواب﴾

(3)عن عمربن سلمة انه ام قومه وكانت علی بردة كنت اذاسجدت تقلصت عنی فقالت امرأة من الحی الا تغطون عنااست قارئكم فاشتروافقطعوا لی قميصا فما فرحت بشئ فرحی بذٰلک القميص.رواه البخاری،ومسلم ،والنسائی.

حضرتِ عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں (صغر سنی میں) قوم کا امام بنا، میں انکی امامت کرتا تھا (غربت کی بنا) میرے جسم پر (صرف) ایک چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تو وہ چادر میرے جسم سے پھسل جاتی (جس کی وجہ سے کچھ اعضائے بدنیہ ظاہر ہوتے) سو اس قبیلے کی ایک خاتون نے (قوم سے) کہا کہ تم اپنے امام کے اعضاء کیوں نہیں ڈھانپتے، سو (قوم) نے میرے لئے قمیص کا کپڑا خرید کر اس سے میرے لئے قمیص سلوائی، مجھے اس قمیص سے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ اتنی خوشی مجھے کسی اور شئ سے حاصل نہ ہوئی تھی،

☆۔دیکھئے صحابہ کرام نے اپنے امام کو قمیص امامت کی وجہ سے دی حالانکہ امامت طاعات میں سے اعظم الطاعات ہے، صحابی قبول کرتا ہے اور خوشی کا اظہار کرتا ہے اگر طاعات پر کچھ لے لینا منع ہوتا تو یہ صحابہ اسے قمیص کیوں دیتے اور وہ صحابی اس پر خوشی کا اظہار کیوں کرتا

﴿اعتراض﴾

فھٰذا مجموع ما افتیٰ به المتأخرون من مشائخنا وھم البلخیون علیٰ خلاف فی بعضه مخالفین لماذھب الیه الامام وصاحباه. ردالمحتار. جلد۵. اجارہ(۳۴)

وہ مسائلِ مجموعی جن کے (جواز پر) ہمارے مشائخ میں سے علماءِ احناف بلخ نے جو فتویٰ دیا ہے (کہ یہ جائز ہیں) جبکہ امام اعظمؒ اور صاحبین (ابویوسفؒ، ومحمدؒ) اسکے خلاف ہیں (یعنی ہمارے ائمہ ثلاثہ نے اسکے برعکس فتویٰ دیا)

میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں

﴿وجہ اول﴾

پہلا جواب یہ ہے کہ شامی کا فرمانا (**فھٰذا مجموع ما افتیٰ به المتأخرون**) صحیح نہیں، کیونکہ (مجموعُ) لفظِ مجموع، تعلیمِ قرآن، فقہ، امامت، اذان، تکبیر، وعظ، تبشیر، وانذار سب کو شامل ہے. یہ کہکر معترض (اعتراض کرنے والا) تلاوتِ مجردہ (صرف تلاوتِ قرآن) جو در حقیقت مفتیٰ بہ قول ہے (یعنی جسکے جواز پر فتویٰ دیا گیا ہے) سو معترض اپنے اس قول (مجموع) کیساتھ مفتیٰ بہ قول کو بھی خارج کر رہا ہے، میں کہتا ہوں کہ معترض کا مقصود و مطلوب سراسر غلط ہے کیونکہ تلاوتِ مجردہ قبروں کے پاس بقولِ مختار جائز ہے،

آنے والے دلائل میں کثیرالتعداد فقہاء کرام نے معترض کے قول کا(**یجوز وھو المختار** کہکر) رد کیا ہے،

﴿وجہ دوم﴾

دوسرا جواب یہ ہے، کہ مشائخ متأخرین احناف صرف بلخی تونہیں، جبکہ معترض (**المتأخرون من مشائخنا وھم البلخیون**) کہکر یہ تأثر دیناچاہتا ہے کہ مشائخ متأخرین احناف صرف بلخی ہیں یہ غلط ہے یہ حصر صحیح نہیں، کیونکہ متأخرین علماءِ احناف میں کوئی بھی مخالف نہیں، دیکھئے قولِ ثانی، جوپہلے گذراچکا ہے(سب نے اسی پرفتویٰ دیا ہے.کہ طاعات پر اجرت دینا واجب ہے۔

احناف متأخرین مجتہدین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں

(1) حضرتِ عصام بن یوسف(2) حضرتِ نصیر بن یحیٰ (3) حضرتِ ابی نصر بن سلام(4) حضرتِ فقیہ ابواللیث السمر قندی(5) حضرتِ صاحبِ محیط(6) حضرتِ امام الفضلی (7) حضرتِ صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ(8) حضرتِ شیخ ظہیر الدین المرغینانی(9) حضراتِ بلخ عموما(10) حضرتِ رکن الاسلام الکرمانی(11) حضرتِ شمس الائمہ السرخسی (12) حضرتِ صاحبِ الذخیرہ(13) حضرتِ امام قاضی خان **رحمت اللہ علیھم اجمعین**)

فتذکر وتدبر. سو،اے معترض اسے یادکراوراس میں غوروفکر کر۔

﴿وجہ سوم﴾

وجہ سوم یہ ہے، مخالفین کا طنزاً وطعناً یہ کہنا(**لماذھب الیہ الامام وصاحباہ**) غلط ہے، کیونکہ بعض مسائل میں متأخرین نے امام اعظمؒ کے طرفِ مخالف کو ترجیح دی ہے، درمختاراورشامی کے مقدمہ میں موجودومنقول ہے کہ امام اعظمؒ نے متأخرین مجتہدین کو اس بات کی اجازت دی ہے نیزاس قول(لماذھب الیہ الامام وصاحباہ) کے تسلیم کرنے سے مجتہدین اوراصحابِ تخریج کو دین کے کام سے روکنا ہے۔

﴿وجہ چہارم﴾

وجہ چہارم یہ ہے! متقدمین کے قول **لَایَجُوْزُ الْاِسْتِیجَارُ** سے یہ سمجھنا کہ اس سے مراد **لَایَجبُ الْاُجرَۃُ** ہے، غلط ہے، کیونکہ متقدمین کے اس قول کا صحیح مطلب **اَخذُالْاُجرَۃُ** ہے، اورمتأخرین کا فتویٰ **وجوب الاجرۃ** پرہے،سو، **وُجُوبُ الْاُجرَۃُ**، **اَخذُالْاُجرَۃُ**، کے جواز کوشامل ہوگیا،

اعتراض

صاحب شامی لکھتے ہیں

ظهر لک بهذا عدم صحة مافی الجوهرة من قوله واختلفوافی الاستیجار علی قرأة القرآن مدة معلومة قال بعضهم لایجوز وقال بعضهم یجوز وهوالمختار، فالصواب ان یقال علی تعلیم القرآن فان الخلاف فیه کماعلمت لافی القرأة المجردة فانه لا ضرورة فیهافان کان مافی الجوهرة سبق قلم فلاکلام وان کان عمدا فهو مخالف لکلامهم قاطبة فلایقبل .شامی،اجارة،جلد۵ .(۳۵)

صاحب جوہرہ نے کہاہے کہ اگرکسی نے ایک متعین کردہ مدة پرقرآن کریم کی تلاوت کرنے کیلئے کسی کومتعین کیا تو(تعین مدة کی وجہ سے تالی قرآن کو)تلاوت قرآن پراجرت لینا جائزہے یانہ۔

(سو،صاحب الجوهرةالنیرة نے کہا)

اس میں علماءِ احناف کی دو رائے ہیں،

ایک گروہ کہتاہے اس صورت میں اجرت لیناجائزنہیں،(قال بعضهم لایجوز)

اوردوسراگروہ کہتاہے اس صورت میں اجرت لیناناجائزہے،(وقال بعضهم یجوز)

البتہ دونوں میں مختارمذہب کونساہے

(توصاحب الجوهرة النیرة فرماتے ہیں)دونوں اقوال میں(وَقَالَ بَعْضُهُمْ یَجُوْزُ وهوالمُختارُ) مختارقول یہ ہے کہ اجرة لینا جائزہے۔

(صاحب شامی فرماتے ہیں۔کہ صاحب الجوهرة النیرة کویوں کہنا چاہئے تھا کہ آیاتعلیم قرآن پراجرت لیناجائزہے یانہ؟ اصل اختلاف اس میں ہے نہ کہ صرف قرآن کریم پڑھنے میں،(اس میں توکوئی اختلاف نہیں(کیونکہ صاحب خانہ کے کہنے پراسکے گھریادوسری جگہ قاری کاآکرقرآن پڑھنا**پتا** وقت صرف کرنے پراجرت لینا توجائزہے، اس میں توکسی قسم کااختلاف نہیں)

اصل اختلاف تواس میں ہے کہ آیا مدة کے تعین سے قرآن کریم پڑھانے پراجرت لینا جائزہے یانہ؟

صاحبِ شامیؒ فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں،

کہ جوهرة النيرة میں یہ کلمات(وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَجُوزُ وَهُوَالْمُخْتَارُ) مختارقول یہ ہے کہ اجرۃ لیناجائزہے(اس کی دو شقیں ہیں)

(1) یاتوسبقتِ قلم ہے(لکھنے میں لغزش کااحتمال ہے جسے فقہاء سبقتِ قلم سے تعبیر کرتے ہیں)

(2) یا صاحبِ الجوهرة النيرة نے عمداً قصداً یوں لکھاہے۔

شقِ اول کے مطابق اگرسبقتِ قلم ہے پھرتوہمیں کوئی اعتراض نہیں(کہ انسان سے خطا اورلغزش کاوقوع ممکن ہے)

شقِ دوم!کے مطابق اگریہ بات صاحبِ الجوهرة النيرة نے عمداً قصداً کہی ہے سو،حالتِ قصد وعمدمیں یہ بات علماء اعلام ومقتدیانِ انام کے قولِ قاطبہ(قولِ محکم)کے خلاف ہے، شامی،اجارۃ،جلد۵۔(۳۵)

﴿میں بحمدہ تعالیٰ کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

میں(مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں،

کہ معترض کا صاحبِ جوهرة النيرة کے ان کلمات(وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَجُوزُ وَهُوَالْمُخْتَارُ) مختارقول یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت پر اجرۃ لیناجائزہے)کو(سَبْقُ قَلَمٍ، سبقتِ قلم) سے تعبیر کرناا ور پھراسے غلط قراردینا ہی بڑی غلطی ہے۔

کیونکہ(جوهرة النيرة)میں قرآن کریم کی تلاوت پر اجرۃ لینے کے جوازپر (يَجُوزُ وَهُوَ الْمُخْتَارُ) کے الفاظ ہیں اوراس سے قبل قرآن کریم کی تلاوت پر اجرۃ لینے کے جواز پر جودلائل گذرے ہیں ان میں یہ الفاظ(المفتیٰ به،یعنی وہ قول جس پرفقہاء کافتویٰ ہے، یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت پر اجرۃ لینا جائزہے)کے الفاظ موجودہیں۔

(حتیٰ یجبرعلی دفع الاجرالی المعلم. وعلیه الفتوی)

والفتوی فی زماننا علی وجوب الاجرة. الفتاویٰ الحامدیة)

﴿وجہ دوم﴾

وجہ دوم یہ ہے، مجھے یوں محسوس ہوتاہے کہ حضرتِ علامہ شامیؒ متقدمینؒ کے قول کے

مرادی معنیٰ سے ناواقف ہے، کیونکہ فقہاء کے اس قول (لایجوز الاستیجار) کا معنیٰ (لایجب الاجر) ہے نہ کہ (یحرم) یا (یکرہ. کمامر من المبسوط، والخلاصة الفتاویٰ وعینی الهدایة، وعینی البخاری، وغیرها، فتذکر)

(یعنی صاحبِ مبسوط ودیگر فقہاء کرام نے "لایجب الاستیجار" کا معنیٰ مرادی یوں کیا ہے کہ "لایجوزالاستیجار" کامطلب" لایجب الاجر "اجرت واجب نہیں، فقہاء نے اسکا مطلب یہ تو بیان نہیں کیا کہ "لایجوزالاستیجار." کہ استیجار صحیح نہیں کا یہ معنی ہو "ای یحرم" کہ یہ اجرت حرام ہے، یہ کسی فقیہ نے نہیں کہا،

اورنہ ہی فقہاء نے "لایجوزالاستیجار" کامطلب یہ بیان کیا کہ "لایجوزالاستیجار. ای یکرہ" کہ استیجار صحیح نہیں کا یہ مطلب ہوکہ یہ اجرت مکروہ ہے)

معلوم ہواکہ علامہ شامیؒ سے تسامح ہوا،

﴿وجہ سوم﴾

صاحبِ بحرالرائق لکھتے ہیں

(1) قال صاحب البحر والذی ظهرلی انه مبنی علیٰ قول ابی حنیفةؓ بکراهة القرأة عندالقبر والمختارقول محمدؒ من عدم کراهة القرأة عند القبر کمافی الخلاصة فیلزم التعین. بحرالرائق وقف.

صاحبِ بحرالرائق فرماتے ہیں، یہ قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول پر مبنی ہے جس میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایاہے، کہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت مکروہ ہے، مگر امام محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت مکروہ نہیں اوریہی قول مختارہے، جیسے کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ذکرکیاگیاہے، سو، (اجرت کا) تعین لازم ہے، ☆ ۔۔میں کہتاہوں کہ اب توبات بلکل واضح ہوگئی۔

﴿وجہ چہارم﴾

صاحبِ جوهرة النیرة نے اپنے قول میں مدة معلوم کی قیدلگائی، فرمایا کہ اگرکسی نے ایک متعین کردہ مدة پرقرآن کریم کی تلاوت کرنے کیلئے کسی کومتعین کیا تو (تعینِ مدة کی وجہ سے تالی قرآن کو) تلاوت قرآن پراجرت لینا جائزہے،

جب کہ یہی بات قولِ ثالث میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے،اسے دوبارہ ملاحظہ فرئیں
(قولِ ثالث کا خلاصہ:اس ضمن میں فقہاء کا تیسرا نظریہ،یہ ہے کہ طاعات پراجارہ اگرقید مکانی یاقیدِ زمانی کیساتھ مقید ہو توایسااجارہ ان قیود کیساتھ جائزہے۔ اوراگرطاعات پراجارہ قیدِمکانی یاقیدِ زمانی کی قید سے مستثنیٰ ہو(یعنی تعلیم پرعقدِ اجارہ میں زمان یامکان کی قید نہ ہو) توپھروہ اجارہ ناجائز۔کیونکہ پھر اجارہ نفسِ طاعت پر ہوگا ۔اور یہ ناجائزہے)
یعنی جوھرۃ النیرۃ اورقولِ ثالث میں مطابقت ہے،

﴿وجہ پنجم﴾

پانچویں وجہ یہ ہے،کہ مدۃ معلومہ کی قیدصرف صاحبِ جوھرۃ النیرۃ کاقول نہیں،بلکہ یہ قول اکثر مجتہدین ومعتبرعلماء اعلام سے منقول ہے،
مثلا،صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ،(جومجتہد ہیں)اورصاحبِ فتاویٰ قاضی خان (یہ بھی مجتہد ہیں)
☆۔اس پرمزیددلائل ملاحظہ فرمائیں،ان دلائل کوسوال وجواب کی صورت میں ذکرکروں گا
سوال؟۔۔کیاقران کریم کی تلاوت قبروں کے پاس جائزہے یانہ۔
جواب!۔۔صاحبِ فتاویٰ الولوالجی لکھتے ہیں۔
(1) وهل قرأة القران عند القبورمكروهة تكلموافيه قال ابوحنيفة يكره وقال محمدؒ لايكره ومشائخنااخذوابقول محمد رجل مات فاجلس وارثه رجلايقرء القران على قبره تكلموافيه منهم من كره ذلك والمختارانه ليس بمكروه، ويكون المأخوذ به في هذا الباب قول محمد ولهذا حكى عن الشيخ ابى بكر العياض انه اوصىٰ عند موته بذلك ولوكان مكروها لمااوصىٰ به .ذكره الولوالجى شلبى جلد ا .جنازة.(۲۴۶)
صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں،
کیاقبروں کے پاس قرآنِ کریم کی تلاوت مکروہ ہے،صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ جواب دیتے ہیں،
اس مسئلہ میں فقہاء کے دونظریئے ہیں،
(1) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،مکروہ ہے،
(2) جبکہ امام محمدؒ فرماتے ہیں،مکروہ نہیں،
البتہ علماء احناف نے امام محمدؒ کے قول کو ترجیح دی اوراسی پرعمل کیا،

(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں،دوسرا مسئلہ یہ ہے)
کہ اگرکوئی مسلمان وفات پاجائے،اورمرحوم کے ورثاء اسکی قبرکے پاس قرآن کریم
پڑھنے کیلیے قاری کو بٹھائے (توآیایہ جائزہے یانہ؟)
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) اس میں بھی فقہاء نے کلام فرمایا،
یعنی اس میں بھی دو نظریئے ہیں،
(1)ایک نظریہ کے مطابق قبرکے پاس قاری کواس لئے بٹھاناکہ وہ قرآن کریم کی تلاوت
کرے مکروہ ہے(منهم من كره ذلك)
(2) دوسرا نظریہ یہ ہے،کہ قبرکے پاس قاری کواس لئے بٹھاناکہ وہ قرآن کریم کی
تلاوت کرے مکروہ نہیں،
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ اپنانظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں)
مختارقول یہی ہے(والمختار انه ليس بمكروه)
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں)اس باب میں(یعنی اس مسئلہ میں)
امام محمدؒ کاقول ہی نافذالعمل ہوگا۔(ويكون المأخوذ به في هذا الباب قول محمدؒ)
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں)اسی بنا پرشیخ ابوبکر العیاض رحمت اللہ علیہ کے بارے
میں مشہورہے کہ جب وہ قریب المرگ ہوئے توآپنے وصیت فرمائی کہ جب میری روح
قفسِ عنصری سے پروازکرجائے تو(میری قبرکے پاس قاری بٹھاناتاکہ وہ میری قبرکے
پاس قرآن کریم کی تلاوت کرے)
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) کہ اگرقبرکے پاس قاری کوبٹھاکرقرآن پڑھوانا ناجائز
ہوتا،توحضرتِ شیخ ابوبکرالعیاض رحمت اللہ علیہ ایسی وصیت کیوں فرماتے،(اتنے عظیم فقیہ
کا اس انداز سے وصیت کرنااس بات کی واضح دلیل ہے کہ قبرکے پاس قاری کو قرآنِ
کریم پڑھنے کے لئے بٹھاناجائزہے)

﴿صاحبِ فتاویٰ تتارخانیہ فرماتے ہیں﴾

☆..وفي التتارخانية رجل مات فاجلس وارثه رجلاعلیٰ قبره يقرأ القران قال
بعضهم يكره والمختارانه لايكره والاشبه انه ينتفع به الميت .
تتارخانية تكملة البحر. الجزء الثامن.

(صاحبِ تتارخانیہ فرماتے ہیں)

کہ اگر کوئی مسلمان وفات پاجائے، اورمرحوم کے ورثاء اسکی قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے کیلئے قاری کو بٹھائے (تو آیا یہ جائز ہے یا نہ؟)

(صاحبِ تتارخانیہ فرماتے ہیں)

اس میں فقہاء کے دو نظریئے ہیں،

بعض نے فرمایاہے، مکروہ ہے (**قال بعضهم يكره**)

اوربعض فقہاء نے فرمایاہے، مختارقول یہ ہے مکروہ نہیں،(**والمختار انه لايكره**)(صاحبِ فتاوىٰ تتارخانیہ اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

میرے نزدیک (احوط قول یہ ہے) کہ اس سے صاحبِ مزارکوفائدہ ہوگا۔

﴿صاحبِ فتح القدیر لکھتے ہیں﴾

☆ **..واختلف فى اجلاس القارئين ليقرؤاعندالقبروالمختارعدم الكراهة .**

فتح القديرو كبيرى .جنائز(٢٥٦)

(صاحبِ فتح القدیر فرماتے ہیں) قبروں کے پاس قاریوں کواس لئے بٹھاناکہ وہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کریں، سو،اس مسئلہ میں فقہاء نے اختلاف فرمایاہے،مگر مختار قول یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں،(**والمختارعدم الكراهة**)

﴿صاحبِ جوهرة النيرة اورصاحبِ سراج الوہاج لکھتے ہیں﴾

☆ **..اختلفوا فى الاستيجارعلى قبرلقرأة القران على القبرمدة معلومة قال بعضهم لايجوز وقال يجوزوهوالمختار.جوهرة .جلد٢(٢٦٩)والسراج الوهاج**

صاحبِ جوهرة النيرة اورصاحبِ سراج الوہاج فرماتے ہیں،

مدۃ معلومہ کی صورت میں قبرکے پاس قاری کوبٹھاکرقرآن کریم کی تلاوت کروانے پر اجرت دینے (اوراجرت لینے میں)فقہاء نے اختلاف فرمایاہے،بعض فرماتے ہیں جائز نہیں جبکہ بعض فرماتے ہیں جائز ہے اوریہی قول مختار ہے،(**وقال يجوزوهوالمختار**)

﴿صاحبِ درمختار لکھتے ہیں﴾

☆..ولایکره اجلاس القارئین عند القبر وهو المختار. درمختار. جنائز. جلد ا.

صاحبِ درمختار فرماتے ہیں، کہ قبر کے پاس قاریوں کو قرآن کریم کی تلاوت کیلئے بٹھانا مکروہ نہیں، اور یہی مختار ہے، (وهو المختار)

﴿صاحبِ شامی وصاحبِ مراقی الفلاح لکھتے ہیں﴾

☆.. ولایکره الجلوس للقراءة عند القبر فی المختار لتادیة القراءة علی الوجه المطلوب بالسکینة والتدبر والاتعاظ. شامی جلد ا. جنائز (۸۴۷) نقلا من نور الایضاح ومراقی الفلاح. جنائز.

صاحبِ شامی وصاحبِ مراقی الفلاح فرماتے ہیں، مختار قول کے مطابق قبر کے پاس قاری کا قرآن کی تلاوت کیلئے بیٹھنا مکروہ نہیں، تاکہ نہایت سکون واطمینان کیساتھ قرآن کریم کی تلاوت کی جاسکے۔

﴿صاحبِ عینی الهدایة لکھتے ہیں﴾

☆...ولابأس بقراءة القرآن عند القبور ولکن لایجلس علی القبر.

صاحبِ عینی الهدایة فرماتے ہیں، قبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں، ہاں قبروں کے اوپر بیٹھنا منع ہے، عینی الهدایة جنائز. (۱۳۲)

﴿صاحبِ سادة المتقین شرح احیاء العلوم لکھتے ہیں﴾

☆..ان الاستیجار لقراءة القرآن علی رأس القبر مدة معلومة جائز کالاستیجار للاذان وتعلیم القرآن ان کانت القراءة علی القبر فیستحق الاجر وینتفع المیت بالقراءة ویخفف عنه العذاب بذلک قال فی تکملة البحر الجزء الثامن وفی التتارخانیة رجل مات فاجلس وراثه رجلا، علی قبره یقراء القرآن قال بعضهم یکره والمختار انه لایکره والاشبه انه ینتفع به المیت. سادة المتقین شرح احیاء العلوم.

❁

صاحبِ سادة المتقین شرح احیاء العلوم تکملة البحر کی آٹھویں جزء سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں، قبر کے سرہانے مدة معلومہ تک اگر قاری کو بٹھایا جائے تاکہ وہ قبر کے پاس قرآن کریم

کی تلاوت کرے، تواسے اجرت دینا (اورقاری کا اجرت لینا) جائز ہے، یہ ایسا ہی جائز ہے جیسے کوئی شخص آذان، اورتعلیم قرآن پر اجرت لیتا ہے، (جیسے آذان وتعلیم قرآن کریم پر اجرت لینا جائز ویسے ہی قبر کے پاس قاری کو مدۃِ معلومہ کیلئے بٹھاکر قرآن کریم کی تلاوت کرواکر اسے اجرت دینا جائز)

صاحبِ سادۃ المتقین فتاویٰ تتارخانیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

صاحبِ تتارخانیہ فرماتے ہیں،

کہ اگرکوئی مسلمان وفات پاجائے، اورمرحوم کے ورثاء اسکی قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے کیلئے قاری کو بٹھائے (تو آیا یہ جائز ہے یا نہ؟)

(صاحبِ تتارخانیہ فرماتے ہیں)

اس میں فقہاء کے دو نظریئے ہیں،

بعض نے فرمایاہے، مکروہ ہے (قال بعضهم يكره)

اوربعض فقہاء نے فرمایاہے، مختار قول یہ ہے مکروہ نہیں، (والمختار انه لايكره)

(صاحبِ فتاویٰ تتارخانیہ اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

میرے نزدیک (احوط قول یہ ہے) کہ اس سے صاحبِ مزارکوفائدہ ہوگا۔

﴿صاحبِ فتاویٰ قاضی خان لکھتے ہیں﴾

☆..**ان قراءة القرآن عند القبوران نوىٰ ان يوانسهم بصوته يقراء وان لم يقصد ذٰلك فالله سبحانه وتعالىٰ يسمع القرآن حيث كان .قاضی خان جنائز .جلد ا .**

صاحبِ فتاویٰ قاضی خان فرماتے ہیں،

کہ اگرقبروں کے پاس قرآن کریم اس نیت سے پڑھا جائے کہ اہل قبورقاری کی آواز سنکر موانست حاصل کریں تو (اچھی بات ہے پھرتو قبروں کے پاس) قرآن پڑھے (کوئی حرج نہیں) اوراگر یہ مقصود نہ ہوتو پھرقاری جہاں سے بھی پڑھ (کرایصالِ ثواب کرے) تو اللہ جل جلالہ اسکی تلاوت کو ہرجگہ سے سنتاہے، (اورتلاوت کاثواب مرحوم کوپہنچاتاہے)

☆---کلامِ مذکورہ بالاسے یہ بھی معلوم ہواکہ اگرموانست کے حصول کی نیت نہ بھی ہو، تب بھی قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کاثواب مرحومین کومل جاتاہے۔

﴿صاحبِ طحطاوی لکھتے ہیں﴾

☆..والمختار جواز الاستیجار علیٰ قراءۃ القران علی القبور مدۃ معلومۃ کمافی الطحطاوی حاشیۃ الدرالمختار فی باب الاجارۃ الفاسدۃ .ثم خزینۃالاسرار.(۶۲)

صاحبِ طحطاوی فرماتے ہیں،
مدۃِ معلومہ کی قیدکیساتھ قبروں کے پاس تلاوت کرنے والے کواجرت دینا(اورتالی کہ قرآن کااجرت لینا) مختارقول کے مطابق جائزہے،

﴿اعتراض﴾

☆..ان القربۃ متیٰ حصلت وقعت عن العامل ولھذا تتعین اھلیتہ ونیتہ فلایجوز لہ اخذ الاجرۃ من غیرہ کمافی الصوم والصلوٰۃ.

اعتراض یہ ہے، کہ جنابِ والا،
جب عامل (عامل سے مرادنیکی کرنے والاشخص) کوئی بھی نیکی کرتاہے،سویہ اسی کاعمل شمار ہوگا(اسی کی عبادت شمارہوگی اس لئے کہ یہ عبادت اسی سے واقع ہوئی) کیونکہ اسکی نیت واہلیت متعین ہے،سواس عامل کیلئے دوسروں سے اس عبادت پراجرحاصل کرناجائزنہیں جیسے روزہ،اور،نماز،وغیرہ ہے۔ھدایۃ وعینی جلد۴.(۴۵۴)ورد المحتار.اجارہ(۳۴)

﴿جواب﴾

اس اعتراض کے بحمدہ تعالیٰ میں دوجوابات دیتاہوں،(1)پہلاجواب یہ ہے،
اے معترض تیرااعتراض یہ ہے کہ عبادت کرنے والاجوبھی عبادت کرتاہے،وہ اسی کیساتھ مختص ہوگی،اس عبادت کاوقوع اس ہی سے ہوگا،یعنی اپنی عبادت سے دوسرے کونفع نہیں پہنچاسکتا،جب ہی تووہ اپنے اس عمل پراجرت حاصل نہیں کرسکتا،
تیرایہ اعتراض غلط ہے،اس لیئے کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک عامل کیلئے جائزہے کہ وہ اپنے نیک عمل کاثواب دوسرے مسلمان کوبخشے،خواہ وہ نیک عمل نفلی نماز ہو،یانفلی روزے ہوں حج ہویاصدقہ،یاتلاوتِ قرآنِ کریم،یاذکرالٰہی جل جلالہ،یوں ہی انبیاء کرام علیھم السلام کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کاثواب،یااولیاء کرام رحمت اللہ علیھم اجمعین کے مزارات کی زیارتیں،ان تمام حسنات وعبادات کاثواب مرحومین کو بخشاجا سکتاہے،
ہدایہ،غایۃ السروجی،فتح القدیر،درمختار،ردالمختار،شرح الصدور،اورعالمگیری جلدا۔166

﴿دوسرا جواب﴾

(2) دوسرا جواب یہ ہے کہ صاحب بحرالرائق نے اس اعتراض کا جواب اس انداز سے دیا ہے، قال فی البحر وینتقض هذا بماذکروا فی الحج عن الغیر ان **الحج یقع عن الأمر**.

صاحب بحر کہتے ہیں اے معترض فقہاء کے اقوال (ان **الحج یقع عن الأمر**) کے ساتھ تیرے اس اعتراض کی دھجیاں بکھر گئیں، فقہاء کرام **علیهم الرضوان** نے لکھا کہ (اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے کہے کہ میری جانب سے حج کرلو، اور دوسرا مسلمان حج کا حکم دینے والے مسلمان کی جانب سے حج کرلے تو فقہاء نے لکھا **ان الحج یقع عن الأمر**) یہ حج حکم دینے والے کی جانب سے واقع ہوگا،

☆۔ دیکھا آپ نے کہ عمل کوئی کررہا ہے اور وہ عبادت کسی کی جانب سے واقع ہورہی ہے جب کہ یہ حج بدل ہے عامل کوئی نفلی حج بھی نہیں کررہا بلکہ فرض حج ہے، پھر بھی یہ حج جسے حج بدل کہتے ہیں امر (حج بدل کا حکم دینے والا) کی جانب سے ہی شمار ہوگا، کیونکہ اس حج سے امر کا ذمہ فارغ ہوگا، نہ کہ عامل کا،

مزید براں، تو نے اپنے اعتراض کیلئے جس عبارت کو دلیل بنایا اس عبارت میں یہ جملہ (فلایجوز له اخذ الاجرة من غیره) سو عامل کیلئے جائز نہیں کہ وہ ان حسنات پر کسی سے اجرت لے، اس جملے کے بحمدہ تعالیٰ میں نے اتنے دلائل دیئے ہیں کہ اب اس جملے کی کوئی حیثیت نہ رہی.

﴿سوال﴾

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ تبین المحارم میں عبارات صحیحہ کیساتھ اس مسئلہ کی تردید میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔ انہوں نے جن عبارات سے استدلال کیا ہے وہ صریح ہیں،

جیسے کہ حضرت تاج الشریعة نے شرح الہدایۃ میں فرمایا ہے،

☆. **ان القرآن بالاجرة لایستحق الثواب لاللمیت ولاللقاری وقال العینی فی شرح الهدایة ویمنع القاری للدنیا والأخذ والمعطی اثمان. شامی جلد۵ . اجاره . (۳۵)**

❁

اگر اجرت پر قرآن کریم پڑھا جائے، سو اس صورت میں ثواب کا مستحق نہ تو قاری ہوا، نہ ہی مرحوم کو بخشنے کا ثواب ملے گا۔ اور عینی شرح ہدایۃ میں فرمایا ہے کہ (قاری اگر دنیا کے

حصول کے لئے قرآن پڑھتا ہے تو) اسے روکا جائے، نیز قرآن کریم کی تلاوت کر کے اجرت دینے والا، اور اجرت لینے والا دونوں گنہگار ہیں،

جواب اول

اس سوال کے دو جواب ہیں،
پہلا جواب یہ ہے، .... کہ اجارۂ مصرح جائز ہے، .... دیکھئے، نہایۃ، ثم. بحرالرائق،

جواب دوم

☆..وفی الروضة وفی زماننا يجوز للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة ومثله فی العناية والكفاية والامام الخير الاخرىٰ.
کتاب الروضۃ میں ہے، کہ ہمارے زمانے میں امام اور مؤذن اور معلم کے لئے اجرۃ اپنے عمل (یعنی معلمِ قرآن کو قرآن کریم پڑھانے کا، اور مؤذن کو آذان دینے کی اجرت لینی چاہئے) اسی طرح کتاب العنایۃ، کتاب الکفایۃ، اور یہی قول حضرتِ علامہ امام الخیری اخریٰ کا بھی ہے،

سوال

☆سوال؟ قنیہ (نامِ کتاب) میں ہے، کہ اگر کسی شخص نے اس شرط پر کوئی شئ وقف کی، کہ اسکے عوض میں میری قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کیجائے، سو، یہ تعین باطل ہے۔ اور کتاب الوصایا میں علماء نے تصریح فرمائی ہے، کہ اگر ایک مسلمان نے دوسرے کیلئے وصیت کی کہ جو بھی میری قبر کے پاس قرآن پڑھے گا تو اسکے عوض اسے مال دیا جائے، تو یہ وصیت باطل ہے۔

میں بحمدہ تعالیٰ کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں

وجہ اول

صاحبِ بحر لکھتے ہیں

☆..قال فی البحر فی الوقف ان هذا البطلان مبنی علی (ظاهر) غير المفتىٰ به و المفتىٰ به، جواز اخذ الاجرة وتعين المكان. بحر. وقف.

☆۔۔۔اس اعتراض کاجواب دیتے ہوئے صاحبِ بحر(باب الوقف میں) لکھتے ہیں کہ تم نے جس بطلان کاذکرکیاہے
سویہ بطلان غیرمفتیٰ بہ قول پرمبنی ہے(ان ھٰذاالبطلان مبنی علی (ظاھر) غیرالمفتیٰ بہ)
اورجومفتیٰ بہ قول ہے اسکے مطابق تعینِ مکان اوراجرت لیناجائزہے۔(المفتیٰ بہ، جواز اخذ الاجرۃ وتعین المکان)

﴿وجہ دوم﴾

☆..قال صاحب البحرفی الوقف والذی ظھرلی انه مبنی علیٰ قول ابی حنیفۃؒ بکراھۃ القراء ۃ عند القبروالمختارقول محمدؒ من عدم کراھۃ القراء ۃ عند القبر کمافی الخلاصۃ.بحرووقف.

﴿صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ اپنی رائے پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں﴾

اس اعتراض کاجواب دیتے ہوئے صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ(باب الوقف میں) لکھتے ہیں،
میں اس نتیجہ پرپہنچاکہ یہ(بطلانِ وصیت)اُس قول پرمبنی ہے جس قول میں امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایاہے کہ قبرکے پاس قرآن کریم کی تلاوت مکروہ ہے،(انه مبنی علیٰ قول ابی حنیفۃؒ بکراھۃ القراء ۃ عند القبر)
جبکہ امام محمدرضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ(قبرکے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا) مکروہ نہیں،یہی مختارقول ہے(والمختارقول محمدؒ من عدم کراھۃ القراء ۃ عند القبر)

﴿وجہ سوم﴾

صاحبِ حموی الاشباہ لکھتے ہیں

☆..قال الحموی وفی مجمع الفتاویٰ الوصیۃ بالقراء ۃ علی القبرباطلۃ ولکن ھذا لم یعین القاری وامااذاعینه فینبغی ان یجوزعلی وجه الصلۃ .حموی الاشباہ.
اس اعتراض کاجواب دیتے ہوئے صاحبِ حموی الاشباہ مجمع الفتاویٰ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ قبرکے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی وصیت کرنااس صورت میں باطل ہے، جب قرآن پڑھنے والاکاتعین نہ ہو(یعنی جب قاری متعین نہ ہو)
اوراگرقاری متعین ہوپھربحیثیت اجرت قاری کودیناجائز ہے۔

﴿وجہ چہارم﴾

صاحبِ حموی الاشباہ اپنی رائے کااظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں

☆.. **ویفهم من قول مجمع الفتاویٰ ان الوصية بالقراءة انمابطلت لعدم جواز الاجارة على القراءة وينبغي ان يكون صحيحة على المفتىٰ به من جواز الاجارة على الطاعة كماهومذهب عامة العلماء المتأخرين .حموى الاشباه.**

✿

اس اعتراض کاجواب دیتے ہوئے صاحبِ حموی الاشباہ اپنی رائے کااظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ مجمع الفتاویٰ کے قول سے تو یہ ظاہر ہورہاہے کہ وصیت کرنا (کہ میری قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کی جائے) سو یہ وصیت باطل ہے، کیونکہ قرآن کریم کی تلاوت پر اجارہ جائز ہی نہیں۔ جبکہ (میں کہتاہوں) کہ متاخرین علماءِ احناف کے مذہب ومفتیٰ بہ قول کے مطابق طاعات پر اجارہ (یعنی اجرت لینا) صحیح وجائز ہے۔

﴿سوال﴾

جنابِ والا! قبر کے پاس قرآن کریم پڑھکر اسکی اجرت لینابدعت ہے کیونکہ قرات قرآن عندالقبر پر نہ تو ائمہ اربعہؒ (امام اعظمؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ،) سے کوئی قول منقول ہے اور نہ ہی ان اکابر کی اجازت، سو مرنے والے کا وصیت کرنا (کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر کے پاس قاری کوبٹھاکر تلاوت کروائی جائے) یہ وصیت محض باطل ہے جب یہ وصیت ہی باطل، تو قاری کواجرت دینے، نہ دینے کا سوال ہی پیدانہیں ہوتا؟

﴿میں کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں،

کہ یہ (اجرت درحقیقت صدقہ ہے) اورصدقات کے متعلق مطلق نصوصِ قرآن و احادیث صحیحہ، اثباتِ صدقات للاموات، اوران صدقات کا نافع للاموات ہونے کیلئے کافی وشافی، موجود ہیں، سو، نصوصِ قرآنِ کریم واحادیث صحیحہ کے ہوتے ہوئے ہمیں ان مسائل میں صحابہ کرام یاائمہ اربعہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کی اجازت کی ضرورت نہیں، ضرورت تب ہوتی جب اس مسئلے کاحل نصوصِ قرآن کریم واحادیث صحیحہ میں نہ ہوتا

﴿وجہ دوم﴾

☆..ثم القراء ة عند القبور مکروہ عند ابی حنیفة ومالک واحمد فی روایة لانه محدث وقال محمد بن الحسن واحمد فی روایة لایکرہ لماروی عن ابن عمرانه اوصیٰ ان یقراء علیٰ قبرہ وقت الدفن بفواتح سورة البقرة وخواتمها.شرح القاری للفقه الاکبر.(۱۵۸)صاحبِ شرح فقہ اکبرلکھتے ہیں

رہاقبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا،سوایک روایت کے مطابق یہ امام اعظم نعمان بن ثابتؒ،امام مالکؒ،امام احمدؒ کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ یہ دین میں ایک نیا کام ہے،

جبکہ امام محمدؒ بن حسن،اورامام احمدؒ،

نے ایک روایت میں کہاہے،کہ قبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنامکروہ نہیں، (اپنے اس قول پردلیل دیتے ہوئے امام محمدؒ بن حسن،اورامام احمدؒ)فرماتے ہیں،کہ حضرتِ عبداللہ بن عمررضی اللہ تعالیٰ عنھمانے وصیت فرمائی،کہ میرے دفن کے وقت سورہ بقرہ کاپہلا (رکوع)اورآخری(رکوع) پڑھی جائے،

﴿سوال﴾ کل طاعة یختص بهاالمسلم ای ملة الاسلام لایجوز الاستیجار علیها.

سوال؟جناب!جوطاعات مسلمانوں سے مختص ہیں،ان طاعات پراجارہ(اجرت)لیناجائز نہیں شامی جلد۵.(۳۴)

﴿میں کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

میں پہلے بھی اس سوال کاجواب دے چکاہوں!کہ حضرتِ علامہ شامیؒ متقدمینؒ کے قول کے مرادی معنیٰ سے ناواقف ہے،کیونکہ فقہاء کے اس قول (لایجوزالاستیجار)کامعنیٰ (لایجب الاجر) ہے نہ کہ (یحرم)یا(یکرہ،کمامرمن المبسوط،والخلاصة الفتاوی وعینی الهدایة،وعینی البخاری،وغیرها،فتذکر)

(یعنی صاحبِ مبسوط ودیگر فقہاء کرام نے ”لایجب الاستیجار“ کامعنیٰ مرادی یوں کیا ہے کہ ’لایجوزالاستیجار‘کامطلب ہے” لایجب الاجر“اجرت واجب نہیں،

فقہاء نے اسکامطلب یہ تو بیان نہیں کیاکہ ”لایجوزالاستیجار.ای یحرم“کہ استیجارصحیح نہیں کایہ معنی ہوکہ یہ اجرت حرام ہے،یہ کسی فقیہ نے نہیں کہا،

اورنہ ہی فقہاء نے "لایجوز الاستیجار" کامطلب یہ بیان کیا کہ "

لایجوزالاستیجار. ای یکرہ" کہ استیجار صحیح نہیں کا یہ مطلب ہوکہ یہ اجرت مکروہ ہے)

معلوم ہواکہ علامہ شامیؒ سے تسامح ہوا،

مزید معلومات درکار ہوں توقولِ اول کی طرف رجوع فرمائیں وہاں میں نے کتبِ کثیرہ (تقریباچودہ کتابوں) سے ثابت کیاہے کہ اجارہ کاانعقاداور چیز ہے(اسکے الگ احکامات ہیں اور)قرآن کریم کی تلاوت کاثواب مرحومین کوملنااورشی ہے(اسکے احکامات اورہیں) اور صدقہ کے احکامات اورہیں،

نتیجہ کلام یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت "پراجارہ" منعقدنہیں ہوتارہاثواب تووہ یقیناًمرحوم و،تالی کومل جاتاہے۔رہاصدقہ، سووہ توہرحال میں درست ہے(اسمیں توکلام نہیں)

﴿وجہ دوم﴾

دوسراجواب یہ ہے!

کہ قرآنِ کریم واحادیثِ مبارکہ کی کتابت دینِ اسلام میں یقیناً عبادتِ مختصہ ہے، (خاص عبادت ہے) پھربھی قرآنِ کریم واحادیثِ مبارکہ کی کتابت پراجرت لینابالاتفاق جائزہے،جب یہ عبادتِ مختصہ ہے اوراس پراجرت لیناجائزہے توتعلیمِ قرآن کریم اور تلاوتِ قرآن پراجرت کیونکرناجائزہو۔

﴿وجہ سوم﴾

تیسراجواب یہ ہے!

کہ سورہ فاتحہ پڑھناملتِ اسلام کاعبادتِ خاصہ ہے باوجوداسکے سورہ فاتحہ پڑھکردم کرنا اس پراجرت لینابا جماعِ امت جائزہے،جس پراحادیث سے حوالے گذرچکے ہیں۔

﴿وجہ چہارم﴾

☆۔۔صاحبِ تفسیرعزیزی (بعد مابین منعه) کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ

چون علماء دیگرغور کردند هیچ وجه دران نیافتند، واجماع برجوازآن محقق گشت،وازیں آیت حرمت اوثابت نمی شود. زیراکه اگرمراد(لیشتروابه ثمنا قلیلا) گرفتن اجرت کتابت یاقیمتِ کاغذ، وسیاهی می شود،لفظ(ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذا

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ)محض ضائع ولغو می افتد، ولهذا ابن عباس ومحمد بن حنیفة بَاِبَاحَتْ فتویٰ دادند. تفسیرعزیزی.
صاحبِ تفسیرعزیزی (بعد مابین منعه) کے ذیل میں لکھتے ہیں،
(کہ جب طاعات پرمنع کے دلائل کودیکھا گیاسوان دلائل میں کوئی وزن نہ پایا اس لئے کہ جب)دیگرعلماء نے ان دلائل پرغوروخوض کیاجومنع کیلئے قائم کی گئیں تھیں توان علماء نے ان دلائل میں ایسی کوئی وجہ نہ پائی کہ جواجرت لینے کے منع کاسبب بن سکے،جبکہ اجرت کے جواز پراجماع ثابت وقائم ہے،

نیزاس آیت(لیشتروابه ثمناقلیلا) سے اجرت کی حرمت ثابت نہیں،

کیونکہ اگراس آیت(لیشتروابه ثمناقلیلا) سے اجرتِ کتابت،یاقیمتِ کاغذ،یاقیمتِ سیاہی، مرادلیں،توپھراللہ جل جلالہ کے اس قول(ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰه) کاکیامقصدہوگا۔ اس لئے حضرتِ عبداللہ ابن عباس،اورحضرتِ محمدابنِ حنفیہ رضی اللہ عنہمانے اجرت لینا مباح قراردیاہے،

﴿اعتراض﴾

اس اعتراض کی تین شقیں ہیں

☆۔اعتراض ۔(شق،۱)جناب المعروف کالمشرط ہے(یعنی جوبات عرف میں پائی جائے توایساہے جیسے اس نے شرط لگادی،توقبرپریادیگرمواقع پرقران خوانی کے بعد کچھ لے لیناایساہی ہے جیسے اس نے پہلے سے یہ طے کرلیاہو، سواس صورت میں بھی کچھ قبول کرلینا جائزنہیں،کیونکہ قاعدہ ہے **المعروف کالمشروط**۔)

(شق،۲) قول البعض هٰذا یشبه الاجرة.

بعض فقہاء نے فرمایاہے کہ قران خوانی کے بعدکچھ قبول کرلینا اجرة کے مشابہ ہے۔

(شق،۳) هذا بمنزلة الاجرة.

بعض فقہاء نے فرمایاہے یہ اجرة کے قائم مقام ہے۔

طاعات پرکچھ قبول کرناياتومثلِ شرط کے ہے،یامشابہ شرط کے ہے،یابمنزلِ شرط کے ہے، لہذاتمام صورتوں میں طاعات پراجرت لینا منع ہے۔

﴿میں بحمدہ تعالیٰ کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

صاحبِ عینی لکھتے ہیں

☆..لان المتقدمین منعوا ذلک لرغبة الناس فی مجازات الاحسان باالاحسان بلاشرط وقد زال .عینی ،کفایة، عنایة ،و کافی، والبحر، کمامرفی القول الثانی.

(دیکھئے)فقہاء لکھتے ہیں کہ متقدمین فقہاء نے (اجرت کالینا)اس لئے منع کیاتھا کہ انکے زمانے میں لوگ احسان کابدلہ احسان کیساتھ چکانے میں رغبت رکھتے تھے،جبکہ وہ رغبت (ہمارے دورمیں) زائل ہوچکا ہے(سوہمارے زمانے میں طاعات پر اجرت لینا جائز ہے) تفصیلی جواب قولِ ثانی کے بیان میں گذرچکاہے۔

فارجع الیٰ قول الثانی،سواگرتفصیلی جواب دیکھناہوتو قولِ ثانی کا مطالعہ فرمائیں،

﴿صاحبِ روح البیان وخزینۃ الاسرار لکھتے ہیں﴾

☆..وفی زماننا تغیرالجواب فی بعض المسائل لتغیر الزمان وخوف اندراس العلم والدین لفتورالرغبات (الیٰ قولہ) فافتیٰ فی الجواز فیهماخشیة الوقوع فی ماهواشد منهاواضح .کذافی روح البیان،خزینة الاسرار.(۲۲)

صاحبِ روح البیان وصاحبِ خزینۃ الاسرارفرماتے ہیں،

(کہ متقدمین کے زمانے میں لوگ نیکیوں کے کاموں میں بلااجرت رغبت رکھتے تھے، سوانکااجرت لینے کومنع کہنااس زمانے کے لحاظ سے صحیح تھاسائلین کوممانعت کاجواب دینا انکے زمانے کے لحاظ سے بالکل درست تھا ،جبکہ)ہمارے زمانے میں(لوگوں کی طبیعتوں میں تغیرو تبدل کی وجہ سے)بعض مسائل کاجواب بھی متغیرہوگا،

(بلکہ ہمارے زمانے میں)لوگوں کی دین کی طرف رغبت میں کمی اورسستی وکاہلی اس حد تک پہنچی کہ اس بات کاخوف پیداہواکہ بے رغبتی اورسستی وکاہلی کی بناکہیں دین واسلام منہدم نہ ہوجائے،

سوعلماء(احناف)نے بوجہ خوف کے(کہ کہیں دین واسلام منہدم نہ ہوجائے)مذکورہ مسائل (طاعات پراجرت لینے)کے بارے میں جواز کافتویٰ دیا،

اس لئے کہ دین کا بتمامہ منہدم ہونے سے(بہتر ہے کہ جواز کافتویٰ دیاجائے اوردین کو

منہدم ہونے سے بچایاجائے) کیونکہ دین کا منہدم ہونا(نعوذباللہ) اجرت کے لینے سے زیادہ پریشان کن،اورتباہی کا باعث ہے۔

﴿وجہ دوم﴾

﴿ابواللیث السمرقندیؒ وصاحبِ خزینۃ الاسرار لکھتے ہیں﴾

☆..الثابت ان یعلم بغیر شرط فان اهدی الیه قبله یجوز اجماعا لان النبی ﷺ کان معلما لخلق یقبل الهدایة .بستان الفقیه ابی اللیث ثم خزینة الاسرار.(٢٦)

ابواللیث السمرقندیؒ وصاحبِ خزینۃ الاسرارفرماتے ہیں۔

یہ بات(تو)ثابت ہے کہ معلم بغیراجرت کے پڑھائے(اگرتلامذہ کے والدین عزیز و اقارب معلم کو)ھدیۃً کچھ پیش کریں تومعلم کوقبول کرلیناچاہیے،تمام علماء نے اسے جائز قراردیاہے،

(تعلیم قرآن پرہدیات کی قبولیت کے جوازپر ابواللیث السمرقندیؒ وصاحبِ خزینۃ الاسرار معلم انسانیت جنابِ محمدرسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کودلیل بناتے ہوئے لکھتے ہیں) (لان النبی ﷺ کان معلما لخلق یقبل الهدایة) کہ حضورِپرنو ﷺ تمام مخلوقات کے معلم ہیں(اللہ کی عطاء سے انہیں قرآن کریم کی تعلیم دی دیگرعلوم کی تعلیمات سے مخلوقات خداوندی کے سینوں کومنورکیا بلکہ وہ کونساعلم ہے اورکس چیز کاعلم ہے جوحضورِ پرنور ﷺ نے اللہ کی مخلوق کونہ سکھائی ہو،یانہ بتلائی ہوپھربھی)حضورِپرنور ﷺ ہدیات قبول فرماتے تھے

سوال کے شق نمبر(1) کاجواب

﴿علامہ تفتازانی لکھتے ہیں﴾

ان لفظ قالوا المعروف کالمشروط مشعر بضعف هذه القاعدة.قال التفتازانی ان لفظ قالوا اشارة الیٰ ضعف ماقالوا. علامہ تفتازانی فرماتے ہیں،

کہ(قالوا المعروف کالمشروط)میں لفظ(قالوا)ہی اس قاعدہ(المعروف کالمشروط) کے ضعف کی دلیل ہے،علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ(قالوا) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جوکچھ انہوں نے کہاوہ ضعیف ہے۔

﴿صاحبِ فتاویٰ حامدیہ لکھتے ہیں﴾

قال فی الحامدیة لفظ قالوا یستعمل فی مافیه اختلاف المشائخ.

کہ لفظ (قالوا) اس مسئلہ کیلئے استعمال ہوتا ہے جس مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف ہو۔

﴿صاحبِ فتح القدیر لکھتے ہیں﴾

قال فی فتح القدیر قول الهدایة علیٰ ماقالوا اعادة فی مثله افادة الضعف مع الخلاف

صاحبِ فتح القدیر فرماتے ہیں کہ صاحبِ ہدایہ کا یہ فرمانا (علیٰ ماقالوا) اپنے مثل کی جانب اعادہ ہے اور یہ (علیٰ ماقالوا) مسئلہ میں اختلاف وضعف کی جانب مشعر ہے۔

﴿صاحبِ حموی لکھتے ہیں﴾

☆..قال الحموی صرح المصنف فی فوائد الزینة بانه لایجوز الفتویٰ بما یقتضیه الضوابط لانها لیس کلیة بل اغلبیة خصوصا وهی لم تثبت عن الامام بل استخرجها المشائخ من کلامه. حموی.

صاحبِ حموی فرماتے ہیں مصنف نے فوائد الزینہ (نامی کتاب) میں تصریح فرمائی ہے کہ فتویٰ (علمِ نحو، علمِ صرف، علم اصول، علمِ فقہ) کے قواعد وضوابط پر نہیں دیا جاتا، کیونکہ قواعد کا تعلق کلیات سے نہیں بلکہ اغلبیات سے ہوتا ہے پھر یہ مسئلہ (کہ طاعات پر اجارہ ناجائز ہے) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول بھی نہیں بلکہ یہ تو مشائخ نے ان کے کلام سے استخراج کر کے کہا ہے،

﴿صاحبِ حموی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں﴾

☆..وفی موضع اخر من الحموی لایحل الافتاء من القواعد والضوابط وانما علی المفتیٰ حکایة لنقل الصریح کما صرحوا.

صاحبِ حموی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں، کہ صرف قواعد وضوابط پر فتویٰ دینا جائز نہیں، بلکہ مفتی پر لازم ہے کہ وہ نقلِ صریح کیساتھ فتویٰ دے، جیسے کہ علماء نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

☆ معلوم ہوا کہ (المعروف کالمشروط) کو (اس مسئلے میں) اپنی دلیل بنانا صحیح نہیں، مزید برآں کہ قاعدہ مذکورہ (المعروف کالمشروط) اس قسم کے عبادات میں جاری نہ ہوگا، دیکھئے

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

هَلُ جَزَاءُ الْاِحُسَانِ اِلَّاالْاِحُسَان (الآية)سوره رحمن

احسان کابدلہ احسان ہے،

قران کریم کی اس آیت سے ظاہرہواکہ(ہم جس مسئلہ میں گفتگوکررہے ہیں وہ درست ہے اس لئے)کہ قاری کاپڑھنااحسان(نیکی)ہے اورمرحوم کی جانب سے یااپنی جانب سے کچھ دے دیناصدقہ ہے یہ بھی احسان (نیکی)ہے،یہ احسان کابدلہ ہے احسان کے ساتھ، اس میں حرمت وممانعت کہاں سے آگئی۔

﴿ احسان کرنا مأموربہ ہے ﴾

اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشادفرماتا ہے۔

اَحُسِنُ كَمَااَحُسَنَ اللّٰهُ اِلَيُکَ.(الآية)سوره ،القصص،

احسان کر(لوگوں کیساتھ)جس طرح تیرے ساتھ اللہ نے احسان کیاہے۔

جب احسان کرنامأموربہ ہے تومانناپڑھے گاکہ قاری کا پڑھنااحسان(نیکی)ہے اورمرحوم کی جانب سے یااپنی جانب سے کچھ دے دیناصدقہ ہے یہ بھی احسان (نیکی)ہے،یہ احسان کابدلہ احسان کے ساتھ،اس میں حرمت وممانعت کہاں سے آگئی۔

﴿ احسان کرنا مأموربہ ہے ﴾

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰه يَاْمُرُبِالْعَدْلِ وَالْاِحُسَان (الآية)سوره النحل.

اللہ تمہیں عدل واحسان کرنے کاحکم دیتاہے۔

جب احسان کرنامأموربہ ہے تومانناپڑھے گاکہ قاری کا پڑھنااحسان(نیکی)ہے اورمرحوم کی جانب سے یااپنی جانب سے کچھ دے دیناصدقہ ہے یہ بھی احسان (نیکی)ہے،یہ احسان کابدلہ احسان کے ساتھ،اس میں حرمت وممانعت کہاں سے آگئی۔

﴿ احسان،رحمتِ منان کاسبب ہے ﴾

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

اِنَّ رَحُمَةَ اللّٰهِ قَرِيُبٌ مِّنَ الْمُحُسِنِيُنَ(الآية)سوره اعراف،

اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔

قاری کا پڑھنا قربتِ الٰہی ہے اورمرحوم کی جانب سے یااپنی جانب سے کچھ دے دینا صدقہ ہے یہ بھی قربت الٰہی ہے،اس میں حرمت وممانعت کہاں سے آگئی۔

﴿ احسان سببِ رحمت ہے ﴾

قال النبی ﷺ رحم الله تعالیٰ رجلاً سمحاًاذااشتریٰ واذااقتصیٰ.

حضورِپرنور ﷺ فرماتے ہیں اللہ رحم کرتاہے اس سخی(احسان) کرنے والے پرجوخرید و فروخت کے وقت اورجب دوسرے پرقرضہ ہوتو اپناقرضہ مانگنے کے وقت سخاوت واحسان کرنے والاہو۔رواه البخاری وابن ماجة.

حدیث مبارک سے ظاہرہواکہ احسان کرنے والے پراللہ تعالیٰ رحم فرماتاہے۔ تو قاری کاپڑھنااحسان(نیکی)۔ہے اورمرحوم کی جانب سے یااپنی جانب سے کچھ دے دینا صدقہ ہے یہ بھی احسان(نیکی) ہے،یہ احسان کابدلہ احسان کے ساتھ،اس میں حرمت وممانعت کہاں سے آگئی۔بلکہ یہ تودونوں کیلئے باعث رحمتِ الٰہی ہے۔

﴿ احسان بخشش کاذریعہ ہے ﴾

حضورِ پرنور ﷺ کاارشادِ گرامی ہے۔

☆..قال النبی ﷺ غفرالله تعالیٰ لرجل کان قبلکم کان سهلاً اذااشتریٰ سهلاً اذااقتصیٰ.رواه الترمذی وقال حدیث حسن غریب صحیح.

حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں،تم سے پہلے ایساآدمی گذراہے کہ جب وہ خریدوفروخت کرتاتوآسانی (احسان) کرتا(دیتے ہوئے زیادہ دیتا،خریدکے وقت قیمت زیادہ دیتا)اور جب (کسی پرقرضہ ہوتاتو)تقاضہ کیوقت نرمی(احسان) کرتا اس بناپراللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا

☆..میں(مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں،کہ اس حدیث سے معلوم ہواکہ احسان کرنے والے کواللہ تعالیٰ بخشتاہے۔

﴿مخلوق پر احسان ومہربانی کرنے سے اللہ مہربان ہوتا ہے﴾

حضورِ پرنور ﷺ کاارشادِ گرامی ہے۔

☆.. قال النبی ﷺ کان تاجرُ یُداین الناس فاذارأی معسراً قال لفتیانه تجاوزعنه لعل الله ان یتجاوز عنافتجاوز الله عنه .رواه البخاری ومسلم ،والنسائی.

حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں،ایک تاجر(شخص)تھا،جولوگوں کوقرضہ دیتاتھا،وہ تاجرجب مقروض کوتنگدست پاتا،اوراپنے(نوکریااولادمیں سے کسی)نوجوان(کوجب مقروض کے پاس قرضہ لینے کیلئے بھیجتاتو)وہ تاجراس نوجوان سے کہتاکہ وہ قرض دارپرمہربانی سے پیش آ،(کیونکہ آج اگرہم اس کیساتھ مہربانی سے پیش آئیں گے)توہوسکتاہے کہ کل اللہ تعالیٰ ہم پر مہربانی سے پیش آئے۔

☆۔میں(مفتی شائستہ گلؒ)کہتاہوں کہ مانعین اس حدیثِ مبارکہ سے عبرت حاصل کریں اوراعتراض کرنا ترک کردیں۔

﴿احسان کرنے والامغفور،ومرحوم ہے﴾

☆..هذاالحديث يدل علىٰ دوام عادته بالاحسان قال فی الكنز وغيره صح الزيادة فی الثمن والمبيح والحط من الثمن.

یہ حدیثِ دلالت کرتاہے اس بات پر،کہ احسان کی عادت ہمیشہ(ہرکام میں)ہونی چاہیئے جس طرح صاحبِ کنزلکھتاہے کہ(خریدتے وقت)پیسوں میں زیادتی کرنا(مبیع کی قیمت سے زیادہ پیسے دینا)اور(جوچیزبیچی)اس کی متعین کردہ پیسوں میں کمی کرنا(یعنی خریدنے والے سے کم پیسے لینا)اچھاہے۔

☆۔میں(مفتی شائستہ گلؒ)کہتاہوں کہ یہ احسان ہے اوراحسان کرنے والامرحوم ومغفور ہے

﴿صاحبِ اشباہ لکھتے ہیں﴾

☆..انه يعارض هٰذه القاعدة قاعدة اخرىٰ صحيحة وقوية منهاقال فی الاشباه الضروريات تبيح المحظورات والحاجة تنزل منزلة الضرورة وجوزت الاجارة علىٰ خلاف القياس للحاجة،الاشباه.......... صاحبِ اشباہ فرماتے ہیں۔

یہ قاعدہ،(المعروف كالمشروط)اُس قاعدہ سے متصادم ہے جو اِس سے زیادہ صحیح اور مضبوط ہے،صاحبِ اشباہ فرماتے ہیں وہ یہ ہے(الضروريات تبيح المحظورات)کہ ضرورت اشیاءِ ممنوعہ کومباح کردیتی ہیں،اورحاجت،ضرورت کے قائم مقام ہے،(یعنی اگرمسلمان کسی شئی کامحتاج ہوجائے یعنی ایسا کام جس کے کرنے کی اسے حاجت پڑھ جائے تویقیناًیہ احتیاجی اسکی ضرورت ہے، بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جواسلام میں ممنوع ہیں

مگر جب مسلمان اشیاءِ ممنوعہ کی طرف محتاج ہوجائے تو یہ احتیاجی اسکی ضرورت بن گئی،
اب اگروہ بصورتِ احتیاجی اس شئ کواستعمال کرتا ہے
یاوہ کام جواسلام میں ممنوع ہے کرتا ہے توچونکہ اسکی وہ احتیاجی اسکی ضرورت بن گئی ہے
لہذاوہ کام جوممنوع ہے اب اسے کرلیناممنوع نہیں بلکہ بقدرِ ضرورت جائزہے)
لہذافقہاء نے بوجہ ضرورت، تعلیم قرآن (ودیگر طاعات پر) اجرت لینے کوعلی خلاف القیاس
جائزقراردیاہے(یعنی قیاس تو یہ چاہتاہے کہ تلاوت،وتعلیم قرآن کریم چونکہ اعظم الطاعات ہیں
سو تلاوت و تعلیمِ قرآن پراجرت لیناہرگز جائزنہ ہومگرفقہاء نے اس قیاس کے خلاف فتویٰ دیا
کہ تعلیم وتلاوتِ قرآن پراجرت لیناجائزہے)

﴿صاحبِ اشباہ لکھتے ہیں﴾

وجوازالسلم علیٰ خلاف القیاس لحاجة المفالیس. الاشباه، صاحبِ اشباہ فرماتے ہیں
(فقہاء) نے ناداروں کی ضرورت کے پیش نظر بیع سلم کوجائزقراردیاحالانکہ یہ خلافِ قیاس ہے

﴿صاحبِ ہدایہ، وکنز لکھتے ہیں﴾

☆ **..ویجوز الانتفاع بشعر الخنزیر للضرورة. هداية والكنز وغيرهما.**

صاحبِ ہدایہ، وکنز فرماتے ہیں۔
سؤرکے بالوں سے بوجہ ضرورت فائدہ اٹھانا جائزہے(حالانکہ سؤرکے بال بھی نجس العین
ہیں مگربوجہ ضرورت فقہاء نے سؤرکے بال سے فائدہ اٹھانے کوجائزلکھاہے)

﴿صاحبِ اشباہ لکھتے ہیں﴾

☆ **..المشقة تجلب التيسير والاصل فيها قوله، يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ، وقوله، وَمَاجَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ .الاشباه.**

صاحبِ اشباہ فرماتے ہیں۔مشقت آسانی کی طرف لیجاتی ہے، جیسے کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا.........**يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ**
.........اللہ تعالیٰ تم پرآسانی چاہتاہے اورتم پرسختی نہیں چاہتا۔
نیزاللہ جل جلالہ ارشادفرماتاہے.........**وَمَاجَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ**،
.........ترجمہ. نہیں ہے تم پردین میں کوئی تنگی،

☆ ۔۔دیکھئے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں پرسختی نہیں چاہتا، نیز تم پرتمہارے دین میں کوئی تنگی تمہارا مشقت میں پڑھ جانا نہیں چاہتا،

سو، وہ قاعدہ (المعروف کالمشروط) اس مسئلہ میں صحیح نہیں۔

﴿صاحبِ اشباہ لکھتے ہیں﴾

☆ ..**وفی الحدیث احب الدین الی اللہ تعالیٰ الحنفیۃ السمحۃ. الاشباہ**

صاحبِ اشباہ فرماتے ہیں۔

کہ حدیث میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ کوزیادہ پیارا ومحبوب دین وہ ہے جوحق اورآسان ہو،

☆ ۔۔دیکھئے، اس میں شک نہیں کہ تلاوت قرآن کریم حق اورآسان ہے۔

﴿صاحبِ اشباہ لکھتے ہیں﴾

☆ ..**وفی الحدیث احب الدین الی اللہ تعالیٰ الحنفیۃ السمحۃ. الاشباہ**

کہ حدیث میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ کوزیادہ پیارا ومحبوب دین وہ ہے جوحق اورآسان ہو،

☆ ۔۔دیکھئے، اس میں شک نہیں کہ تلاوت قرآن کریم حق اورآسان ہے۔

﴿صاحبِ اشباہ لکھتے ہیں﴾

☆ ..**قال العلماء یتخرج علیٰ ھٰذہ القاعدۃ جمیع رخص الشرع وتخفیفاتہ وعدعلیھا فرعات کثیرۃ حتیٰ قال وطین الشوارع واثرنجاسۃ عسر زوالہ ،وبول السنورفی غیرالاوانی وعلیہ الفتویٰ والبحراذاوقع فی المحلب ورمی قبل التفتت. الاشباہ.**

صاحبِ اشباہ فرماتے ہیں۔

کہ اس قاعدہ کے پیش نظر وہ مسائل جنکی شریعت نے اجازت دی اوراس میں(سختی کے بجائے) تخفیف کی،وہ سارے اس قاعدد کے ضمن میں داخل ہوگئے،پھرفقہاء نے اس رخصتِ شرعی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فروعاتِ کثیرہ کاذکرکیا کہ وہ بھی معاف ہیں،

مثلا،(اگربارش ہوئی ہو)اورروڈپرکیچڑ ہو(اوروہ کیچڑکپڑوں کولگ جائے)سووہ معاف ہے (یعنی ان کپڑوں کے پلید ہونے کاحکم نہیں دیں گے)یوں ہی اگرپلیدی کااثر(یعنی رنگ اگرکپڑے کے دھلنے کے بعدبھی باقی ہو)اسکازائل کرنامشکل ہوتوفقہاء نے کہاہے کہ وہ معاف ہے(یعنی آپ نے کپڑے سے پلیدی دھولی مگراسکارنگ زائل نہیں ہورہا تو کوئی حرج

نہیں اس میں نماز ہوجاتی ہے) یوں ہی بلی کا پیشاب اگر برتن کے اندر نہ ہوتو وہ معاف ہے
یوں ہی اونٹ، یا بکری کی مینگنی اگر دودھ (کے برتن میں) گرجائے، اگر ثابت ہوتو اسے باہر
نکال پھینک دیں، کوئی حرج نہیں، جب تک ریزہ ریزہ نہ ہوا ہو، معاف ہے،

﴿صاحبِ فتح القدیر اور صاحبِ عینی لکھتے ہیں﴾

المعروف کالمشروط والا قاعدہ ہرجگہ کارآمد نہیں۔

☆۔۔اس پر پہلی دلیل یہ ہے۔

☆..لایصدق (المعروف کالمشروط) فی کل موضع والالقال علمائنا ان التحلیل المنوی المعروف مکروہ بل عدم الکراھة بالاجماع .فتح القدیر والعینی.

صاحبِ فتح القدیر اور صاحبِ عینی فرماتے ہیں۔
کہ قاعدہ مذکورہ (المعروف کالمشروط) ہرجگہ صادق نہیں آتا (اگر ہرجگہ یہ قاعدہ سچا آتا تو پھر تحلیلِ مطلقہ ثلاثہ کے مسئلہ پر بھی سچا آتا)
پھر علماء احناف لامحالہ یوں کہتے کہ تحلیل منوی معروف مکروہ ہے مگر (فقہاء نے یہ نہیں فرمایا) بلکہ تحلیل منووی معروف کے عدمِ کراہت پر اجماع ہے (یعنی تمام فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ تحلیل منووی معروف مکروہ نہیں)

﴿صاحبِ اشباہ لکھتے ہیں﴾

المعروف کالمشروط والا قاعدہ ہرجگہ کارآمد نہیں۔

☆۔۔اس پر دوسری دلیل یہ ہے۔

☆..وایضا لقال الامام ابوحنیفة واحمد والشافعی انه اذااختلف رب الثوب والصباغ فی الاجروعدمه ینظرالی العرف کماقال محمد وقالواان القول لرب الثوب وترکوا العرف کماھومذکورفی المتون والشروح فی باب الاجارة.

☆۔۔صاحبِ اشباہ ہیں۔
(اگر ہرجگہ یہ قاعدہ (المعروف کالمشروط، سچا آتا تو پھر) امام اعظمؒ، امام احمدؒ، امام شافعیؒ اس صورت میں (کہ جب کپڑے والا اور درزی میں اجرت کے بارے میں اختلاف ہو جائے یا کپڑوں کو رنگنے والا اور کپڑا دینے والا کے درمیان اجرت لینے اور نہ لینے کے بارے

میں اختلاف ہوجائے)توامام محمد کاقول اس صورت میں یہ ہے کہ عرف کی طرف رجوع کیاجائے(یعنی اگرعرف میں پیسے لینے کارواج ہوپھرتوکپڑے کوخراب کرنے کی صورت میں درزی سے کپڑے کے پیسے وصول کریں گے اوریوں ہی اگرکپڑارنگنے والے نے کپڑے کودوسرارنگ دے دیاجوکپڑا دینے والے کے منشاء کے مطابق نہ تھاتوامام محمدؒ کے نزدیک عرف کی طرف رجوع کریں گے(اگرعرف میں کپڑے کودوسرارنگ دینے کی صورت میں رنگ سازذمہ دارہوتوپھراس سے پیسے لیے جائیں)

البتہ مذکورہ تینوں ائمہ (امام اعظمؒ،امام احمدؒ،امام شافعیؒ) کے نزدیک مسئلہ یوں ہے کہ اختلاف کی صورت میں ہم عرف کوچھوڑیں گے، بلکہ ان دونوں صورتوں میں جوکپڑے کامالک ہے اسکاقول معتبرہے(**وقالواان القول لرب الثوب وتركوا العرف**)یہ بات فقہ کی تمام کتابوں کے متون اورشروح کے (باب الاجارہ) میں موجودہے۔

☆میں(مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں کہ طاعات وعبادات میں(جیسے تعلیمِ قرآن وتلاوتِ قرآن کریم،وآذان،وامامت)پراجرت کے مسئلہ میں(**المعروف كالمشروط**،کاقاعدہ سچانہیں آتا یعنی اس مسئلہ میں عرف عام کواعتبارنہیں، بلکہ عرف عام کوترک کریں گے اور فقہاء کاجوفتویٰ ہے کہ ہمارے زمانے میں طاعات پراجرت لیناجائزہے اسی فتویٰ پرعمل کریں گے۔

﴿صاحب اشباہ لکھتے ہیں﴾

قاعدہ مذکورہ(**المعروف كالمشروط**)بہت سارے مسائل کوشامل نہیں سونیہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ قاعدہ اغلبیہ ہے یہ قاعدہ طاعات وعبادات کے بارے میں غیرِ مقبول ہے۔دیکھئے صاحب اشباہ لکھتے ہیں۔

قال في الاشباه لوحلف لايهدم بيتا حنث بهدم بيت العنكبوت حتىٰ عد اربعة مسائل مثله.

صاحبِ اشباہ فرماتے ہیں۔

اگرکسی شخص نے قسم کھائی کہ میں گھرنہیں گراؤں گا پھراس نے **مکڑی** کا(جالا)توڑڈالا تو وہ حانث ہوگا(یعنی اس نے قسم توڑڈالی لہذااس پرکفارہ اداکرنالازم ہوا)

دیکھئے!کہ اس نے توقسم کھائی تھی(**لوحلف لايهدم بيتا**) کہ میں گھرنہیں توڑوں گا پھر

اسنے (ھدم بیت العنکبوت) مکڑی کا گھر (جالا) توڑ ڈالا، تو حانث ہوگا، غور فرمائیں کہ عرف عام میں مکڑی کے جالے کو گھر تو نہیں کہتے بلکہ اسے جالا کہا جاتا ہے پھر بھی اسکے توڑنے سے فقہاء کے نزدیک وہ شخص حانث ہوگا۔

☆۔معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ (المعروف کالمشروط) قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ قاعدہ اغلبیہ ہے یہ قاعدہ طاعات وعبادات کے بارے میں غیر مقبول ہے۔

(25) ان تمام جوابات سے ثابت ہوا کہ وہ حسنات (نیکیاں) جن کے عاملین کو بہت بڑا اجر وثواب ملتا ہے ان (طاعات وحسنات) پر اجرت لینا بالاجماع جائز ہے، مثلاً

(1) جہاد پر مالِ غنیمت لینا۔ بالاجماع جائز ہے۔

(2) وصی، اور قیم، وناظر، کے لئے یتیم کے مال میں سے دستور ومعروف طریقہ سے لے لینا اور اپنے مصرف میں صرف کرنا۔ قرآن وسنت، کی روشنی میں جائز ہے۔

(3) مساجد، ورباط (مسافر خانے) کی تعمیر پر اجرت لینا۔ بالاجماع جائز ہے۔

(4) قرآنِ کریم واحادیث کی کتابت پر اجرت لینا۔ بالاجماع جائز ہے۔

☆۔میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ تمہارا پیش کردہ قاعدہ (المعروف کالمشروط) مذکورہ بالا حسنات پر اجرت لینے کے جواز کی صورت میں غیر مقبول ہوا۔

﴿اعتراض﴾

صاحبِ ہدایہ لکھتے ہیں

☆..(فان قیل) قال وقد اتفقت کلمتهم جمیعاً فی الشروح والفتاویٰ علی التعلیل بالضرورة وهو خشیة ضیاع القران کمافی الهدایة.

سوال؟ جنابِ والا صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں۔ تمام شروح اور کتبِ فتاویٰ اس بات پر متفق ہیں کہ (تعلیم قرآن کریم پر اجرت لینا) (التعلیل بالضرورة) ہے اور وہ یہ ہے (کہ اگر تعلیم قرآن پر اجرت نہ لی جائے تو) قرآن کریم کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

(تعلیل بالضرورۃ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کے ضائع ہونے کے خطرہ سے بچنے کیلئے فقہاء نے تعلیم قرآن کریم پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا اگر یہ وجہ نہ ہوتی تو پھر اسکے جواز کا بھی فتویٰ نہ دیتے)

﴿میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

صاحبِ اشباہ لکھتے ہیں۔

☆۔قال فی الاشباہ والحاجۃ تنزل منزلۃ الضرورۃ وجوزت الاجارۃ علی خلاف القیاس للحاجۃ .اشباہ. صاحبِ اشباہ فرماتے ہیں۔

اورحاجت ،ضرورت کے قائم مقام ہے،(یعنی اگرمسلمان کسی شئی کامحتاج ہوجائے یعنی ایسا کام جس کے کرنے کی اسے حاجت پڑھ جائے تویقیناًیہ احتیاجی اسکی ضرورت ہے، بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جواسلام میں ممنوع ہیں مگرجب مسلمان اشیاءِ ممنوعہ کی طرف محتاج ہوجائے تویہ احتیاجی اسکی ضرورت بن گئی اب اگروہ بصورتِ احتیاجی اس شئی کو استعمال کرتاہے یاوہ کام جواسلام میں ممنوع ہے اورکوئی مسلمان وہ کام بوجہ حاجت کے کرلیتا ہے توچونکہ وہ احتیاجی اسکی ضرورت بن گئی ہے لہذاوہ کام جوممنوع ہے اب اسے کرلینا ممنوع نہیں بلکہ بقدرِ ضرورت جائزہے)

لہذافقہاء نے بوجہ ضرورت، تعلیم قرآن (ودیگر طاعات پر)اجرت لینے کوعلی خلاف القیاس جائز قراردیاہے(یعنی قیاس تویہ چاہتاہے کہ تلاوت،وتعلیم قرآن کریم چونکہ اعظم الطاعات ہیں سوتلاوت وتعلیمِ قرآن پراجرت لیناہرگز جائزنہ ہومگرفقہاء نے اس قیاس کے خلاف فتویٰ دیا کہ تعلیم وتلاوتِ قرآن پراجرت لیناجائزہے،)

سوبیمارکی شفایابی کیلئے قرآن شریف پڑھنایاپڑھاناحاجت ہے،یوں ہی مرحوم کی مغفرت کیلئے قرآن کریم پڑھنا،یا پڑھانا(یہ بھی)حاجت ہے،اسی طرح مصیبت زدہ کیلئے مصائب وآلام سے نجات کیلئے قرآن کریم پڑھنایاپڑھانا(یہ بھی)حاجت ہے،اوریہ حاجت بطریقہ اولیٰ ضرورت ہے،سوشامیؒ کایہ قول کہ قراءت مجردہ کی ضرورت نہیں،یہ تفریع غلط وموقعہ محل کے خلاف ہے،

﴿وجہ دوم﴾

﴿صاحبِ اشباہ لکھتے ہیں﴾

وجوازالسلم علیٰ خلاف القیاس لحاجۃ المفالیس. الاشباہ

(فقہاء)نے ناداروں کی ضرورت کے پیش نظر بیع سلم کوجائزقراردیاحالانکہ یہ خلافِ قیاس ہے

☆۔۔سو بیمار کی شفایابی کیلئے قرآن شریف پڑھنایاپڑھاناحاجت ہے،یوں ہی مرحوم کی مغفرت کیلئے قرآن کریم پڑھنایاپڑھانا(یہ بھی)حاجت ہے،اسی طرح مصیبت زدہ کیلئے مصائب وآلام سے نجات کیلئے قرآن کریم پڑھنایاپڑھانا(یہ بھی) حاجت ہے ،اوریہ حاجت بطریقہ اولیٰ ضرورت ہے، سوشامیؒ کا یہ قول کہ قراء ت مجردہ کی ضرورت نہیں،یہ تفریع غلط وموقعہ محل کے خلاف ہے،

﴿وجہ سوم﴾

﴿صاحبِ ہدایہ، وکنز لکھتے ہیں﴾

ویجوز الانتفاع بشعر الخنزیر للضرورة.هدایة والکنز وغیرهما.

صاحبِ ہدایہ، وکنز فرماتے ہیں۔
سؤر کے بالوں سے بوجہ ضرورت فائدہ اٹھانا جائز ہے۔(حالانکہ سؤر کے بال بھی نجس العین ہیں مگر بوجہ ضرورت فقہاء نے سؤر کے بال سے فائدہ اٹھانے کوجائزلکھاہے)

☆۔۔سو بیمار کی شفایابی کیلئے قرآن شریف پڑھنایاپڑھاناحاجت ہے،یوں ہی مرحوم کی مغفرت کیلئے قرآن کریم پڑھنایاپڑھانا(یہ بھی)حاجت ہے،اسی طرح مصیبت زدہ کیلئے مصائب و آلام سے نجات کیلئے قرآن کریم پڑھنایاپڑھانا(یہ بھی) حاجت ہے ،اوریہ حاجت بطریقہ اولیٰ ضرورت ہے، سوشامیؒ کا یہ قول کہ قراء ت مجردہ کی ضرورت نہیں،یہ تفریع غلط وموقعہ محل کے خلاف ہے،

﴿وجہ چہارم﴾

اے اعتراض کرنے والے تونے ضرورت کوصرف ضیاع قرآن سے مخصوص کیا
☆۔۔۔۔میں کہتاہوں کہ تمہاری یہ **تخصیص** غلط ہے،(یعنی تم نے کہاکہ تعلیمِ قرآن کریم پراجرت لینا) (التعلیل بالضرورة) ہے اوروہ یہ ہے(کہ اگرتعلیمِ قرآن پراجرت نہ لی جائے تو)قرآن کریم کے ضائع ہونے کاخطرہ ہے،یہ **تخصیص** صرف قرآن کریم کیساتھ غلط ہے بلکہ جمیع طاعاتِ نفلیہ اس میں شامل ہیں)دیکھئے

﴿صاحب عینی لکھتے ہیں﴾

(10)وبعض مشائخنا ائمة بلخ استحسنوا الاستیجار علیٰ تعلیم القراٰن لظهور

التوانی ای الفتور والکسل فی الامور الدینیة ففی الامتناع تضیع حفظ القران لان المتقدمین منعوا ذلک لرغبة الناس فی مجازات الاحسان بالاحسان بلاشرط وقد زال ذلک فی ھٰذاالزمان وقد یتغیر الجواب باختلاف الزمان فیفتیٰ بذٰلک حتیٰ یجبر علی دفع الاجر الی المعلم وان لم یضرب المدة یجب اجر المثل ویجبر علی دفعه وکذا یجبر علی دفع الحلوة المرسومة وعلیه الفتویٰ.

عینی الهدایة. اجارة جلد ۴ (۶۵۴) و کفایة الهدایة والعتابیة والکافی والبحر.

بلخ کے ائمہ ومشائخ نے قرآن کریم کی تعلیم پراجرت لینے کواچھاجاناہے کیونکہ (امورِدینیہ) میں سُستی ظاہرہونے لگی، سواجرت کی منع کی صورت میں قرآن کریم کے حفظ (ودیگر طاعات) کے ضائع ہونے کاخطرہ ہے، اگرچہ متقدمین علماء نے اجرت کومنع کیاتھا، مگر یہ انکازمانہ تھاکہ انکے زمانے میں لوگ نیکی کابدلہ نیکی سے بلااجرت دیاکرتے تھے، جبکہ ہمارے زمانے میں وہ رغبت معدوم ہوچکی ہے، نیز حالات کے بدلنے سے مسائل میں بھی تبدیلی آتی ہے،

سوآج فتویٰ اس پرہے کہ اگر (شاگردنے پڑھنے کا) وقت معین کیا ہو تواسے معلم کی اجرت دینے پرمجبورکیاجائے گا، اوراگرمدة معین نہ ہو توپھراجرتِ مثلی دیاجائیگا (اجرتِ مثلی کا مطلب یہ ہے کہ اس علاقہ میں استادکومطلوبہ تعلیم پرجوکچھ دیاجاتاہے اتناہی دینا پڑھے گا)

☆-----دلیلِ مذکور سے تمہاری تخصیص غلط ثابت ہوئی۔

دوسراجواب

﴿صاحبِ روح البیان وخزینۃ الاسرار لکھتے ہیں﴾

☆..وفی زماننا تغیر الجواب فی بعض المسائل لتغیر الزمان وخوف اندراس العلم والدین لفتور الرغبات (الیٰ قوله) فافتیٰ فی الجواز فیهماخشیة الوقوع فی ماھو اشد منهماواضح. کذافی روح البیان تحت اٰیة لاتشتروا باٰیاتی ثمنا قلیلا، ثم خزینة الاسرار. (۲۶)

صاحبِ روح البیان وصاحبِ خزینۃ الاسرارفرماتے ہیں،

(کہ متقدمین کے زمانے میں لوگ نیکیوں کے کاموں میں بلااجرت رغبت رکھتے تھے، سو

انکا اجرت لینے کو منع کہنا اس زمانے کے لحاظ سے صحیح تھا سائلین کو ممانعت کا جواب دینا انکے زمانے کے لحاظ سے بالکل درست تھا، جبکہ) ہمارے زمانے میں (لوگوں کی طبیعتوں میں تغیرو تبدل کی وجہ سے) بعض مسائل کا جواب بھی متغیر ہوگا (بلکہ ہمارے زمانے میں) لوگوں کی دین کی طرف رغبت میں کمی اور سستی وکاہلی اس حد تک پہنچی کہ اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ بے رغبتی اور سستی وکاہلی کی بنا کہیں دین واسلام منہدم نہ ہوجائے،

سو علماء (احناف) نے بوجہ خوف کے (کہ کہیں دین واسلام منہدم نہ ہوجائے) مذکورہ مسائل (طاعات پر اجرت لینے) کے بارے میں جواز کا فتویٰ دیا،

اس لئے کہ دین کا بتمامہ منہدم ہونے سے (بہتر ہے کہ جواز کا فتویٰ دیا جائے اور دین کو منہدم ہونے سے بچایا جائے) کیونکہ دین کا منہدم ہونا (نعوذ باللہ) اجرت کے لینے سے زیادہ پریشان کن، اور تباہی کا باعث ہے۔

☆۔۔۔۔دلیلِ مذکور سے بھی تمہاری تخصیص غلط ثابت ہوئی۔

﴿اعتراض﴾

☆..وقد اتفقت كلمتهم جميعًا على التصريح باصل المذهب من عدم الجواز ثم استثنوا بعد ماعلمته فهذا دليل قاطع وبرهان ساطع علىٰ ان المفتىٰ به ليس هو جواز الاستيجار على كل طاعة بل علىٰ ماذكروه فقط ممافيه ضرورة ظاهرة تبيح الخروج عن اصل المذهب.

سوال ؟جنابِ والا! تمام علماء احناف اصلِ مذہب کی تصریح پر متفق ہوگئے، کہ اصلِ مذہب کے مطابق (طاعات پر اجرت) لینا جائز نہ (تھا) سو انہوں نے (بعض) مسائل کو منع کے فتویٰ سے مستثنیٰ قرار دیا،

سو یہ دلیلِ قاطع، اور دلیلِ ساطع ہے کہ تمام طاعات پر اجرت لینا مفتیٰ بہ قول کیمطابق جائز نہیں، سوائے ان طاعات کے جنہیں فقہاء نے اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، کیونکہ اس کی ضرورت ظاہر ہے۔ سو یہ ضرورت ہی اصلِ مذہب (یعنی مفتیٰ بہ قول سے) خروج کا سبب بنا۔

﴿قلنافی الجواب بوجوه﴾

ہم کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتے ہیں

﴿وجہ اول﴾

پہلا جواب یہ ہے،

کہ قولِ اول میں بحمدہٖ تعالیٰ چودہ کتابوں سے ثابت کر آیا ہوں کہ فقہاء کے اس قول (لایجوزالاستیجار) کا مرادی معنیٰ (یحرم) یا (یکرہ) نہیں بلکہ اسکا مرادی معنیٰ (لایجب الاجر) ہے، سوا سے حرام یا مکروہ کہنا لغو ہو گیا۔

تفصیل درکا ہو تو دیکھئے قولِ اول، جو گذر چکا ہے۔

﴿وجہ دوم﴾

دوسرا جواب یہ ہے،

کہ اُستثناء کیلئے ان الفاظ کا استعمال (ثم أستثنوا) (فان الأستثناء من ادوات العموم) غلطِ فاحش ہے، کیونکہ کتابوں میں استثناء کیلئے یہ الفاظ موجود نہیں۔

سوائے مطلوبِ فاسد کے حصول کیلئے ان الفاظ کا غلط استعمال علماء کے شان کے لائق نہیں

﴿وجہ سوم﴾

کہ معترض کے اس قول سے یہ ظاہر ہو رہا ہے، کہ معترض نے (المفتیٰ به لیس به جواز الاستیجار علی کل طاعة) سے مراد یہ لیا ہے کہ

متاخرین فقہاء کا مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ (طاعات پر اجرت لینا) جائز بلاوجوب ہے، اس عبارت (لیس به جوازالاستیجار علی کل طاعة) سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے۔

کیونکہ میں نے قولِ دوئم میں اکیس کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ متاخرین فقہاء کا مفتیٰ بہ قول وجوب الاجرة ہے، اور اس کے ضمن میں ہی جواز موجود ہے،

سو اس سے خوب ظاہر ہوا، کہ اصلِ مذہب جوازالاستیجار بلاوجوب ہے،

اور متاخرین کا مفتیٰ بہ قول وجوب الاجرة ہے اسی کے ضمن میں جواز پایا جا رہا ہے،

سو متاخرین کا قول دلیلِ قاطع، وساطع ہے۔

کیونکہ اصلِ مذہب بھی یہی ہے کہ طاعات پر اجارہ جائز بلاوجوب ہے، تو متاخرین کے قول

اوراصلِ مذہب میں تطبیق پائی گئی سومعترضین کاقول لیس جوازالاستیجارعلی کل طاعة) سے متاخرین کامفتیٰ بہ قول جوازبلاوجوب لیناغلط ہے۔

﴿اعتراض﴾

☆..وماعزی لحاوی الزاهدی من انه لایجوزالاستیجارعلیٰ اقل من خمسة واربعین درهما فخارج عمااتفق علیه اهل المذاهب قاطبة.(٣٦)

سوال ؟جنابِ والا!
حاوی الزاہدی فرماتے ہیں کہ استیجارپنتالیس(45)دراہم سے کم جائزنہیں سویہ بات اہل مذہب کے اس مسئلہ سے خارج جس پراہل مذہب کااتفاق ہے۔

﴿میں کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں﴾

وجہ اول

پہلاجواب یہ ہے کہ یہ مسئلہ مبسوط کاہے اورمبسوط سے کواشی نے نقل کیاپھرکواشی سے خزینۃ الاسرارنے نقل کیاہے،حالانکہ مذہب وہی ہے جو ظاہرالروایۃ ہے لہذا معترض کا اعتراض غلط ہے۔دیکھئے صاحبِ کواشی لکھتے ہیں۔

☆..وفی الکواشی المستاجر للختم اقل من خمسة واربعین درهما شرعیا هذا اذا لم یسم شیئا من الاجر کماذکره فی الاصل ای المبسوط فی رجل قال للقاری اختم القراٰن لی ولم یسم شیئا من الاجر وختمه ولیس له ان یأخذ اقل من خمسة واربعین درهمالمخالفة النص الاان یهب الاجیرللمستأجرمافوق المسمیٰ الیٰ خمسة واربعین بعدالعقد علیه اوشرط ان یکون ثواب مافوقه لنفسه فلایأثم فعلیٰ هذا لوقال القاری اقرأختمابقدرماقدرت من الاجر حین امره المستأجربالختم باقل من خمسة واربعین درهمافقرأ من القراٰن ذٰلک المقدار من الثلث اوالربع اوالنصف اونحوهافلایأثم وهذا ممایجب حفظه لابتلاء العوام والخواص بذلک.خزینة الاسرار.(٢٦)

اورکواشی میں ہے کہ اگرکسی نے ختمِ قرآن پراجرت طے نہیں کی(اورختم کرلیا)تواسے چاہئے کہ وہ پنتالیس دراھم سے کم نہ لے،یہ مسئلہ مبسوط میں کچھ اس طرح مذکورہے،

اگرکسی نے قاری سے کہا کہ میرے لئے قرآن کا ختم کر، اور اجرت مقرر نہ کی، تو قاری کو چاہئے کہ نص کے مطابق پنتالیس دراہم سے کم نہ لے۔
ہاں اگر اجیر پنتالیس دراہم سے زیادہ دیتا ہے، بعد اسکے کہ قاری کیساتھ یہ معاہدہ ہوا تھا، یا قاری نے یہ شرط لگائی تھی کہ اس مقدار سے زیادہ پڑھوں گا تو زیادہ کا اجر و ثواب میرے لئے ہی ہوگا،
اس صورت میں (اگر اجیر متعین کردہ دراہم سے زیادہ خدمت کرتا ہے اور قرآن پڑھنے والا زیادہ لے لیتا ہے تو وہ) گنہگار نہیں، اس پر تفریع بٹھاتے ہوئے مصنف لکھتا ہے کہ اگر اجیر نے مستأجر سے کہا کہ میرے لئے پنتالیس دراہم سے کم میں قرآن کریم پڑھ،
قاری نے کہا کہ میں جتنی مقدار پڑھنے پر قادر ہوا پڑھوں گا، پھر قاری نے (ایک اندازے کے مطابق پنتالیس دراہم، کا) نصف یا تہائی، یا چوتھائی، کے مقدار میں تلاوت کی، تو وہ (اس متعین کردہ مقدار کے مطابق اجیر سے اجرت لے تو) گنہگار نہیں۔
اس مسئلہ کو محفوظ کرنا ضروری ہے کیونکہ عوام وخواص سب کو ہی اس کی ضرورت ہے۔

﴿اعتراض﴾

☆..فاذاعلمت ذلک ظهر لک حقیقة ماقلناه وان خلافه خارج من المذهب ومماافتی به البلخيون وماطبق عليه ائمتنامتوناوشروحا وفتاویٰ.
سوال ؟جنابِ والا!متون اورشروح اورہمائے ائمہ کااتفاق اورجس پر بلخی فقہاء احناف نے فتویٰ دیاہے اس سے حقیقتِ مسئلہ ظاہر ہوا۔اسکی مخالفت مذہب سے خروج ہے۔

﴿میں کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

☆..وجہ اول یہ ہے کہ یہ عبارت (**فاذاعلمت ذالک ظهر لک حقیقة ماقلنا**) اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے کی اگرکوئی وصیت کرلے تو یہ وصیت باطل ہے۔اس عبارت سے وصیت کابطلان ثابت کرنا غلط ہے،
کیونکہ میں بحمدہٖ تعالیٰ کئی کتابوں کے حوالوں سے ثابت کرچکاہوں کہ وصیت کے بطلان کا قول قولِ مرجوح ہے جب کہ مختارقول یہ ہے کہ یہ وصیت درست ہے سو یہ قول (**ظهر لک حقیقة ماقلنا**) باطل ہے۔

﴿وجہ دوم﴾

دوسری وجہ یہ ہے!کہ فروع،اورعملیات اور ہیں،اوراصول،واعتقادیات اور ہیں،قبروں کے پاس قراء ت مجردہ،فروع،وعملیات کے اقسام سے ہے،نہ کہ اصول واعتقادیات کے اقسام میں سے،سو،اس مسئلہ فرعیہ میں لفظِ (حقیقة) کہناواستعمال کرنا اس لئے غلط ہے کہ لفظِ (حقیقت ، وحق) کے استعمال کا تعلق عقائد سے ہے،جبکہ قبروں کے پاس قراء ت مجردہ، فردع، وعملیات کے اقسام سے ہے،نہ کہ اصول واعتقادیات سے،سواس لفظ کا یہاں استعمال بے جا ہے، کیونکہ فروع میں لفظ(صواب)استعمال ہوتا ہے،(جویہاں موجودنہیں)

﴿صاحبِ اشباہ لکھتے ہیں﴾

☆.. وفی الاشباہ اذاسئلناعن مذھبنا ومذھب مخالفنا.

قلنا وجوبامذھبنا صواب یحتمل الخطاء ومذھب مخالفناخطاء یحتمل الصواب واذاسئلناعن معتقد ناومعتقد خصومناقلناوجوباالحق مانحن علیه والباطل ماعلیه خصومنا.الدرالمختار.جلد ا .مقدمة (33)والاشباہ

اگرہم احناف سے ہمارے مذہب اورمخالفین کے مذہب کے بارے سوال کیاجائے،توہم سائل کے جواب میں کہیں گے کہ ہمارا مذہب بالکل درست ہے(ہاں)خطاکااحتمال ممکن ہے جبکہ مخالفین کامذہب ہی غلط ہے اگرچہ صواب(یعنی درست ہونے کا)احتمال ہے،

☆ ــــــمگرجب سائل ہم سے اور ہمارے اورمخالفین کے عقائد کے بارے میں سوال کرے گا توہم لازماً یہی جواب دیں گے،کہ(بحمدہٖ تعالیٰ) ہماراعقیدہ سچا اورحق ہے، جبکہ مخالف کاعقیدہ باطل ومردود ہے۔

دیکھاآپنے کہ لفظ(حق) کاتعلق عقائد سے ہے نہ کہ فروع اورعملیات سے ۔

ثابت ہواکہ مسائلِ فرعیہ میں لفظِ (حقیقة) کہناواستعمال کرنا غلط ہے ،

جب معترض کویہ علم نہیں تواسکے دیگراقوال پرکیااعتمادکیاجائے گا۔

﴿وجہ سوم﴾

کہ یہ کہنا(وان خلافه خارج)یقیناًغلط ہے،کیونکہ لایجوز الاستیجار کا معنیٰ مذہب اور متون،وشروح،وفتاویٰ میں یہ ہے ای (لایجب الاجر)

جسکا خلاصہ یہ ہے، کہ ایسا اجارہ منعقد نہیں ہوتا کیونکہ ایسے اجارہ صریحہ کا عدمِ انعقاد، بوجہ، ایجاب، وقبول، اور شرائط، کے ہوتے ہوئے منعقد نہیں یعنی وجوبِ اجرۃ نہیں سو عدمِ انعقاد کی صورت میں نہ تو اجیر پر اجرت دینا واجب، اور نہ ہی مستاجر کا اجیر سے کچھ لینا واجب،

اور جو دیا جاتا ہے، وہ اس طرح ہے، کہ ایک طرف سے تالی قرآن نے قرآن کریم کی تلاوت کی، پھر جانبِ ثانی نے تالی قرآن کی خدمت کی، سو یہ تو قرآنِ کریم کی آیت پر عمل ہے (ھل جزاء الاحسان الاالاحسان) نیکی کا بدلہ نیکی ہے، قرآن پڑھنے والے نے تلاوت کے ذریعے صاحبِ خانہ کیساتھ احسان کیا اور صاحبِ خانہ نے خدمت کے ذریعے احسان کیا نیز اسکی مکمل وضاحت میں نے المعروف کالمشروط کی بحث میں کردی ہے کہ متقدمین نے اس آیت مبارک کی دلیل سے جانبین کے اعمال کو درست قرار دیا ہے،

یعنی قاری کا قرآنِ کریم کی تلاوت، اور صاحبِ خانہ کا قاری کی خدمت کرنا، دونوں جائز ہیں،

﴿وجہ چہارم﴾

چوتھی وجہ یہ ہے!

کہ مفتی بہ قول کیمطابق اجارہ کا عقد (معاہدہ) منعقد ہوتا ہے، اس سے یقیناً اجرت واجب ہوا، مگر ہمارے زمانے میں عقدی اجارہ صریحہ ہے نہیں اور نہ ہی شرط کے الفاظ، لہذا مفتیٰ بہ قول کی مخالفت نہ ہوگی،

﴿اعتراض﴾

☆.. **وماستدل به بعض المحشين على الجواز بحديث البخاري في اللديغ فهو خطاء لان المتقدمين من المانعين الاستيجار جوزوا الرقية بالاجرةولو باالقرآن كماذكره الطحطاوي. لانها ليست عبادة محضة بل من التداوي.**

سوال ؟ جنابِ والا! بعض محشی حضرات نے بخاری کی روایت کردہ وہ حدیث جس میں ایک شخص کو سانپ یا بچھو نے کاٹا تھا (اور صحابہ نے دم کرنے کے بدلے بکریوں خاصی تعداد لی تھی) اس حدیث کو اجرت لینے کیلئے دلیل بنایا ہے جبکہ اس حدیث کو طاعات پر اجرت لینے کی دلیل بنانا غلط ہے کیونکہ وہ فقہاء جو تعلیم قرآن کریم یا طاعات پر اجرت لینے کو منع لکھتے ہیں انہوں نے دم کرنے پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے اگرچہ قرآنِ کریم کیساتھ دم کیا جائے،

کیونکہ قرآنِ کریم عبادۃِ محضۃ نہیں بلکہ قرآنِ من جانب اللہ شفاء بھی ہے لہذا یہ بیماروں کے علاج کیلئے بھی ہے،

﴿میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

معترض کا یہ کہنا (وماستدل به بعض المحشين) غلط ہے۔

یعنی معترض کا یہ کہنا کہ بعض محشیوں نے اس حدیث سے اجرت کے لینے کو جواز کی دلیل بنائی ہے، یہ "بعض" کالفظ غلط ہے، بلکہ خزینۃ الاسرار کی عبارت یوں ہے، دیکھئے وہ فرماتے ہیں کہ تینوں ائمہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اور متاخرین علماء احناف نے ان احادیث سے جواحادیث اللدیغ (جسے سانپ یا بچھو نے کاٹا تھا اور صحابہ نے دم کیا اور اس دم پر اجرت لی تھی) کو اپنی دلیل بنایا ہے (جبکہ یہ احادیث اتنی معتبر اور قوی ہیں، جنہیں حضرتِ ابوسعیدؓ الخدری حضرتِ عبداللہ ابن عباسؓ، حضرتِ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہم اجمعین نے روایت کی ہیں) سوائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اور متاخرین علماء احناف کے استدلال کو (بعض المحشين) کہنا نہایت توہین آموز ہے۔ خزینۃ الاسرار کی عبارت ملاحظہ فرمائیں،

☆.. الائمة الثلاثة والعلماء المتأخرون من الحنفية استدلوا فی اخذ الاجرة بهذه الحديث. خزينة الاسرار. (66) ای احاديث اللديغ المروية عن ابی سعيد الخدری وابن عباس وابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنهم.

﴿وجہ دوم﴾

دوسری وجہ یہ ہے

کہ معترض کا یہ کہنا (فهو خطاء) غلط ہے، اس لئے کہ معترض کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ صحیح ہے، رہا ائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) کا قول یا متاخرین علماءِ احناف کا قول وہ غلط ہے (نعوذ باللہ) کلا۔ (یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ معترض کا قول درست ہو اور نعوذ باللہ ائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ)) کا قول یا متاخرین علماءِ احناف کا قول غلط ہو بلکہ بالیقین معترض کا قول ہی غلط ہے)

﴿وجہ سوم﴾

تیسری وجہ یہ ہے

کہ معترض کا یہ کہنا (**لان المتقدمین من المانعین الاستیجار**) اس عبارت میں لفظ "**المانعین**" کواستعمال کرنا غلط ہے،

اس لئے کہ میں قولِ اول میں واضح کر آیاہوں کہ علماء متقدمین کے اس قول (**لایجوز الاستیجار**) کامعنیٰ مرادی یہ ہے ای (**لایجب الاجر**) نہ کہ (**یحرم**،اورنہ **یکرہ**، اورنہ **یمنع**)

(یعنی علماء متقدمین کیلئے "مانعین" کالفظ استعمال کرنا صحیح نہیں کیونکہ وہ مانعین نہیں بلکہ انکے اس قول جس میں انہوں فرمایاہے کہ استیجار جائزنہیں کامقصدیہ ہے کہ یہ اجارہ واجب نہیں انہوں نے یہ کب کہاہے کہ یہ اجارہ حرام ہے یایہ اجارہ مکروہ ہے یایہ اجارہ منع ہے۔تو اپنی جانب سے علماء متقدمین کومانعین کے لفظ سے نوازنا کہاں کاانصاف ہے تعلیق،مترجم)

﴿وجہ چہارم﴾

چوتھی وجہ یہ ہے

کہ معترض کا یہ لکھنا (**جوزوا الرقیة بالاجرة**) یہ ائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ،امام شافعیؒ.امام احمد بن حنبلؒ) اورمتأخرین علماءِ احناف کے استدلال کااقرارہے۔

(یعنی اے معترض تونے بھی تسلیم کرلیاکہ علماء متقدمین نے دم وتعویزات پراجرت لینے کو جائزقراردیاہے توپھرتونے اس عبارت سے ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ،امام شافعیؒ،امام احمد بن حنبلؒ اورمتأخرین علماءِ احناف کے استدلال کااقرارکرلیا۔تعلیق،مترجم)

﴿وجہ پنجم﴾

معترض کا یہ لکھنا (**لانها لیست عبادة محضة**) یہ بھی غلط ہے کیونکہ سورہ فاتحہ یقیناً قرآن ہے۔

﴿وجہ ششم﴾

چھٹی وجہ یہ ہے

کہ معترض کا یہ لکھنا (**بل من التداوی**) یہ بھی غلط ہے،کیونکہ علم طب میں تداوی ان اشیاء کوکہاجاتاہے جو(بیماریوں سے صحتیابی کیلئے استعمال کی جاتیں ہیں) جب تونے سورہ فاتحہ

کو تداوی کہدیا پھرتو آپ اس آیت مبارک(وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمت للمؤمنین)کو دلیل بناکرپورے قرآن کریم کو تداوی کہوگے۔

﴿اعتراض﴾

☆..قوله استدل الشافعي انه ﷺ زوج بمامعه من القرآن .متفق عليه.(الىٰ قوله)

قلت:الجواب الاول انه ليس فيه تصريح بان التعليم صداق فيحتمل انه زوجها اياه بغير صداق اكراماله وتعظيماللقرآن.

اعتراض ؟جنابِ والا!

اس حدیث سے(جس میں فرمایاگیاہے)کہ حضورِ پرنور ﷺ نے(ایک زوجہ مبارکہ سے) قرآن کریم کے اتنے حصہ کے عوض نکاح کیاجتنا(اس وقت تک نازل ہواتھا اور)انکے پاس تھا،امام شافعیؒ نے اس حدیث سے استدلال کیاہے۔

(معترض کہتاہے)سومیں اسکاجواب دیتا ہوں(کہ قرآنِ کریم عوض نہیں بن سکتا)کیونکہ اس کلام میں کوئی تصریح نہیں کہ تعلیمِ قرآن مہرہو،نیزاس کلام میں یہ احتمال ہے کہ حضورپرنور ﷺ نے اس زوجہ مبارکہ سے بغیرمہرکے نکاح فرمایاہو(ہوسکتاہے کہ اس زوجہ مبارکہ کا نکاح بغیرِمہرکے من جانب اللہ اپنے نبی ﷺ)کااکرام ہو،اور تعلیمِ قرآن برائے تعظیمِ قرآن ہو،

﴿جواب﴾

میں (مفتی شائستہ گلؒ)اسکاجواب دیتاہوں!

کہ جنابِ والا،اس حدیث میں تصریح ہے کہ تعلیمِ قرآن مہرہے،کیونکہ اس حدیث کی عبارت یوں ہے(زَوَّجَ بِمَامَعَهُ مِنَ الْقُرْاٰن، حضورِپرنور ﷺ نے قرآن کریم کے اس حصہ مبارک کے عوض اس خاتون سے نکاح کیاجوحصہ اس وقت تک انکے پاس موجودتھا)بِما میں حرفِ(ب)برائے عوض،یابرائے بدل،ہے،جس طرح بیع وشراء میں یہی حرفِ(ب) برائے عوض، یابرائے بدل،ثمن پرداخل کرتے ہیں،(جیسے کوئی کہے اشتریت القلم بعشرة دراهما۔خریدا میں نے قلم دس روپے کے عوض،دیکھاآپ نے کہ یہاں بھی ''حرفِ ب''برائے عوض ہے، اسی طرح زوج بما معه میں بھی ''ب'' برائے عوض،یابدل،ہے،تعلیق،مترجم)

ثابت ہوا کہ اس حدیث میں (قرآن کریم کا مہر کے) عوض ہونا ظاہر متبادر ہے، اور کلام کو ظاہر متبادر پر محمول کرنا واجب ہے، کیونکہ تبادر حقیقت کے اقویٰ علامات میں سے قوی علامت ہے ، (جیسے کہ مختصر المعانی صفحہ نمبر 234 میں ہے)

ان دلائل سے یہ احتمال باطل ہوگیا کہ (حضور پرنور ﷺ نے) بغیر مہر کے نکاح فرمایا، نیز یہ احتمال بھی باطل ہوا کہ اس حدیث (زَوَّجَ بِمَامَعَهُ مِنَ الْقُرْاٰن) میں بما میں "ب" بمعنیٰ "ل" کے ہو۔ نیز یہ احتمال بھی باطل ہوا کہ اس زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا مہر حضورِ پرنور ﷺ کو بخشد یا ہو، پھر یہ جتنے احتمالات معترض نے بیان کیئے ہیں یہ تمام کے تمام ناشی بلا دلیل ہیں، جبکہ حمل معنیٰ حقیقی پر واجب ہے، ہاں معنیٰ حقیقی پر حمل کرنا اس وقت صحیح نہیں کہ معنیٰ حقیقی پر حمل کرنا محال ہو یا معنیٰ حقیقی متعذر ہو، جبکہ یہاں معنیٰ حقیقی پر حمل کرنا نہ تو محال ہے اور نہ معنیٰ حقیقی متعذر ہے سو معنیٰ حقیقی پر حمل کرنا واجب ٹھرا، (اور وہ ہے قرآن کریم کا وہ حصہ جو حضور پرنور ﷺ کے پاس موجود تھا کے عوض نکاح کا منعقد ہونا، قرآن کریم ہی مہر کا عوض ہوا۔ تعلیق، مترجم)

اعتراض

لانسلم ان جواز الاجر فی الرقیٰ یدل علی جواز التعلیم بالاجر والحدیث انما ھو فی الرقیۃ.

اعتراض ؟ جنابِ والا!

دم (وتعویزات) پر اجرت لینے کے جواز کو ہم تعلیمِ قرآن کے اجرت لینے کے جواز پر قیاس نہیں کر سکتے (یعنی اگر حضور ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ نے سانپ یا بچھو کے کاٹے ہوئے آدمی کو دم کیا تھا اور اسکے بدلے صحابہ کرامؓ نے اجرت لی تھی اور اللہ کے نبی ﷺ نے اس میں سے اپنا حصہ بھی طلب فرمایا تھا تو دم کرنے کی اجرت کے جواز کو) تعلیمِ قرآن پر اجرت لینے کے جواز کیلئے دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ وہ اجرت تو صرف "دم" تک محدود ہے، نہ کہ تعلیمِ قرآن پر اجرت لینے کو شامل، سو ہم تمہارا یہ قیاس تسلیم نہیں کرتے۔

﴿جواب﴾

حدیث ابن عباس رضی الله عنه ان احق مااخذتم (الیٰ آخره)قال العینی فیه جواز اخذ الاجرة لتلاوة القراٰن وللتعلیم والرقیٰ ایضاً لعموم اللفظ .عینی البخاری.
ان احق مااخذتم علیه اجرا کتاب الله کمامرفی الاحادیث عن ابن عباس رضی الله عنه.
میں(مفتی شائستہ گلؒ)اسکاجواب دیتاہوں!
دیکھئے حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی الله عنهما سے جوحدیث مروی ہے جسکے الفاظ یہ ہیں (ان احق مااخذتم)اس حدیث کے ذیل میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہواکہ قرآنِ کریم کی تعلیم نیزتلاوت قرآن کریم(کسی کے گھرمیں ہو،یا عندالقبر ہو) اوردم و(تعویزات پر)اجرت لینا جائز ہے،کیونکہ یہاں لفظ کاعموم دلالت کررہاہے،وہ عموم یہ ہے(ان احق مااخذ تم علیه اجرا کتاب الله)علامہ عینیؒ کی اس توضیح سے معترض کا سارا نظریہ تباہ وبربادہوگیا،

﴿اعتراض﴾

ولاضرورة فی الاستیجار علی القراءة علی القبر.
اعتراض؟جنابِ والا!قبرکے پاس قرآنِ کریم پڑھنے پراجرت لینے کی ضرورت نہیں۔

﴿میں کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

علامہ عینی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں
فیه جوازالاجرة لتلاوة القرآن کمامرآنفا.
علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں تلاوتِ قرآن کریم پراجرت لینے کاجواز ہے۔

﴿وجہ دوم﴾

وجہ دوم یہ ہے،کہ میں نے عباراتِ کثیرہ سے ثابت کیاکہ تمام اقوال میں مختارقول یہ ہے کہ تلاوتِ مجرد پراجرت لیناجائزہے۔

﴿وجہ سوم﴾

تیسری وجہ یہ ہے،دیکھئے مرحوم کی مغفرت،مرحوم کاانس والفت،اورمرحوم سے عذابِ قبرمیں

تخفیف، یہ تمام مرحوم کی ضروریات ہیں،(مرحوم کو مذکورہ تمام اشیاء کی ضرورت ہے) اور مرحوم کی یہ مذکورہ تمام ضروریات قرآن کریم کی تلاوت کی برکت سے پوری ہوسکتی ہیں ، مگرافسوس کہ معترض کومذکورہ ضروریات،ضروریات نظرہی نہیں آتیں،(العیاذ باللہ)

﴿اعتراض﴾

والمأخوذ منها حرام للأخذ وهو عاصٍ بتلاوة والذكر لاجل الدنيا ويمنع القارى للدنيا والأخذ والمعطى اثمان.☆... اعتراض ؟جنابِ والا!

تلاوت قرآنِ کریم اورذکرکے عوض جوکچھ لیاجائے وہ لینے والے کیلئے حرام ہے اوردنیاء کے حصول کیلئے جوتلاوت کرتاہے یادنیاء کے حصول کیلئے ذکرکرتاہے وہ دونوں گنہگارہیں جوقاری دنیاکے حصول کیلئے قرآنِ کریم کی تلاوت کرے اسے منع کیاجائے،اس صورت میں عوض دینے والااورعوض لینے والادونوں گنہگارہیں۔

﴿میں کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

میں(مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں!کہ یہ حرمت،ومعصیت،وگناہ،اس بات پرمبنی ہیں کہ جب متقدمین کے اس قول لايجوز الاستيجار على الطاعات کامعنیٰ مرادی يحرم الاستيجار کیاجائے جبکہ(لايجوز الاستيجار على الطاعات)کامعنیٰ(يحرم الاستيجار) کرناغلط ہے کیونکہ امام محمدؒ نے اپنی کتاب مبسوط میں خوداس عبارت کامرادی معنیٰ یوں کیاہے۔ای لايجب الاجر ،امام محمدؒ نے اسکامرادی معنیٰ يحرم نہیں فرمایا،

سو، عدمِ وجوب جواز کے منافی نہیں۔جس طرح کہ میں نے قولِ اوّل میں بہت ساری کتابوں سے جوازکاذکرکردیاہے،فارجع اليه ان شئت،

﴿وجہ دوم﴾

وجہ دوم یہ ہے

یہ کہنا(وهو عاصٍ بتلاوة والذكر لاجل الدنيا ويمنع القارى للدنيا)کہ دنیاکے حصول کیلئے ذکروتلاوت کرنے والاگنہگارہے ایسے قاری کوتلاوت سے منع کیاجائے،یہ قول غلط و مردود ہے،

دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

☆..فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا o يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا o وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا o سورہ نوح ،پ ۲۹

(حضرتِ نوح علیہ السلام فرماتے ہیں)

پس میں نے اپنی قوم سے کہا،معافی مانگو اپنے رب سے،وہی اللہ معاف کرنے والا ہے، بھیجے گا اللہ تم پر موسلادھار بارش،اور اللہ تمہاری امداد فرمائے گا مال اور بیٹوں سے،اور بنادے گا اللہ تمہارے لئے باغ،اور بنائے گا اللہ تمہارے لئے نہریں،

قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہوا کہ طاعات میں مشغول ہونا خیروبرکت اور وسعت رزق کا سبب ہوتا ہے،نیز دینا،اور اموال،واولاد،اور باغات،اور نہریں،اور مغفرت،کے حصول کیلئے استغفار پڑھنا دلیل قطعی ہے،احادیث صحیحہ،واقوالِ صحابہ کرامؓ،واقوالِ تابعین سے ثابت ہے،

﴿وجہ سوم﴾

تیسری وجہ یہ ہے

کہ معترض کا قول مبنی ہے طاعات پر اجارہ صریحہ کی صورت میں،جبکہ یہاں اجارہ صریحہ نہیں، سو یہ اعتراض ہی بے جا ہے،نیز میں نے"عادۃِ مستمرہ"اور"المعروف کالمشروط" کی بحث میں خوب وضاحت کی ہے۔فارجع الیہ ان شئت،

﴿اعتراض﴾

☆..**فالحاصل ان ماشاع فی زماننامن قراءۃ الاجزاء بالاجرۃ وحینئذ فقد ظهر لک بطلان ماا کب علیه اهل العصر من الوصیة بالختمات والتهالیل(الیٰ آخرہ)**

ولولاالاجرۃ ماقرء احد لاحد فی هذ الزمان بل جعلوا قرآن العظیم کسباووسیلة الیٰ جمع المال لعلمهم انهم لایذهبون الابالاجرۃ البتة.

اعتراض ؟جنابِ والا!

اقوال سابقہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں لوگ(مرحوم کے گھر جمع ہوتے ہیں اور ایصالِ ثواب کیلئے) قرآنِ کریم کے پارے پڑھتے ہیں،جبکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے

کہ اہل عصر علماء نے (مسلمانوں کو) اس طرح وصیت کرنے سے منع کیاہے کہ میرے لئے (میرے مرنے کے بعد) قرآن کریم کے ختم، یاذکرواذکار کیاجائے،
بلکہ (قاریوں) نے قرآن کریم کومال کمانے اورمال ملنے کاوسیلہ بنالیاہے، نیزاگرمال ملنے کی امید نہ ہوتوہمارے زمانے میں کوئی بھی کسی کیلئے قرآن کریم کی تلاوت نہ کرے (پھر صاحبِ خانہ کوبھی معلوم ہے کہ یہ لوگ) اجرت لیئے بغیر (میرے ہاں) نہیں آئیں گے۔

﴿میں کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

میں (مفتی شائستہ گلؔ) کہتاہوں! کہ معترض کا یہ کہنا (ان ماشاع فی زماننامن قراء ة الاجزاء بالاجرة) غلط ہے کیونکہ میں "عادۃ مستمرۃ" کی بحث میں ذکرکرآیا ہوں اس میں اجرت کی شرط نہیں، سو یہ افتراء ہے۔

﴿وجہ دوم﴾

کہ معترض کا یہ کہنا، (ولولاالاجرة ماقرء.. لایذهبون) غلط ہے، یہ مسلمانوں پرافتراء ہے نیز یہ قول المعروف کالمشروط پرمبنی ہے جسکے میں نے بائیس (22) جوابات دیئے ہیں شوق ہوتوالمعروف کالمشروط کی بحث میں دیکھ لیجئے،

﴿وجہ سوم﴾

کہ معترض کا یہ قول (ظهر لک بطلان ماا کب علیه اهل العصرمن الوصية بالختمات والتهاليل) مردود ہے۔وصیت کے بطلان کی بحث میں، میں نے بحمدہ تعالیٰ چہار (4) جوابات دیئے ہیں۔فارجع اليها ان شئت، اگرتوچاہے تواس بحث میں ملاحظہ کرلے

﴿وجہ چہارم﴾

☆. مات رجل فاجلس وارثه رجلا يقرأ القرآن على قبره، تكلموا فيه منهم من كره ذلک والمختارانه ليس بمكروه ويكون الماخوذ اجر فی هذالباب قول محمد ولهذا حكى عن الشيخ ابى بكرالعياض رضى الله عنه انه اوصىٰ عند موته بذلک ولوكان مكروهالمااوصىٰ به . ذكره الولواجى .شلبى جلد ا .جنازة (246)

(صاحبِ تارخانیہ فرماتے ہیں)(صاحبِ تارخانیہ فرماتے ہیں)
کہ اگرکوئی مسلمان وفات پاجائے،اورمرحوم کے ورثاء اسکی قبرکے پاس قرآن کریم پڑھنے کیلئے قاری کو بٹھائے (توآیایہ جائزہے یانہ؟)
(صاحبِ تارخانیہ فرماتے ہیں)
اس میں فقہاء کے دو نظریئے ہیں،
بعض نے فرمایاہے، مکروہ ہے(**قال بعضهم يكره**)
اوربعض فقہاء نے فرمایاہے، مکروہ نہیں،(**والمختار انه لايكره**) یہی مختارقول ہے۔
(صاحبِ فتاویٰ تارخانیہ اپنانظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں)
کہ اگرکوئی مسلمان وفات پاجائے،اورمرحوم کے ورثاء اسکی قبرکے پاس قرآن کریم پڑھنے کیلئے قاری کو بٹھائے (توآیایہ جائزہے یانہ؟)
(صاحبِ تارخانیہ فرماتے ہیں)
اس میں فقہاء کے دو نظریئے ہیں،
بعض نے فرمایاہے، مکروہ ہے(**قال بعضهم يكره**)
اوربعض فقہاء نے فرمایاہے، مکروہ نہیں،(**والمختار انه لايكره**) یہی مختارقول ہے۔
(صاحبِ فتاویٰ تارخانیہ اپنانظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں)
میرے نزدیک (احوط قول یہ ہے) کہ اس سے صاحبِ مزارکوفائدہ ہوگا۔
صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں،
کیاقبروں کے پاس قرآنِ کریم کی تلاوت مکروہ ہے،صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ جواب دیتے ہیں،
اس مسئلہ میں فقہاء کے دونظریئے ہیں،
(1) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،مکروہ ہے،
(2) جبکہ امام محمدؒ فرماتے ہیں،مکروہ نہیں،
البتہ علماء احناف نے امام محمدؒ کے قول کو ترجیح دی اوراسی پرعمل کیا،
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں،دوسرا مسئلہ یہ ہے)
کہ اگرکوئی مسلمان وفات پاجائے،اورمرحوم کے ورثاء اسکی قبرکے پاس قرآن کریم پڑھنے کیلئے قاری کو بٹھائے (توآیایہ جائزہے یانہ؟)

(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) اس میں بھی فقہاء نے کلام فرمایا،
یعنی اس میں بھی دو نظریئے ہیں،
(1) ایک نظریہ کے مطابق قبر کے پاس قاری کواس لئے بٹھانا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرے مکروہ ہے(منهم من كره ذلک)
(2) دوسرا نظریہ یہ ہے،کہ قبر کے پاس قاری کواس لئے بٹھانا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرے،سویہ مکروہ نہیں،
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) اس باب میں(یعنی اس مسئلہ میں)
امام محمدؒ کاقول ہی نافذالعمل ہوگا۔(ويكون المأخوذ به فی هٰذا الباب قول محمدؒ)
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) شیخ ابوبکر العیاض رحمت اللہ علیہ جب قریب المرگ ہوئے توآپنے وصیت فرمائی کہ جب میری روح قفسِ عنصری سے پروازکرجائے تو (میری قبرکے پاس قاری بٹھاناتاکہ وہ میری قبرکے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرے)
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) کہ اگرقبرکے پاس قاری کوبٹھاکرقرآن پڑھوانا ناجائز ہوتا،توحضرتِ شیخ ابوبکرالعیاض رحمت اللہ علیہ ایسی وصیت کیوں فرماتے،(اتنے عظیم فقیہ کا اس انداز سے وصیت کرنااس بات کی واضح دلیل ہے کہ قبرکے پاس قاری کوقرآن کریم پڑھنے کے لئے بٹھاناجائزہے)
(۲)وقال محمد بن الحسن لايكره القراءة عند القبور لماروى عن ابن عمر رضى الله عنهما انه اوصىٰ ان يقرأعلى قبره وقت الدفن بفاتح السورة البقرة وخواتمها
شرح القارى على الفقه الاكبر(158)☆........صاحبِ شرح فقہ اکبرلکھتے ہیں
امام محمد بن حسنؒ فرماتے ہیں کہ قبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنامکروہ نہیں،
(اپنے اس قول پردلیل دیتے ہوئے امام محمدؒ بن حسنؒ) فرماتے ہیں کہ حضرتِ عبداللہ بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما نے وصیت فرمائی،کہ میرے دفن کے وقت سورہ بقرہ کاپہلا (رکوع)اورآخری(رکوع) پڑھا جائے،

مفتی شائستہ گل القادری (رحمت اللہ علیہ)

ترجمہ ختم شد،بروز جمعرات ۲۶راگست ۲۰۰۴

تقبیل الابهامین لتنویر العینین
عنداسم رسول الثقلین

رسول الثقلین ﷺ کانام سنتے ہی آنکھوں کومنور کرنے
کیلئے انگوٹھے چوم کرآنکھوں پر رکھنا

مصنف

مفتی اعظم سرحد

مفتی شائستہ گلؒ القادری

المتوی المردانی۔ زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

بتقبيل الابهامين لتنوير العينين
عند اسم رسول الثقلين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى هدانا للايمان والاسلام ونورنا بتقليد افضل الائمة الاربعة اعلام،الذى بشربه الامة النبى الامى افضل الانام والصلوٰة والسلام علىٰ سيدنا محمد الذى اظهر الله تعالىٰ نبوته فى الاٰخر الايام، و على اٰله واصحابه بالتمام. امابعد.

فيقول المولوى الحاج شائشة گل بن العلامة الفهامة مولانا وسندنا محمد على مرحوم الساكن لندى شاه (مته)مردان صوبه سرحد باكستان عفى ا لله عنهما

بفضله العميم لماسمعت من بعض جهلة الائمة انكارتقبيل الابهامين عند ذكر المؤذن اسم رسول الثقلين فى الاذان رتبت مضامين الكتب وحررتها، وسميت هذه الرسالة

بتقبيل الابهامين لتنوير العينين

عنداسم رسول الثقلين

بفضل الله تعالىٰ وكرمه

ذلک فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم

ترجمہ خطبہ

جمیع حمد جمیع حامدین کی جمیع زمانوں میں ثابت ہے اللہ تعالیٰ کیلئے، وہ اللہ جس نے ہمیں ایمان واسلام **کی** راہوں پر چلایا، اور ہمیں ائمہ اربعہ کے تقلید سے منور کیا، وہ ائمہ اعلام جنہوں نے دین واسلام کیساتھ، غیب کی خبریں دینے والے، تمام مخلوق میں افضل رسولِ امی ﷺ، کے امتیوں کو خوشخبریاں **دیں**

درود وسلام ہو، ہمارے سردار جنابِ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر جنکی نبوت کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیهم السلام کے آخر میں ظاہر فرمایا، حضور پرنور ﷺ کی آل وتمام صحابہ کرام رضوان الله علیهم اجمعین پر، امابعد

(حضرت علامہ حجۃ الاسلام والمسلمین مفتی اعظم سرحد) مفتی شائستہ گل القادری بن صدر الشریعۃ مفتی محمد علی القادری رحمۃ اللہ علیہما ساکن لنڈی شاہ متہ (فرماتے ہیں) جب میں نے جاہل ائمہ (مساجد) سے یہ سنا

کہ مؤذن جب آذان دیتے ہوئے اشھدان محمدرسول الله کہے اور سننے والا **انگوٹھے** چوم کر آنکھوں پر رکھے، یہ منع ہے، میں نے جب ان جہال کو اس فعلِ مستحب سے منکر پایا، اور انکار کرتے ہوئے سنا، تو میں نے اس موضوع پر کتابوں میں پھیلے ہوئے مضامین کو یکجا کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے، اور اس رسالہ کا نام رکھا،

تقبيل الابهامين لتنوير العينين

عنداسم رسول الثقلين

ذلک فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کر دیتا ہے

اور اللہ ہی بہت بڑا فضل وکرم کرنے والا ہے۔

﴿صاحبِ کنزالعمال وصاحبِ جامع الرموز لکھتے ہیں﴾

(1) واعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلی الله علیک یارسول الله وعند سماع الثانیة منها قرت عینی بک یارسول الله (ﷺ) ثم یقال اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه ﷺ یکون قائدا له الی الجنة کذا فی کنز العباد. جامع الرموز. جلد ا. اذان. (56)

صاحب کنزالعمال وصاحبِ جامع الرموزفرماتے ہیں،

کہ جب (مؤذن آذان پکارے تو سننے والے کیلئے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی الله علیک یارسول الله) اوردوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (قرت عینی بک یارسول الله (ﷺ) کہنا مستحب ہے، پھردونوں انگوٹھوں کوآنکھوں پررکھنے کے بعد یہ کلمات کہے (اللهم متعنی بالسمع والبصر)

توحضور پرنور ﷺ (اس عمل کرنے والے اوریہ کلمات کہنے والے کو) جنت میں لیجانے والے ہونگے۔

﴿صاحبِ قہستانی لکھتے ہیں﴾

(تتمه)

(2) یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلی الله علیک یارسول الله وعند سماع الثانیة منها قرت عینی بک یارسول الله (ﷺ) ثم یقال اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه ﷺ یکون قائدا له الی الجنة کذا فی کنز العباد، قهستانی. اذان (56)

کہ جب (مؤذن آذان پکارے تو سننے والے کیلئے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی الله علیک یارسول الله) اوردوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (قرت عینی بک یارسول الله (ﷺ) کہنا مستحب ہے۔ پھردونوں انگوٹھوں کوآنکھوں پررکھنے کے بعد یہ کلمات کہے (اللهم متعنی بالسمع والبصر) توحضور پرنور ﷺ (اس عمل کرنے والے اوریہ کلمات کہنے والے کو) جنت میں لیجانے والے ہونگے۔

﴿صاحبِ شامی لکھتے ہیں﴾

ونحوه فی الفتاویٰ الصوفية و كتاب الفردوس من قبل ظفری ابهاميه عند سماع اشهد ان محمد رسول الله فی الاذان اناقائده ومدخله فی صفوف الجنة وتمامه فی حاشية البحر للخير الرملی عن المقاصد الحسنة للسخاوی وذكرذلک الجراحی واطال ثم قال ولم يصح فی المرفوع من كل هذا الشئ ونقل بعضهم ان القهستانی كتب علیٰ هامش نسخة ان هٰذا مختص بالاذان واما فی الاقامة فلم يوجد بعد الاستقصاء التام والتبع .شامی ،جلد ا .اذان،(۲٦۷)

اسی طرح فتاویٰ صوفیہ میں اورکتاب الفردوس میں ہے،جس نے (بوقتِ آذان مؤذن سے یہ کلمات)''اشهد ان محمد رسول الله'' سنے،اورسنکراپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کرآنکھوں پر رکھے،(توحضور پرنور ﷺ کاارشادِگرامی ہے)میں اسے جنت میں لیجانے والا ہوں،اوراسکامدخل صفوفِ جنت میں ہے،

علامہ خیررملیؒ نے بحرکے حاشیہ میں مقاصدِ حسنہ سے بتمامہ تحریرکیاہے،

حضرت جراحی نے بھی اس مسئلے کونہایت طویل طریقہ سے ذکرکیاہے البتہ انہوں نے کہا ہے کہ اس بارے میں کوئی مرفوع حدیث نہیں آئی،نیزبعض علماء نے نقل کیا ہے کہ علامہ قہستانیؒ نے ایک کتاب کے حاشیہ پرلکھاہے،کہ ان کلمات کاکہنااورانگوٹھوں کوچومنا صرف آذان سے مختص ہے،

﴿صاحبِ طحطاوی لکھتے ہیں﴾

(فائده)

(3)ذكر القهستانی عن كنز العباد انه مستحب ان يقول عند سماع الاولیٰ من الشهادتين للنبی ﷺ صلی الله عليک يارسول الله وعند السماع الثانية قرة عينی بک يارسول الله ثم يقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ابهاميه علی عينيه فانه ﷺ يكون قائدا له الیٰ الجنة وذكر الديلمی فی الفردوس من حديث ابی بكر الصديق رضی الله عنه مرفوعا من مسح العينين بباطن انملة السبابتين بعد تقبيلهما عند قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله وقال اشهد ان

محمداعبده ورسوله ،رضيت بالله ربا،وبالاسلام دينا ،بمحمد نبيا ،حلت له شفاعتي .وكذا روى عن الخضرعليه السلام .ومثله يعمل فى الفضائل ،طحطاوى المراقى.اذان .(32)عباد،قهستاني.اذان (56)
علامہ قہستانیؒ کنز العباد سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں،
کہ جب(مؤذن آذان دے تو سننے والے کیلئے)پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی الله علیک یارسول الله)اوردوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات(قرت عینی بک یارسول الله (ﷺ) کہنا مستحب ہے۔پھردونوں انگوٹھوں کوآنکھوں پر رکھنے کے بعدیہ کلمات کہے(اللهم متعنی بالسمع والبصر)توحضور پرنورﷺ(اس عمل کرنے والے اوریہ کلمات کہنے والے کو)جنت میں لیجانے والے ہونگے۔
علامہ دیلمیؒ نے فردوس میں حضرتِ ابوبکررضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نقل کی ہے جوحدیث مرفوع ہے،لکھتے ہیں،کہ (سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایاکہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایاہے،کہ جب مؤذن آذان میں یہ کلمہ پکارے)
"اشهد ان محمد رسول الله"(اورسامع سنکر)شہادت کی انگلیوں کے پوروں کوچوم کر آنکھوں پررکھنے کے بعد(یہ کلمات کہے)
"اشهد ان محمداعبده ورسوله ،رضيت بالله ربا،وبالاسلام دينا ،بمحمد نبيا "تو وہ میری شفاعت کامستحق ہوگیا،اسی طرح حضرتِ خضرعلیہ السلام سے مروی ہے،فضائل میں اسی طرح عمل کیاجاتاہے۔
علامہ عبدالحی رحمت اللہ علیہ مجموعۃ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں
سوال
(4)ناخنہا ہردودست برچشم نہادن ہنگام شنیدن نامِ سرورِ کائنات ﷺدرآذان چہ حکم دارد جنابِ والا!آذان کیوقت جب کوئی حضورِ پرنورﷺکانام مبارک سنے اورسنتے ہی دونوں انگوٹھوں کو چوم کراپنی آنکھوں پررکھے سواس کے لئے کیاحکم ہے؟
جواب!بعضِ فقہاء مستحب نوشتہ اندوحدیثی ہم دریں درباب نقل میسازند،مگرصحیح نیست،ودر امر مستحب فاعل وتارک ہردوقابل ملامت وتشنیع نیستند درجامع الرموزی آرد،

اعلم انه یستحب ان یقال عندسماع الاولیٰ من الشهادة صلی الله علیک یارسول الله وعندسماع الثانیة قرة عینی بک یارسول الله،ثم یقال اللهم متعنی بالسمع والبصر بعدوضع ظفر الیدین علی العنین فانه صلی الله علیه وسلم یکون قائدا له الی الجنة،کذافی کنز العباد،مجموعة الفتاویٰ عبدالحی جلد3صفحه 42

علامہ عبدالحیؒ جواب میں لکھتے ہیں،کہ بعض فقہاء نے اس عمل کومستحب لکھاہے،اوراس مسئلہ میں دلیل کے طور پراحادیث بھی نقل کرتے ہیں،مگروہ احادیث صحیح نہیں،نیزفعلِ مستحب میں عامل وتارک قابلِ ملامت ومذمت نہیں،ہاں جامع الرموز میں لکھاہواہے کہ جب(مؤذن آذان پکارے توسننے والے کیلئے)پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی الله علیک یارسول الله)اوردوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات(قرت عینی بک یارسول الله ﷺ)کہنامستحب ہے۔پھر دونوں انگوٹھوں کوآنکھوں پررکھنے کے بعد یہ کلمات کہے (اللهم متعنی بالسمع والبصر)توحضور پرنور ﷺ (اس عمل کرنے والے اوریہ کلمات کہنے والے کو)جنت میں لیجانے والے ہونگے۔

(5) نبی کریم ﷺ کانام مبارک سنکراپنے انگوٹھے چوم کرآنکھوں پرملنا مستحب ہے۔

(1) یہ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔

(2) سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(3) سیدناخضرعلیہ السلام سے منقول ہے۔

﴿حضرتِ اسماعیل حقی رحمت اللہ علیہ تفسیرروح البیان میں فرماتے ہیں﴾

نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا جوشخص(میرانام سنکرناخنوں کوچوم کراپنی آنکھوں پرملے گا) قیامت کے دن میری شفاعت اسکے لئے لازم ہوگی،نیزوہ کبھی اندھانہ ہوگانہ اسکی آنکھیں دکھیں گی،بلکہ اس عمل سے بہت سارے نابینا ،بیناہوگئے،

روح البیان جلد۷۔مطبوعہ مصرواستنبول۔(۲۲۹)

(6) تفسیر بحرالعلوم اورتفسیرابی طالب مکی میں لکھاہواہے

کہ جب سیدناآدم علیہ السلام جنت میں تھے،سوجنابِ سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ کے دیدار کے مشتاق ہوئے،اللہ جل جلالہ نے آپکی طرف وحی فرمائی کہ(انکانور)آپکے پشت میں ہے،انکاظہورزمانہ آخرمیں ہوگا،سواللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کانور حضرتِ آدم علیہ

السلام کے انگشت میں ظاہرفرمایاتواس نورنے تسبیح پڑھناشروع کی،
دوسری روایت میں ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب ﷺ کے جمال مبارک کا نقشہ سیدنا آدم علیہ السلام کے ناخنوں میں ظاہرفرمایا توحضرتِ آدم علیہ السلام نے انگوٹھوں کوچوم کراپنی آنکھوں پرمس کیا،
سوآدم علیہ السلام کیلئے یہی اصل ٹھہرا،حضور پرنور ﷺ کوجبریل علیہ السلام نے جب اس واقعہ کی خبردی،توحضور پرنور ﷺ نے فرمایا،جوشخص (بوقتِ آذان) میرانام سنکرانگوٹھوں کو چوم کرآنکھوں پرملے گاوہ کبھی نابینانہ ہوگا

﴿حضرت محدث دیلمی شرویہ متوفی ۹ / رجب المرجب ۵۰۹ھ﴾
اپنی شہرہ آفاق کتاب الفردوس میں لکھتے ہیں

۷۔من قبل ظفری ابھامیہ عند سماع اشھد ان محمد رسول اللہ فی الاذان اناقائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنۃ.
جس نے (بوقتِ آذان موذن سے یہ کلمات) ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' سنے، اورسنکراپنے انگوٹھوں کے ناخوں کو چوم کرآنکھوں پر رکھے،(توحضور پرنور ﷺ کاارشادِگرامی ہے)میں اسے جنت میں لیجانے والاہوں،اوراسکامدخل صفوفِ جنت میں ہے،
☆۔۔حضرت حافظ الحدیث یحیٰ بن مندہ رحمت اللہ علیہ محدث دیلمی صاحبِ فردوس رحمت اللہ علیہ کے بارے میں اپنے تاثرات قلم بندکرتے ہیں۔
کہ جوانی زیرک وحُسن خُلق درمذہب سنت متصلب (سخت)است واعتزال دور،
فرماتے ہیں کہ محدث دیلمیؒ وہ عظیم وباکمال شخصیت ہیں کہ جوانی کاعالم ہے توجوانی میں نہایت سمجھدار،اخلاق میں سب سے زیادہ خلیق،مذہب ودین کے حوالے سے(نبی کریم ﷺ کے)سنتوں کے سخت پابند،اوراعتزال سے ہمیشہ دورتھے۔

﴿صاحبِ ردالمحتار لکھتے ہیں﴾

(۸) یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشھادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وعند سماع الثانیۃ منھاقرت عینی بک یارسول اللہ (ﷺ) ثم یقال اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین فانہ ﷺ یکون

قائدا له الی الجنة.

رد المحتار مطبوعة مصری جلد ا .اذان .(370)مصنفه (1249) ابن العابدین المولود(1198) المتوفی ۱۲۵۲ھ وطحطاوی المراقی مصری (111) وجامع الرموز ومحیط وخزانة الروایات وکنزالعباد ومقدمة الصلوٰة وتهذیب الصلوٰة وغیره.

﴿صاحبِ ردالمحتار لکھتے ہیں﴾

کہ جب(مؤذن آذان پکارے تو سننے والے کیلئے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی الله علیک یارسول الله) اوردوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات(قرت عینی بک یارسول الله ﷺ کہنا مستحب ہے۔پھردونوں انگوٹھوں کوآنکھوں پررکھنے کے بعد یہ کلمات کہے(اللهم متعنی بالسمع والبصر) تو حضور پرنور ﷺ(اس عمل کرنے والے اور یہ کلمات کہنے والے کو) جنت میں لیجانے والے ہونگے۔

﴿صاحبِ خزانۃ الروایات لکھتے ہیں﴾

(۹) چوں نام نبی ﷺ اندروں اذان بشنود ،دو ابهام بوسیده بر دیده نهد،

مقدمة الصلوٰة ثم خزانة الروایات.

(جب مؤذن اشهد ان محمدرسول الله کہے) تو سننے والا انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر رکھے

﴿صاحبِ بہارشریعت صدرالشریعہ مولانا امجد علیؒ لکھتے ہیں﴾

(۱۰) جب مؤذن اشهد ان محمدرسول الله کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب یہ ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کرآنکھوں پرلگالے اور کہے" قرة عینی بک یارسول الله ﷺ "اللهم متعنی بالسمع والبصر" درمختار،ثم بہارشریعت ۔حصہ ۳۔(۳۷)

(11) فتاویٰ مولوی عبدالحی ،جلد۳ص ۴۲ ،فتاویٰ افریقہ ص ۱۱،مسئلہ نمبر۷۹۔المعروف السنة النقیہ ،وفتاویٰ صوفیہ وفتاویٰ الجوہرہ میں بھی بعینہٖ یہ مسئلہ اسی طرح مکتوب ہے۔

(۱۱) حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمت اللہ علیہ متوفی ۶۷۲ھ اپنی کتاب مثنوی شریف کے دفترِ اول (ص،22) مطبوعہ نورلکشور لکھنوی ،میں فرماتے ہیں،

﴾اشعار مولانا رومی در مثنوی﴿

بود در انجیل نام مصطفیٰ ﷺ　　آں سرِ پیغمبراں بحرِ صفا

حضورِ پرنور ﷺ کا اسمِ گرامی انجیل میں موجود ہے، حضورِ پرنور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار، و بحر صفا ہیں۔

بود ذکر حلیہ باشکل او　　بود ذکر غزو صوم و اکل او

اسی تورات میں حضورِ پرنور ﷺ کے حلیہ شریف، اوصافِ جسمانیہ، جہاد، وروزہ، اکل وشرب، کا ذکر بتمامہ موجود ہے۔

طائفہ نصرانیاں بہرِ ثواب　　چوں رسید ندے بداں نام وخطاب

بوسہ داندے بداں نام شریف　　رونہادندے بداں وصفِ لطیف

نسل ایشاں نیز ہم بسیار شد　　نورِ احمد ناصر آمد یار شد

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے امتی (تورات کو پڑھتے پڑھتے) جب حضور پرنور ﷺ کے نام مبارک (اور اس قوم کو تورات میں اللہ جل جلالہ کی جانب سے حضور پرنور ﷺ کے مبعوث ہونیکی جو بشارتیں دیں گئیں تھیں، اس مقام) تک پہنچے تو انہوں نے حضور پرنور ﷺ کے نام مبارک کو بوسے دئے، اور اللہ جل جلالہ نے جس لطیف انداز سے اپنے محبوب ﷺ کے اوصافِ جمیلہ بیان فرمائے تھے اس مقام پر ازروئے محبت وادب واحترام اپنا منہ رکھتے تھے اس محبت وادب واحترام کا صلہ انہیں دنیا میں یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے انکی نسل میں اضافہ فرمایا نیز، نورِ مصطفیٰ ﷺ انکے ہر معاملے میں مددگار ثابت ہوا۔

واں گروہِ دیگر از نصرانیاں　　نام احمد داشتند ے مستہاں

مستہاں خوار گشتند آں فریق　　گشتہ محروم از خود شرط طریق

جبکہ اسی امت کا ایک بدبخت گروہ ایسا تھا، جو نامِ نبی ﷺ کے احترام سے محروم تھا، وہ گروہ جنکے قلوب محبتِ رسول ﷺ واحترام رسول ﷺ وادبِ رسول ﷺ سے خالی تھے، بلکہ انکے دلوں میں بجائے محبت کے عداوت نے جگہ لی اور وہ گستاخانہ نظروں سے اس نامِ مقدس کو دیکھنے لگے، سوانکو دنیا میں تو یہ سزا ملی، کہ

(1) انکے عقائد خراب ہوگئے
(2) وہ گروہ ذلیل وخوار ہوا
(3) اپنے دین و مذہب سے بھی محروم ہوگئے

نامِ احمد چوں چنین یاری کند　　تا کہ نورش چوں مددگاری کند

سو،اے مسلمانوں جب حضورِ پرنور ﷺ کا نامِ مقدس اس انداز سے (دوسری امتوں کیساتھ) مدد کرتا ہے،تو سوچو کہ سرکارکائنات ﷺ کے نور **کی** مدد کا کیا عالم ہوگا۔

آج لے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے　　پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(امام اہلسنت الشاہ احمدرضاخانؒ ازقبیلہ بڑھیچ قندہاری افغانی ثم بریلوی،مترجم)

نامِ احمد چوں حصارے شد حصیں　　تاچہ باشد ذاتِ آں روح الامین

جب حضورِ پرنور ﷺ کا صرف نام مبارک ہی ایسا عظیم قلعہ ہے جس میں ہرطرح حفاظت ملتی ہے توپھروہ ذات جو روح الامین ہے کی امداد کا کیا عالم ہوگا۔

﴿حضرتِ مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ﴾

جنکا سلسلہ نسب ستائیس (27) واسطوں سے سیدنا عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے جنکی ولادت ۱۴رشوال المکرّم 971ھ میں ہوئی،متوفی ۲۸رصفرالمظفر 1034ھ آپ سلاسل اربعہ،میں مُجاز تھے،احمدحسین امرہوی،ثم حیدرآبادی نے جواہرمجددیہ کے صفحہ 75 پرآپ کے عملیات میں سے لکھاہے،

کہ آپ (یعنی مجدد الفِ ثانی رحمت اللہ علیہ کامعمول تھا) جب (مؤذن سے) آذان میں حضور ﷺ کا نام مبارک سنتے تو دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھتے۔

مجدد الفِ ثانیؒ کے داداپیرمولوی الشاہ عبدالقدوس گنگوہی قادری چشتی رحمت اللہ علیہ متوفی ۲۳رجمادی الاخریٰ بروزِ شنبہ نے مجموعہ خطیب ص 206 خطبہ چہارم،شوال، میں انگوٹھے چومنے کامسئلہ بحوالہ کتبِ معتبرہ تفصیلا ذکرفرمایاہے،اسکے آخرمیں ایک سوال کاجواب بھی دیاہے،

سوال؟مخالفین کہتے ہیں کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ متوفی911ھ نے تیسیر المقال اور درالمنتشرہ میں لکھاہے،کہ انگوٹھے چومنے کے تمام احادیث موضوع ہیں۔

جواب! یہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ پر صریح بہتان وجھوٹ ہے، کیونکہ بعض محدثین وفقہاء کرام فرماتے ہیں۔

(1) کہ یہ حدیث حسن ہے،

(2) بعض کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے،

(3) بعض کہتے ہیں، یہ فعل سنت ہے۔

(4) بعض کہتے ہیں یہ فعل مستحب ہے

حضرتِ علامہ ابوالفیض محمد عبداللہ دہلوی نے فیض الاسلام فی تردید زینۃ الاسلام کے صفحہ (283) سے صفحہ (264) تک چھتیس کتب کے حوالوں سے ،

مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتاب تحفہ دستگیری کی سند سے،

اورمولانا مولوی ابوالحسن حسن صاحب متوفی ۱۳۰۱ھ کاکوری لکھنوی نے تفریح الاولیاء

مولانا مولوی عبدالغفار مرحوم مفتی عدالتِ گوالیار نے نورالعینین ۱۳۰۸ھ مطبوعہ مجتبائی،

حضرتِ علامہ الحاج مولانامولوی اعلیحضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضاخان صاحب القادری ازقبیلہ بڑھیچ قندہاری افغانی مجددمأتہ حاضرہ ثم بریلوی رضی اللہ عنہ نے منیرالعینین میں

حضرت پیرمہرعلی شاہ صاحب چشتی گولڑوی رحمت اللہ علیہ نے ملفوظات طیبہ میں ص۲۲،

حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب مناظراہلسنت نے، نیزحضرت مولانا مولوی الحاج مفتی احمدیارخان اوجھانوی بدایونی ثم گجراتی رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب جاء الحق میں

(ان تمام علماء نے آذان کیوقت انگوٹھے چومنے کومستحب لکھاہے)

اورحضرتِ علامہ ابن حجرمکیؒ

نے کتاب تحفہ میں لکھاہے

ومن شرط العمل بالحديث الضعيف ان لايشتد ضعفه وحديث الديلمی ليس فيه شدة الضعف كماسيأتی اعتضاضه قريبا بل صح رفعه الی الصديق الاكبر رضی اللہ عنہ

حضرتِ علامہ ابن حجرمکیؒ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ضعیف حدیث پرعمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ اس حدیث میں شدۃِ ضعف نہ ہووہ حدیث جودیلمیؒ نے روایت کی ہے اس میں شدۃ ضعف نہیں بلکہ اس حدیث کی رفع جنابِ سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے

﴿حضرتِ امام الشیخ الرداد محدث﴾

اپنی کتاب موجبات الرحمت میں لکھتے ہیں

واذاثبت رفعه الى الصديق الاكبر فيكفى للعمل لقوله عليه الصلوٰة والسلام، عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين من بعدى فثبت انه مندوب فضلا من انى يكون بدعة، موجبات الرحمة.

امام الشیخ الرداد محدث رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اس حدیث کی رفع جنابِ سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے توعمل کیلئے کافی ہے کیونکہ حضورِ پرنور ﷺ نے فرمایا ہے،تم پرمیری اورمیرے خلفاء راشدین **کی** سنتوں کی پیروی کرنالازم ہے اسی طرح کتاب فتح المبین شرح الاربعین میں مکتوب وموجود ہے

(19) اسی طرح حضرت علامہ رملی محدث نے کتاب نہایۃ شرح منہاج نووی میں تصریح فرمائی ہے۔

(20)امام سخاوی علیہ الرحمۃ نے تائیداتِ کثیرہ اورروایاتِ قویہ سے حدیثِ تقبیلِ ابہامین کو قوت دی ہے،

(21)انہیں سے روایت ہے کہ حدیث ابی العباس احمد بن ابی بکرالرداد الیمانی شوافع میں جلیل القدرعالم وفقیہ ہیں انہوں نے موجبات الرحمت میں اس حدیث کوحضرتِ خضر علیہ السلام سے روایت کیاہے۔

(22)اس مسئلہ کی تفصیل ملاعلی قاریؒ نے موضوعات المصنوع فی الاحادیث الموضوع اورکبیر میں،نیزنورالعینین صفحہ(19) میں بھی موجود،

(23)ملاعلی قاریؒ نے فرمایا(**لايصح رفعه**)یعنی اس حدیث کاسلسلہ سند رسولِ کریم ﷺ تک صحیح نہیں،(بلکہ یہ حدیث موقوف ہے کیونکہ اس کی رفع)حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے۔

اس حدیث کی رفع سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک (عمل کیلئے)کافی ہے۔ کیونکہ حضورِ پرنور ﷺ کافرمان ہے کہ میری اورمیرے خلفاء راشدین کی سنت کولازم پکڑو،(اورسیدناابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ بلاریب حضورِ پرنور ﷺ کے خلیفہ اول ہیں

سوانکا) عمل ہمارے لئے حجت ہے یہی کافی ہے،سواس حدیث کوموضوع کہنا جہالت، اورضلالت،اورجسارت،اور بہتان صریح ہے۔

(23)اسی طرح یہ مسئلہ علامہ فقیراللہ بن عبدالرحمٰن اتاسی جلال آبادی کی کتاب قطب الارشادمیں موجود ہے۔

(24)نیز حافظ عبدالکریم دہلوی قادری کی کتاب ہدایۃ الحرمین میں بھی موجود ہے۔

(25)نیز مفتی سید عبدالفتاح حسینی قادری نے جامع الفتاوٰی میں لکھاہے۔حررالروایات المذ بورہ محمد عبدالعزیز ،نزیل لاہور،

صاحبِ مقدمۃ الصلوٰۃ لکھتے ہیں

(26)قال النبی ﷺ من سمع الاذان فقبل ظفری ابهاميه ومسح على عينيه فاناطالبه فى صفوف القيامة وقائده الى الجنة .مقدمة الصلوٰة.

حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں جس نے آذان سنی اوردونوں انگوٹھوں کوچوم کراپنی آنکھوں پر مسح کیئے، میں قیامت کےدن اسے صفوں میں تلاش کروں گا اورجنت میں داخل کروں گا

صاحبِ نورالہدیٰ لکھتے ہیں

(27) چوں نام نبی ﷺ اندرون آذان بشنود،وظفری ابہام بوسیدہ بردوچشم نہد۔

آذان میں جب حضورِ پرنور ﷺ کانام سنے تو سننے والا اپنے دونوں انگوٹھوں کوچوم کر دونوں آنکھوں پر رکھے۔خزینۃ الروایات ثم نورالھدیٰ،(25)

(28) فلما انتصب ادم عليه السلام على قدميه رای فی الهواء كتابة تتلالاء كالشمس نصها لااله الا الله محمدرسول الله ففتح فاه حينئذ ادم فاه وقال اشكرك ايها الرب لانك تفضلت فخلقتنى ولكن اضرع اليك ان تنبانى مامعنى هذه الكلمات محمدرسول الله،فاجاب الله تعالىٰ مرحبا بك ياعبدى آدم عليه السلام وانى اقول لك انك اول انسان خلقته هذا الذى رأيته انما هو ابنك الذى سيأتى الى العالم بعد الان بسنين عديدة ويكون رسولى الذى لاجله خلقت كل الاشياء الذى متى جاء سيطى نور العالم الذى كانت نفسه موضوعة فى بهاء السماء ستين الف سنة قبل ان اخلق شيئا وضرع ادم عليه السلام الى الله تعالى

قائلا یارب ھبنی ھذہ الکلمات علی ابھامی علی ظفری ابھام الید الیمنی امانصہ لاالہ الا اللہ وعلی ظفرابھام الید الیسری مانصہ محمدرسول اللہ،فقبل الانسان الاول ھذہ الکلمات ومسح علی عینیہ وقال بورک ذلک الیوم الذی سیأتی فیہ الی العالم ۔انجیل برنباس ،مترجم،فصلِ تاسع وثلاثون (60.61)مترجم کنورخیل،سعادۃ ومقدم ناشرۃ السیدمحمود رشیدرضاء مطبوعہ مصر۔

✿

ترجمہ:(اللہ جل جلالہ نے جب آدم علیہ السلام کے جسمِ مبارک کومکمل فرماکرروح پھونکی) اورسیدنا آدم علیہ السلام اپنے پیروں پرکھڑے ہوئے توفضاؤں میں سورج کی طرح چمکتا ہوا خط دیکھا،جس پرلکھاہواتھا(**لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ**)اسی وقت حضرتِ آدم علیہ السلام نے اپنامنہ(مبارک)کھولااورکہنے لگے(**یااللہ**)میں تیرا شکراداکرتاہوں،کہ تونے مجھے اپنے فضل وکرم سے پیدافرمایا،یااللہ میں تیری بارگاہ اقدس میں التجاء کرتاہوں،مجھے ان کلمات (**لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ**)کے معنیٰ ومطالب سے آگاہ فرمادے(تواللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا)مرحبا(خوش آمدید)اے پیارے بندے آدم(**علیہ السلام**) توانسانوں میں میرا پہلا بندہ ہے جسے میں نے پیدافرمایا(اورجسکے بارے میں تونے مجھ سے پوچھا)جسے تونے دیکھا یہ تیری اولادسے ہیں،جنکاعنقریب ظہورہونے والاہے یہ میرے وہ رسول(ﷺ) ہیں جنکی وجہ سے میں نے تمام اشیاء کو پیدا کیا، جب انکا ظہورہوگا توساٹھ ہزار سال قبل آسمان کی بلندیوں میں جونور(آسمانوں اور زمینوں کو منورکرنے کیلئے)وضع کیاگیاتھا(تب اس نور) سے زمین وآسمانوں کومنور کیا جائے گا،سو(حضرتِ آدم علیہ السلام)نے بارگاہِ رب العٰلمین میں عرض کیا پروردگار،ان کلمات کو میرے دونوں انگوٹھوں میں ظاہرفرما،سودائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن میں **لاالہ الا للہ** کاظہور ہوا،اوربائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن میں محمدرسول اللہ (ﷺ) کاظہور ہوا،سو(حضرتِ آدم علیہ السلام نے)ان کلمات کوچوما اوراپنی آنکھوں پررکھا نیزوہ دن جوآنے والاہے نہایت مبارک ہے۔

✿

میں(مفتی شائستہ گلؒ)کہتاہوں،

اس حدیث کی رفع سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک(عمل کیلئے)کافی ہے۔

کیونکہ حضورِپرنورﷺ کافرمان ہے کہ میری اورمیرے خلفاء راشدین کی سنت کولازم

پکڑو،(اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ بلاریب حضورِ پرنور ﷺ کے خلیفہ اول ہیں سوانکا) عمل ہمارے لئے حجت ہے یہی کافی ہے،سواس حدیث کوموضوع کہنا جہالت،اور ضلالت،اور جسارت،اور بہتانِ صریح ہے۔

لہذا جب(مؤذن آذان پکارے تو سننے والے کیلئے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی اللہ علیک یارسول اللہ) اوردوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (قرت عینی بک یارسول اللہ (ﷺ)) کہنا مستحب ہے۔دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا فعلِ مستحب ہے، بدعت نہیں۔ھذاوماتوفیقی الاباللہ العلی العظیم

صنفہ وحررہ

مفتی اعظم سرحد

مفتی شائستہ گل القادری (رحمت اللہ علیہ)

الحمد للہ کہ اس رسالے کا ترجمہ بھی آج بروز ہفتہ بتاریخ ۲۸/اگست ۲۰۰۴ء مکمل ہوا

(نذرانۂ عقیدت،مترجم)

انگوٹھے چوم کر زندہ کر سنتِ صدیق رض کو
دخولِ جنت چاہئے تو کُن وسیلہ حضرتِ صدیق رض کو

الفقیر الی اللہ محمد عبدالعلیم القادری عفی عنہ محبِ صحابہ رض واہلبیت رض

ناظم اعلیٰ:

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی ۲۵ پاکستان

استغاثہ

ہرطرح سے میں فداہوں یارسول اللہ ﷺ

آپکے درکا میں گداہوں یارسول اللہ ﷺ

بلاواہو، بلاواہو، بلاوایارسول اللہ ﷺ

دن رات تڑپ رہاہوں یارسول اللہ ﷺ

عرصہ گذرگیا دیدارِ روضہ اطہرکو

ہرطرف سے مبتلائے ابتلا ہوں یارسول اللہ ﷺ

نظرآتے ہیں گنبدخضراپہ وہ نورکے جلوے

دیدارکیلئے پھرتڑپ رہاہوں یارسول اللہ ﷺ

عقیدت کی شمع، دل میں فروزاں ہے

قادری طریقت، محبِ اصفیا ہوں یارسول اللہ ﷺ

فرشتے قبرمیں آئیں تومیں محزون نہ ہونگا

سرکارکی آمدہے انتظار میں کھڑاہوں یارسول اللہ ﷺ

عطاہوجب نامۂ اعمال یارسول ﷺ

قدموں میں آ پڑاہوں یارسول اللہ ﷺ

دیکھے مجھے شعوب قدموں میں رسولؐ کے

نازکروں گاکہ میں امتی ادنیٰ ہوں یارسول اللہ ﷺ

صدائے خادمِ دیں لیل وشب درموسمِ باراں

بارانِ رحمت کن کہ بھرپورازخطاہوں یارسول اللہ ﷺ

مستغیث محمد عبدالعلیم القادری - پیر۴؍اکتوبر۲۰۰۴

﴿اظہارِ تشکر﴾

وہ علماء کرام جنہوں نے میرے ساتھ اس کتاب کے پروف ریڈنگ ،ودیگر معاملات میں مدددی کاتہہ دل سے مشکورو ممنون ہوں خصوصا مولانا عبداللہ قادری، مولانا تصور حیات قادری، مولانا عبدالغفور، مولانا دوست محمد القادری ،دعاہے اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا علماء کواس عظیم کارِ خیر

کا اجرِ عظیم عطافرمائے آمین، بجاہ سید المرسلین، یارب العٰلمین۔

﴿مترجم کی وضاحت﴾

معاون کتب برائے ترجمہ

عربی، پشتو سے اردو میں ترجمہ کرتے وقت میں نے درجہ ذیل کتب سے اعانت حاصل کی

کنزالایمان ،

مترجم (الشاہ احمد رضاخان افغانی ازقبیلہ بڑھیچ قندہار افغانستان ثم بریلوی رحمت اللہ علیہ)

مراۃ المصابیح،

مصنف، حضرت علامہ مفتی احمد یارخان گجراتی رحمت اللہ علیہ

شواہد الحق ،

مصنف

علامہ یوسف النبھانی رحمت اللہ علیہ

مترجم، حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتھم العالیہ

خطبۂ جمعہ

اعوذباالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَالِهٰذَا وَمَاکُنَّالِنَهْتَدِیَ لَوْلَآاَنْ هَدَانَااللّٰهُ ط لَقَدْجَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَابِالْحَقِّ ط وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَابِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ط

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ وَلَایَزَالُ حَیًّا قَیُّوْمًا عَالِمًا قَدِیْرًا مُدَبِّرًا سَمِیْعًا بَصِیْرًا ط

وَنَشْهَدُاَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ ط لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَنُکَبِّرُتَکْبِیْرًا ط

وَنَشْهَدُاَنَّ سَیِّدَنَاوَمَوْلَانَامُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی النَّاسِ کَآفَّةً بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۝

اَمَّابَعْدُ. فَیٰاَیُّهَاالنَّاسُ اِنَّ لَکُمْ مَعَالِمَ فَانْتَهُوْآاِلٰی مَعَالِمِکُمْ وَاِنَّ لَکُمْ نِهَایَةً فَانْتَهُوْآاِلٰی نِهَایَتِکُمْ فَاِنَّ الْعَبْدَالْمُؤْمِنَ بَیْنَ مَخَافَتَیْنِ بَیْنَ اَجَلٍ قَدْمَضٰی لَایَدْرِیْ مَااللّٰهُ صَانِعٌ بِهٖ ط وَبَیْنَ اَجَلٍ قَدْبَقِیَ لَایَدْرِیْ مَااللّٰهُ قَاضٍ فِیْهِ ط فَلْیَتَزَوَّدِ الْعَبْدُ مِنْ نَفْسِهٖ لِنَفْسِهٖ وَمِنْ حَیَاتِهٖ لِمَوْتِهٖ وَمِنْ شَبَابِهٖ لِکِبَرِهٖ وَمِنْ دُنْیَاهُ لِاٰخِرَتِهٖ فَاِنَّ الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَةِ ط فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ

مَـا بَعْدَ الْمُوْتِ مِنْ مُسْتَعْتَبٍ وَلَا بَعْدَ الدُّنْيَا دَارٌ اِلَّا الْجَنَّةُ اَوِ النَّارُ ۔ اَقُوْلُ قَـوْلِـیْ هٰـذَا اَسْتَـغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ مِسْكِیْنُ ابْنُ اٰدَمَ اَیُّ مِسْكِیْنٍ ۔ ثِـیَابُهٗ كَـفَـنٌ وَمَـرْكَبُـهٗ جَنَازَةٌ وَمِنْزَلُهٗ لَحَدٌ وَفِرَاشُهٗ تُرَابٌ ۔ بَیْتُهٗ خَرَابٌ وَوَلَدُهٗ یَتِیْمٌ وَمَالُهٗ مَقْسُوْمٌ

وَعَلَیْهِ الْحِسَابُ ۔ اِعْـلَـمُـوْا اَنَّ الدُّنْیَا اَوَّلُهَا بُـكَاءٌ وَاٰخِرُهَا فَنَآءٌ وَعَاقِبَتُهَا تُرَابٌ ۔ حَلَالُهَـا حِسَابٌ وَحَرَامُهَا عَذَابٌ وَشُبُهَاتُهَا عِتَابٌ ۔ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ اَیْنَ الْمُلُوْكُ الْمَاضِیَةِ وَالْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ۔ مَالَـكُمْ لَا تَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِمْ وَلَا تَعْتَبِرُوْنَ ۔ فَاجْتَهِدُوْا فِی الطَّاعَاتِ ۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ وَنَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ ۔ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ اَمْ اَبْرَمُوْا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ۝

اس خطبہ کے بعد تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائے

اور پھر دوسرا خطبہ شروع کرے

اَلْـحَـمْـدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ۔ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۔ وَنَشْهَـدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

وَرَسُوْلُهٗ ؕ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ؕ
وَعَلَى الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ وَعَلٰى سَائِرِ
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ خُصُوْصًا عَلٰى خَيْرِالْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِيْنَ اَبِیْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ ؕ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى
مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِحْرَابِ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَابْنِ الْخَطَّابِ
رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانِ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ
عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى اَسَدِاللّٰهِ الْغَالِبِ
اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى
الْاِمَامَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ
عَبْدِاللّٰهِ الْحُسَيْنِ ؕ وَعَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ
بِنْتِ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ
وَسَائِرِ فِرَقِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ؕ وَالتَّابِعِيْنَ الْاَبْرَارِ ؕ رِضْوَانُ
اللّٰهِ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ؕ عِبَادَاللّٰهِ ؕ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
يَاْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُاللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَاتَصْنَعُوْنَ ؕ

خطباء کیلئے آخر میں خطبہ کا اضافہ کیا
نماز جمعہ کے بعد فقیر کو دعاؤں میں یاد فرمائیں
الفقیر الی اللہ محمد عبدالعلیم القادری
ناظم اعلیٰ:
دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی

﴾شجرہ قادریہ غفوریہ﴿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خداوندا تو ذات کبریا کیواسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کیواسطے

التجا کرتا ہوں تجھ سے یا الہ العٰلمین
کھول دے مشکل علی مرتضیٰؓ کیواسطے

شیخ حسنؒ بصری کا نام لاتا ہوں شفیع
شیخ حبیب عجمیؒ پیرِ ھدیٰ کیواسطے

طاقتِ علم وعمل دے یا الہ العٰلمین
حضرتِ داوٗدؒ طائی رہنما کیواسطے

حضرتِ معروف کرخیؒ کیلئے تو رحم کر
شیخ عبداللہؒ سری اولیاء کیواسطے

یاالٰہی دے مجھے شوق وصالِ احمدی
شیخ جنیدؒ بغدادی بے ریا کیواسطے

یاالٰہی دین ودنیا میں میرا دل شاد کر
شیخ شبلیؒ نور وصفا کیواسطے

شاد کر مجھ کو الٰہی غم زدہ ہوں بے نوا
شیخ عبدالواحدؒ تمیمی رہنما کیواسطے

حوضِ کوثر دے مجھے اور قرب ختم المرسلین
بوالفرح طرطوسؒ عین اصفیا کیواسطے

شیخ ابوالحسنؒ ہنکاری جمالِ اولیاء
شیخ ابوسعید مبارکؒ مقتدا کیواسطے

دل کو روشن کر طفیلِ غوثِ اعظمؒ باصفا
قبلہ حاجات کعبہ مدعا کیواسطے

فضل کر مجھ پر طفیلِ شاہِ دولہؒ باکمال
شیخ شاہ منورؒ مقبولِ خدا کیواسطے

دین ودنیا کا وسیلہ کن ہمارے سب لئے
شیخ شاہ عالمؒ جمالِ اتقیا کیواسطے

شیخ احمدؒ ملتانی دوجہاں کے دستگیر
شیخ جنیدؒ پشاوری کمالِ اصفیا کیواسطے

یاالٰہی کر مجھے محبوب اپنا بے ریا
شیخ محمد صدیقؒ بشاونی اولیاء کیواسطے

دور کر مجھ سے الٰہی غم الم روزِ جزا
شیخ محمد عمر الٰہیؒ ذوا العطاء کیواسطے

بخش دے اپنی محبت یااِلٰہ العٰلمین
شیخ محمد شعیبؒ کمالِ اولیاء کیواسطے

آرزو کرتا ہوں تجھ سے یاغفورالمذنبین
شیخ عبدالغفورؒ سراجِ اولیاء کیواسطے

روشنی دے دل میرے کو یارشیدالمرشدین
شیخ عبدالوہابؒ مرشد اولیاء کیواسطے

دور کر ظلمت ہماری دو جہانوں کیلئے

شیخِ ما عبدالحنانؒ پرُ صفا کیواسطے

فیض دے مجھ کو الٰہی دین و دنیا میں تمام

شیخ جلال الدینؒ جلالِ اولیاء کیواسطے

یاالٰہی کر عطا مجھ کو رضائے احمدی

شیخ عبدالسبحان شمس الاولیاء کیواسطے

علم و عرفان سے منور کر قلوبِ مسلمین

شیخ عبدالعلیم خادم اولیاء کیواسطے

بخش دے میرے معاصی یاالٰہی درجہاں

برطفیل ان اولیاء واصفیا کیواسطے

﴿وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین﴾

اللھم صل علی محمد وآلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ

اللھم صل علی محمد وآلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ

اللھم صل علی محمد وآلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ

اللھم صل علی محمد وآلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ

اللھم صل علی محمد وآلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ

اللھم صل علی محمد وآلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ

اللھم صل علی محمد وآلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ

دعا بعد نماز جنازہ

تصنیف

حجۃ الاسلام مفتی اعظم سرحد مولانا شائستہ گل صاحب

مترجم

محمد عبد العلیم القادری

ناشر

مفتی اعظم سرحد اکیڈمی